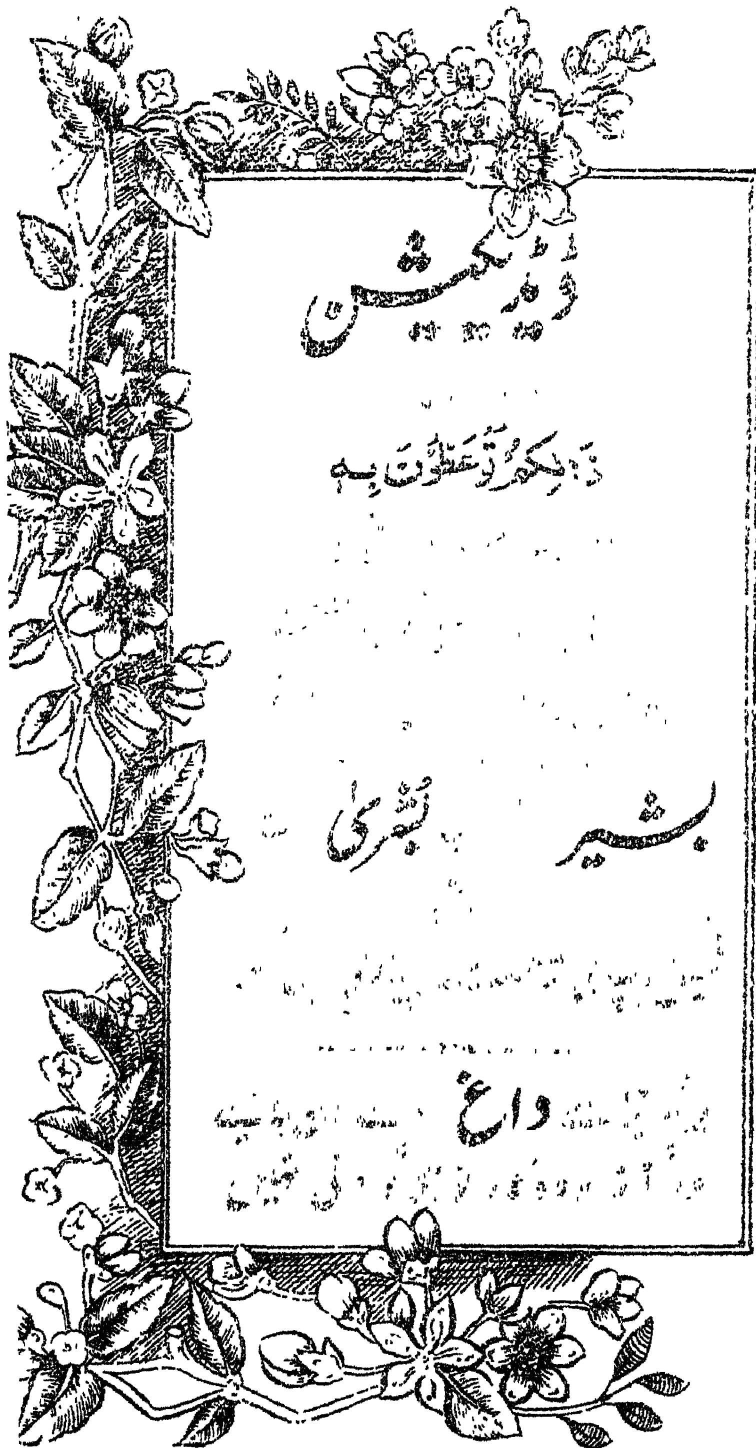
ذالک لخت لکبد المہر

لخت جگر

حصّہ [illegible]

مصنّفہ

بشیر الدین احمد



ڈیڈیکیشن

ڈاکٹر [illegible]

بشیر بشریٰ

داغ

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَهُدُوٓا إِلَى ٱلطَّيِّبِ مِنَ ٱلْقَوْلِ وَهُدُوٓا إِلَىٰ صِرَٰطِ ٱلْحَمِيدِ

ترانۂ وحدت

ہر ذرے میں ہے ظہور تیرا　ہر برق و شرر میں نور تیرا

افسانہ ترا جہاں بتاں ہے　چرچا ہے قریب و دور تیرا

ہر ذرۂ خاک میں ہے لمعاں　مخصوص نہیں ہے طور تیرا

محتاجِ شراب و جام کب ہے　جس دل کو ہوا سرور تیرا

گاتے ہیں سحر ہوا میں کیا کیا　دم بھرتے ہیں سب طیور تیرا

تو جلوہ فگن کہاں نہیں ہے　وہ جا نہیں تو جہاں نہیں ہے

تاروں میں چمک دمک تری ہے　جو رعد میں ہے کڑک تری ہے

ہے باعثِ رونقِ گلستاں　شاخوں میں لہک لچک تری ہے

ہر غنچے میں ہے ترا تبسم　ہر گل میں بھری مہک تری ہے

اور اُن کو عمدہ بات کی ہدایت دی گئی تھی اور اُن کو اُسی (خدا) کا رستہ دکھایا گیا تھا جو سزاوار حمد (و ثنا) ہے۔ ۲ تجلی۔ ۳ چنگاری۔ ۴ چمکدار۔ ۵ وہ پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تجلی دیکھی تھی۔ ۶ صبح۔ ۷ پرند۔ ۸ درخشاں دکھانے والا۔ ۹ جلوہ۔ ۱۰ کڑک۔ ۱۱ مسکراہٹ۔ ۱۲ خوشبو۔

نغمے ہر زبانِ خوش گلو کے
کہتی ہے کلی کھلی زباں سے
بشگفتہ ہے تو چمن چمن میں

کہتے ہیں یہ سب چہک تری ہے
میری یہ نہیں - چمک - تری ہے
خنداں ہے گلاب یا سمن میں

شعورِ قدرت

الٰہی نور تیرا ہر بشر میں دیکھتے ہیں
ترے نظاروں کو ہم بحر و بر میں دیکھتے ہیں
جو عشق اہلِ وفا کو ہے تیری ہستی سے
تماشہ خانۂ قدرت کے دیکھنے والے

ضیا مہر میں نور قمر میں دیکھتے ہیں
صفا قطرہ میں حشمت گہر میں دیکھتے ہیں
کسی دل میں کسی جگر میں دیکھتے ہیں
تجھے حجر میں شجر میں ثمر میں دیکھتے ہیں

(شیخ نذر محمد - انور)

خدا کے جلوے

بتا و مہرِ منور میں نور کس کا ہے؟
یہ تجھ میں اے دلِ شاعر سرور کس کا ہے؟

سمایا انجم تاباں ظہور کس کا ہے؟
دماغِ فلسفی - تجھ میں شعور کس کا ہے؟

یہ سارے جلوے ہیں کس کے؟ خدا کے جلوے ہیں!

رنگ - اچھے لگنے والے - کھلا ہوا - ہنستا ہوا - چمکیلی سورج کی روشنی - چاند کا نور - تماشوں - سمندر اور خشکی - موتی کی آنکھ - وجود - تماشہ گاہ - پتھر - درخت - پھل - چمک - دار سورج - درمیان - بیچ - چمکتے ہوئے تارے - ظاہر ہونا - خود ہستی - حکیم اور دانش مند کا دماغ - سمجھ - ۱۲ -

وہی ہے رعد میں، بجلی میں، اور بادل میں	اُسی کا جلوہ ہے ہر شکل ہر ایک جنگل میں
اُسی کی بو ہے گلوں میں، اُسی کا رس پھل میں	اُسی کی نکہتِ تر ہے صبا کے آنچل میں

یہ سارے جلوے ہیں کس کے؟ خدا کے جلوے ہیں!

ہر ایک برگِ چمن سر بسر ہے پتا دیتا	جو گل سے پوچھو تو وہ بھی ہے مسکرا دیتا
ہر ایک سرو جو انگلی ہے یوں اٹھا دیتا	نشاں اُسی کا جہاں میں ہے یہ بتا دیتا

یہ سارے جلوے ہیں کس کے؟ خدا کے جلوے ہیں!

چمن میں، دشت میں، وادی میں، کوہ و صحرا میں	گہر میں، آب میں، شبنم میں، بحر و دریا میں
شرر میں، شعلے میں، آتش میں، برقِ سینا میں	شمیمِ گل میں، نسیمِ مسرت افزا میں

یہ سارے جلوے ہیں کس کے؟ خدا کے جلوے ہیں!

اُسی کے جلوے ہیں سارے جو چشمِ بینا ہو	تمام ذرّے ہیں تارے جو چشمِ بینا ہو
وہ روبرو ہے ہمارے جو چشمِ بینا ہو	بشر زباں سے پکارے جو چشمِ بینا ہو

یہ سارے جلوے ہیں کس کے؟ خدا کے جلوے ہیں!

بہار ہونے سے مراد ہے رونق - خوشبو - پتہ دیتا ہوا - بتاتا - ظاہر - باغ - جنگل - گھاٹی - پست و ہموار زمین جہاں دریا کا پانی چڑھتا ہو - پہاڑ اور جنگل - صبح کے وقت جو شبنم کا دھندلا پن ابر کی شکل میں ہو - پالا - آگ - برق بجلی - سینا = عرب کے شمال مغرب میں ایک پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ کو نبوت ملی تھی - خوشبو - خوشی بڑھانے والی ٹھنڈی ہوا - دیکھنے والی آنکھ - سامنے - انسان ۱۲

نعت

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

غیر بیگانے - جائے پناہ - کم زور - ٹھکانا - حامی - مالک - آقا - برائی چاہنے والے کے دل میں بھی جگہ کرنے والا - فسادوں - تہ و بالا - الٹ پلٹ - مختلف فرقوں کو ملا دینے والا - مکہ معظمہ میں ایک پہاڑ ہے جس کے غار میں حضرت رسول خدا صلعم نبوت سے پہلے چند روز خدا کی عبادت کیا کرتے تھے - طرف - کچا تانبا - خالص سونا - مدتوں - جہالت - حالت - گروہ - حالت بدل گئی - ۱۲

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی	عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی	اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

سبق پھر شریعت کا اُن کو پڑھایا	حقیقت کا گُر اُن کو اک اک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا	بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیے ایک پردہ اٹھا کر

نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے	نہ آگاہ تھے مبدا و منتہا سے
لگائی تھی اک اک نے لو ماسوا سے	پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے

یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا
یہ راعی نے للکار کر جب پکارا

کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق	زباں اور دل کی شہادت کے لائق

آواز۔ دھن۔ لو۔ شوق۔ سبق۔ حکمت۔ بھید۔ بھید۔
پوشیدہ بات۔ غل کر۔ حکم تقدیری۔ بدلا۔ مکافات۔ شروع
ختم یعنی آغاز و انجام۔ خدا کے علاوہ یعنی غیر سے۔ ریوڑ۔
چرواہا مراد پیغمبر صاحب سے ہے۔ ۱۲

اسی کے ہیں فرماں بطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی
(حالی)

عشق نبی اکرم صلعم

عشق خیر الانام رکھتے ہیں
بادۂ الفت نبی ہے مدام
سب نبی مقتدی ہیں جن کے
بادشاہان دوجہاں پہ شرف
اے خدا روضۂ نبی دکھلا

ہم کسی سے نہ کام رکھتے ہیں
دل کا لبریز جام رکھتے ہیں
ہم وہ اپنا امام رکھتے ہیں
ان کے ادنیٰ غلام رکھتے ہیں
وردیہ صبح وشام رکھتے ہیں

(۹)

حکم - ماننا - برتی - پاک - جدا - خلقت میں سب سے بہتر یعنی ع
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر - محبت کی شراب - ہمیشہ - پیالے کے نیچے -
پیروی کرنے والے - پیشوا - بزرگی - برتری -
کم سے کم - وظیفہ - ۱۲

چوں کہ میرے والد ماجد اعلیٰ اللہ تعالیٰ مقامہٗ کو تعلیم نسواں کا بڑا خیال تھا اور اسی سبب سے وہ تعلیم نسواں کے بانیوں (محرک) مانے جاتے ہیں۔ اُن کی بیش بہا تالیفات اور قابل قدر تصانیف ہندوستان کے ہر گوشے میں پھیلی پڑی ہیں۔ جب اُن کو عام تعلیم نسواں کی تعلیم کا یہ اہتمام و شغف تھا تو چراغ تلے اندھیرا کیسے رہ سکتا تھا۔ وہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ میں نہ تھے کہ خود فضیحت و دیگراں را نصیحت کے مصداق بنتے۔ بہترین اور موثر اصلاح وہی جو اپنے گھر سے شروع ہو۔ اسی وجہ سے ہمارے گھرانے کی چھوٹی بڑی عورتیں بلا استثنائے احدے سب لکھی پڑھی ہیں یا یوں سمجھیے کہ اس آفتاب علم کی شعاعوں سے جہالت کی تاریکی علم کی روشنی سے بدل گئی۔ چوں کہ تعلیم نسواں کی اس زمانے میں بنیاد پڑی تھی وہ نرا ڈھونڈا ہی ڈھونڈا تھا۔ کیوں کہ کوئی کام ابتدائی حالت میں تول میں پورا نہیں اترتا نہ نوک پلک سے درست ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ اُن کا مرتبہ بلند کرے۔ عورتوں کی تعلیم۔ تحریک کرنے والے۔ شروع کرنے والے۔ قیمتی۔ انمول۔ لاجواب۔ بہت سخت محبت۔ مسلمانو! ایسی بات کیوں کہا کرتے ہو جو تم کرتے نہیں۔ مطلب یہ کہ آپ تو کچھ کرتے نہیں اور دوسروں کو نصیحت کرتے پھرتے۔ اور عجیب چلتی ہوئی بات۔ سب سے بہتر۔ اثر کرنے والی۔ بعض سے ایک بھی نہیں چھوٹا۔ گرداں ... ابتدائی ڈھانچ۔ ہر پہلو سے۔ باریکی سے۔

آگے چل کر اس کا عیب و صواب درست کیا جاتا ہے اور خاکے میں رنگ
بھرا جاتا ہے جب کہیں جاکر نکھرے سے شکل نمایاں ہوتی ہے۔ پس پہلی کھیپ
شک نہیں کہ ہاتھ پاؤں مار کر جہالت کے قعر سے کچھ کچھ اُبھر آئی تھی یعنی
برائے نام کچھ لکھ پڑھ کر شمینگ کٹا کر بچھڑوں میں مل گئی تھی لیکن اُس
سٹینڈرڈ (معیار) کو میں ایسی تعلیم نہیں سمجھتا جس سے انسانی قوائے
عقلی کا نشوونما ہوا جو دنیا میں پوری طرح بکار آمد ہو۔ لیکن اس اُٹھتی ہوئی
سطحی تعلیم نے بھی عورتوں میں ایک مفید تحریک پیدا کر دی اور اُن
بیڈول ناتراشیدہ کندوں کو گھڑ گھڑا کر سڈول کر دیا۔ اب صرف
اُن میں خوب صورتی پیدا کرنا۔ بیل بوٹے۔ نقش و نگار نکالنا۔ نزاکت
اور نفاست اور دل ربائی پیدا کرنا کچھ ایک دن کا کام نہ تھا کہ ہتیلی پہ
سرسوں جم جائے بلکہ اُس کا مصلح زمانہ اور ضروریات زمانہ ہیں۔ زمانہ
خود بہ تدریج اُن کو سانچے میں ڈھال لے گا اور کور کسر جو رہ گئی ہے

---

[1] برا اور اچھا۔ [2] پہلا نقش جو نمونے کے طور پر بنایا جائے۔ [3] ہر طرح اچھا۔ [4] پارٹی۔ گروہ
[5] گہرائی۔ [6] اُچک آنا۔ اوپر نکل آنا۔ [7] بڑے ہو کر چھوٹوں میں مل جانا یعنی کسی کام کو وقت
گزرنے کے بعد شروع کرنا۔ [8] کسوٹی۔ [9] ترقی۔ بڑھنا۔ [10] کام کی۔ [11] اوپری۔ [12] بالائی۔ [13] جنبش۔
[14] بدقوارہ۔ [15] بینگم۔ بن گھڑے۔ [16] خوش نما۔ [17] عمدگی۔ [18] دل کو مائل کرنا۔ [19] پسندیدگی۔ کسی بات کو
چاہنا کہ فوراً ہو جائے۔ [20] اصلاح کرنے والا۔ سنوارنے والا۔ [21] رفتہ رفتہ۔ [22] نقص۔

نکال دے گا - پتنگ کو صرف دریائی[1] کی ضرورت ہے - رہی پرواز[2] وہ ہر شخص
کی خواہش اور صدقِ طلب اور شوق پر موقوف ہے - مسلمانوں
میں تعلیم کا چرچا سر سید کا صدقہ ہے - انھوں نے ہی ان کو خوابِ
غفلت سے جھنجھوڑا[3] - اُن کی سعی[4] بار آور[5] ہوئی کہ پچھلے پچاس برس میں
کہیں سے کہیں ہوگیا یا یوں کہیے کہ نیست[6] سے ہست ہوگیا - پہلے گریجوایٹ[7]
ڈھونڈھے[8] سے نہ ملتا تھا اور اب ہر سال کھیپوں[9] کے کھیپ نکلتے ہیں [illegible]
جس کے یہ معنی ہیں کہ ہماری قوم میں تعلیمی بیداری[10] پیدا ہوگئی مگر نصف
قوم ابھی بے دادی[11] کی حالت میں ہے یعنی ایک آنکھ میں تو روشنی[12] کی
چمک دمک[13] ہے اور دوسری بے نور ہے - لیکن جب تک انسان
کی دونوں آنکھیں منور و متجلی[14] نہ ہوں - ایک نقص[15] باقی رہتا ہے اور یہ
نقص بھی بڑا بھاری نقص ہوگا - آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میری مراد آنکھوں[16] سے
کیا ہیں - ایک آنکھ سے مراد مرد ہے دوسری سے عورت - کوئی وجہ نہیں
ہے کہ ایک آنکھ کو تو علم کی بصارت سے تقویت دیں اور دوسری کو جہالت[17]
کے دھند[18] میں رکھیں - روشن ہوں تو دونوں ورنہ دنیا چوپٹ[19] - اب

---

۱ اڑا دینا - ۲ اڑنا - ۳ جگانا ہلانا - ۴ کوشش - ۵ کامیاب نتیجہ خیز - ۶ عدم سے وجود میں آگیا نمایاں ہوگیا - ۷ یونیورسٹی کا ڈگری یافتہ بی اے یا ایم اے - ۸ تلاش - ۹ گروہ - ۱۰ جاگ ؛ چونک - ۱۱ کس مپرسی - ۱۲ مآل اندیش - ۱۳ رونق - ۱۴ جس میں نور ہو - ۱۵ چمک دار - ۱۶ عینیہ متقابلہ - ۱۷ نقصان پہنچانا - ۱۸ برباد - ۱۹ [illegible]

ان تعلیم یافتوں سے گھر اُجڑ گئے۔ ستھری شستہ بدن کی بیویاں منڈھی جائیں تو
کھوٹے ہیں گلا رشتہ کا پیوند کیسے کھپے گا - ماں زاغ باپ کُلنگ بچے
نکلے رنگ برنگ - یہ آسمان زمین کا فرق زندگی کی متاہلانہ حالت
میں عجیب دو رنگی اور بدرنگی پیدا کرتا ہے اور ایسی حالت میں یونیٹی
(توحید) ناممکن ہے - میاں بات بات میں علم کی پینگ بڑھاتا ہے اس کا
اوڑھنا بچھونا یا یوں کہو کہ شرطِ زندگی علم ہے - رہی بیوی وہ جہالت
کی پوٹ توہمات میں لُوٹ پوٹ - آپ ہی بتلائیے کہ کیسا بے جوڑ جوڑ ہے
اور یہ بیل کیسے منڈھے چڑھ سکتی ہے - اُنیس بیس کا فرق تو کھپ بھی
سکتا ہے مگر دن رات کا فرق کیوں کر سمٹ سکتا ہے - یہ بات بھی کسی سے
پوشیدہ نہیں کہ تعلیم و تربیت کا پہلا گہوارہ ماں کی گود ہے - کسی مدرسے
کسی کالج کی تعلیم وہ نفع نہیں پہنچا سکتی جو ماں کی گود سے پہنچتا ہے - جب
مائیں ہوں جاہل تو بچے کیوں نہ ہوں کاہل - بچوں کی جہالت آنے والی
نسل کی جہالت کا پیش خیمہ ہے - مردوں کی نری تعلیم سے کچھ کام نہیں چلتا -

منڈھنا - زبردستی گلے ڈالنا - برائے نام لکھی پڑھی - اُٹھایا گیا ہو - شک کیا جائے گا
کُلنگ - ایک قسم کا پرند جانور - بڑا کھلا ہوا فرق - بیاہی ہوئی زندگی - یکجہتی - جھولے
کے لمبے جھونٹوں کو پینگ بڑھانا کہتے ہیں یعنی ترقی کرنا - جس چیز کی ہر وقت دُھن لگی رہے - پوٹلی
گٹھری - وہم - شک - میلا جکڑی ہوئی پھنسی ہوئی - کامیاب ہونا - تحقیق تجھیں - ڈھکی - پالنا
نشست - ابتدا - ۱۴ -

عورتوں کو ان کی خاطر تعلیم نہ دو تا ہم محض یہ ذلالہ - اپنے بچوں کی خاطر تعلیم دلانا فرض عین ہے ورنہ تمھاری اولاد غارت ہوگی - جو ماں خود جاہل ہوگی وہ بچے کو کیا سُدھار سکے گی نتیجہ یہ کہ پیچھے کا زمانہ جو کیر کٹر بولڈ (چال چلن) بنانے کا زمانہ ہے وہ رائگاں جائے گا اور جس عمارت کی بنیاد مستحکم نہ ہوگی وہ دوسرے سے منزلہ کب بن سکتی ہے - اگر بنا بھی دو گے تو دھڑام سے گر پڑے گی - تعلیم یافتہ مرد کو تعلیم یافتہ بیوی ملنے اور بچوں کے لیے ایک تعلیم یافتہ ماں کے ہونے کی دُہری دُہری شدید ضرورتوں نے عورتوں کی تعلیم کی ضرورت کو بہت شد و مد سے ہمارے سامنے پیش کیا ہے اور ہم سے اس کی واجبیت اور اہمیت کو منوا دیا ہے - خوشی کی بات ہے کہ شریف گھرانوں میں اب لڑکیوں کی تعلیم کا سٹینڈرڈ بلند ہوتا جاتا ہے تاکہ زن و شو میں ایسا فرق جو اجنبیت اور بیگانگی اور عدم مجانست کی بنا ہوتا ہے باقی نہ رہے - اسی خیال سے میں نے بھی اپنی ماں بہنوں سے کہیں زیادہ اپنی لڑکی کو تعلیم دلائی ہے - ابھی لوگ لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دلانے اور مدرسوں میں بھیجنے سے پرہیز کرتے اور غیر ضروری سمجھتے ہیں

لیے - برباد - سنوارنا - درست کرنا - ضائع - بے فائدہ - مضبوط - گرنے کی آواز - سختی یا اہتمام - بڑائی - ضرورت - تسلیم کرا دیا - بیوی میاں - غیریت - ہم جنس نہ ہونا - بھڑکنا - چونکتا ہونا -

ایسے لوگوں کی نظر میں جو انگریزی رنگ کے دائرے میں حصولِ علم کا مآلِ کار صرف
نوکری ہی ٹھہرا ہے اور ظاہر ہے کہ ہماری لڑکیوں کو نوکری کرنا نہیں تو
پھر تعلیم دلوانے میں اتنی تگ و دو کاوش سے سود۔ اگر تعلیم کا انتہائی مقصد
صرف نوکری ہی سمجھ لیا گیا ہے تو ع بریں عقل و دانش بباید گریست
علم کے ان بے شمار ضروری فوائد جو قدم قدم پر ہم کو مدد دیتے ہماری
زندگی کی مشکلوں کو آسان کرتے۔ ہماری عقل کو بڑھاتے اور
ہمارے ذہن کو جِلا دیتے ہماری ذمہ داریوں سے ہم کو آگاہ کرتے
حقوق جائز و ناجائز کا فرق بتلاتے۔ غرض سب کچھ سکھاتے ہیں
یہ سب باتیں ان لوگوں کی نظر میں غیر ضروری اور بے وقعت ہیں
حالانکہ ان ہی کا جاننا ہم کو دنیا کی منزل میں سیدھی راہ چلاتا
اور صراطِ مستقیم سے ڈگمگانے نہیں دیتا۔ میری لڑکی اُس کی مادری
زبان اردو کی نوشت و خواند کے علاوہ فارسی بھی اوسط درجے کی
جانتی ہے۔ اب رہی انگریزی اُس کو دلی کے بہترین مدرسے میں
پڑھوایا گیا ہے جس کی اُستانیاں یورپین گریجوایٹ ہیں۔ اس میں

انجامِ کار۔ نتیجہ۔ کوشش کرنا۔ لگنا۔ لپٹنا۔ سے فائدہ۔ ایسی عقل اور سمجھ
پر تو رونا چاہیئے۔ جس کی انتہا نہ ہو۔ بہت کثرت سے۔ سیدھا رستہ۔
واقف۔ سیدھا رستہ۔ قدم اُکھڑنا۔ متزلزل ہونا۔ لکھنے پڑھنے۔ بیچ کا رستہ ۱۲

شک نہیں کہ حکم قضا و قدر نے جس کی مصلحت خدا ہی بہتر جانتا ہے اس ننھی سی جان کو ماں کی گود کی برکتوں سے محروم کر دیا۔ مگر اسی قادر مطلق نے ایک در بند کیا تو سو کھول دیئے۔ یورپین گورنس کی تعلیم و تربیت نے انگریزی تحریر و تقریر میں اس کو بہت فائدہ پہنچایا اور یہی بڑی وجہ ہے کہ انگریزی بولنے اور لکھنے پر اچھی قدرت رکھتی ہے۔ اب غور کیجیے کہ اگر اس کی ماں تعلیم یافتہ ہوتی جیسا کہ تعلیم یافتہ ہونے کا حق ہے تو کیا کچھ مدد نہ کرتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باپ کے علاوہ ماں کا حق بھی مجھے ادا کرنا پڑا۔ مدرسہ کیسا ہی اچھا ہو وہاں کی استانیاں بھی قابل اور شفیق ہوں۔ محض مدرسے کی پڑھائی پر جو بھروسہ کرتا ہے غلطی کرتا ہے۔ ان کو ایک ہی بچی نہیں ہے جو اپنی ساری توجہ اسی طرف جھونک دیں۔ ان کو جماعت کی جماعت کو تعلیم دینا پڑتا ہے۔ بس ان کی توجہ منقسم ہو جاتی ہے جس کا ایک کسری حصہ اسے بھی پہنچتا ہے۔ اس لیئے میں نے اولاد کی تعلیم و تربیت کا ایک بڑا حصہ اپنے ذمے لیا کیا لینا پڑا۔ نوکری کے جھمیلوں میں اس طرف سے کبھی غفلت نہ کی تو اب خانہ نشینی کے زمانے میں اس کے سوائے مشغلہ ہی کیا ہے۔

حاصل نہ ہوئی۔ اتالیق۔ لکھنا بولنا۔ بچی ہوئی۔ ایک عدد کے کسی ٹکڑے کرنا مثلاً تہائی چوتھائی وغیرہ۔ بکھیڑوں۔ ۱۲

سچ [illegible] بگذریم - میرے باپ نے مجھے خود
پڑھایا لکھایا - جو کچھ نصیب ہوا انھیں کا طفیل ہے - میں بھی اُس امانت
کو وراثتہً اپنی اولاد کی طرف منتقل کرتا ہوں - باپ سے زیادہ کون
دل دہی اور شفقت سے اپنی اولاد کو تعلیم دے سکتا ہے - انسان فطرتاً
بڑا خود غرض ہے - مگر اولاد کا جب نام آیا تو خود غرضی کافور - ہر باپ
چاہتا ہے کہ میری اولاد ہر اعتبار سے مجھ سے بہتر ہو - باپ کا بس نہیں چلتا
کہ علم گھول کر پلا دے - لیکن جتنا کچھ میں کر سکا ہوں وہ بھی مغتنمات
سے ہے - لوگ اپنی اولاد کو ہر طرح آرام و آسایش پہونچانے میں سعیِ
بلیغ کرتے ہیں - خود دُکھ اُٹھاتے مگر اُن کو سُکھ پہونچاتے ہیں - عمدہ
عمدہ کھانا کِھلاتے - اپنے مُنہ کا نوالا نکال کر دیتے - آپ موٹا جھوٹا
پہن کر گزران کرتے مگر اُن کو اچھے اچھے کپڑے پہناتے اور دیکھ دیکھ کر
خوش ہوتے ہیں - شادی بیاہ میں تو دل کھول کر روپیہ خرچ کرتے
اور حاتم کی گور پر لات مارتے - قرض و دام کرتے اور عارضی واہ واہ
کی بدولت بال بال قرض میں جکڑ جاتے - مگر تعلیم کا ایک سب سے

میری زندگی کا دار و مدار اسی پر ہے - حاصل - جو باپ سے بیٹے کو ملے - پہونچانا - دے دینا - دل لگا کر
جان توڑ کر - قدرتی طور پر - غائب - ناپید - غنیمت - بڑی کوشش - تکلیف - آرام چین - بڑی فیاضی کرنا
حاتم کو بھی سخاوت میں مات کرنا - ادھار - چند روزہ - تمام و کمال - سر سے پیر تک - بندھ جاتے - گرفتار ہو جاتے

ضروری اور اہم خرچ جو ہمیشہ اولاد کو مستقل فائدہ پہنچاتا اور بنا دیتا
ہیں اُن کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیتا ہے بہت اکھرتا ہے کیونکہ اس میں
نفع عاجل حاصل نہیں ہوتا۔ تھیلیوں کی تھیلیاں خالی ہوتی چلی جاتی ہیں
مگر واہ وا کوئی نہیں کرتا۔ چار میں نام نہیں نمود نہیں۔ خرچ کرنے والا
جانے یا جس پر خرچ ہوتا ہے وہ جانے۔ افسوس ہے کہ نمائشی اور عارضی
واہ وا اور دنیا کی جمع خرچ پر تو دولت لٹائیں اور تعلیم میں روپیہ انویسٹ
کرنے سے بغلیں جھانکنے لگیں۔ جی چرائیں اور ناک بھوں چڑھائیں
لیکن جاننے والے جانتے اور سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ دولت کا
بہترین اور نتیجہ خیز مصرف اگر ہے تو اُس کا تعلیم میں لگانا ہے جس کا
انٹرسٹ (سود) ہمیشہ چلتا رہتا ہے اور نسلاً بعد نسل ایک کے چھ دس
اور بیس بیس ملتے ہیں۔ اول تو مسلمانوں کی قوم بالعموم مفلس قلاش
علم سے بے بہرہ اور کوئی ایک آدھ صاحب ثروت نکل بھی آیا اور
اُس نے اپنی اولاد کے لیئے کچھ سرمایہ بفرض محال چھوڑا بھی تو وہ کب
تک چلے گا۔ اگر احتیاط سے صرف کریں گے تو شاید کچھ دن کفایت کر

ناگوار۔ جلدی کا نفع۔ وقتی، دکھاوے کی۔ برباد کریں۔ لگانا، مصروف کرنا۔ پہلوتہی کرنا، شرمانا،
بہانے ڈھونڈھنا۔ ناگوار ہونا، خفا ہونا۔ کام کا۔ ذریعہ صرف۔ پیڑھی در پیڑھی۔ مفلس بے نصیب۔
مقدور والا، دولت مند، خوش حال۔ اثاثہ، پونجی۔ ناممکن۔ برقرار یا قائم رہے گا۔ وفا کرے گا،
کافی یا بسر آئے گا۔ ۱۲

اور اگر یہ مالِ مفت دلِ بے رحم سمجھ کر دھڑی دھڑی کر کے لٹائیں گے
جیسا اکثر بے مشقت دولت ہاتھ آجانے سے اکثر ہوتا ہے تو چار دن کی
چاندنی اور پھر اندھیری رات۔ خدا کسی کو بنا کر نہ بگاڑے۔ نعوذ
باللہ من الحور بعد الکور۔ امیروں کے بچے ناز و نعم کے پلے
آرام و آسائش کے عادی۔ قدم قدم پر اُن کے آنکھیں بچھائی
جاتی تھیں۔ اللہ آمین منائی جاتی تھی۔ اگر خدا نخواستہ گردشِ
روزگار کے بھنور میں کبھی گھر گئے تو چیں کہ [illegible] اور سختی
اُٹھانے کے عادی نہیں ہوتے وہی دن میں [illegible] اُٹھتے ہیں
منہ دریغ لٹانے اور اگلے پچھلے اڑانے کے بیٹے تو قارون کا
خزانہ بھی ہو تو اُسے زوال ہے مگر ہاں دولتِ علم بے شک لازوال
ہے۔ نہ وہ گھٹتی ہے نہ اُسے چور چکار کا خوف و خطر ہے۔ بلکہ اس میں سے
جتنا خرچ کرو اور بڑھتی ہے۔ کپڑا لتا روپیہ پیسہ لگانا کچھ کام نہ آئے گا
ہاں تعلیم پر جو کچھ لگا دیا بس وہی نیک لگا اور وہی مستقل اور بڑھنے والا

مالِ مفت دلِ بے رحم کا یعنی مفت کا مال ہمیشہ بے دردی سے اُڑایا جاتا ہے۔ بے دریغ
ہتھیا [illegible] لٹانا۔ برباد کرنا۔ ضائع کرنا۔ پناہ مانگتے ہیں ہم خدا سے نقصان پہنچ
سے زیادتی کے بعد یعنی خدا کسی کو دست نگر نہ کرے۔ لاڈ پیار۔ عادت پڑ جانا۔ خوگر ہونا۔
خیر و عافیت۔ خیر خبر۔ زمانے کی کایا پلٹ۔ گرداب۔ جہاں پانی چکر کھاتا ہے۔ واویلا کرنے لگتے
پکار اٹھنا پیچ کھتے۔ بیزار ہو جاتے۔ مزے اڑانا چین کرنا۔ گلچھرے [illegible] آیا۔ ٹھکانے لگانا۔ ۱۲

نظم

قطعہ

مسلمانو اگر تم میں ہے کچھ فکر بقا باقی
تو لو اب اٹھو کہ ہے اسلام کے شیرازہ کیا باقی

کہاں کی قوم کیسی خیر خواہی کس کی ہمدردی
کہ لوگوں میں نہیں ہے اب تو پاس اقربا باقی

کچھ ایسی اجنبیت ان دنوں ہے پھیلی ہے
نہیں گویا کہیں کوئی کسی کا آشنا باقی

ہمارا رکھا ہے آزادی نے وہ سکہ کہ لوگوں میں
نہ قائم ہے ادب باقی نہ آئین حیا باقی

یہ کیا لیاقت ہے خدا ترسا ہم سب کو
کہیں ہے کچھ بھی اگر علم و ہنر تھوڑا سا باقی

کہ دار العلم میں فضیلت اس کی کہتے ہیں
کہ میری طرح کے چند لوگوں میں حرف آشنا باقی

مسلماں ہیں مگر دعوت ہر اک نام رکھنے کو
کہ جیسے دو کا ہے امتیاز و تفرقہ باقی

مگر نہ دین داری ہے بس جمعیت اس کی نمی
کہ ہم جیسے گنہگار و کا ہے بس نام و صفا باقی

یہ سارے کھیل ہیں دنیا میں دولت کے توکل
مرا بہتر ہے وہ جب کے نہیں پیسہ رکھا باقی

ہماری قوم کو افلاس نے اس طرح گھیرا ہے
کہ فی صد ایک بچہ خوش ہے تو محتاج و گدا باقی

مسلمانوں پہ ایسا تنگ کیا ہے زمانے نے
نہ مرنے کی گنجایش نہ جینے کی جگہ باقی

لڑے مرتے ہیں ادنیٰ بات پر انجام جو کچھ ہو
مزاجوں میں نہیں ہے انسانیت کا مطلق باقی

رشتہ دار - جمع ہے - بیگانگی - غیریت - دوست - علم کا گھر یعنی جگہ
حرف پہچاننے والے یعنی کم سواد - فرق - جدائی - علیحدگی -
شیشہ پشتی - امیری - مال دار ہونا - پاس پیسہ - ہر شے
میں - فقیر - جگہ - تھوڑی سی ذرا سی بات ۱۲۰

زمین و آسماں کو اپنا دشمن کر دیا لڑ کر
ہر اک سمجھا تھا ہے کوئی نہ کوئی خرخشا باقی

وہ بیمار قریب مرگ ہے اسلام واویلا
مسیحا کو نہیں ہے جس کی امید شفا باقی

نہ ہو دیں کا اگر کر لاکھ تدبیریں تو کیا ہوگا
ابھی سب سے بڑی باقی رہی ہے تدبیر دعا باقی

تصور میں پکڑ کر اپنے نانا جان کا دامن
خدا سے عرض کر یا قاضی الحاجات یا باقی

تباہی چھا رہی ہے تیرے پیغمبر کی امت پر
بجز تیرے کرم کے اب نہیں کچھ آسرا باقی

مسلمانوں کو ہمت قرن اولیٰ کی عطا فرما
وقار عزت و اسلام تا روز جزا باقی

ذرا ٹھہرا طبیعت کس بلا کی تیز یا مد ہے
کوئی حد بھی ہے اس تاتی کی کر خبر یا کجا باقی

یہ کہہ سن چکے ہو اب تلک تمہید مطلب تھی
ابھی ہے شرح میں کہنے کو اصل مدعا باقی

(سوداوی تاریخ احمد)

مقام فخر ہے کہ عورتوں کے لیئے بڑے بڑے مشہور صاحبان قلم نے عمدہ سے عمدہ کتابوں سے لٹریچر کو مالا مال کر دیا ہے۔ ہاں خدا عورتوں کو پڑھنے اور پڑھنے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق دے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ اب تصنیف تالیف کا سلسلہ بند کر دیا جائے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ خیر جاریہ کا باب بند کر دیا جائے۔ پہلے یہ تو بتلائیے کہ علم کا وہ کون سا شعبہ ہے جس میں علمائے سلف کی کتابیں

جھگڑا ۔ فتنے ۔ ہلاکت ۔ یعنی حضرت رسول خدا صلعم ۔ آپ کی حاجتوں کے روا کرنے والے اور ہمیشہ باقی رہنے والے ۔ اگلا زمانہ ۔ قیامت تک ۔ جو بات بناوٹ کی نہ ہو بلکہ بلا کوشش خود بخود دل سے نکلے ۔ کہاں تک ۔ مطلب ۔ علم ادب ۔ وہ نیکی کا کام جس کا فائدہ برابر جاری ہے ۔ رستہ ۔ دروازہ ۔ شاخ ۔ پیشہ ۔ گزرے ہوئے زمانے کے عالم ۔ ۱۲

نہیں۔ میرے دیکھنے میں ایسا کوئی میدان نہیں جو جولاں گاہ[1] نہ رہا ہو لیکن پھر بھی لوگ قلم فرسائی[2] کرتے ہیں خواہ وہ انہیں کے نقشِ قدم[3] پر چلیں یا کوئی جدّت[4] پیدا کریں تو سبحان اللہ! غرض یہ کہ نئے نئے روپ بدل کر پلیٹ فارم پر آتے ہیں۔ گو مضمون وہی ہو مگر نئے لباس اور نئی طرز اور نئی ادا سے جب پیش کیا جاتا ہے تو کچھ روپ ہی اور ہوتا ہے اور یہ نکھری اور ستھری[5] شکل و صورت دل آویز ضرور ہوتی ہے۔ مٹھائی مٹھائی سب برابر مگر مزے مزے میں فرق ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست[10]۔ میرے والد کا سلسلۂ تعلیم۔ تعلیم نسواں کا ماسٹر پیس ہے۔ جو سب سے بہتر اور برتر اور ضروریات وقتی کو کافی و وافی[12] اور اس کثرت سے مروّج[13] ہے کہ محتاجِ مزید شہرت[14] نہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سے قابل مصنفین نے بیش قیمت کتابیں لکھی ہیں جو عورتوں کے گلے کا ہار ہیں[15]۔ اسی زمرہ[16] میں میری ناچیز تصانیف بھی ہیں۔ گو وہ مرتبہ اُن کو حاصل نہ ہو مگر میں بھی اسی خرمن[17] کا خوشہ چین ہوں۔

[1] دوڑنے کی جگہ یعنی مشق گاہ [2] لکھنا۔ [3] قدم کا نشان۔ [4] نئی بات۔ [5] جنس۔ شکل صورت[6]۔ چبوترا۔ صاف۔ پاک۔ نفیس۔ دل کش۔ دل لبھانے والی۔ ہر پھول کی بو جدا جدا ہوتی ہے۔ [11] وہ مضمون جو اعلیٰ درجہ کا اور درست ہو۔ [12] پورا اور بھرپور۔ [13] رواج پایا ہوا۔ پھیلا ہوا۔ [14] زیادہ شہرت کی ضرورت نہیں۔ [15] یعنی ایسی قدر کی گئی ہو کہ گلے کا ہار بنا لیا ہے۔ [16] سلسلے۔ [17] فیض یاب ۱۲

آں گراں مایہ بزرگاں کہ بدانش مثل اند | ہمہ را جائے دریں بزم دل آرا بنگر
ورنشاں می طلبی بہر شناسا بودن | قرۂ تابشِ اقبال بہ سیما بنگر
نکتہ ازہر سخن حالیِ آزادہ سخن | واں مذیر احمدِ طوطیِ شکر خا بنگر
آں یکے را لب آں نقش جہاں تحسین | واں دگر را کلک آں دفتر انشا بنگر
پس ازاں پایہ فرود آئی و پائین بساط | شبلیِ دل زدہ را زمزمہ پیرا بنگر

میری کتابیں بھی میری توقع سے زیادہ چلیں۔ اُن کے کئی کئی ایڈیشن ہوئے اور ابھی مانگ ہے۔ گورنمنٹ نے بھی میری اخیر تصنیف **اِصلاحِ معیشت** پر معقول انعام سرفراز فرما کر میرا حوصلہ بڑھایا۔ پنجاب اور ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی ٹکسٹ بک کمیٹیوں نے انھیں پسند کیا۔ ... کے ڈائرکٹر تعلیمات نے انھیں کورس[۲] میں لیا۔ لیکن اگر ہم یہ چاہیں کہ **میری کوریلی**[۳] کی کتابوں کی طرح یہ کتابیں لاکھوں بکیں تو ع ایں خیال ست و محال ست و جنوں[۴]۔ یہاں سرے سے نہ علمی ... مذاق ہے نہ وہ چسکا[۵] جو یورپ میں ہے۔ اُن کا علمی مذاق آسمان کے فراٹے[۶] بھر رہا ہے اور ہم ابھی گھٹنیوں[۷] ہی

۱ ... میاں جو کتابوں کی عمدگی کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔ ۲ سلسلۂ درس۔ ۳ انگلینڈ کی ایک نامور مصنفہ۔ ۴ یہ صرف خیال ہی خیال ہے جو ناممکن ہے ... جنون ہے۔ ۵ مزہ۔ ۶ ... زور سے چکر کاٹنا۔ ۷ بچہ جو گھٹنوں کے بل چلتا ہے۔

چل رہے ہیں۔ خرگوش اور کچھوے کی کیا دوڑ۔ جیسی ہماری تعلیم محدود[1] ہے ویسے ہی ہمارا شوق مرجھایا ہوا[2] ہے۔ یورپ میں کتب فروشوں کی ماہانہ لسٹ[3] دیکھیے کتابوں کی بھرمار ہے یا[4] دہ ریل پیل[5] ہے کہ دیدہ نہ شنیدہ[6]۔ جو کتابیں زیرِ طبع ہیں وہ ابھی مارکیٹ میں آنے نہیں پاتیں کہ خریدار پہلے ہی اچک لیتے ہیں یعنی نام رجسٹر کرا لیتے ہیں۔ اس درجے شوق! مشہور مصنف کی کتاب ادھر نکلی اُدھر ختم۔ کتاب کیا ہے نقد رقم ہے۔ یہاں اگر کسی نے جرأت[7] کر کے کوئی کتاب لکھی تو اَنٹاگ[8]۔ کوئی پرسانِ حال نہیں مر مر کر بِکی بھی تو نفع کی جگہ نقصان[9]۔ اصل پونجی[10] بھی بٹے کھاتے[11]۔ گرہ سے دام دینے پڑے[12]۔ یہ صلہ تصنیف کا ملا۔ پھر مصنفین کا کیا خاک حوصلہ[13] بڑھے۔ جب ڈیمانڈ کا یہ حال ہے اور قدردانی کا وہ کال[14] اور علمی مذاق اس درجے پست[15] تو کوئی کس برتے[16] پر کتاب لکھے۔ کیوں اپنی بھلی چنگی[17] جان کو وبال[18] میں ڈالے۔ کتاب کا چلنا نہ چلنا تو ٹھیرا ایک امرِ موہوم[19]۔ لگا تو تیر نہیں تو تکا[20] مگر اعتراض[21] جتنے چاہو

---

[1] تنگ۔ [2] کملایا ہوا۔ پژمردہ۔ [3] فہرست۔ [4] ولایت کی ڈاک جو ہفتہ وار آتی ہے۔ [5] افراط۔ [6] بہتات۔ دیکھا نہ سنا۔ [7] ہمت۔ [8] بے کار۔ بے بازار۔ [9] حال پوچھنے والا نہیں۔ [10] راس المال۔ سرمایہ۔ [11] نقصان۔ [12] اپنے پاس سے۔ [13] بدلا۔ انعام۔ [14] ہمت۔ خواہش۔ [15] طلب۔ تھوڑا۔ کمی۔ [16] گھٹا ہوا۔ [17] بھروسے۔ [18] اچھی خاصی۔ [19] عذاب۔ [20] پریشانی۔ شبہ کہ یہ کام ہو یا نہ ہو۔ [21] نشانہ لگا تو تیر ورنہ خالی۔ ۱۲

سکے لو - اُتنے خریدار نہ ملیں گے جتنے معترض - اخباروں میں ریویو[1] ہوگا مگر گھما پھرا کر ووہ دوسے کر اس میں پیشگی ضرور پڑی ہوگی - وہ ریویو ہی کیا ہو جس میں اعتراض نہ ہو - اعتراض ہوں گے جب ہی تو معلوم ہوگا کہ کتاب کو غور اور تعمق[2] سے دیکھا گیا - اگر کوئی ریویو حسنِ اتفاق سے صاف نکل گیا تو خدا بدگمانی کا بھلا کرے لوگ کہنے لگتے ہیں کہ پاسِ خاطر سے لکھ دیا ہے غرض نہ یوں چین نہ ووں چین - دنیا کو کسی کل[3] قرار نہیں - لوگوں کو مضمون پر تو نظر نہیں - لفظوں کی نشست[4] - محاورات کی بندش[5] تذکیر[6] و تانیث[7] کا استعمال - کتابت کی[8] غلطی - ترکِ اضافت[9] کی رکاکت[10] - انھیں باتوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے - متن[11] در کنار حاشیہ[12] پر نظر ہے جس سے مصنفین کا رہا سہا حوصلہ بھی پست ہو جاتا ہے - جہاں دیکھیے کتاب کا تمسخر[13] اُڑ رہا ہے - مولنا آپ نے کتاب تو خوب لکھی مگر یہ تو فرمائیے کہ آپنے جدت[14] کیا کی - کون سی نئی بات اختراع[15] کی - آپ نے قلم کو مؤنث لکھا ہے مگر لکھنؤ والے مذکر بولتے ہیں - کیوں صاحب سانس مؤنث ہے یا مذکر؟ خلاف محاورہ تو ٹھیک نہیں - ہمارے کان اس سے آشنا[16] نہیں نہ عورتیں

---

[1] تقریظ - [2] گہرائی - [3] طور - [4] بیٹھک - [5] باندھنا - [6] مرد - [7] عورت - [8] لکھنا - [9] اضافت کا چھوڑ دینا - [10] گھٹیا - [11] کتاب کا اصل مضمون - [12] مارجنل نوٹ - [13] باقی ماندہ - [14] ٹھٹھا - مذاق - چھیڑ - [15] نئی بات - [16] ایجاد - [17] واقف - ۱۲

یوں بولتے ہیں - فلاں لفظ کی اِملا غیر مانوس ہے وقس علیٰ ذا۔ ایک ظریف
کیوں جناب آپ نے کتاب کو پڑھا بھی یا نہیں؟ معترض - جی نہیں
میں نے تو پڑھا نہیں بھلا اتنی فرصت مجھے کہاں - ہاں اُلٹ پلٹ کر
چند مقامات سرسری طور پر دیکھے ہیں مصنف - (دل میں) شکر
خدا کا کہ ایک سرسری نظر میں آپ کو اس کے معائب اس قدر نظر آئے
اگر کہیں غور سے دیکھتے تو بڑی پتاڑ کرتے) مگر کسی صاحب کو
اتنی توفیق نہ ہوئی کہ مصنف کی غرض و غایت اور نیتِ خیر کا اندازہ کرتے

الا ای خردمند فرخندہ خوی	ہنرمند نشنیدہ ام عیب جوی
قبا گر حریر است و گر پرنیان	بناچار حشوش بود درمیان
تو گر پرنیانی بہ ایذا مکوش	کرم کار فرما و حشوم بپوش
شنیدم کہ در روز امید و بیم	بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم
تو نیز ار بدی بینیم در سخن	بخلق جہاں آفریں کار کن
چو بیتے پسند آیدت از ہزار	بمردی کہ دست از تعنت بدار
بچو بانگِ دُہل ہولم اندر بود	بلعیبہ ورم عیب مستور بود

لکھنا - جس سے لوگ ناواقف ہوں - اور اسی پر قیاس کر لو۔
اعتراض کرنے والا - عیب کی جمع - لتاڑ - طعنوں کی بھرمار - خدا
کا نیکی کے اسباب کو بندے کے موافق کرنا - مطلب بمقصد - حد - اچھا ارادہ

چو خرما بہ شیرینی اندودہ پوست چو بازش کنی استخوانے درو ست

ہیں آئے دن انگریزی اخباروں میں صدہا کتابوں کے ریویو دیکھتا ہوں

نفس مضمون پر موافق یا مخالف رائے ضرور ہوتی ہے نہ ستائش نہ بلکہ شہلی

اور محققانہ۔ مگر نقطی کٹھ تیجی کا سان گمان بھی نہیں۔ پھر قیمت کا جھگڑا

ی سپاہی زادے کا قصہ پیسے میں ملتا ہو اور اندر پھاٹکے کو قیمت

بہت زیادہ ہے۔ اعتراض کرنے میں کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ نہ کاغذ کی گرانی

کا خیال نہ چھپائی کے نرخ کی خبر۔ نہ کاغذ کی پرکھ۔ نہ کتاب کے گاٹ اپ

پر نظر۔ نہ مصنف کی عرق ریزی اور اہتمام کا خیال۔ رہی مصنف کی

دماغی محنت اور جاں کاہی اسے ڈالو بھاڑ میں۔ یہ چند وہ اسباب

ہیں جو تصنیف و تالیف کی کساد بازاری اور صاحب تصنیف کی دل آزاری

کا باعث اور ترویج علوم میں روڑا اٹکانے والے ہیں۔ ان تمام

امور کی روک تھام اور اصلاح بھی تعلیم کی بہتات سے ہوگی جسے

ابھی بہت دیر ہے ع تا سالِ وگرم کہ خورد زندہ کہ ماند۔ میرا دل کسی

کتاب کے لکھنے پر نہیں ٹھکتا کیوں کہ اپنی ناقابلیت کا خود مجھے احساس

ہمیشہ۔ محنت۔ بال کی کھال نکالنا۔ وہم۔ شک۔ پہچان۔ طیاری۔ محنت۔ جان کھپانا

لعنت کرو۔ دور کرو۔ جانے دو۔ کمی۔ گھاٹے۔ دل دکھانا۔ پھیلانا۔ ہارج ہونا۔ چلتے ہوئے

کام کو روک دینا۔ افراط۔ خدا جانے اگلے برس تک جیئے کون اور شراب پیئے کون۔ آمادہ

نہیں ہوتا۔ اطمینان نہیں ہوتا۔ ہمت نہیں بندھتی۔ علم۔ واقفیت۔ خبر۔

ہے۔ میرے پس و پیش کا سبب یہ نہیں ہے کہ میری کتابیں خاطر خواہ نہیں چلیں
بلکہ اس سبب سے کہ ع زر دادن و دردِ سر خریدن ۔ فائدہ ہی کیا
دھرا ہے کرنے جائیں بھلائی اور ہو برائی ۔ کتاب لکھیں ۔ اپنا روپیہ
لگائیں اور انعام یہ پائیں کہ طعنوں کی چکّی میں دلے جائیں ۔ کتب فروشی
میری آمدنی کا ذریعہ نہیں مگر یہ بھی گوارہ نہیں کہ اپنی گرہ سے چٹّی بھروں
تیل تو تلوں ہی میں سے نکلے گا ۔ با ایں ہمہ پھر کتاب لکھنے پر قلم اٹھا
پر اٹھایا ۔ لیکن طفل بہ مکتب نمی رود و لے برندش ۔ اس کتاب
کی تالیف کا سبب ایک ذاتی ضرورت ہے جس کو میں اپنے فرائض
میں داخل سمجھتا ہوں ۔ میری لڑکی اصل خیریت اب اس قابل
ہوئی کہ اس کے سہرے کے پھول کھلیں ۔ اگرچہ ابھی اس کی عمر
کا ایسا تقاضا نہ تھا کچھ دنوں اور تامل کیا جا سکتا تھا مگر میرے
سن و سال کا اصرار تھا کہ جو کچھ ہو جلد ہو کل کا ہوتا آج ہو ۔ کار امروز
را بہ فردا مگذار ۔ کیوں کہ بہ ظاہر حال اب زیادہ دن مجھے دنیا میں رہنا
نہیں ۔ میں دنیا کو ترک کروں یا نہ کروں مگر وقت قریب ہے کہ دنیا خود

تامل کرنے کا ۔ ۲ روپیہ دیکر تکلیف مول لینا ۔ ۳ کتابیں بیچنا ۔ ۴ نہیں چاہتے ۔ ۵ برقی نہیں
پاس ۔ ۶ تاوان ۔ ۷ ڈنڈ ۔ ۸ جو کام کرتے ہیں اسی میں نکلنا چاہیے ۔ ۹ بادل ناخواستہ ۔ ۱۰ لڑکا اپنی خوشی
سے نہیں جاتا لیکن کسی نہ کسی طرح اسے لے ہی جاتے ہیں ۔ ۱۱ شادی ہونے والی ہے ۔ پھیر جانا ۔ وصیل دینا
۱۲ عمر ۔ تقاضا ۔ ۱۳ آج کے کام کو کل پر نہ ٹالو ۔ ۱۲

مجھے ترک کر دینی تھی اور یوں دنیا بہ اُمید قائم خبر نہیں کہ بہتوں امی
اُمیدیں ہی میں گزر جاتی ہیں۔ زمانۂ حیات مستعار کہلاتا ہے اور پھر بڑھ صول
کی زندگی کا کیا بھروسہ۔ پکے پان کو دن لگیں گے۔ مہینہ بابت
شہری بات کے لیے مراۃ العروس اس طرز کی پہلی کتاب
لکھ کر ان کے جہیز میں دی تھی جسے پوری نصف صدی گزر گئی
یہ کتاب ان کے جہیز میں دی گئی تھی اور کیا ہی بہتر تحفہ تھا جو آج تک
بھی باقی ہے۔ ان کے جہیز کا اب ایک چھلا بھی نہیں رہا۔ جہیز کیا وہ
خود بھی نہ رہیں ان کی ہڈیاں بھی خاک میں مل گئیں۔ شعر

گر خاک جہاں جملہ بغربال بہ بیزند حقا کہ نیابند نشان و اثر من

کتاب والی اور لکھنے والے دونوں نہ رہے مگر کتاب موجود ہے۔ شعر

نوشتہ بماند سیہ بر سفید نویسندہ را نیست فردا امید

کتاب کے ایڈیشن پر ایڈیشن نکل رہے ہیں۔ ہر سال وہ نئے
روپ میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اتنی چھپی کہ جس کا حد و شمار نہیں
پس کیا ہی عمدہ اور مستقل یادگار تھی جو صاحب یادگار کے بعد
بھی برقرار ہے اور ابھی مدتوں برقرار رہے گی۔ گو بشری کو حسب حیثیت

دنیا امید کے سہارے قائم ہے۔ جب تک سانس ہے آس ہے۔ امید اور خوف و خطرہ آس اور
ہراس۔ چند روزہ۔ پان جب پک جاتا ہے تو پھر زیادہ دن نہیں ٹکتا۔ قائم
حیثیت کے موافق ۱۲

جہیز دیا گیا ہے - زیور سے وہ گڑیوں کی طرح لدی ہوئی ہے - روپے پیسے سے بھری ہوئی ہے وہ اور فارغ البال ہے - ع شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو - مگر یہ سب فنا ہو جانے والی چیزیں ہیں - اب دل میں بیٹھے بیٹھے یہ خیال گدگدایا کہ لاؤ اس کی بچپن کی طرح اب بھی جہیز میں ایک ایسا ہی نفیس تحفہ اور سب سے بڑا جہیز دیا جائے جو مدتوں یادگار رہے - وہ چیز یہ کتاب ہے جو بہترین سہیلی اور خوش ترین مشغلہ ہے جس کا نام **لخت جگر** ہے - جس ضرورت سے یہ کتاب لکھی گئی ہے خدا وہ پوری کرے - آمین - اس کتاب میں ہمارے خاندان کی ایک مختصر ہسٹری اور بشریٰ طول عمرہا کے بچپنے کا خاکہ ہے - جو جو امور پیش آئے یا جو اسے بتلائے گئے سب کو ایک جا کر دیا ہے کہ جب وہ اس پر نظر ڈالے گی اس کی سوانح عمری کا نقشہ سامنے پھر جائے گا کہ کس طرح ہم نے پالا پوسا - کیسا اٹھایا کیوں کر پڑھایا لکھایا - کیا کیا باتیں اس کے کان میں ڈالیں اور اب اس سے کیا چاہتے ہیں - اب کہ وہ ازدواجی زندگی کی چوکھٹ پر کھڑی ہے کیوں کر اسے اس نئے گھر میں رہنا بسنا اور رسنا بسنا

---

[1] یعنی بہت - [2] خوش حال - [3] جتنی تیری نعمتیں (کثرت سے ہیں) اُتنا ہی تیرا شکریہ - [4] اُبھارا آمادہ کیا ترغیب دی - [5] سہیلی - [6] دراز ہو عمر اس کی - [7] کسی کی زندگی کے حالات - وغیرہ

چاہیے کہ یہ دو دن کی زندگی امن چین اور خیر خوبی سے بسر ہو جائے
گو یہ کتاب خاص کر بشری کے واسطے لکھی گئی ہے لیکن ۔ ع
متاعِ نیک ہر دکاں کہ باشد ۔ دوسری لڑکیاں جو زندگی کی
اس منزل پر پہنچ گئی ہیں وہ بھی اس سے یکساں طور پر مستفید
ہوسکتی ہیں ۔ اس کتاب کا بڑا حصہ میری قلم کا ہے لیکن اخیر میں
کچھ بیش قیمت جواہرات کئی خزانوں سے چن کر موقع موقع
سے جڑ دیئے ہیں ۔

تمتع زہر گوشہ یافتم ز ہر خرمنے خوشہ یافتم

یہ مضامین ہند کے چوٹی کے مصنفین میرے والد مرحوم ۔ مولانا حالی
خان صاحب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب میرٹھی ۔ مولوی عبداللہ
خاں صاحب وغیرہم کی قلم جادو رقم کے سحر سامری ہیں ۔ اگرچہ یہ
مضامین اچھوتے نہیں اور اپنی اپنی جگہ کتب میں موجود ہیں لیکن
اتنی ساری کتابوں کا جمع کرنا مشکل اور ان کا بالاستیعاب پڑھنا
اس سے زیادہ دشوار لہٰذا ان مضامین کو چن لیا گیا ہے ۔ ان
معرکۃ الآرا مضامین ۔ موثر اور عصر کا دینے والے اشعار نے

اچھی چیز جہاں کہیں بھی ملے ۔ ایک ہی طرح ۔ فائدہ اٹھانا ۔ سامری کا جادو
حضرت موسیٰ کی قوم میں سامرہ کا رہنے والا ایک بڑا جادوگر تھا ۔ مسلسل ۔ پورا ۔ مشکل
بڑے بڑے ۔ معتبر و مشہور ۔ ۱۲

اس کتاب کے قالب میں تازہ روح پھونک دی ہے جن کی چمک دمک کے پرتو سے مجھ ناچیز کے بیانات ژولیدہ بھی جگمگا اٹھے ہیں انتخاب اور اقتباس مضامین کا طریقہ کچھ میری اختراع نہیں تعلیمی ساری کتابیں اسی ڈھنگ کی ہیں ان میں بھی چن چن کر مضامین کو سجایا گیا ہے اور چوطرف سے سمیٹ سمیٹ کر ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ جس مضمون کو جس پیرایہ اور طرز مطبوع سے یہ اصحاب کمال لکھ گئے ہیں قلم توڑ گئے ہیں۔ ان سے بہتر نہیں لکھ سکتا ہوں نہ میری لیاقت۔ لہذا اس چمن میں جو پھول اچھا نظر آیا اور جس نے دل کو لبھایا جس کی رنگینی اور زینتی بوئی خوش نے مشام جان کو معطر کیا اسی سے اس تسبیح کو سجایا سوائے جناب مولوی محمد عبداللہ خاں صاحب سابق سکنڈ ماسٹر ماڈل سکول لاہور کے اور اور مصنفین جن جن کے مضامین دلنشین سے ہم نے اپنی کتاب کی رونق بڑھائی ہے میرے دلی شکریے کی رسائی سے باہر۔ خواب عدم میں میٹھی نیند سوتے ہیں مگر

ڈگمگا اٹھے ہوئے ـ کاواک ـ چھانٹنا ـ چننا ـ چھانٹ کر ـ جمع کرکے ـ سلیقے ـ طریقے ـ پسندیدہ انداز ـ سونگھنے کی جگہ یعنی دماغ ـ خوشبودار ـ بستر ـ بچھونا ـ پہنچ ـ موت کی نیند ـ

دعا کا باب کھلا ہو ۔ خدا اُن سب پر اپنی شان حاجت روا ئی سے اپنا رحمت نازل کرے اور جو بفضل خدا زندہ ہیں خدا کرے کہ ابھی بہت دنوں زندہ رہیں کہ قوم اُن کے رشحات قلم سے مستفید و متمتع ہوتی رہے ۔ اس کتاب میں جابجا بشریٰ کا نام بے اختیار میری قلم سے نکل گیا ہے ۔ جو لطف اُس سے براہ راست ہمکلام ہونے میں ہے بالواسطہ کہاں ؟ ممکن ہے کہ بعض احباب کی نگاہ میں یہ طرز ناپسندیدہ ہو کہ لڑکی کے نام کا پردہ نہیں کیا ۔ میں پردے کا سختی سے حامی اور پابند ہوں ۔ لیکن شرعی پردے کا کہ رسمی اور رواجی کا

کمتریں اک نشان ہے عصمت کی آن کا	پردہ میں اک ظہور ہے عورت کی شان کا
پردہ تو ذات کا ہے نہیں آن بان کا	آیا ہے اُن پہ وقت یہ سخت امتحان کا
غیروں کی آنکھ ہی وہ حاصل کریں سبق	روکے جو ہم کو ضعف ہماری زبان کا
شوخی مغربی کے خریدار ہیں بہت	گاہک مگر خدا ہے حیا کی دکان کا
	(حضرت اکبر الٰہ آبادی)

ملک ہند میں اسلامی اور شرعی پردے نے اب ایک نئی شکل اختیار کی ہے اور پردے کی دریردہ اس قدر بھرمار ہے کہ جسم و ذات کے ساتھ نام کا بھی پردہ ہونے لگا ۔ حالانکہ کلام مجید میں حضرت مریم کا

بیان کا ٹھکانا ۔ فائدہ اٹھانے والے ۔ دولت سمیٹنے والے ۔ سُنید صاف کسی اور کے ذریعے سے ۔ ۱۲

تمام جا بجا آیا ہے اور کتب احادیث میں بے شمار روایات حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ سے مروی ہیں۔ جب اُن کے نام کا پردہ نہیں تو بادشاہ کی بہو بیٹیاں جو اُن کی ادنیٰ لونڈیاں ہیں کس شمار قطار میں ہیں۔ چونکہ ہماری کتاب کا اصلی مقصد لڑکیوں کے مبلغِ علم کو بڑھانا ہے لہٰذا مشکل الفاظ کے معنے نٹ نوٹ میں دیئے گئے ہیں۔

آخر میں خداوند عالم سے اس گنہ گار کی دلی دعا ہے کہ الٰہی! سب لڑکیوں کو تو ایسی توفیق رفیق عطا فرما جو فلاح دارین کا باعث ہو۔ خدا اُن کو سمجھ دے کہ وہ اپنے شوہروں کو اُن کے اصلی مرتبے پر سمجھیں اور نہ صرف منہ سے اُن کی برتری کا اعتراف کریں بلکہ عمل سے بھی ثابت کر دکھائیں۔ غرض کہ شوہر اُن سے اور وہ شوہر سے خوش رہیں جس میں دونوں جہان کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ نیک بختی۔ شرم و حیا۔ غیرت عصمت و عفت۔ پاک دامنی۔ غرض سب صفاتِ حسنہ سے متصف ہوں۔ ہنسی خوشی بسر کریں خود خوش رہیں اور دوسروں کو خوش رکھیں۔ وہ ایک قابل قدر بیوی۔ ایک دل آویز اور وفادار اور

حدیث کی کتابیں۔ بے گنتی۔ بہت۔ روایت کی گئی۔ اُن کے حوالے سے بیان کی گئی۔ علم کی مقدار۔ لیاقت۔ دونوں جہان کی بہتری۔ اچھی صفتیں۔ سج جائے آراستہ ہو۔ ۱۲

مخلص رفیق - ایک مہربان شفیق دل ماں - ایک اچھا ہمسایہ - غرض یہ کہ خدا کی نیک بندیاں نہیں جب تک دنیا میں رہیں لاکھوں کی لال گھر کی سرتاج بنی رہیں اور جب اپنے دوامی گھر کو چلی جائیں تو خود ہنستی ہوئی جائیں اور دوسروں کو روتا چھوڑ جائیں لوگ ان کی خوبیاں ان کی نیکیاں ان کا حُسنِ سلوک مختصر یہ کہ ان کی ہر ہر بات کو نظرِ استحسان سے یاد کریں اور یا الٰہی ان سب کے طفیل میں میری ادنیٰ کنیز بشریٰ کا بھی بیڑا پار ہو - میاں بیوی حُسنِ سلوک اور اتفاق سے رہیں بسیں دنیا کے تردد اور افکار ان کے پاس نہ پھٹکیں اس کے دل میں تو اپنی لگن لگا دے - دل میں درد اور اپنا ڈر دے -

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

کسی کو اس کے ہاتھ سے ایذا و تکلیف نہ پہنچے - انسانی ہمدردی اور خیر رسانی کی صفات حسنہ اس میں پیدا کر - غرض اس کو اپنی نیک اور مقبول بندی بنا - آمین -

حضرت اب تو اسی مضمون پہ سخن کیجیے تمام ہو چکی سمع خراشی بہت - اب چپ رہیے

حررہ حقیر بشیر کان اللہ لہ ولوالدیہ - مقام دہلی

سنہ ۱۳۳۸ھ ذی الحجہ

ستمبر ۱۹۲۰ء

جس کی سب قدر کریں - اچھا برتاؤ - خلاصہ یہ کہ - اچھی اور پسندیدہ نگاہ سے - صدقے - ساتھ - لونڈی مرحلہ طے ہو - عبادت - تابع داری - وہ فرشتے جو درگاہ رب العزت کے مقرب یعنی نزدیک رہنے والے ہیں - سنوار جانا - لکھا اس کو - اللہ تعالیٰ اس کا اور اس کے ماں باپ کا ہو - ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع) اللہ کے نام سے (جو) نہایت رحم والا مہربان ہے

پہلا باب - کچھ ہمارا حال

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

بڑے بڑے لوگوں کے حالات زندگی پڑھنے سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کیوں کر وہ اپنے دلی شوق - لگاتار محنت اور استقلال کی بدولت ابھرے اور دنیا میں نام کر گئے - دنیا میں ان کو کیا کیا مشکلیں - رکاوٹیں اور ناموافق اتفاقات پیش آئے اور کس طرح انھوں نے ان کا مقابلہ کیا اور دنیا کی اس دشوار گزار تنگ گھاٹی سے کیسے نکل گئے اور کیا وجہ ہوئی جو ہزاروں لاکھوں بندگان خدا نیک نامی سے سبقت لے گئے - ان کے حالات پر غور کرنے سے ہم کو بہترین رہنمائی کے علاوہ ایک لاثانی تعلیم اور لاجواب

بلافصل مسلسل - مضبوطی - ثابت قدمی - موانع - اکھاڑے - جس میں پایا مشکل ہو
صاف - بے داغ - سب سے بہتر رسمہ مثلانا - مشکل - جس کا جواب نہ ہو - انوکھی - نادر

تربیت کا سبق ملتا ہے یا یوں سمجھو کہ جس طرح اندھے کی لاٹھی پکڑ کر اس کو
رستہ بتلا دیتے ہیں۔ مشاہیر زمانہ اور ناموریگانہ کے نقش قدم پر
چلنے سے ہم بھی منزل مقصود پر پہونچ جاتے ہیں۔ ٹھوکریں کھانے
ڈگمگانے اور گر گر پڑنے سے بوجہ اُس شمع ہدایت کے بچ جاتے
ہیں۔ اسی خیال نے مجھ کو آمادہ کیا کہ قبل اس کے کہ میں ایک کتاب
بطور **دستور العمل** زندگی کے تم کو لکھ کر دوں جس سے
تم کو مراحل زندگی میں مشفقانہ صلاح اور بزرگانہ امداد ملے۔ مناسب
ہے کہ کچھ حال اپنے خاندان کا بھی تمہارے کان میں ڈال دوں
کہ گوش زدہ اثرے دارد۔ ہمارے خاندان کی تقریب کے لیئے
کسی لمبی چوڑی تمہید کی ضرورت نہیں۔ تمہارے دادا کا نام اظہر
من الشمس ہے نام تو تم بھی جانتی ہو مگر مجھے شک ہے کہ ان کی کل صورت
تمہارے خیال میں ہو کیونکہ جب اُنھوں نے انتقال کیا تو تم پورے
چار برس کی بھی نہ تھیں۔ گو ہم کو اُن کی ایسی قدر نہ تھی جیسی ہونی
چاہیئے کہ گھر کی مرغی دال برابر لیکن جانتے رہو کہ ایسے سلف میڈ

---

۱ زمانے کے مشہور لوگ۔ ۲ یگانہ مشہور۔ ۳ پاؤں کے نشان۔ ۴ مراد۔ ۵ قدم برابر نہ جمنے۔ ۶ مشکلات۔
۷ شفقت سے بھری ہوئی۔ ۸ مدد۔ ۹ جو بات کان میں پڑ جاتی ہے اُس سے کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔ ۱۰ رشتہ داری۔
۱۱ جان پہچان۔ ۱۲ اصل بات کہنے سے پہلے بطور مقدمہ کے کچھ کہنا۔ ۱۳ آفتاب سے زیادہ ظاہر۔
۱۴ جو نعمت بلا محنت حاصل ہوتی ہے اُس کی قدر نہیں ہوتی۔ ۱۵ وہ لوگ جو خود ترقی کرتے ہیں ۱۲



(Selfmade) نامور مشاہیر دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں۔
؎ ہند گویند نہ دارد شرف از اہلِ کمال ✤ ہمہ دارد۔ چو نذیرے ہمہ دانے دارد
تمہارے دادا کو بہت سے معزز اور ممتاز خطاب۔ خان بہادر۔
شمس العلماء۔ ایل ایل ڈی۔ ڈی او ایل کے بلا طلب و جستجو
اور دوا دوش اور کوشش کے گھر بیٹھے ملے لیکن یہ کوئی انوکھی بات
نہیں۔ دنیا میں لوگوں کو اس سے بڑھ بڑھ کے اعزاز حاصل ہیں
لیکن جس بات پر اُن کو نہیں ہم کو بجا فخر اور جائز ناز ہے وہ وہ اُن کی
شہرت اور ناموری تھی جو اُن کو اُن کی اعلیٰ درجے کی مفید تمام
تصانیف کی بدولت چار دانگِ عالم میں حاصل ہے۔ جو ایک خداداد
بات تھی۔ ؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست ✤ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ
اُن کی شہرت بہ لحاظ ایک زبردست عالم۔ زوردار صاحبِ قلم۔ بے نظیر
لکچرار اور مقرر کے ملکِ ہند میں اپنا جواب نہ رکھتی تھی۔ ان میں سے
جدا جدا صفات کے لوگ ممکن ہے کہ ڈھونڈے سے نکل آئیں لیکن ایسا

ہندوستان کو کہتے ہیں کہ اس کو صاحبِ کمال لوگوں کے ہونے کی بزرگی حاصل نہیں ہے لیکن اگر نذیر احمد کے
جیسے عالم اس میں پیدا ہوتے ہیں تو یوں سمجھو کہ سب کچھ موجود ہے۔ مانگ۔ تلاش۔ ڈھونڈنا۔ دوڑ دھوپ
عجیب۔ غیر معمولی۔ نہ مٹنے والی۔ نام و نمود۔ شہرت۔ خلقت کو فائدہ پہنچانے والی۔ چو طرف۔ یہ
نیک نامی کچھ اپنی قوت سے حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و کرم سے نہ بخشے۔ تقریر کردہ
بولنے والے ۱۲۔

ہمہ داں کوئی شخص ہم نہیں بتلا سکتے جو علم و فضل - انشا پردازی - مضمون نگاری - طلاقت لسانی یعنی تحریر و تقریر دونوں میں ایسا بلند پایہ رکھتا ہو کوئی قلم کا دھنی ہے تو تقریر میں ہیٹا - کوئی بڑا مقرر ہے تو اس کی قلم میں زور نہیں - کسی کی قلم میں زور تو ہے مگر اُس کا طرز بیان مؤثر اور دلکش نہیں کوئی اکس ٹمپور ڈلیوری پر قادر نہیں - مگر خداوند تعالیٰ نے ان سب باتوں کو کوٹ کوٹ کر تمھارے دادا میں بھر دیا تھا - اُن کی تحریر تقریر ڈلیوری - کڑاکے کی آواز ایسی صفات تھیں کہ ہم ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دے سکتے - اُن کی تصانیف کثرت سے موجود اور رائج ہیں جو کافی شہادت اُن کی زبردست انشا پردازی کی ہیں - اُن کے لکچر سننے والے ابھی بہت سے موجود ہیں - جہاں اُن کا لکچر قرار پاتا تھا دور دور سے لوگ صرف اُس کے سننے کے لیے کھنچے چلے آتے تھے - اُن کی زبان میں یہ قدرت تھی کہ مضمون کو دل میں اُتار دیتے تھے - کبھی رُلا دیتے تھے تو ایسا کہ لوگوں کو ہچکیاں لگ جاتی تھیں - ٥

سب جاننے والا - گویائی - اونچا مرتبہ - زبردست - گھٹیا - کم - اثر کرنے والا - دل لبھانے والا - پہلے سے طیاری کیئے بغیر تقریر کرنا - قدرت نہیں رکھتا - تقریر کرنا - زور کی پڑھا وا - رواج پائے ہوئے پھیلے ہوئے - گواہی - لپکے - دوڑے - قدم اُٹھا طاقت - قابو - ذہن نشین کرنا - دل میں جما دینا - ۱۲

ہم رونے پہ آئیں تو دریا ہی بہا دیں ٭ شبنم کی طرح سے ہمیں رونا نہیں آتا

ہنسانے کا قصد کریں تو پیٹ میں بل پڑ جائیں لوگ بے اختیار قہقہے لگانے لگیں۔ ۵

لاکھ مضموں اور اس کا اک ٹھٹول ٭ سو تکلف اور اس کی سیدھی بات

چندے کی ضرورت اور مطلب پر اتر آئیں تو اگر نا دہندے نا دہندہ بھی ہو

تو توڑوں کے منہ کھلوا دیں۔ جیبیں خالی کروائیں۔ چنانچہ دہلی کے

طلبہ مدرسے کے ایک سالانہ جلسے میں فرماتے ہیں:۔ ۵

صحبت ہو جا نگار تو اک وقت خاص میں ٭ اظہار مطلب و عرض مدعا کروں

طرز سخن میں جادو بابل کا رنگ دوں ٭ الفاظ میں کرشمۂ معجز نما کروں

طلبۂ مدرسہ کے بیاں کر کے فائدے ٭ چندے کی اس سے آرزو و التجا کروں

وہ جا تو چھوٹتے ہی لگا دے جواب دے ٭ یا چپ رہے کہ میں اسے بیٹھا تکا کروں

یا وعدہ جو کہ تا بہ قیامت وفا نہ ہو ٭ کچھ خضر تو نہیں کہ ہمیشہ جیا کروں

نہ دینے والا۔ تھیلیوں۔ مطلب بیان کرنا۔ بات کے انداز۔ بابل کا جادو مشہور ہے۔ بابل اگلے زمانے میں ایک بڑا مشہور شہر تھا جو نمرود اور ضحاک کا پایۂ تخت اور بڑی رونق کا شہر تھا۔ اس کے کھنڈر عراق عرب میں دریائے فرات کے مشرقی کنارے پر بغداد سے کوس جنوب مغرب میں واقع ہیں۔ ایسا حیرت میں ڈالنے والا طرز یا عجیب بات جس سے لوگ حیران رہ جائیں۔ خواہش درخواست۔ فوراً صاف جواب دے۔ دیکھتا رہوں ٹکٹکی باندھے ہوں۔ قیامت تک پورا۔ ایک پیغمبر کا نام ہے جو گمراہوں کو راہ بتاتے ہیں اور جو ہمیشہ سے زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ بڑی عمر کے موقع پر ان کی نظیر دی جاتی ہے۔

کیونکر ستم کشِ ذلّت ہو کس طرح اختیار	آئینِ طرزِ عادتِ شانِ گدا کروں
واللہ مجھ سے ہو نہیں سکتا ہو کار خیر	مثلِ فقیر ہاتھ پساروں صدا کروں
گرسنتے پاؤں قوم کی خانہ خرابیاں	محفل میں شور و شیون و ماتم بپا کروں
دیوار و در کو دید ہو لگ جائیں ہچکیاں	گر حالِ زارِ قوم پہ قصدِ بکا کروں
اے قوم تیری ہمت و غیرت کو کیا ہوا	تو ہی قصوروار ہو کس کا گلا کروں

اُن کی تقریر نہ تھی ایک جادو تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے بڑے جلسوں میں بھی آرزو و تمنا اور اصرار سے اُن کو لے جاتے تھے اور ان کی دلآویز تقریر کی بدولت جھولیاں بھر لیتے اور دولت سمیٹ لیتے۔ اُن کی نثر نظم سے بہتر اور نظم نثر سے بڑھ کر تھی۔ وہ دونوں پر زبردست قدرت رکھتے تھے ان کے آراستہ اور پیراستہ کلام کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ وہ دوسروں کے کلام سے صاف الگ پہچانا جاتا تھا۔ ؎

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند ۔ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

طریقہ۔ طرز۔ فقیر کی حالت۔ پھیلاؤں۔ فقیرانہ طرز سے مانگنا۔ نوحہ گریہ وزاری۔ رونے کا ارادہ۔ شکوہ۔ ترقی خفیف۔ دل لبھانے والی۔ جھولیاں بھر لیں۔ کپڑے کی تھیلی جس میں فقیر بھیک کے ٹکڑے جمع کرتے ہیں۔ جمع کرنا۔ اکھٹی کرنا۔ بنے سنورے۔ جدا۔ جیسے کسی کا چہرہ نکھر گیا ہو ضرور نہیں کہ وہ دل ربا بھی ہو (اسی طرح) جو سر منڈا لے کیا وہ قلندر ہو جاتا ہے۔ قلندر مست بے پروا فقیر کو کہتے ہیں جس کا یہ اتنا ترقی کر گیا ہو کہ اپنے وجود اور دنیا کے سارے تعلقات سے بے خبر ہو کر ہمہ تن خدا کی ذات کی طرف متوجہ ہو۔ ۱۲

اردو لٹریچر کے وسیع میدان میں اُن کی شہرت بلا مبالغہ ایسی تھی جیسی کہ
حضرت شیخ سعدیؒ کی فارسی دانوں میں۔ کیا کوئی فارسی کا
طالب العلم ایسا ہو جس نے تھوڑی بہت گلستان بوستان نہ پڑھی ہو یا
اسی طرح مسلمانوں کا کوئی شریف گھرانا ہندوستان بھر میں ایسا
نہ نکلے گا جس میں بنات النعش اکبری اصغری یعنی مراۃ العروس
کا دخل نہ ہو۔ اس وجہ سے مرد تو مرد ساری عورتیں بھی تمھارے دادا
سے واقف ہیں۔ مراۃ العروس تمھارے دادا نے تمھاری بڑی پھپھی
کے لیے لکھی تھی اور اس کتاب کی بہت خوب صورت سنہری جلد بنوا کر
اُن کے جہیز میں دی تھی۔ سارا جہیز ایک طرف اور یہ کتاب ایک طرف
اُس زمانے میں عورتوں کا لکھنا پڑھنا بالعموم معیوب سمجھا جاتا تھا
شریف گھرانوں کی بیبیاں جو پڑھی لکھی سمجھی جاتی تھیں اُن کی تعلیم اِتنی
پانی میں تھی کہ ناظرہ قرآن شریف۔ کچھ مذہبی رسالے۔ راہ نجات۔ ملا امین
وغیرہ پڑھ لیے آگے آیت۔ لکھنا تو بالکل معیوب سمجھا جاتا تھا اور لکھنا
عورتوں کے ہاتھ میں ایک آلہ ناجائز خط و کتابت کا خیال کیا جاتا تھا۔
اور عورتوں کی نسبت طرح طرح کی ایسی ناگفتہ بہ بدگمانیاں کی جاتی تھیں کہ

لٹریچر۔ عام طور پر۔ اتنی قدر تھی۔ دیکھ کر یعنی حافظ نہیں۔ دونوں مذہبی رسالوں کے
نام ہیں۔ عیب۔ برائی۔ ہتھیار۔ ایسی شبہ جن کے زبان پر لانے سے شرم آتی ہو۔ ۱۴

دھری پائیں نہ اُٹھائی پائیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمھاری دادی صاحبہ گو اُردو روانی سے پڑھ لیتی تھیں مگر لکھنے میں بالکل کوری تھیں۔ لیکن ہمارے گھرانے میں صرف ہمارے باپ کی بدولت (خدا اُن کو کروٹ کروٹ جنّت نصیب کرے) ہمارے ہوش سنبھالنے سے پہلے لکھنے پڑھنے کا چرچا ہے۔ تمھاری دونوں پھپیاں لکھی پڑھی تھیں۔ مرآۃ العروس جس زمانے میں لکھی گئی اس قسم کا لٹریچر بالکل مفقود تھا۔ تمھارے دادا تعلیم نسواں اور اس طرزِ جدید کے پایونیر (موجد۔ مخترع) کہلاتے ہیں کیوں کہ سب سے پہلے اُنھوں نے ہی یہ نئی راہ نکالی چوں کہ ایک نئی اور انوکھی بات تھی گورنمنٹ نے بھی قدردانی کی۔ اول درجے کا انعام یعنی پورے ہزار روپیے دیئے دو ہزار کاپیاں خریدیں اور سر ولیم میور لفٹننٹ گورنر کو اس قدر پسند آئی کہ اپنی جیب خاص سے ایک نہایت قیمتی اور خوش نما ٹائیم پیس الفاظ مناسب کندہ فرما کر سر دربار عطا فرمائی۔ یہ شاید پہلی مثال تھی کہ ایک اردو تصنیف کی اس درجے قدر افزائی کی گئی۔ کتاب کی شہرت کو اتنی بات کافی تھی خصوصاً جب کہ مال بھی کھرا ہو اور پرکھنے والا بھی چوٹی کا۔ لوگ ٹوٹ پڑے۔ شوق کے علاوہ انعام کے لالچ نے لوگوں کو اُبھارا اس طرز کی بہت سی کتابیں

ا جن کا سرپیر جن کا ٹھور ٹھکانا نہ تھا۔ بے ڈھنگی۔ بے تکی۔ انکے بغیر۔ ناواقف۔ پہر پہلو۔ تا پیدا سے تدبیعے۔ ۱۲

لکھی گئیں مگر ع وہ بات کہاں کس کی گئی کو وہ کس کے ساتھ۔ مرآۃ العروس سے لگا کھا نا تو در کنار کوئی پاسنگ میں بھی نہ اتری۔ ع

نہ ہوا پر نہ ہوا میرؔ کا انداز نصیب　　ذوقؔ یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں چھپی اور اب تک برابر چھپی چلی جا رہی ہے۔ کوئی اجازت لے کر چھاپتا ہے تو کوئی چوری چھپے۔ مختلف زبانوں میں ترجمے ہوئے۔ مترجم بھی ایسے ویسے نہیں بلکہ خود ایم۔ کمپسن صاحب ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم تھے جو میور صاحب کے داماد تھے انگریزی میں ترجمہ کیا اور نام بھی خوب رکھا Brides Mirror) مرہٹی گجراتی۔ بنگالی۔ ہندی۔ سندھی۔ اڑیا۔ اتنی زبانوں میں ترجمہ ہوتا تو مجھے معلوم ہے۔ ایڈنبرا کے ایک پروفیسر صاحب نے اس کو محشّی کر کے رومن میں چھاپا۔ مرآۃ العروس کا دوسرا حصّہ بنات النعش جو ایک قسم کا تعلیمی کورس ہے اس پر بھی انعام ملا اور خوب چلی۔ اسی سلسلے میں سب سے بڑی اور معرکۃ الآرا کتاب توبۃ النصوح ہے اس پر بھی اول درجے کا انعام ملا اس کا ترجمہ بھی کمپسن صاحب نے انگریزی میں کیا اور Re-pentance of Nasuh) نام رکھا۔ چوں کہ یہ کتاب سول سروس کے امتحان کے کورس میں تھی اس پر ایک مبسوط کمنٹری (شرح)

بھی انھوں نے ہی لکھی۔ تم نے اپنے دادا کی ساری کتابیں بالاستیعاب مجھ سے پڑھی ہیں۔ سب سے بڑا دینی کام جو اُن سے اواخر عمر میں ہوا وہ اُن کا بے نظیر ترجمہ کلام مجید کا ہے جو تم مجھ سے پڑھ چکی ہو۔ ترجمہ نکلنے کی دیر تھی کہ سارے ہندوستان میں بجلی کی طرح کوند گیا۔ اگرچہ ڈھیرے ڈھیرے ترجمے مولوی عبدالقادر صاحب اور مولٰنا شاہ رفیع الدین صاحب جیسے جیّد مسلمانوں کے موجود تھے اور شک نہیں کہ جب وہ لکھے گئے لاجواب تھے مگر بہت پرانے ہو گئے۔ اُس زمانے کی زبان میں اور اب کی زبان میں بڑا بھاری فرق ہو گیا۔ طرزِ ادا بدل گیا۔ محاورات کچھ سے کچھ ہو گئے اب ضرورت تھی کہ ماڈرن (حال کی) اُردو میں ایک بامحاورہ ترجمہ ہو۔ اس ضرورت کو تمھارے دادا نے ایسا پورا کیا جیسا اُس کے پورا کرنے کا حق ہے۔ جس کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ ابھی اس ترجمے کو شائع ہوئے صرف چوبیس ہی برس ہوئے مگر چودہ ایڈیشن ہو چکے اور ستر ہزار کاپیاں ہاتھوں ہاتھ لوگوں نے لیں اور ابھی طلب اور شوق کا وہی حال ہے اور اب پھر کافی تعداد میں چھپوایا جا رہا ہے۔ یہ مترجم قرآن بڑی مجھولی تقطیع کا اور حمائل کی شکل میں شائع ہوا ہے۔ تمھارے دادا کے ترجمہ کرنے سے پہلے

چمک گیا۔ مضبوط۔ پکّے۔ زبردست۔ ۱۲

اس طرف کسی کا خیال نہ گیا اور جب یہ ترجمہ نکل چکا تو لوگوں نے ان کی ریس میں کئی ترجمے کر ڈالے جو پہلے ہو سکے نہیں اور آئندہ رہ گئے اور چلتے کیسے پہلے تو فی نفسہ ترجمہ کرنا ہی مشکل اور پھر کلام الٰہی کا ترجمہ ہر شخص کا کام نہیں۔ ؎

اثر تو لوٹ لیا بات نے تیری * رہا نہ کچھ بھی مرے عرضِ مدعا کے لیے

تمہارے دادا ہر فن مولی تھے وہ بڑے لٹریری مین ہو گزرے ہیں۔ وہ بڑے لکچرار بھی تھے۔ تم چھوٹی تھیں اُن کے لکچر کیا سُن سکتی تھیں۔ خیر اب تم اُن کے لکچروں کا مجموعہ پڑھو۔ وہ نعمت چھن گئی مگر یہ تو باقی ہے۔ مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ میں نے بہت سے لکچراروں کے لکچر سُنے ہیں اور تمہارے دادا کے زیادہ نہیں ایک دو لکچر سُنے وہ بڑے جہیر الصّوت یعنی بلند آواز اور پُرگو تھے۔ وہ اپنی دل پذیر تقریر سے آڈینیس (حاضرین) کو محو کر دیتے تھے۔ زبان کی وہ روانی تھی جیسے ایک بحر ذخار امڈا چلا آتا ہے

حرص۔ بدل پھل جیسے کھاتا وانا۔ دراصل۔ ہر فن کے اُستاد۔ علم دوست۔ ذی علم۔ لکچر دینے والے۔ مقرر۔ جو چیز پوری نہ مل سکے تو اُس کو بالکل چھوڑ دینا بھی نہ چاہیے یعنی تھوڑی بہت جتنی مل جائے۔ ایسا کہنے والے کہ خالص الفاظ نہیں بلکہ معنی اور مطلب سے بھرے ہوئے۔ دل پسند۔ سُننے والے۔ ایسا سمندر جس کی تھاہ نہ ہو۔ بڑھتا آتا

اور موجیں مار رہا ہے۔ اُن ہی کی طاقت لسانی کا بدیہی اور خارجی ثبوت علی گڑھ اور انجمن حمایت الاسلام کے کالجوں میں متعدد کمرے اور یادگاریں ہیں۔ اُن کی تحریر اور تقریر دونوں میں عجیب چٹپٹا مزہ تھا جس کی قدر وہی جانتا ہے جس نے کتابیں پڑھی ہیں یا اُن کی زبان سے لکچروں کی گوہر فشانی سُنی ہے۔ وہ بڑے ادیب۔ نثار اور اپنی طرزِ جدید کے بہترین ناولسٹ تھے۔ خانہ نشینی کے بعد وہ نظم کی طرف ڈھلے رُخ کرنے کی دیر تھی کہ اس میں بھی تیر گئے۔ ایسی نظم لکھنے لگے جیسے کوئی کہنہ مشاق استاد۔ ؎

بہ ابرِ ہندیِ تیزی دہد بہ آبِ سخن	ز تیغِ مصریِ گوہر وہد زکانِ بیاں
بہ نثر داغ نہد بر جبینِ نظم حریر	بہ نظم باج ستاند ز گفتہ سحباں
خرد پناہ و فرزانہ کہ در آفاق	چنیں یگانہ نیامد بیس از ہزار قراں
چناں نگارِ سخن را بدانش آراید	کہ نوکِ خامہ مانی رُخ نگارستاں

کھلا۔ ظاہری۔ نثر دلی۔ جو زبان کو بھلا لگے۔ ذائقہ دار۔ خوش بیانی۔ لغوی معنے موتی برسانا۔ زباں داں۔ نثر لکھنے والے۔ ناول لکھنے والے۔ ناول فرضی قصے کو کہتے ہیں جو روزمرہ کی بول چال میں لکھا جائے اس طرح کہ اصلی اور گزرا ہوا واقعہ معلوم دے۔ گھر بیٹھنے یعنی نوکری سے سبکدوش ہونے اور پنشن لینے کے بعد۔ جھکنے توجہ کرنا۔ مشاق ہو گئے۔ تیزی۔ ہند کے ابر میں زبان کی عمدگی سے تیزی پیدا کرتے ہیں

(باقی بصفحۂ آئندہ)

دلی میں جس طرح سیّاح لوگ ممالک دور دراز سے مشہور عمارتیں اور آثارِ قدیمہ دیکھنے آتے تھے اسی طرح دلی کی عجائبات میں تمہارے دادا صاحب بھی ایک اعجوبۂ روزگار تھے۔ لوگ جوق جوق اُن کی زیارت کو آتے اور مالا مال ہو کر جاتے۔ وہ نہایت صاف باطن۔ خلیق رقیق القلب اور منکسر المزاج تھے۔ دوسروں کی تکلیف دیکھ سکتے واسطے درپے تھے قدمے درمے کو حاضر۔ جو اُن سے گھڑی بھر مل لیا

بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ۔ مصری تلوار سے بیان کی کان میں سنتے دیکھیں سر پر (دشمین یا رچہ) کی نظم کی پیشانی پر اپنی نثر سے داغ لگاتے ہیں یعنی نثر سے نظم کو مات کرتے ہیں اور نظم کا یہ حال ہے کہ سحبان جیسے مشہور فصیح البیان سے خراج لیتے ہیں یعنی سحبان بھی اُن کے آگے کان پکڑتا ہے۔ ایسے عقل مند اور ایسے روشن (ضمیر) کہ ایسا نے مثل آدمی ہزار دل برس تک بھی دنیا میں پیدا نہیں ہوتا۔ اپنی عقل مندی سے آراستہ کلام کو ایسا سجاتے ہیں جیسا کہ مانی کی قلم کی نوک سے کوئی عمدہ اور نفیس محل بنا تا ہے۔ ۱۲

[1] وہ لوگ جو سیر کے لیئے مُلک در مُلک پھرا کرتے ہیں۔ [2] پرانے زمانے کی نشانیاں مثل عمارات وغیرہ کے۔ [3] عجیب چیز۔ [4] ٹکریاں ٹکریاں۔ [5] ملنے۔ دیکھنے۔ [6] بامراد۔ خوش حال۔ [7] نرم دل۔ [8] مزاج میں عاجزی رکھنے والا۔ [9] روپیئے پیسے سے کمک پڑھت اور خود جاکر۔ [10] ذرا سی دیر۔ ۱۲

بس اُن کی باتوں پر لٹو[۱] ہو گیا اور اُن کا کلمہ پڑھنے[۲] لگا۔ اُن کی لیاقت بات بات سے ٹپکتی تھی[۳]۔ جو بات کہتے تھے ٹھکانے[۴] کی، جو صلاح دیتے تھے مفید و بکار آمد۔ ہمارے دادا کسی یونیورسٹی[۵] کے ڈگری یافتہ نہ تھے۔ اُن کے زمانے میں ایک مسلمان کے لیئے انگریزی پڑھنا داخلِ کفر و ارتداد[۶] تھا۔ ہم لوگ گو **دہلوی** کہلاتے ہیں مگر اصل نسل ہماری **بجنور** کی ہے۔ میرے دادا **مولوی سعادت علی صاحب** ایک معمولی حیثیت کے خوش گزران[۷] شخص تھے مگر مولوی تھے جید۔ علم کے شیدا[۸] آج کل کے زمانے پر قیاس نہ کرو وہ زمانہ وہ تھا کہ جس کو دس روپیئے کی آمدنی تھی وہ آج کے سو روپیئے والے سے ہمسری[۱۰] کر سکتا تھا۔ **علاء الدین خلجی** کے زمانے میں روپیہ کا چوبیس سیر گھی اور چھ من دودھ ملتا تھا۔ **اکبر** کے عہد کا نرخ فی من یہ ہے:- گیہوں — چانول — شکر — گھی — یہ تو بادشاہی

۱۰/ عسہ/ ۸/ ۱۲ عہ/

---

[۱] فریفتہ۔ ریجھ جانا۔ [۲] دم بھرنے لگا۔ [۳] ظاہر ہوتی تھی۔ [۴] مترشح ہونا۔ قرینے کی۔ واجبی۔ [۵] دارالعلم۔ [۶] مرتد ہونا یعنی دین سے پھرا ہوا۔ [۷] اچھی حالت سے بسر کرنا۔ [۸] شائق۔ گرویدہ۔ [۱۰] برابری۔

وقتوں کی برکت تھی۔ جواب خواب وخیال ہو گیا ہے پھر اسے جانے دو۔
ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں سنہ ۱۸۳۳ عیسوی میں گیہوں
فی روپیہ اُنتالیس سیر۔ چنے ایک من ساڑھے اُنیس سیر۔ چانول
۱۸ سیر۔ گھی چار سیر۔ دودھ روپیہ کا چار من یعنی پیسے کا ڈھائی سیر
ملکہ وکٹوریا کا عہد سنہ ۱۸۹۰ء گیہوں ۲۵ سیر۔ چنے ۲۸ سیر۔ چانول ۱۲ سیر۔
گھی ۲ سیر۔ دودھ تین پیسے سیر۔ یہ حالت بھی بہت غنیمت تھی اور
اب تو توبہ ہی بھلی گرانی جاکر قحط کا بھی باوا ہو گیا۔ گیہوں (۵) سیر
چنے ۵ سیر۔ چانول ۲۰ بار۔ دال مونگ سوا سیر۔ گھی (۵)
چھٹانک۔ شکر تین پاؤ۔ گوشت ۱۲ ر بار۔ دودھ جس میں آدھا
پانی ۶ ر سیر۔ پھر یہ حالت کم وبیش تین برس سے ہے۔ اس ہیبت ناک
گرانی نے اپنے ڈیرے ڈنڈے ڈال دیئے ہیں۔ امساک باراں
اس کا سبب نہیں اگر طوفان نوح بھی بپا ہو جائے تو بھی نہ دُھلے
اس کے اسباب کچھ ایسے اُلجھے ہوئے ہیں کہ اس گتھی کو شاید
گورنمنٹ ہی سُلجھا سکے ماوشما کے بس کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ
ہم گنہگار بندوں پر رحم فرمائے۔ چوں کہ ہمارے دادا علم دوست
آدمی تھے اُن کو اپنی اولاد کی تعلیم کا بڑا خیال تھا۔ دنیا کا خزانہ
اُن کے پاس نہ تھا مگر علم کا مخزن تھے۔ بجنور میں تکمیل حصول علم

[illegible] جہاں خزانہ رکھا جاتا ہے ۔ ۱۲

مستقر اور دلّی ہمیشہ سے معدنِ علم رہی ہے۔ غرض یہ کہ وہ ہمارے باپ کو دلّی تعلیم دلانے کی غرض سے لائے اور مولوی عبد الخالق صاحب میرے پرنانا کی مسجد میں جو پنجابی کٹڑے میں تھی اور جہاں اب ریل کی سڑکوں کا جال بچھا ہوا ہے چھوڑ گئے۔ وہیں ہمارے باپ اور تایا دونوں نے بے سروسامانی کی حالت میں پڑے اپنے ڈھرّے پر عربی کی تعلیم پاتے تھے۔ اُس زمانے کی طالب العلمی کو اس زمانے کی طالب العلمی پر قیاس نہ کرو کہ بورڈنگ ہیں اور ہوسٹل ہیں۔ کمرے ہیں اور میز کرسی ہے۔ اُس زمانے میں مسجد میں بوریا مل گیا تو بس غنیمت تھا۔ طلبا کی روٹیاں گھر گھر مقرر تھیں ایسے ہی لوگ کچھ پڑھ لکھ لیتے ہیں ورنہ سچ پوچھو تو عیش و آرام اور تن آسانی کو حصول علم سے کیا مناسبت۔ پیٹ بھرے کب پڑھ سکتے ہیں اُن کو سرے سے پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں وہ جو پڑھتے ہیں تو تفریحاً اُن کی حالت اضطراری نہیں پھر جیسا اُن کا پڑھنا ہے ظاہر کہ کسی فن میں کامل نہیں سب میں ادھورے۔ نیم طبیب مُلّا و نیم مُلّا طبیب و نیم ہر دو ہیچ۔ والد کی عمر مشکل سے بارہ برس کی

مشکل۔ علم کی کان۔ طریقے۔ طرز۔ طلبا کے رہنے کے حجرے۔ بڑے بڑے کالجوں میں طلبا کی رہائش کے کمرے۔ دارالاقامہ۔ طبیب کے سامنے مُلّا اور مُلّا کے سامنے طبیب اور دونوں کے سامنے کچھ بھی نہیں۔

ہوگی اور تایا صاحب کی چودھا سال کہ دادا صاحب کو سفرِ آخرت پیش آیا اور ان دونوں کو منجدھار[۱] میں چھوڑ چلتے ہوئے۔ میرے باپ نے اپنی تنگ دستی[۲] اور عُسرت[۳] کو کبھی نہیں چھپایا نہ وہ کبھی اس کے اظہار سے شرمائے بلکہ بارہا انھوں نے اپنے لکچروں میں اپنے زمانِ طالب العلمی کا بلا کم و کاست[۴] فخریہ[۵] بیان کیا ہے جس سے اُن کا مقصود یہ دل نشین[۶] کرانا تھا کہ یہ لوشے[۷] ہے کے چنے کس طرح چبائے جاتے ہیں اور انسان اگر ہمت باندھ لے تو ذاتی کوشش اور حصولِ علم کی بدولت کس طرح حضیضِ نکبت[۸] سے نکل کر اعلیٰ مرتبے پر پہنچ سکتا ہے۔ غریب ہونا کوئی شرم کی بات نہیں نہ مانعِ شرافت ہے غریبوں ہی کو امیری کی قدر اور طلبِ صادق ہوتی ہے اور وہی نردبانِ[۹] ترقی پر چڑھتے ہیں۔ امیروں کو غریبی کی کیا قدر اور وہ کیا جانیں کہ دنیا میں کیسی کیسی مصیبت جھیلنے کے بعد صورتِ فلاح[۱۰] نظر آتی ہے۔ غریب الوطنی[۱۱] کے علاوہ بڑھیا ماں کا تکفل[۱۲] یعنی گھر بار کا بوجھ

---

[۱] بیچ دھار میں۔ اُدھر۔ بے سہارے۔ [۲] غربت۔ [۳] تنگی مُفلسی۔ [۴] جوں کا توں۔ نہ کم نہ زیادہ۔ [۵] فخر کے طور پر۔ [۶] مطلب۔ جمانا۔ دل میں بٹھانا [۷] مشکل کام۔ [۸] ذلّت کے گڑھے۔ [۹] ترقی کا زینہ۔ [۱۰] بہتری کی شکل۔ [۱۱] مسافرت۔ پردیس۔ [۱۲] خبر گیری۔ ذمہ داری۔ ۱۲

ایک سر و ہزار سودا تھا۔ ؎

چہ گویم از سر و سامانِ خود عمریست چوں کاکل

سینہ بختم پریشاں روزگارم خانہ بر دوشم

دھڑی کی کہیں سے آمدنی نہیں اپنا ہی پیٹ بھرنا دوبھر تھا پیٹ کو روٹی ملی تو تن کو کپڑا نہیں اور کپڑا ہے تو روٹی نہیں۔ مولوی عبدالخالق صاحب ایک بڑے عالم اور بزرگ تھے جن کا حال سر سید نے **آثار الصنادید** میں لکھا ہے اُنھوں نے والد کا شوقِ علم۔ ان کی ذہانت اور فطانت دیکھ کر زمرۂ طلبا میں سے چُن لیا اور اپنے بیٹے **مولوی عبدالقادر صاحب** کو متوجہ کیا (جو مسجد کے امام اور ولی عہد شاہی کی بیگم کے اُستاد اور حضور رس تھے) کہ یہ لڑکا ہونہار ہے اس سے بہتر داماد تم کو نہ ملے گا۔ اُس زمانے کے بیٹے بھی سعادت مند تھے باپ کے کہنے کی دیر تھی باوجود اس بے سر و سامانی اور غربت کے میرے باپ کی شادی مولوی عبدالقادر صاحب کی بڑی صاحب زادی سے بالکل شرعی طور پر ہوگئی یا یوں سمجھو کہ خانہ داماد لیا۔ بعد ہمارے باپ کالج میں پڑھنے لگے

اپنا حال کیا کہوں۔ میری ایسی بری گت ہوگئی ہے جیسے بالوں کی لٹ۔ بدنصیب اور روزگار کی طرف سے پریشان اور اُٹھاؤ چولھا بنا ہوا ہوں۔ بادشاہ تک پہنچنے والے ۱۲

اُس زمانے میں کالج میں بھی انگریزی تعلیم نہ تھی تمامی علوم دیسی زبان
میں پڑھائے جاتے تھے - چار روپیہ ماہانہ وظیفہ بھی ہوگیا گویا ننگے
کو دریائی ملی - وظیفہ بڑھتے بڑھتے بارہ روپیے ہوا جو اُس زمانے
میں میانہ روش کے لیئے کافی تھا - پھر کُنجاہ (پنجاب) میں مدرس
ہوئے - آگے چل کر مدارس کے ڈپٹی انسپکٹر پھر تحصیلدار -
مجموعہ تعزیرات ہند (قانونِ فوجداری) کے ترجمے کے صلے
میں ڈپٹی کلکٹری ملی - جس زمانے میں وہ مدارس کے ڈپٹی انسپکٹر
تھے اُنھوں نے زمانے کا رنگ ڈھنگ دیکھا کہ انگریزی کا رواج
یوماً فیوماً ترقی کرتا جاتا ہے - نری عربی فارسی سے کام چلنا محال -
سلطنت انگریزی - بادشاہِ وقت کی زبان نہ آنا کیا معنی - جو انگریزی
نہیں جانتا اُس کی کوئی قدر نہیں - مگر بڈھے طوطے کہیں پڑھے
ہیں - عمر ایسی نہ تھی کہ بچھڑوں میں سینگ کٹا کر ملتے اور الف خالی
بے کے نیچے ایک نقطہ کسی مدرسے میں اے بی سی ڈی رٹتے
لوگ کہتے سبحان اللہ کیا مدارس کے ڈپٹی ہیں جن کی تعلیم خود
ادھوری ہے - نوکری چھوڑ کر پڑھیں تو کھائیں کیا - مگر - ع شوق

دیسی زبان - پیچ کی راس - طرز - روز بروز - دن بدن - پڑھنے کا اصلی وقت بچپنا
ہو نہ کہ بڑھاپا - بار بار پڑھنا خصوصاً کند ذہنوں کا - ناقص - جس دل میں شوق ہوتا ہے
اُسے کسی رستہ بتانے والے کی ضرورت نہیں ۱۲

در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست - پرائیوٹ طور پر الہ آباد میں انگریزی کا شوق کیا - قاعدے کی بات ہے کہ علم کا دریا جدھر بہاؤ و نہ نکلتا ہے - آبِ رواں اپنا رستہ آپ نکال لیتا ہے - عربی کے فارغ التحصیل تو تھے ہی انگریزی کی طرف توجہ منعطف تھی - مطالعے کی قوّت - شوق اور محنت سے اس عقدۂ مالاینحل کو پانی پانی کر دیا - کسی پرائیوٹ ٹیوٹر سے دو ایک ریڈریں پڑھ لیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے جس وقت مجموعۂ تعزیرات ہند جیسی بلیغ جامع و مانع قانونی کتاب کے ترجمے کا بوجھ سر پڑا اُن کی استعداد انگریزی بالکل معمولی تھی ڈکشنری کی مدد سے چل نکلے - ترجمہ بھی کیا تو اس معرکے کا کہ آج تک بھی اُس کا ایک لفظ نہیں بدل سکا - ترجمہ کیا تھا گویا انگوٹھی میں نگینہ جڑ دیا - جب اس دَلدَل سے نکل گئے تو کتب بینی اور اخبار بینی اور مسلسل مطالعے نے اُن کی انگریزی کو اس درجے ترقی دی کہ آج کل کے بی اے اور ایم اے بھی اُن سے لگا نہ کھا سکتے تھے - یوں سمجھو کہ وہ اپنے اُستاد آپ تھے اور اس

پہنچ کے - علم پوری طرح حاصل کئے ہوئے - علم سے فراغت پائے ہوئے - وہ مشکل جو سر نہ ہو سکے - آسان کر دیا - خانگی معلم - درسی کتب - استعداد پیدا کر لی - رسا قابل - خوش تقریر - بلند مرتبہ یعنی مشکل - جس سے کوئی بات چھوٹی نہ ہو - مکمل جس میں تاویل کی گنجائش نہ ہو - برابری نہ کر سکتے ۱۲

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان جس طرف ڈھل جائے بشرطیکہ طلب صادق اور توجہ کامل ہو تو مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتا ہے اور بیڑا پار ہو جاتا ہے ؎ مشکل ز توجہ تو آساں آساں ز تغافل تو مشکل

آج کل کی ڈپٹی کلکٹری میری نظر میں تو کچھ جچتی نہیں کہ کلکٹر کو حضور حضور کہتے کہتے اُن کا منہ خشک ہوتا ہے۔ یہ ڈپٹی کلکٹری نہیں غلامی ہے۔ ایک ہم نے اپنے باپ کی ڈپٹی کلکٹری اس زور و شور اور رعب داب کی دیکھی ہے کہ کلکٹر تو کلکٹر خود لفٹنٹ گورنر دو قدم آگے بڑھ کر لیتے تھے۔ ڈپٹی کلکٹروں میں یہ ہر اعتبار سے موقر اور ممتاز تھے اور جہاں رہے ان کی لیاقت کا ڈنکا بجتا رہا۔ **نواب سر سالار جنگ بہادر اول** علی گڈھ تشریف لائے پہلی ہی ملاقات میں ریجھ گئے۔ عزت و احترام سے ملے توقیر و تکریم سے ساتھ لے گئے۔ اُن کی مردم شناسی کا کیا پوچھنا تھا۔ اُن کی نقاد نظر فوراً کھرے کھوٹے کو پرکھ لیتی تھی۔ حیدرآباد میں جانا تھا

توجہ کرنے سے مشکل آسان ہو جاتی ہے اور غفلت کرنے سے آسان کام بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ وقعت نہیں رکھتی۔ ڈر ایسا غالب ہے کہ ہونٹ منہ سوکھ جاتے ہیں۔ صاحب توقیر یعنی عزت والے۔ یعنی شہرت ہو گئی۔ فریفتہ ہو گئے۔ بزرگی۔ پرکھنے والی پہچان۔ ۱۲

کہ ان کی ایک دھاک بندھ گئی طوطی بولنے لگا۔ نواب سالار جنگ خود فرماتے تھے کہ "مجھ کو ساری عمر میں اگر رشک ہوا ہے تو مولوی نذیر احمد کے دماغ پر"۔ بھلا اس سے بڑھ کر کوئی ڈگری مل سکتی ہے۔ کوئی پندرہ برس حیدر آباد میں رہے مگر بڑے طنطنے سے۔ دھنک اسے کہ گیا بھن گیا بھ ڈال دے بات کے سچے قول کے پکے۔ قلم کے زبردست مزاج کے سخت۔ نواب سالار جنگ کا مرنا تھا کہ جی چھوٹ گیا۔ کمر بیٹھ گئی۔ جب قدردان ہی نہ رہا تو پھر کچھ نہ رہا۔ نوکری نے ان کو نہیں چھوڑا بلکہ انھوں نے نوکری کو چھوڑا اور اچھا کیا کہ چھوڑا کیوں کہ ان کے مزاج میں لگو پتو اور خوشامد نہ تھی جو ریاستوں کا جزوِ اعظم ہے پنشن کے بعد بھی تیس برس زندہ رہے۔ مرتے دم تک تعلیم و تعلم کا مشغلہ تھا اور کیا ہی بہتر مشغلہ تھا۔ انگریزی جس طرح پڑھی تھی وہ تو تم سن چکیں حیدر آباد کے زمانِ ملازمت میں جب صدر تعلقہ دار (کمشنر) تھے پانچ مہینے میں اور اس عمر میں

شہرت ہوگئی۔ عروج ہوگیا یعنی ہر شخص کی زبان پر انھیں کا نام تھا۔ زور شور۔ رعب وار۔ حاملہ کا مارے خوف کے پیٹ گر جائے۔ ہمت ہار گئی ہمت نہ رہی۔ چاپلوسی۔ بڑا حصہ۔ وظیفہ نوکری سے علٰحدہ ہونے کے بعد جو حصہ تنخواہ کا ملے۔ پڑھانا۔ سکھلانا۔ تعلم سیکھنا۔

قرآنِ شریف حفظ کرلیا۔ دورے کو نکلے تو سُنا کہ حفظ کرنا شروع کیا ہے واپس آئے تو حافظ تھے۔ مولوی مہدی علی خاں صاحب (نواب محسن الملک بہادر) نے سنا تو مذاق سمجھے۔ لیکن جب حیدرآباد میں مولوی صاحب کی کوٹھی ہی میں پہلی محراب[1] سنا دی تو وہ بھی دنگ[2] رہ گئے۔ یہ ایک بدیہی[3] ثبوت ہے اُن کی غیر معمولی ذہانت اور قوتِ حافظہ کا جس کی مثال میرے سننے میں تو نہیں آئی اور یہ تو ہماری دیکھی ہوئی اور ہمارے سامنے کی بات ہے۔ دادی تمھاری نہایت نیک مزاج بڑی مُتقی و پرہیزگار۔ خلیق ملنسار۔ مخیّر[4] ایسی کہ اُن کے ہاتھ میں ہڈّی[5] نہ تھی۔ فقیرانہ زندگی بسر کرتی تھیں خفیہ[6] داد و دہش[7] ایسی کہ اس ہاتھ سے دیں اور اُس ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ کنیا[8] دان دینا یعنی غریب لڑکیوں کی شادی کرا دینا۔ یہی اُن کی زندگی کا مقصد اور یہی اُن کا کام تھا۔ پہنتی تھیں موٹا جھوٹا اور کھاتی تھیں سب سے پیچھے اور بہت کم۔ کچھ اس سبب سے نہیں کہ

[1] مسجد کی کمان۔ چونکہ مسجد میں قرآن سُنایا جاتا ہے اس واسطے حافظ جب رمضان شریف میں تراویح میں قرآن پڑھتا ہے تو اُسے محراب سُنانا کہتے ہیں۔ [2] حیرت میں رہ گئے [3] کھلا۔ ظاہری۔ [4] خیرات دینے والی۔ [5] جو بڑی داد و دہش کرے اُسے مجازاً کہتے ہیں کہ فلاں شخص ایسا دیتا ہے کہ گویا اُس کے ہاتھ میں ہڈی نہیں یعنی ہاتھ نرم ہے اور کسی قسم کی سختی نہیں ہے [6] پوشیدہ۔ چھپا کر۔ [7] دینا اور بخشش [8] سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ کنیا = لڑکی۔ دان = جہیز۔ ۱۲

وہ میری ماں تھیں۔ نہیں ہیں، تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس صفات کی
عورتیں بہت کم دیکھی گئی ہیں۔ اولاد کی طرف سے وہ بہت ہی جلے نصیبا
تھیں۔ کہنے کو درجنوں[۱] بچے ہوئے چھوٹے چھوٹے اور ہوش
سنبھال کر بھی سب ہی نے تو گوشۂ لحد[۲] آباد کیا۔ مر مرا کر ہم تین بچے
یعنی پہلے کے۔ ہماری پیٹھ پر ہوئے تو بہت مگر رہا ایک بھی نہیں
کہتے ہیں کہ جس عورت کا بچہ مر جاتا ہے اُس کے کلیجے پر ایک داغ
پڑ جاتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہو اور عجب نہیں کہ صحیح ہو تو غور کرو کہ
تمھاری دادی کا کیا حال ہوگا۔ یوں تو وہ کون سی ماں ہے جو اپنی
اولاد پر جان نہیں چھڑکتی[۳]۔ ماں محبت نہ کرے تو یہ کیڑے پلیں
کیوں کر۔ یہ بے قراری کی مامتا تو خدا کی طرف کی لگائی ہوئی ہے
ورنہ کون کس کا ہوتا ہے۔ مگر ہماری ماں کچھ تو اپنی فطرتی نیک
مزاجی کی وجہ سے اور زیادہ تر اس وجہ سے کہ اُن کا دل اولاد
کی طرف سے زخمی تھا ہم لوگوں سے بے انتہا محبت کرتی تھیں
توبہ توبہ میں نے غلط کہا اُن کو محبت نہ تھی بلکہ عشق تھا۔ تمھاری
بڑی پھپھی نوجوان صاحب اولاد اُن کے سامنے مریں۔ جوان بیٹی کا
ایسا دہلاکا[۴] بیٹھا کہ جب ہی سے وہ مُرنڈا[۵] ہو گئیں۔ دنیا سے

---

۱ بارہ ایک درجن یعنی بہت سے۔ ۲ قبر کا کونا۔ ۳ فدا کرنا۔ نثار کرنا۔ تصدق کرنا۔ ۴ ایسا صدمہ جو دل ہلا دے۔ ۵ مضمحل۔ چڑمڑ۔ نحیف۔ ناتوان۔ ۱۲



BASHIRUDDIN AHMAD بشیر الدین احمد

بے تعلق اور الگ تھلگ تو وہ پہلے ہی سے تھیں اب اور زیادہ کنارہ کش ہو گئیں۔ وہ ہم دو بھائی بہن کو چھوڑ کر مریں۔ سو تمھاری چھوٹی پھپھی بھی چل بسیں اب ایک میں تنہا رہ گیا ہوں۔ نہ کوئی بھائی نہ بہن نہ اور کوئی قریب کا عزیز۔ سو میں بھی پا بہ رکاب ہوں۔ ؎

ہوش و حواس تاب و تواں جا چکے اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

میرے بعد تم سب کا خدا حافظ و نگہبان ہے اور اب میری بجائے بھی وہی تم سب کا حامی و مددگار ہے۔ میرا مختصر حال گو اس قابل نہیں کہ قلم بند کیا جائے مگر صرف تمھاری واقفیت کے لیے کچھ بتانا ضرور ہے ورنہ میری اور تمھارے دادا کی کیا مناسبت وہ آفتاب علم تھے میں ذرہ۔ اُن کا شہرہ دنیا بھر میں ہے اور میں گم نام اگر نسبت ہے تو صرف اس میں کہ میں اُن کا بیٹا ہوں۔ اُن کو دوا طور پر مجھ سے کچھ فخر نہیں ہو سکتا مگر مجھ کو تو اُن سے فخر ہے۔ ؎

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ ذرۂ آفتاب تابانیم۔

جو کچھ اور جتنا بھی کچھ برا بھلا آتا ہے سب والد مرحوم ہی کی تعلیم و تربیت

علٰحدہ۔ جدا۔ بے تعلق۔ الگ۔ اکیلا۔ طیار مستعد۔ طاقت اور سکت۔ حمایت کرنے والا۔ بے نشان۔ نامعلوم۔ اگرچہ میں چھوٹا ہوں مگر تعلق تو بڑا تھا۔ گو میں ایک ذرہ (بے مقدار) ہوں۔ مگر وہ ذرہ بھی چمکتے ہوئے آفتاب کا ہے۔ ۱۲

اُنھوں نے مجھے کسی اجیر[1] اُستاد سے نہیں پڑھوایا بلکہ خود پڑھایا[1]
وہ میری تعلیم کی طرف سے دیوانے تھے اُن کا بس نہیں چلتا تھا
کہ گھول کر پلادیں۔ کبھی میری بدشوقی دیکھتے تھے تو اُن کو حد درجے
ہراس[2] ہوتا تھا۔ بھلا یہ سنلے قراری باپ کے سوا کسی اور اُستاد کو
کیوں ہونے لگی۔ کوئی سات برس کی عمر سے میں والد کے ساتھ ساتھ
حضر[3] وسفر میں رہا۔ مدرسے میں داخل کرنے سے وہ ہمیشہ پیش[4] و
پس کرتے تھے غالباً صحبتِ بد سے ڈرتے تھے۔ میری حالت بالکل
قرنطینے[5] کی سی تھی۔ ابّا کا ساتھ اور پھر دورہ بھلا وہاں کھیلنے کودنے
کو ملے کو تن۔ پندرہ برس کی عمر تک میں ایک دن اُن سے جدا نہیں ہوا
جب میری تعلیم کی عمارت جیسی کچھ بھی وہ بننی مقدر میں لکھی تھی
بن کر طیار ہو گئی اور صرف استرکاری اور ظاہری ٹیم[6] ٹام کے لیئے
مجھے دلّی کے ہائی سکول کی انٹرنس سے ایک جماعت
ورے[7] داخل کرا دیا جو اب نویں جماعت کہلاتی ہے۔ میں قرنطینہ
سے یا قفس[8] یا قیدِ تنہائی سے نکل کر گویا اب دنیا میں آیا یوں

---

[1] تنخواہ پاپ اجرت پانیوالے۔ [2] ناامیدی۔ یاس گھبرا ہٹ اور بمعافرت میں۔ [3] تامل۔ [5]
امراض متعدی بیماری نہ پھیلنے کے خیال سے جو تازہ لوگوں کو
علیحدہ رکھتے ہیں۔ [6] رونق۔ [7] ادھر یعنی پہلے۔ [8] پنجرہ۔ ۱۲

سمجھو کہ دنیا کے تھیٹر[1] میں آیا - اب میری آنکھیں کھلیں اور معلوم ہوا
کہ ہاں دنیا اس کا نام ہے - میری تکمیل تعلیم کی نسبت اُن کی قراری
اور دُور بیٹھے[2] بھی یہی دُھن تھی جس کا حال تم کو اُن خطوط سے
بخوبی معلوم ہو گا جو اصلی حالت میں **موعظۂ حسنہ** میں جمع ہیں
جس میں ایک لائق اور شفیق باپ اپنے اکلوتے[3] بیٹے کو تعلیم
کی شدید ضرورت - تربیت اور اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا ہے - کبھی
سمجھاتا ہے کبھی ڈراتا ہے کبھی جھکارتا[4] ہے - کبھی زجر و توبیخ[5] اور ناراضگی
کا اظہار کرتا تو کبھی محبت اور پیار کرتا ہے - غرض اُس کتاب میں بڑا
لطف ہے - تم ضرور پڑھو - اب میں غور کرتا ہوں تو یقین مانو کہ
مدرسے میں جو میں صرف ڈھائی تین سال رہا تو پڑھتا نہیں رہا
بلکہ اُن کا پڑھایا ہوا بھلاتا رہا - مدرسے میں ہر قسم کے لڑکے
تھے - اُن کو دیکھ کر میری چار آنکھیں ضرور ہو گئیں اور اگر میری ابتدائی
تعلیم و تربیت یعنی بنیاد والد کی زیر نگرانی نہ ہوتی اور شروع سے
ہی مدرسے میں داخل ہو جاتا تو یقیناً میں ایسا نہ ہوتا جیسا کہ ہوں
بہر حال میرا پڑھنا لکھنا اُسی حد تک ہے جتنا کہ مجھے ابا نے پڑھا دیا تھا
جو اُس دریائے علم کا ایک رشحہ[6] تھا ورنہ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک[7]

[1] تماشہ گاہ عالم - [2] ایک ہی - [3] اکیلے - [4] جھڑکنا - [5] ملامت کرنا - [6] دھکی دینا - قطرہ - [7] خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت - ۱۲

انٹرنس تک تو میں نے مارے باندھے یا ڈرسے پڑھا مگر مجھے ریاضی سے دلچسپی نہ تھی جی چرانے لگا۔ لٹریچر اور اقلیدس میں میں ہمیشہ اپنی جماعت میں اول رہا اور عربی میں تو سارے صوبۂ پنجاب میں فرسٹ آیا۔ علم ادب کا مذاق اور عربی میں اول آنا کچھ مدرسے کی تعلیم کا ثمرہ نہ تھا بلکہ اُس درخت کا پھل تھا جو میرے باپ نے میرے دل میں لگایا تھا۔ ریاضی پر نہ والد نے زیادہ زور دیا نہ میں نے توجہ کی۔ مدارس میں لٹریچر کی طرف یوں بھی کم توجہ کی جاتی ہے اور حساب کی وہ بھرمار ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے بڑے بڑے پیچیدہ سوال چٹکی بجاتے میں حل کر دیتے ہیں اور ہم منہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ میرے والد نہیں چاہتے تھے کہ تعلیم کا سلسلہ منقطع کروں مگر میرا دل اُچاٹ ہو گیا تھا۔ ایسی حالت میں میری ملازمت کا مسئلہ ایک بڑا غور طلب امر تھا۔ چوں کہ والد مرحوم کی ساری سروس برٹش گورنمنٹ کی تھی اور بہت سے حکام شناسا اور مہربان حال تھے جن میں مسٹر جے آر ریڈ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جو ایک بڑے لائق اور شریف المزاج انگریز تھے۔ ہندوستانیوں پر حد سے زیادہ مہربان۔ ملنے جلنے

سکا شاوون۔ توڑدون۔ ملازمت۔ جان پہچان۔ متعارف۔ ۱۲

واسطے - وہ میرے بچپنے میں اعظم گڈھ کے مہتمم بندوبست تھے اُس زمانے میں مَیں کوئی دس سال کی عمر کا تھا - ہفتہ وار اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا - مجھے یاد ہے کہ وہ بہت سے توجہ نہ صرف میرے سبق سنتے تھے بلکہ میرے مسودات میں اصلاح بھی دیتے تھے - دس برس کے بچے کی انگریزی ہی کیا ہوتی ہی مگر اُن کی مہربانی دیکھیئے کہ اس قدر شفقت فرماتے تھے کہ میں اُن کے پاس جانے کا دن گنا کرتا تھا - اُنھوں نے مجھے کئی عمدہ عمدہ کتابیں دیں - جب ولایت گئے تو میرے واسطے کئی کھلونے لائے - اُن کے پاس عمدہ شیرازی کبوتر پلے ہوے تھے کئی جوڑے مجھے دیئے - ایسے انگریز اب ڈھونڈے نہیں ملتے وہ کلکٹر ہوے پھر کمشنر پھر بورڈ کے ممبر اور آخر کار چیف سکرٹری - اُن کا نمبر لفٹننٹ گورنری کا تھا مگر نہ ملی کبیدہ خاطر ہو کر قبل از وقت ریٹائر ہو کر ولایت تشریف لے گئے - ہندوستان چھوڑنے سے پہلے وہ حیدرآباد بھی تشریف لائے تھے - اُن کی یاد کو دیکھیئے حیدرآباد پہنچ کر سب سے پہلے مجھے دریافت کیا - میں اُن دنوں لنگسگور میں تھا جو ریل سے ۱۶۵ میل ہے -

آزردہ - رنجیدہ - ملول - وقت سے پہلے خدمت سے علیحدہ ہو گئے - ۱۲

نواب میر لائق علی خاں بہادر عماد السلطنت سالار جنگ ثانی کو فرمایا اور میری طلبی تار پر ہوئی حاضر ہوا[1] ملا ۔ مجھے خود نواب صاحب کی خدمت میں لے گئے اور جو ایک باپ کہہ سکتا ہے وہ کہا ۔ مرتے دم تک مجھے بزرگانہ خطوط لکھتے رہے ورنہ وہ کہاں اور میں کہاں ۔ خیر یہ جملۂ معترضہ تھا ۔ والد چلے گئے حیدرآباد اور ریڈ صاحب بریلی کے کلکٹر ہوئے ۔ مجھے لکھا تو آ جا وہلۂ[2] اول میں تجھے تحصیل داری دے دوں گا ۔ مگر مشیتِ ایزدی کچھ اور تھی اسلامی ریاست کا نمک خوار ہونا تقدیر میں بدا[3] تھا ۔ حیدر آباد پونہچا ۔ سالار جنگِ اول کا زمانہ تھا چھوٹتے[4] ہی ڈیڑھ سو وظیفہ کار آموزی مقرر ہوا ۔ ترقی کرتا رہا ۔ مگر رفتار ترقی کی بہت سست تھی برسوں سوم تعلقہ دار رہا پھر دوم تعلقہ دار ہوا ۔ نے وسیلہ تھا کوئی پرسانِ حال نہ ہوا مو سے تھے بیسیوں آئے ۔ ع ۔ حریفاں بادہا خوردند و رفتند ۔ میں پڑا جھولتا رہا ۔ ترقی کی مگر کچھوے کی چال سے ۔ جن کی پشت پر وسیلے کا زور تھا اُن کی ترقی کی رفتار کنکوے کی سی تھی وہ آسمان سے باتیں کرتے تھے

---

[1] اصل مطلب کے بیچ میں کسی اور بات کا ذکر آ جانا ۔ [2] پہلی مرتبہ ۔ [3] اللہ کی مرضی ۔ مقرر تھا لکھا تھا ۔ [4] شروع ہی میں ۔ ہم ہمیشہ کھا پی کر چلتے بھی ہوئے ۔ مذبذب حالت میں رہنا رکاوٹ پیدا ہو جانا ۔ ۱۲

سچ کہا ہے مُربّی[۱] بیار و عمر تا بخور۔ تیس برس کس[۲] مپرسی میں پڑا
جھولتا رہا۔ پھر بھی مربّ کر پانصدی[۳] تو ہو ہی گیا۔ کارخانۂ عالم
عجب[۴] راز سربستہ ہے نہ کسی کی سمجھ میں آیا نہ آئے گا۔ اس کارخانے کا
چلانے والا کوئی اور ہے۔ حکام وقت جن کا بڑا آسرا ہے یہ سب ایک
ورک[۵] ٹین کی حیثیت رکھتے ہیں وہ پاور[۶] جو اس مشینری کو چلا رہی ہے
اور جس کی شان میں آیا ہے فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ[۷] وہ تو اور ہے۔ وہی
ریاست تھی وہی ناقدردانی وہی کس مپرسی وہی عہدہ دار وہی افسر لیکن جب کام بننے کا وقت
آگیا۔ قسمت[۸] نے یاوری کی ایسا جوش میں آیا کہ سان نہ گمان کام بن گیا چھپر پھاڑ[۹] کر دینا اسی کو
کہتے ہیں۔ میری حالت مایوسی[۱۰] تھی میرے ماتحت[۱۱] مجھ سے کم تر گریڈ[۱۲] کے لوگ میرے سر پر

چڑھ گئے ؎ یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا ٭ ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے
مرتا کیا نہ کرتا میں نے دل کڑا[۱۳] کر کے

جس کا سرپرست ہوتا ہے اُسی کو مزے دار کھانا ملتا ہے۔ جب کوئی خبرگیر یا
پوچھنے والا نہ ہو۔ پانسو تنخواہ۔ وہ بھید جو کھلے نہیں۔ کارکن۔ کام کرنے والے
طاقت۔ قوت۔ کُل۔ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے قادرِ مطلق۔ خلافِ توقع۔
بلا استحقاق مل جانا۔ ناامیدی۔ ہاتھ کے نیچے والے۔ درجہ۔ آگے
بڑھ گئے۔ اوپر ہو گئے۔ جب انسان عاجز آجاتا ہے تو سب کچھ کر بیٹھتا ہے کہ
مَغْلُوْبٌ یَصُوْلُ عَلَی الْکَلْبِ جیسے دبیل بلی کتے پر حملہ کر بیٹھتی ہے۔ ہمت کر کے

مگر ڈرتے ڈرتے مسٹر ڈنلاپ کو لکھا کہ آپ کے عہدِ معدلت مہد
میں یہ کیا حق تلفی ہو رہی ہے نہ لیاقت کی پرسش ہے نہ قدامت کا لحاظ
نہ شرافتِ خاندانی قدر۔ میرے حقوق اس کثرت سے پیاپی تلف ہوئے
ہیں کہ اب کوئی امید باقی نہیں رہی لہذا مجھے اب خدمت سے
سبکدوش کر دیا جائے۔

جب توقع ہی اُٹھ گئی غالبؔ۔ کیوں کسی کا گلا کرے کوئی

میں تو یہ سمجھے بیٹھا تھا کہ ٹکا سا جواب ملے گا کہ بسم اللہ تشریف لے جائیے

منت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمی کنم　　منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

لیکن تقدیر سامنے تھی۔ ڈنلاپ صاحب اگرچہ وہی ڈنلاپ صاحب
تھے جو کبھی میری بات پر کان بھی نہ دھرتے تھے یا اب اُن کا دل
نرم پڑا۔ سرکار میں گزارش پیش کی کہ واقعی اس شخص کے
حقوق بہت تلف ہوئے ہیں لیکن عمداً تلف نہیں کیے گئے جن
لوگوں کو ان پر ترجیح دی گئی وہ عارضی تقررات تھے نہ کہ مستقل

ایسا زمانہ جس میں انصاف پھیلا ہوا ہو۔ استحقاق کا برباد
کرنا۔ متواتر۔ بار بار۔ بادشاہ کی اگر خدمت کرتے ہو تو بادشاہ پر کیا احسان
بلکہ سچ پوچھو تو اُلٹا اُسی کا احسان ہے کہ تم کو نوکری دی۔ متوجہ
نہ ہونا۔ غور سے نہ سننا۔ قصداً۔ ۱۲۔

محکمہ مال گزاری میں جیسی کام کی کثرت ہی سرکار سے مخفی
نہیں۔ انفصال مقدمات اپیل کے لیئے ایک مستقل اور قابل اور
تجربہ کار مددگار کی ضرورت ہی جس کی تنخواہ اول تعلقہ وار سے
کم نہ ہو اور اسی لیئے میں نے بشیر الدین کو روک رکھا تھا۔ اب
سرکار اس جدید تقرر کی منظوری مرحمت فرمائے۔ تحریک کی دیر تھی
منظوری بندھی بات تھی۔ لیجئے منظوری آگئی۔ میرے پانسو
سے آٹھ سو ہو گئے اور حیدرآباد کا قیام چھٹی اور وہ وہ وہ وہ
وہ بھی ایک وقت تھا کہ جگہ خالی ہے جلدی سے لگے نہ پھٹکری اور رنگ
چوکھا ہو۔ مگر نہیں ملتی۔ کیوں؟ مقدر سیدھا نہیں۔ یا وہ وقت
آگیا کہ بھیجیں استعفار جگہ کا پتہ نہیں۔ ترقی کا موقع نہیں کہ نئی جائداد
گھڑی گئی ۵

سرنوشتِ ما بخطِ خود نوشت خوش نویس است و نخواہد بد نوشت

کیا تیری قدرت کے کھیل ہیں کہ بس انسان تماشہ دیکھا کرے

مرافعہ۔ نیچے والے محکمے کے فیصلے سے ناراض ہو کر اوپر کے محکمہ میں چارہ جوئی کرنا
کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر ضلع کے مساوی عہدہ مقررہ بات۔ ہونے والی بات۔ کوشش توقع
اور آرزو سے زیادہ مل جانا۔ کچھ خرچ نہ ہو یا زحمت بغیر کسی کا کام بن جانا۔ تقدیر۔ نوکری
چھوڑنا۔ بنائی گئی۔ نئی پیدا کی گئی۔ ہماری تقدیر کا لکھا خدا نے اپنے دست
خاص سے لکھا ہے۔ وہ تو بڑا خوش نویس ہے۔ بھلا کیسے ممکن ہے کہ وہ برا لکھے۔ ۱۲

۵ کارساز ما بفکر کارِ ما　　فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

دو برس حیدرآباد میں رہا۔ ڈنلاپ صاحب کو کام پسند آیا۔ سگ حضور تھا۔ اول تعلقہ داری کا خواب دیکھا کرتا تھا جس میں خدائی نظر آتی تھی۔ عہدے اگر ہیں تو تین۔ ریاست کا مدار المہام۔ ضلع کا تعلقہ دار۔ تعلقے کا تحصیل دار باقی سب بھرتی۔ اب وہ وقت آگیا کہ طبیعت دورے کی زحمتوں سے گھبراتی تھی۔ عمر کا اقتضا تھا کہ کچھ آرام لوں۔ یہ نوکری تھی جس میں دماغی قوت کا صرف تو بے شک زیادہ تھا۔ اپیل کے مقدمات سننا۔ وکلا کی پیچیدہ بحثوں پر غور کرنا۔ فیصلہ لکھنا۔ مگر تعلقہ داری کی سی دوادوش اور صاحب ضلع کی سی ذمہ داری نہ تھی۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ تعلقہ داری کی تمنا اور آرزو تھی اور نہیں ملتی تھی یا اب میں نہیں چاہتا تھا اور وہ گلے منڈھی جاتی تھی ۵

ہمارے کام بنانے والے یعنی خدا نے ہمارے کام کا بیڑا اٹھا لیا ہے۔ ہماری فکر سے ہوتا کیا ہے بلکہ الٹا نقصان ہوتا ہے اسی مضمون کا ایک شعر اور ہے ۵ من کارِ خویش را بخداوند کردگار بسپردہ ام کہ تا کرم او چہا کند دیں تھے اپنے کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ خدا مہربانی کیا کرتا ہے، پوری مثل یوں ہے "سگِ حضور برادرِ دور" جس کا مطلب یہ ہے کہ دور کے حقیقی بھائی وہ کتا بہتر جو ہر وقت ساتھ رہے۔ ہمارے ہاں بھی "آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل" اسی موقع پر بولتے ہیں۔ اقتضا۔ خواہش۔ پیچ در پیچ۔ الجھی ہوئی مشکل۔ دوڑ دھوپ۔ ۱۲

آنچہ نصیب است ہم می رسد ورنہ ستانی بہ ستم می رسد

ڈنلاپ صاحب مددگارِ دوم کو ترقی دلانا چاہتے تھے جب مجھے کسی کے بغیر ممکن نہ تھی - مجھے اسی تنخواہ پر پھر ضلع پر ڈالنا چاہا تمہاری ماں کے مرنے کا غم تازہ تھا - میں تھا مصائب میں گرفتار کیسی تعلقہ داری اور کہاں کا تعلقہ دار ع

صد شکر آج زخمِ جگر کو ملا نمک کس کا خیال آیا دلِ داغ دار میں

اختیارات کے اعتبار سے مددگاری گو وہ سینئر ہی کیوں نہ ہو صفر - افسر راضی تو مددگار مختار ورنہ نے کار - رہی تعلقہ داری ضلع بھر کی حکومت اُس کا کیا کہنا مگر ملی کس وقت جب کہ میرا شمار زندوں میں نہ تھا ع

کیا ہنسے کوئی بھلا کیا رو سکے دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

میری ہیچر میچر دیکھ کر ڈنلاپ صاحب نے کہا ہم آپ کو ضلع کا تعلقہ دار دیکھنا چاہتا ہے - اسی واسطے ہم نے آپ کو اپنا مددگار بنایا - یہ

---

[1] مقدر میں جو لکھا ہے وہ ہر طرح پہنچ کر رہے گا - تم اگر لینا بھی نہ چاہو تو بھی وہ پہنچ کر رہے گا - [2] یہ دو لفظ انگریزی کے ہیں سینئر = بالاتر - جیونیر = ماتحت - کم تر - [3] کچھ بھی نہیں - [4] تامل - پس و پیش

زینہ تھا تعلقہ داری کے لیئے ورنہ اضلاع میں آپ پڑا رہتا تو ایسا موقع نہ ملتا - ہم کو آپ کی تازہ مصیبت میں گہری ہمدردی ہے آپ جو ضلع چاہیے ہم دے گا " اُن کے اتنے اصرار پر میرا انکار کفرانِ نعمت تھا - اظہار رضامندی کیا اور ضلع کا تعلقہ دار بنا - مگر کب جب کہ مردہ تھا شوق اور اُمنگ کا نام نہ تھا اور کوئی خوش ہونے والا بھی نہ رہا تھا - جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا[1] ؎

عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا　　جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

پانچ برس تعلقہ داری کی - نوکری سے دل بیزار ہو گیا - پچپن برس کی عمر ہوئی اور ساتھ ہی سروس کی میعاد بھی ختم ہوئی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ڈیڑھ سو سے شروع اور ہزار روپیہ پر ملازمت کا خاتمہ ہوا - ؎

شکر[2] کہ جمازہ بہ منزل رسید　　زورقِ اندیشہ بہ ساحل رسید

قیدِ ملازمت سے آزاد ہوا مگر بقیدِ حیات ہوں - تین برس سے خانہ نشین ہوں - تصنیف تالیف کا مشغلہ ہے - اپنی نیند سوتا ہوں

---

[1] نعمت کا شکر نہ کرنا - دینے والا دے اور لینے والا منہ بنائے - پردیس میں عزیز و اقربا سے دور اگر بہار بھی ہوئی تو کیا - اسی سے یہ مثل ہے کہ دور کے ڈھول سہانے - یہ بھی ایک مثل ہے یعنی ڈھول کی آواز دور سے ہی اچھی معلوم دیتی ہے - ہم جب خود دیکھیں اور اس خوشی میں شریک ہوں تو وہ خوشی خوشی ہے -
[2] شکر کہ سواری بخیریت ٹھکانے پر پہنچ گئی - فکر و خیال کی کشتی کنارے لگی یعنی

(بقیہ نوٹ برصفحۂ آیندہ)

اپنی نیند اُٹھتا ہوں - معقول پنشن پاتا ہوں جو ڈپٹی کلکٹری کی تنخواہ سے بھی زیادہ ہے - خدا کا شکر ہے اور پھر جس کا نمک کھاتا ہوں اُس کا شکر ادا کرتا ہوں - میری پہلی شادی سترہ سال کی عمر میں دلّی کے چوٹی کے خاندان میں ہوئی - میری ماں کو صورت کی بڑی پرچول تھی کہ کچھ نہ ہو مگر شکل وصورت ہو - میرے نانا کا قول تھا کہ صورت کو نہ دیکھو - جتنا چھانو گی اتنا ہی کرکرا ہوگا - سیرت کو ٹٹولو - یہیں بوجہ کم سنی صورت اور سیرت دونوں کے حسن و قبح سے نابلد تھا - غرض شادی ہوئی اور تقدیر میں جہاں جوڑ الکھا تھا ملا - بے شک صورت شکل - سلیقہ - شعور سب ہی باتیں اُن میں موجود تھیں مگر تقدیر نے ایک بڑا روڑا لا ولدی کا اٹکا دیا تھا - ؎

تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی ✣ بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی

شروع شروع تو اس طرف کسی کو خیال نہ ہوا جب کئی برس صاف نکل گئے تو ہر طرف چہ می گوئیاں ہونے لگیں - کوئی مجھ میں نقص

نوٹ صفحہ گزشتہ مراد حاصل ہوئی - زندگی بھی ایک طرح کی قید ہے ؎ قفس تن میں گھبرائیو نہ طائر روح ✣ جو گرفتار ہے اک روز رہا ہوتا ہے - ۱۲ - اعلیٰ - پرچول بہیں - تلاش کرو - ڈھونڈو - ٹٹولو - کم سنی - کم عمری - قبح - اچھائی برائی - نیک و بد - نابلد - ناواقف بات چیت - ۱۲

نکالتا تھا تو اُن میں کیڑے[1] ڈالتا تھا مگر اصل بات کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ خدا جانے کس کی تقدیر میں اولاد نہ تھی۔ جب کئی برس گزر گئے تو دوسرے نکاح کی بھنبھنی[2] میرے کان میں پڑی مجھے اپنی بیوی سے از حد[3] محبت تھی اور میں اس کا اندازہ کر سکتا تھا کہ اس میں ان بے چاری کا کیا قصور ہے یہ تو سراسر[4] تقدیر ہی کا قصور ہے بلکہ جب کوئی اُن پر الزام دھرتا تھا مجھے بُرا لگتا تھا اور تن بدن میں آگ لگ جاتی تھی۔ کئی برس تو میں سنتا رہا اور ٹالتا رہا۔ جب کسی نے دوسرے نکاح کا ذکر نکالا وہیں ٹکرا سا[5] توڑ کے اُن کے ہاتھ میں دے دیا۔ کیوں کہ اب میں ایسا ناسمجھ نہ تھا۔ تعدد ازدواج[6] کی مشکلات کا گو مجھے ذاتی تجربہ نہ تھا مگر آئے دن سوکنوں کے لڑائی جھگڑے سُنا کرتا تھا اور ایسا ناواقف نہ تھا کہ لوگ جس کل چاہیں بٹھا دیں نہ موم کی ناک تھا[7] کہ جدھر چاہا موڑ دی جب سنتا تھا کہ لوگ میرا دوسرا نکاح کرنے پر تُلے[8] ہوئے ہیں کانوں پر ہاتھ دھرتا تھا۔ کیوں کہ یہ لوگ میرا تماشہ بنانا چاہتے تھے

---

[1] عیب جوئی۔ [2] اُڑتی اُڑاتی خبر۔ [3] حد سے زیادہ۔ [4] بالکل۔ تمام تر۔ [5] کھرا جواب دینا۔ صاف صاف کہہ گزرنا۔ [6] کئی کئی بیویاں کرنا۔ [7] جو شخص اپنے ارادے میں مستقل نہ ہو لوگوں کے کہنے سننے میں آ جائے۔ بن پیندے کا بدھنا۔ جدھر چاہو لڑھکا دو۔ [8] آمادہ۔ مستعد۔ انکار کرنا۔ اظہار نارضامندی۔ ۱۲

اسی لیت[1] و لعل اور ٹالم[2] ٹولے میں اٹھارہ برس کا ایک جگ[3] گزر گیا میری ماں کو بے شک میری اولاد دیکھنے کی جائز تمنا تھی۔ لیکن وہ اس فراج کی بیوی تھیں کہ کسی کی تکلیف دیکھ نہ سکتی تھیں اور اُن کے نزدیک کسی کی دل آزاری سب سے بڑا گناہ تھا۔ اس میں ایک تو ناکردہ گناہ[4] بہو پر ستم[5] توڑنا تھا دوسرے میری بھولی بھالی جنگی جان کو وہ عملی[6] پے[7] کے عذاب میں پھنسانا تھا اس وجہ سے وہ نہ اس کی محرک تھیں نہ ممّد و معاون[8]

رنج طفل است دو جفائے ادیب[9] — مرگ بیمار دو دوائے طبیب

از دو حاکم خراب مُلک و جہاں — از دو عورت خراب مرد غریب

وہ خدا جانے اوپری دل سے یا واقعی طور پر جب کہتی تھیں تو یہی کہ "ہاں دل تو میرا ابھی یہی چاہتا ہے کہ پیشتیر کا ایک بچہ دیکھ لوں مگر مجھے کچھ ایسی زیادہ پھڑکن بھی نہیں۔ وہ دے دے تو اُس کی

---

[1] شک - ہاں تاں - بات کو ٹال دینا - [3] قرن - زمانہ عرصہ - [4] گناہ - [5] ظلم - [6] عملی ناحی [7] شروع کرنے والا - مدد کرنے والا - امداد دینے والا - ہاں میں ہاں ملانا متفق الرائے ہونا - [9] دو استادوں میں بچہ بگڑ جاتا اُس کے لئے غضب ہے - اسی طرح دو طبیبوں کے علاج میں بیمار کی مٹی پلید ہوتی ہے جس ملک میں دو بادشاہ ہوں اُس کی خرابی کا کیا پوچھنا ہے - اور جس کی دو عورتیں ہوں اُس بیچارے مرد کی مٹی پلید - ہمارے ہاں بھی یہ کہاوت ہے - "دو جوروں کا مُوا جھک جھک پنجر اہوا" - ۱۲

مہربانی اور نہ دے تو شکایت بھی نہیں - کیوں کہ پہلے تو بھی میں اپنی ہی اولاد کی خیر خیر مناتی ہوں - ان کو جب زندہ سلامت چھوڑ کر جاؤں جب بات سو بات - گنڈے تعویذ علاج معالجے کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی گئی لیکن دنیا کی خاک چھان چکے اور ہر طرف سے مایوسی ہو گئی تب میرے والد کو بھی میری لاولدی کی تلملی لگی اور بات بات میں وہ سخت مایوسی کا اظہار کرنے لگے اُن کی ہر بات سے حسرت اور یاس مترشح تھی - وہ نہایت پژمردہ اور ملول خاطر رہنے لگے - براہ راست نہیں مگر بالواسطہ اُنھوں نے میرے کانوں تک بھی یہ بات پہونچائی کہ یہ گھر بند ہونے والا ہے - برخوردار تمھیں اس کی بھی کچھ فکر ہے - شجر بے ثمر کے پیچھے کیا پڑے ہو لکیر کے فقیر کیوں بنے ہو - آج ایک ٹکے کی پنہاری بھی گوارا نہیں کرتی کہ اُس کے گھر میں چراغ روشن نہ ہو چہ جائیکہ میں - تمھاری لاولدی نے میری ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا اور وہ جو تم نے ایک لڑکا لے کر پال لیا ہے میں تمھاری رائے سے متفق نہیں - مرغی اگر انڈوں کی جگہ پتھر سیئے تو کیا مفاد کسی کو

---

۱ اولاد نہ ہونے - بن اولاد پن - ۲ بے قراری - ۳ ظاہر - ۴ رنجیدہ - آزردہ - ۵ بے پھل کا درخت - ۶ کسی بات پر مر مٹنا - یاس و حرمان - ۸ موافق - ہم نوا - ۹ فائدہ - ۱۲

بیٹا کہنے سے وہ درحقیقت بیٹا نہیں ہو جاتا اور ہندوؤں کی طرح مسلمانوں میں تبنیت کوئی چیز نہیں۔ تم ابھی ماشاء اللہ جوان ہو تم کو ابھی احساس نہیں لیکن اگر خدانخواستہ یہی حالت رہی تو بہت جلد تم بھی ایسی ہی تکلیف معلوم کرنے لگو گے جیسی مجھ کو ہے۔ برخوردار! ہر مرض کا علاج خداوند کریم نے پیدا کیا ہے۔ عقد ثانی بھی ایک علاج ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے بھی دو پہلو ہیں اگر خدا نے فضل کر دیا تو مراد حاصل ہوئی اگر اس علاج کے بعد بھی ناکامیابی ہوئی تو پھر سوائے صبر کے چارہ نہیں۔ ہر مرض کے علاج کا یہی حال ہے لوگ اچھے بھی ہوتے ہیں اور بعض نہیں بھی ہوتے۔ مگر پہلے سے فرض کر لینا کہ علاج سودمند نہ ہوگا اور تدبیر کارگر نہ ہوگی دانشمندی سے بعید ہے۔ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللہِ میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ رائے قائم کی ہے کہ تم کو نکاح کرنا چاہئے شوقیہ نہیں مجبوراً اور اضطراراً۔ اگر تم اس تدبیر سے پہلوتہی کرو گے یا جو کرنا چاہیئے اُس سے اعراض کرو گے تو میں تم سے سخت

کسی کو لے پالک لے لینا۔ آغوش میں لینا۔ گود لینا۔ اثر۔ فائدہ مند سفید۔ کامیاب۔ دشوار۔ اپنی طرف سے کوشش کیئے جاؤ یہی کامیابی وہ تو خدا کے ہاتھ ہے۔ بے قرار ہو کر۔ جانا۔ پلٹ جانا۔ روگردانی کرنا۔

سخت ناراض ہوں گا۔ اگر تم کو میری ناراضی کا کچھ[1] خیال ہے اور مجھے
خوش رکھنا چاہتے ہو تو حکماً نہیں بلکہ میں تم سے بہ منت درخواست
کرتا ہوں۔ تم کو چاہیئے کہ میری صلاح مانو۔ آخر میں تمھارا باپ ہوں کیا
باپ ہونے کا اتنا بھی حق نہیں۔ ماشاءاللہ تم خود سمجھ دار اور زیرک[2]
ہو تم جان سکتے ہو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں محض تمھاری آیندہ کی
بہبودی کے لیئے ورنہ میرا کیا ہے آج مرا کل دوسرا دن اور تم کو
دنیا میں ابھی بہت دنوں رہنا ہے۔ والدِ مرحوم کے ارشاد کی تعمیل
مجھ پر فرض تھی۔ اوروں کے کہنے سننے کا تو مجھ پر چنداں اثر نہیں ہوا
مگر اب معاملے نے کچھ اور صورت اختیار کر لی تھی۔ میں اس
دُگدا[3] میں تھا کہ ممکن ہے مجھ میں کچھ نقص ہو اور میری ہی تقدیر میں
اولاد نہ ہو تو پھر یک نشد دو شد[4]۔ یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا
مانا کہ دو بیبیوں کا ہار گلے میں ڈال لینا ہماری مالی حالت کے
لحاظ سے چنداں مشکل نہ تھا مگر سوکنوں کی آئے دن کی کٹا چھنی
زندگی میں بس[5] گھول دے گی بھلی چنگی جان جنجال[6] میں پھنس جائے گی

---

[1] زبردستی بطور حکم۔ [2] عاجزی سے۔ لجاجت سے۔ عقلمند۔ سمجھ دار۔ [3] خدشے۔ تذبذب۔ [4] ایک مصیبت تو تھی ہی دوسری اور ہوئی۔ اسی موقع پر کہتے ہیں کہ نقصانِ مایہ و دیگرے شماتتِ ہمسایہ بھی تو ہیں یعنی ایک تو روپئے پیسے کا نقصان دوسرے جگ ہنسائی۔ آخر انجام کیا ہوتا ہے۔ [5] لڑائی۔ بگاڑ۔ زہر ملا دینا۔ [6] بکھیڑا۔ الجھن۔ مشکل۔ ۱۲

والد کا اصرار ناراضی پر منتہی[۱] ہوا - ماں میری عجب چہ کنم[۲] میں تھیں گم سم[۳] نہ ادھر بولیں نہ اُدھر - نوبت باایں جا رسید[۴] کہ لڑکی کی ٹٹول[۵] شروع ہوئی پیغام سلام ہونے لگے - اوپر والوں کا مشغلہ میرا جھل[۶] تھا - رات دن یہی کھسر پھسر[۷] ہوا کرتی تھی - جب دیکھو سر جوڑے[۸] بھی مشورے یہی تذکرے مگر میری آنکھوں کے سامنے آنے والی مصیبت کا نقشہ ہو بہو[۹] جما ہوا تھا - لیکن آخر تا بہ کے[۱۰] - کہنے سننے کا بڑا اثر ہوتا ہے - میرا سکوت نافرمانی[۱۱] اور عدول حکمی[۱۲] اور متمردی[۱۳] ٹھہرا تو ناچار[۱۴] میں بھی پھسل گیا - مجھے بھی اولاد کی تمنا تھی - میں بھی اپنے ہم عمروں کے بچے دیکھ کر کڑھتا[۱۵] تھا - پہلے جو بات ناگوار خاطر ہوتی تھی اب اُس کی سمائی[۱۶] ہونے لگی - اٹھارہ برس ہیم و رجا[۱۷] میں کاٹے - اب دوسری شادی کا جُوا میری گردن پر دھرا جانے[۱۸] والا تھا جو ایک قسم کا جُوا (قمار بازی) تھا - ممکن ہے کہ یہاں بھی میری

---

[۱] ختم - [۲] تردد - پریشانی - [۳] خاموش - چپ چاپ - [۴] یہاں تک نوبت پونہچی - [۵] تلاش - [۶] پریشانی - اُلجھن - [۷] سرگوشی - [۸] مشورت کرنا - [۹] بجنسہ - [۱۰] کب تک - [۱۱] خاموشی - کہنا نہ ماننا - [۱۲] حکم نہ سُننا - [۱۳] خودسری - [۱۴] مجبور ہو کر - [۱۵] رنجیدہ ہوتا تھا - [۱۶] گنجایش - [۱۷] ڈر - خوف - اُمید - [۱۸] ۱۲

تقدیر کوتاہی کر جائے۔ ؎

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل * چو خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

اگر اس ولولۂ دوم میں بھی ناکامیابی رہی تو بس میری مثل وہی ہوگی کہ

دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم * نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے

لیکن دنیا کے سب معاملات میں ہار جیت لگی ہوئی ہے۔ تصویر کے ہمیشہ دو رخ ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ جیت بھی اپنی اور پٹ بھی اپنی۔ جس طرح یہ ممکن ہے کہ عقدِ ثانی غیر بار آور ہو یہ بھی تو ممکن ہے کہ پاسہ پلٹ جائے۔ میری بیوی نے چار بچے جنتی تھیں اور بھی جاتی تھیں۔ وہ اس غم میں ایسی گھلیں کہ حیثیت سے بے حیثیت ہو گئیں۔ میں ہر چند اُن کو اونچ نیچ سمجھاتا۔ ہر طرح سے تسلی اور تشفی دیتا مگر اُن سے کہیں پیاس بجھی ہے وہ سمجھ دار تھیں اُن کو

بد قسمتوں کو کسی کامل رہبر کے مل جانے سے بھی کیا فائدہ۔ حضرت خضر کو دیکھو کہ وہ سکندر جیسے اولوالعزم کو "آبِ حیواں" کے چشمے سے پیاسا پلٹا لائے۔ آبِ حیواں وہ پانی ہے جس کے پینے سے حیاتِ جاودانی میسر ہوتی ہے۔ دھوبی کے کتے کی بڑی مٹی پلید ہے دھوبی کبھی گھاٹ پر رہتا ہے کبھی گھر پر اس لئے کتے بے چارے کا کہیں بھی ٹھکانا نہیں نہ یہاں نہ وہاں۔ جو شخص ایسی مصیبت میں گھر جائے کہ اس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ ہو ایسے موقع پر یہ مثل بولی جاتی ہے۔ ثمر دار۔ پھل دار۔ پھلنے پھولنے والا۔ حال سے بے حال۔ خراب و خستہ۔ نشیب و فراز۔ ۱۲

مآلِ کار نظر آتا تھا۔ اُن کو میرے نکاح کا ڈر اور غدغہ اور دھڑکا تھا اور ہونا ہی چاہیئے۔ سوکن تو چونی کی بھی بُری۔ آنکھ میں ایک کنی پڑ جاتا ہی تو انسان بے قرار ہو جاتا ہی اور یہ تو سوکن۔ گو میں اب بھی پوری طرح آمادہ نہ تھا اور ان کے سامنے انکار ہی کرتا تھا مگر وہ جانے بیٹھی تھیں کہ او پرواسے بیچ کھیت کرا کے رہیں گے اور بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی آج نہیں تو کل یہ بلا ضرور آئے گی پر آئے گی۔ یہ بندی بھی ہی جو ٹلنے والی نہیں۔ ۵

بہ آبِ زمزم و کوثر تواں نکرد سفید گلیمِ بختِ کسے را کہ بافتند سیاہ

اسی اثنائیں میں اپنے ماموں **مولوی عبدالحامد صاحب** کے پاس ملنے چلا گیا جو اٹاؤہ میں ڈپٹی کلکٹر تھے وہ مجھے **مولنا شاہ فضل الرحمن صاحب** کی خدمت میں **گنج مرادآباد** لے گئے جو اُسی ضلع میں ہی۔ مولنا کی بزرگی اور تقدس۔ خدارسیدگی اور زندہ ولی ہونا سارے ہندوستان میں مشہور ہی۔ اُن کے ہاں

انجام کار۔ نتیجہ۔ غدغدہ۔ ڈر۔ اناج پھٹکنے اور چھاننے کے بعد جو ریزے رہ جائیں بھوسی سے بھی گھٹیا۔ ذرہ۔ ضرور۔ کھٹکے خزلنے۔ نے دھڑک۔ بکرے نے چارہ چھری سے کب بچ سکتا ہی آج نہیں کل ذبح ہوگا۔ جس شخص کی تقدیر کمل کی طرح کالی بھٹ ہو۔ چاہے اُسے زمزم کے پانی سے دھوؤ یا حوضِ کوثر کے پانی سے وہ جیسی کالی ہی ویسی ہی رہے گی۔ مطلب یہ ہی کہ تقدیر کا لکھا کسی حال میں بھی پلٹتا نہیں۔ خدا تک پہنچے ہوئے۔ بسا بزرگ۔ ۱۲

مرادوں منتوں والوں کا ایک میلہ لگا رہتا ہے۔ میں بھی حاضر خدمت ہوا۔ ارشاد ہوا بعدِ مغرب آنا۔ مغرب کے بعد ہم ماموں بھانجے پھر گئے ماموں نے عرض کی آپ دعا کیجئے کہ بشیر کے ہاں لڑکا ہو۔ آپ نے فوراً ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اور ساتھ ہی مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "میاں لڑکے! لڑکا تو ان شاء اللہ تمھارے ہوگا مگر اس بیوی سے نہیں۔ دوسری شادی کرو اور ہاں دیکھو اُس لڑکے کو ہمارے پاس ضرور لانا"۔ مولٰنا ایک بان کی کھرّی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ گورے پنڈے میں وہ بان گڑ کر بدّھیاں پڑ گئی تھیں۔ ہم کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھے۔ ہم چارپائی کے پاس ایک پھٹے سے بوریئے پر بیٹھ گئے مولٰنا کی خدمت میں جو جائے ایک وقت دال روٹی اُسے ملتی ہے اور دوسرے دن رخصت۔ اہل غرض کا ایک میلہ لگا رہتا ہے۔ ہم بیٹھے ہی تھے کہ آپ کے واسطے ایک مٹی کی رکابی میں دال اور کچھ روٹیاں آئیں۔ آپ نے کھانا شروع کیا۔ دال ایسی تھی کہ دال الگ اور نسوت پانی الگ اور کھاتے بھی اس طرح تھے کہ آپ کی ال بھی اُسی میں گر رہی تھی۔ مجھے یہ دیکھ کر ذرا کراہت آئی۔ معاً آپ کو اس کا کشف ہو گیا ارشاد ہوا۔ "آ ہمارے ساتھ کھا" میں باولِ ناخواستہ

اولیں لمبے لمبے نشان۔ خالص۔ نفرت۔ ناپسندیدگی معلوم ہو گیا۔ ظاہر ہو گیا۔ جیسے دل نہ چاہے۔ ۱۲

بڑھا۔ ادوان پر میں بیٹھ گیا۔ آپ سرھانے تھے اور میں پائینتی
مجھے بھی اپنی مٹی کی رکابی میں شریک کرلیا۔ میں کیا کہوں کہ وہ وال جس سے میرا دل
گھنیایا تھا وہ ایسے مزے کی معلوم دی کہ کسی چیز میں مجھے ایسا مزا
نہیں آیا اور آج تک زبان پر اس کا ذائقہ ہے۔ سچ کہا ہے ۔ ؎

خاصانِ خدا خدا نباشند   لیکن ز خدا جدا نباشند

اب کیا تھا مولانا کے ارشاد نے نکاح کے ارادے کو جو ڈسمس تھا
رجسٹری فرمادی۔ اب پھر دلی کا حال سنو۔ اگر میاں بیوی میں ناچاقی
ہوتی اور روز کی کھٹ پٹ رہتی تو میری بیوی کو کچھ زیادہ رنج کرنے
کا موقع نہ ہوتا کہ میرے بھاگوں پہلے ہی کون سا سہاگ ٹپک رہا تھا
جو اب لٹ گیا جس کا مجھے غم ہو۔ جیسے کنتھا گھر رہے ویسے رہے
بدیس۔ مگر یہاں تو معاملہ برعکس تھا میاں بیوی پر اور بیوی میاں پر
شمع اور پروانہ تھے۔ مجھے انتہائی درجے کی محبت ہی نہ تھی بلکہ بلا
مبالغہ ایک گونہ عشق تھا۔ پھر ایسے شوہر کے حقے بخرے ہو جائے

بان کی چارپائی کے پچھلے حصے میں جو کھنچاؤ کے لیے رسی ہوتی ہے۔ نفرت ہوئی۔ خدا کے
خاص بندے مانا کہ خدا نہیں ہوتے مگر خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے۔ ملتوی۔ مذبذب۔ پکا کر دیا۔ تقدیر سے
گھر میں رہیں تو نکلے کار اور باہر رہیں تو نکلے کار یعنی نہ گھر میں وہ کچھ کریں نہ باہر جا کر کچھ کریں۔ اُلٹا جس
طرح شمع پر پروانہ فدا ہوتا ہے اور شمع کے عشق میں جل مرتا ہے۔ بہت۔ نہایت۔ محاورہ
ہے جو معنے حصے کے ہیں وہی بخرے کے بھی ہیں ۔ ۱۲

کا قلق[1] جتنا زیادہ ہو بجا اور ایسی چہیتی[2] بیوی کا دل پھٹ[3] جانے کا جتنا
صدمہ ہو روا[4]۔ اس سوچ بچار اور حیص بیص[5] میں کچھ اور دن گزر گئے
میں کچھ مسلسل[6] تو دلی میں رہتا ہی نہ تھا جو پکڑ کر زبردستی جوت[7] دیا جاتا
برس میں دو پھیرے دلی کے ہوتے تھے۔ ایک مہینے کی رعایتی رخصت
اور پندرہ دن کی اتفاقی جو عید یا محرم کی تعطیل ملا کر آنے جانے کو
کافی ہوتی تھی۔ پھر یہ بات معرض التوا[8] میں رہی۔ اس وہلے[9] میں جب
میں پندرہ دن کی چھٹی میں محرم کی تعطیلات ملا کر آیا تو بہ تعیین شخصی[10]
گفتگو ہونے لگی کہ ہم نے فلاں فلاں جگہ بات لگا رکھی ہے۔ چوں کہ
یہ عقد میری خوشی سے نہیں ہوا لہذا میں دھوم دھڑکے[11] کو بالکل ناپسند
کرتا تھا۔ شادی انسان کی مدۃ العمر میں بس ایک دفعہ ہوتی ہے نہ کہ
بار بار۔ میں نے اپنا عندیہ[12] ظاہر کر دیا تھا کہ صورت شکل کیا ڈھونڈھتی
ہو۔ دان جہیز کی تم کو کیا پڑی ہے۔ لانا ہی ہے تو کسی غریب کی لڑکی
لے آؤ چھٹی ہوئی یہ ہر وقت کا کھڑاگ[13] تم نے کیا پھیلا رکھا ہے۔ تم لوگوں
کو ان باتوں میں مزہ ملتا ہے اور مجھے ہوتی ہے تکلیف۔ ع

---

[1] افسوس۔ رنج۔ [2] لاڈلی۔ [3] دل پھر جانے۔ بد دل ہو جانے۔ [4] جائز۔ [5] گفت و شنود۔ سہا جتنے۔ ردّ و قدح۔ [6] لگاتار۔ برابر۔ [7] لگا دیا جانا۔ [8] ادھر ہی رہ گئی۔ [9] تصفیہ زبانی۔ [10] مرتبہ کسی شخص کا نام لے کر۔ [11] دھوم دھام۔ [12] گڑبڑ۔ مطلب۔ ارادہ۔ [13] بکھیڑا۔ ۱۲

ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھیری۔ اب میں تجربہ کار تھا ناکتخدا چھیڑ رہا تھا اکثر لوگ تمام خوبیوں سے قطع نظر کرکے صرف حُسن ظاہری پر مرتے ہیں حالانکہ ایسا خیال سراسر نادانی اور ناعاقبت اندیشی ہے۔ اگر عقل سے ذرا سا بھی کام لیں تو سرے سے یہ اصول ہی باور ہوا نکلے گا۔ میری جورو تو حُسن کی دیوی تو میرے گھر میں موجود ہی تھی اب مجھے حُسن درکار نہ تھا۔ میرا دل حُسن سے سیر تھا یہ معاملہ تو اس طرح کا تھا جیسے کسی کی جان بچانے کو سخت سے سخت آپریشن ناگزیر ہوتا ہے۔ پس یہ زندگی اور موت کا معاملہ تھا نہ کہ بازیچہ اطفال میرا اصول یہ رہا ہے کہ حُسن سیرت مقدم ہے حُسنِ صورت پرستی اول جان کے ساتھ لگی ہے اور شئی دوم چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ سریع الزوال۔ آج ہے کل نہیں۔

رہتی ہے کب بہار جوانی تمام عمر وہ مثل بو گل ادھر آئی ادھر گئی

فرض کیجئے کہ بیوی نہیں حور ہے یا پری سانچے میں ڈھلی۔ مگر بدمزاج لڑاکا۔ تُرشی۔ ترش رو۔ اکھڑ۔ بدخو۔ ہوا سے الجھنے والی۔ دوسری

وہ بچھیرا جس نے ابھی دانت نہ توڑے ہوں یعنی کم عمر۔ شروع سے۔ بنیاد بگڑا ہوا تھا۔ عمل جراحی۔ جس سے نہ بچ سکے۔ بچوں کا کھیل۔ اول۔ پہلے۔ مد۔ بابت۔ لڑنے والی۔ سخت زبان۔ بدمزاج جس کا مزاج سخت ہو۔ بدخصلت۔ ذرا سی بات پر بگڑ جانے والی۔

خوب صورت نہیں مگر خوب سیرت[1] ہے۔ آدمی کا بچہ۔ آنکھ ناک ہاتھ پاؤں
سب سلامت اندھی نہیں کانڑیں نہیں ھینگی نہیں ترچھی نہیں۔
گونگی نہیں۔ اور غور سے دیکھو تو سب کچھ ہے اور کچھ بھی نہیں اپنی اپنی
سمجھ ہے۔ سر ٹکتی ہے مگر سنکی[2] سڑی نہیں۔ دماغ ہے مگر دماغ دار نہیں۔
سر میں سودا[3] ضرور ہے مگر سودائے[4] خام[5] نہیں۔ وہ سودا خدا کی راہ
کا ہے یا شوہر کی رضاجوئی[6] کا کہ وہ بھی خدائے[7] مجازی ہے۔ بینا[8] ہے ایک
چھوڑ دو دو آنکھیں رکھتی ہے۔ کٹورا سے دیدے ٹکر[9] ٹکر کھلے ہیں
دیکھنے کی چیزیں شوق سے دیکھتی ہے۔ اچھے برے نیک و بد میں
تمیز کرتی ہے۔ قرآنِ شریف کی تلاوت سے بصارت[10] کو تقویت[11]
دیتی ہے۔ اچھی اچھی کتابوں کو سرمۂ[12] چشم بنا رکھا ہے۔ دیکھتی ہے تزکیۂ[13]
نفس کے لیئے پڑھتی ہے نصائح کو گرہ[14] باندھنے اور عمل کرنے کے لیئے
گندی[15] کتابوں۔ عشقیہ ناولوں سے ایسی دور بھاگتی ہے جیسے بھوت

---

۱ اچھی خصلت۔ ۲ اپنے کہنے کی۔ خود مختار۔ مطلق العنان۔ ۳ چاروں خلطوں
میں سے ایک خلط جس کا رنگ سیاہ ہے۔ ۴ کچی بات۔ نامناسب بات۔ ۵ معاملہ
۶ راضی رکھنا۔ ۷ حقیقی کی ضد۔ ۸ دیکھتی ہے۔ آنکھوں والی ہے۔ ۹ صاف۔
۱۰ بینائی۔ ۱۱ قوت۔ طاقت۔ ۱۲ قدر کرنا۔ ۱۳ پاکی۔ ۱۴ یاد رکھنے۔ عمل کرنے
پابندی کرنے۔ ۱۵ ناپاک۔ بری ۱۲

بریت کے سائے سے۔ نگاہ ہی مگر تیر نگاہ نہیں۔ نظر ہی مگر بدنظر نہیں آنکھ ہی مگر جھکی ہوئی۔ لجالو اور شرمیلی جس میں شرم و حیا۔ محبت و الفت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہی۔ باایں ہمہ اندھی ہی یٹم کور محض ہی بمقابلہ غیر محرم۔ دو آنکھوں کی چار نہیں بناتی۔ دوربین ہی بہ اعتبار مآل اندیشی نزدیک بیں ہی اپنے عیوب پر مطلع ہونے کے لیئے۔ آنکھ میں لاج ہی نے مروت اور طوطا چشم نہیں۔ دیدے رکھتی ہی مگر دیدہ ہوائی نہیں۔ آنکھیں رکھتی ہی ضرور بابصر اور پر نور مگر نگاہ عیب جو نہیں۔ نکتہ چینی کی خو چھو نہیں گئی۔ کان رکھتی ہی ایک چھوڑ دو سن لیتی ہی سب کی جس سے معلوم ہوا کہ کان کھلے ہیں اور پھر بہری بھی ہی۔ بہری پتھر۔ خدا نے دو کان دیئے مگر زبان ایک۔ حکمت یہ کہ دو باتیں سنو جب ایک بولو۔ بہری ہی دوسروں کی برائی سننے سے۔ نامحرم

۱ شرم والی۔ ۲ افراط سے ہی۔ ۳ باوجود اس کے۔ ۴ بالکل۔ ذرا ابھر ابھی نہیں دکھائی نہیں دیتا۔ ۵ بالکل اندھی۔ ۶ جس سے پردہ جائز ہی۔ جو اپنا قریب کا رشتہ دار نہ ہو۔ ۷ دلیر ہونا۔ ۸ آنے والی بات کو جانچ تول لیتی ہی۔ ۹ انجام کا سوچنا۔ ۱۰ قریب کی چیز دیکھ لیتی ہی۔ ۱۱ عیب کی جمع۔ برائیاں۔ ۱۲ باخبر ہونا۔ ۱۳ شرم و مروت۔ ۱۴ بے مروت۔ ۱۵ نڈر بے شرم نہیں۔ ۱۶ عیب ڈھونڈنے والی۔ ۱۷ خطا پکڑنے والی عیب گیری۔ ۱۸ عادت خصلت۔ ۱۹ بالکل بہری یہی محاورہ انگریزی میں بھی ہی Stone deaf

کی آواز سے - ناچ گانے کی بھنگ[1] سے - چغلی سے - شکایت سے -
زبان رکھتی ہے مگر قابو[2] میں - گز بھر کی نہیں بلکہ جتنی خدا نے بنائی ہے
اتنی ہے - بولتی ہے بولنے کے وقت اور بولنے کی طرح - زبان سے
زبان کا کام لیتی ہے نہ نشتر اور چھری کا - زبان ہے نہ زیان نہ کہ
سنے بے تمیزی کا طوفان اور بلائے جان - زبان ہے نرم گوشت کا
ٹکڑا اُس کو جس طرح خدا نے بن ہڈی کا ملائم بنایا ہے ویسے ہی
میٹھے بول نکلتے اور پھول جھڑتے ہیں - برچھی کی طرح سخت نہیں
کہ دل کے پار ہو جائے نہ برچھی کی انی ہے نہ قینچی ہے جس کی بنی کہ جدھر
چل پڑے ٹکڑے اُڑا دے لوگ پناہ[3] مانگیں - الاماں پکاریں
گونگی ہے اس اعتبار سے کہ بکواس نہیں کرتی - زٹ نہیں لگاتی -
بے موقع نہیں بولتی - کسی کو سخت سست نہیں کہتی - لڑتی نہیں
جھگڑتی نہیں - جھوٹ نہیں بولتی - کبھی بدی یا غیبت نہیں کرتی -
بیہودہ اور فحش[4] کلام سے زبان آلودہ نہیں - دوسروں کی سن لیتی
ہے آپ سکوت[5] کر جاتی ہے - لنگڑی نہیں لولی نہیں - چلتی ہے سیانہ روی[6]

---

[1] اُڑتی اُڑاتی آواز - [2] اختیار میں - [3] پناہ مانگیں - [4] بیہودہ اور فضول گفتگو - کسی بات پر اڑ جانا یا ایک ہی بات کو پکڑ لینا - گندہ کرنا - [5] چپ رہ جاتی ہے - [6] ہاتھ پاؤں سے معذور - میچ کی روش - ۱۲

کی چال نہ وہ چال جو بھونچال ہو۔ جس سے زمین لرز جائے۔ جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو۔ قدم دھرتی ہے پھونک پھونک کر ؎
آہستہ خرام بلکہ مخرام   زیر قدمت ہزار جانست
وہ جانتی ہے کہ جو دوڑ کر چلتا وہ ٹھوکر کھاتا اور اوندھے منہ گرتا ہے لنگڑی ہے کہ بے راہ قدم نہیں ڈالتی۔ کیا مجال کہ شوہر کے بن پوچھے دہلیز سے پاؤں نکالے۔ لنجی ہے کہ کسی پر ہاتھ نہیں اٹھاتی یعنی کسی کا دل نہیں دکھاتی ایذا نہیں پہنچاتی۔ دوسروں کو سکھ پہنچانے کے لیئے آپ سو طرح کے دکھ اٹھاتی ہے۔ یہ ہاتھ جب اٹھتے ہیں خدا کی راہ میں داد و دہش کے واسطے یا دعا کے لیئے نہ کہ ظلم و جفا کے لیئے۔ آپ سوچنا چاہیے اور بہت ٹھنڈے دل سے غور کرکے فیصلہ کرنا چاہیئے کہ زندگی کی مشکلات میں کون سی عورت زیادہ آرام دے سکے گی اور کون گھر کو اچھی طرح ٹھنڈک سے چلا سکے گی بچوں کی پرورش جیسا کہ پرورش کا

زلزلہ۔ چند عورتیں امن چین کہتی ہیں۔ کانپ جائے۔ اے خداوند قدیر تو اس بلا کو دفع کر۔ احتیاط سے۔ آہستہ چلو بلکہ احتیاط کا مقتضی ہے کہ چلو ہی نہیں۔ اوندھے۔ چوکھٹ کے باہر قدم دھرے۔ ہاتھ سے معذور۔ آرام تکلیف۔ دینے دلانے۔ خیرات۔ سلوک مسلوک۔ زیادتی۔ آرام چین ۱۲

حق ہی کون بہتر کرے گی اُن کی دیکھ ریکھ[1] - تعلیم و تربیت - گھر کی صفائی کی آراستگی - حفظان صحت کا اہتمام شوہر کے خوش رکھنے کے طریقے آیا وہ کر سکتی ہی جو رات دن پھولوں میں تُلتی[2] اپنی ہر ادا پر فریفتہ اور مفتون نازک نازنین - پھول سونگھ کر جینے والی - اس کو اپنے بناؤ سنگھار سے کب فرصت ہی جو درد سر مول لے - آیا وہ میدے[5] کی لوئی[3] شہاب[4] میں ڈبوئی - نور کی پتلی - کافور کی گڑیا - دھان[6] پان جس میں سوائے حسین ہونے کے اور کچھ بھی نہیں - کیا ایسی چھوئی موئی[8] سے گھر چل سکتا ہی - کبھی نہیں - ہرگز نہیں - یہ تو نرا[9] لفافہ[10] ہی لفافہ ہی - پھر اُس کو بلاؤ جس کی ہڈی[11] کام میں مری ہوئی ہی - جو کام کرنے کی عادی محنت کی خوگر - جس کو حسن جیسی سنہ لیے[12] ثبات دولت کی عوض بیسیوں خوبیاں دی گئی ہیں - ہر سمجھ دار آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہی کہ کون

---

[1] خبر گیری - [2] یعنی بڑی نازک ہی - آراستگی - [3] تکلیف - طمطراق - [4] چھنا ہوا آٹا میدہ کہلاتا ہی - لوئی - پیڑا - میدا بہ نسبت آٹے کے زیادہ سفید ہوتا ہی - یعنی رنگت سفید اور صاف - [5] رنگ میں سرخی جھلکتی ہوئی - [6] دُبلی پتلی - نازک - [8] ایک پودا ہوتا ہی جو ہاتھ لگاتے ہی کملا جاتا ہی - ایسی نازک کہ ذرا چھوا اور کملا گئی [9] خالی - [10] جو چیز اوپر سے دیکھنے میں خوش نما اور بھڑکیلی ہو اور اندر کچھ بھی نہ ہو محض ظاہر داری - [11] کام کرنے کی عادت ہی - محنت کی عادت پڑی ہوئی ہی - [12] نہ ٹکنے والی - آج ہی کل نہیں - ۱۲

قابلِ قدر ہے اور کون نہیں۔ حُسنِ صورت کے بغیر کام چل سکتا ہے مگر حُسنِ سیرت کے بدون ٹٹو[۱] اڑ جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ سیرت ہی ضروری اور مقدم چیز ہے۔ حُسن نرا ملمع[۲] ہی ملمع ہے امتحان کی کسوٹی[۳] پر کسنے سے اُس کا حُسن و قبح[۴] ظاہر ہو جاتا ہے اور حُسنِ سیرت غلام[۵] مال ہے جتنا کام میں لاؤ صیقل[۶] پاتا اور چمک[۷] دمک میں بڑھتا جاتا ہے۔ جتنا مانجھو اتنا ہی جگمگاتا[۸] ہے۔ اِس قسم کی عورت نہیں ہو سکتی مگر وہ جسے اچھی تعلیم ملی ہو نیک صحبت میں بیٹھی ہو نیک دل ہو۔ خواہ وہ قبول صورت ہو یا بدشکل[۹] حسین آدمی کو دیکھنے میں کیسا ہی بھلا کیوں نہ لگے اور دم بھر کے لیئے اُس کو دیکھ کر کیسے ہی محظوظ[۱۰] کیوں نہ ہوں مگر اُس کی مثال کچے[۱۱] رنگ کی سی ہے جو دیکھنے میں اچھا مگر چند ہی دن میں اُڑ جاتا ہے پختہ[۱۲] رنگ برسوں چلتا ہے ذرا فرق نہیں آتا۔ ذرا سے میل[۱۳] جول میں بات چیت[۱۴] نشست و برخاست میں قلعی[۱۵] کھل جاتی ہے کہ ظاہری صورت ایک خول[۱۶] ہے جو اصل میں کچھ بھی نہیں۔ بہت دن نہیں گزرنے پاتے

[۱] کام رک جاتا ہے۔ [۲] لغوی معنے روشن کیا گیا۔ درخشاں روشن۔ چاندی سونے کا پانی چڑھا ہوا۔ [۳] ایک قسم کا سیاہ پتھر جس پر سونے کو گھس کر دیکھتے ہیں [۴] اچھائی برائی۔ [۵] وہ مال جو کثرتِ استعمال سے خراب نہ ہو۔ [۶] زنگ دور کرنا۔ صاف کرنا [۷] رونق۔ [۸] چمکنا۔ [۹] خوش شکل [۱۰] خوش۔ [۱۱] خام۔ وہ رنگ جو اتر جائے [۱۲] پکا۔ [۱۳] ملاپ۔ یکجائی۔ [۱۴] تعلقات۔ گفتگو۔ [۱۵] اصلی حقیقت معلوم ہو جانا۔ [۱۶] بالائی حصہ جو اندر سے خالی ہو۔ ۱۲

کہ حسن کی وارنش مدھم پڑجاتی ہے اور جو کچھ وقعت تھی وہ بھی باقی نہیں رہتی محبت اور الفت کی جگہ حقارت اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ حسنِ ظاہری سے حسنِ باطنی کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ پس جو لوگ بیوی میں محض حسن ہی حسن ڈھونڈتے اور ناز و انداز پر فریفتہ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو بازاری عورتوں کی ہوا لگی ہے ورنہ گھر کی بہو بیٹیاں یہ دل فریب ادائیں اور چھل بل کیا جانیں۔ ایسے لوگ جو صرف حسن کے متوالے ہیں وہ اپنے حق میں کانٹے بوتے ہیں اور زندگی بھر اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالتے ہیں بلکہ اپنی خانہ داری اور اپنی اولاد کے حق میں ایک بری مثال اور بدترین نمونہ قائم کرتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ اس ظاہرداری کو غارت کرے اور ہماری باطنی آنکھیں کھولے کہ ہم سیرت کی خوبیوں کو دیکھیں اور قدر کریں اور ازدواجی تعلقات کی استحکام بنا باطنی اوصاف پر رکھیں اور میاں بیوی سے اور بیوی میاں سے وہ آرام پائے کہ گھر جنت کا نمونہ بن جائے جو قدرتِ الٰہی اور شارعِ مقدس کا اصلی منشا مرد و زن کے جوڑا ملا دینے سے ہے۔

چمک دار روغن۔ مانند۔ زیادہ۔ دھوکا دینا۔ فریب دینا۔ دغا بازی۔ فریفتہ دیوانے۔ اپنے لیئے بُرا کرنا۔ سب سے خراب۔ مضبوط۔ ۱۲

آئندہ ہم پرمطلب ہے۔ ہمارے کنبے والوں نے ورے پرے کے رشتے
کی ایک لڑکی ٹھیرائی۔ جو ذات کی سید حسب نسب کی اچھی اور شریف
لوگ تھے۔ میں گو اس لڑکی سے بالذات واقف نہ تھا مگر دور کی رشتہ داری
کی وجہ سے اس کے بزرگوں سے صاحب سلامت تھی۔ میری
ماں نے کسی بہانے سے بلوا کر اس لڑکی کو دیکھ بھی لیا تھا۔ اُن کی نگاہ
میں وہ لڑکی کھپ گئی۔ شاید اُن کو اس لڑکی کی سادگی اور غربت
زیادہ پسند آئی اُنھوں نے میرے سامنے صورت شکل کا بھی
اجمالی ذکر کر دیا کہ کل کلاں کو بات وہی نہ آئے۔ میں اُن سے
پہلے ہی کہہ چکا تھا اب پھر کہہ دیا کہ صورت کا آپ خیال نہ کیجیے بلکہ
مزاج کو دیکھ لیجیے کہ متحمل اور بردبار ہو۔ سوکن کی ہوا لگتے ہی
پا آتے ہی وحشت و گریبان ہو جائے گی۔ یہ بیوی تھوڑی ہے بلکہ
ع دارو ے تلخ است پئے دفع مرض۔ بہرحال معلوم ہوا کہ نہ خوب
صورت ہے نہ بدصورت۔ خَیرُ الاُمُورِ اَوسَطُہَا۔ نہ ماں نہ باپ

اب میں مطلب کی بات کہتا ہوں۔ نزدیک دور۔ خود اپنی ذات سے۔ تعارف جان پہچان
شناسائی۔ حیلے۔ جیچ گئی۔ پسند آگئی۔ آیندہ کو۔ ذمہ داری نہ ہو۔ بات جھوٹی نہ پڑے۔
برداشت کرنے والی۔ جس کے مزاج میں سمائی ہو۔ جو چھچھوری خفیف الحرکات نہ ہو۔ بھاری بھرکم
بے برداشت۔ لڑنے لگے۔ مرض کے لیے کڑوی ہی دوا مفید ہوتی ہے۔ بیچ کی اس کا کام اچھا

چچا نے پالا۔ معاش بھی نپی تلی۔ غرض ہیں غریب اور ہماری مناسبت
سے اور بھی زیادہ غریب۔ مگر ہم کو سرے سے امیری غریبی کی کوئی
بحث ہی نہ تھی۔ نہ ہم کو کسی کی امیری سے بھاگ نہ غریبی سے نقصان
خدا وہ مراد دے جس لیئے اوکھلی میں سر دیا ہے۔ نکاح کا دن تاریخ
ٹھیر گیا۔ ادھر سے کچھ ساز و سامان کرنے کی ضرورت نہ تھی اُدھر
کچھ تھا ہی نہیں ع۔ چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں ؟۔ دولھا
بھی انسان ساری عمر میں ایک ہی دفعہ بنتا ہے اور اُسی میں کچھ لطف
بھی ہے ورنہ بوڑھا گھوڑا لال لگام یا بوڑھے مُنہ مُہاسے خلقت
چلی تماشے۔ کسی قسم کی زینت رسم بھی نہیں ہوئی۔ نہ مہر پر تکرار
نہ کسی قسم کا قول و قرار کیوں کہ وہ لوگ تھے بڑے سمجھ دار۔ میں
جس طرح بیٹھا تھا میرے والد ویسا ہی مجھے اُٹھا کر پا پیادہ دُلہن
کے گھر لے گئے۔ گنتی کے دو چار رشتے دار وہ بھی قریب کے ساتھ تھے

محدود۔ مختصر۔ بہت نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ اوکھلی میں سر دیا تو دھماکوں سے کیا ڈر۔ فارسی کی مثل ہے۔ ہر چہ باد اباد ما کشتی در آب انداختیم۔ یعنی کام کو کر بیٹھے اب جو کچھ بھی ہو برداشت کرنا پڑے گا۔ یہ بھی ایک مثل ہے۔ چیل کے گھونسلے میں گوشت کب باقی رہ سکتا ہے۔ یعنی غریب کے ہاں کب بچتا ہے۔
پیدل۔ چند۔ ۱۲

اور خود ہی مغرب سے پہلے نکاح پڑھا دیا۔ خدا جانے کس خلوصِ نیت۔ کس عجز[1] و الحاح سے گڑگڑا گڑگڑا کر دعا مانگی ہوگی کہ جس مراد کے واسطے کیا تھا وہ پوری ہوئی اور پوری بھی خاطر خواہ ہوئی جیسا تم کو آگے چل کر معلوم ہوگا۔ تمھاری ماں بیاہ کر آئیں۔ غریب کی لڑکی اس گھر کو دیکھ کر اُن کی آنکھیں کھل گئیں یا مختصر الفاظ میں یوں کہو کہ ایک بن ماں باپ کی لڑکی دو بول نکاح کے پڑھا دینے سے غریب سے امیر بن گئی۔ کیا تیری قدرت کے کھیل ہیں۔ یہ جس شخص کی حالت میں دفعتہً ایسا تغیر[2] عظیم ہو جائے تو اُس کا سنبھلے[3] رہنا اور اپنے آپ کو موجودہ حالت کے موزوں[4] اور مستحق[5] بنانا ایک بہت بڑا مشکل اور سمجھ کا کام تھا۔ پھر ایک زبردست سوکن کا ہر وقت کا مقابلہ جس کا سکہ اٹھارہ بیس برس سے جما ہوا تھا[6] اور جو پوتڑوں[7] کی امیر تھی۔ صورت شکل میں ان سے بدرجہا[8] بہتر ہنر سلیقے میں ان سے کسی طرح کم نہیں۔ گھر برتے۔ مزاج داں۔ ادا شناس۔ یہ نو وارد[9]۔ اجنبی محض[10]۔ ساری دنیا نئی۔ ہر شخص اوپری[11]

---

[1] عاجزی اور گڑگڑانا۔ [2] یکایک۔ کایا پلٹ۔ بڑی تبدیلی۔ [3] ہوش حواس گم نہ ہونا۔ اپنی حالت پر قائم رہنا۔ گھبرا نہ جانا۔ [4] مناسب۔ [5] حق دار۔ [6] نام روشن ہو چکا تھا سب مان گئے تھے۔ [7] پیدائشی امیر۔ [8] کئی حصے۔ [9] نئی آئی ہوئی۔ [10] بالکل غیر۔ [11] جس سے جان پہچان نہ ہو۔ ۱۲

یہاں پڑھنے لکھنے کا چرچا وہاں اس کے نام صفر۔ چارج ملا تو ایسی
خدمت سونپی گئی جس سے نہ اٹھانے کی اس میں تاب نہ سکت نہیں بنی
سکے پھاٹکوں چپکا ٹوٹا۔ ایک سر ہزار سودا۔ ہر شخص مخالفت۔ سارا
کام ان ہی کے سر پڑا۔ جان بوجھ کر لوگوں نے کنارہ کشی اختیار
کی تاکہ [illegible] اور شگوفہ کھل جائے۔ آگ لگائی کا خطاب ملا
کام بگاڑیں آپ اور نام دھرا جائے ان کا۔ طویلے کی بلا بندر کے
سر۔ ناحق پھر مارا جائے اور ناحق کو کان دار کر کے کھائے۔ ایسے
دبھلی کے موقع پر دنیا جہان کا قاعدہ ہے کہ کچھ لوگ ادھر ہو جاتے ہیں
کچھ ادھر۔ خاص کر ماؤں کی عادت ہوتی ہے کہ خیر خواہی
کے پیرائے میں ذرا ذرا سی بات کی لگائی بجھائی کرتی ہیں۔ ادھر بھی
ملی ہوئی اور ادھر بھی۔ ان کے دونوں ہاتھ [illegible]۔ بات کا بتنگڑ بنا دینا
ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ بات کو نمک مرچ لگا کر بیل کا تیل

کچھ بھی نہیں۔ جائزہ۔ خدمت۔ کام۔ کم زور۔ جان۔ طاقت۔ قوت۔ یہ مثل ایسے موقع
پر بولی جاتی ہے کہ جب بلا سبب وجہ سے کوئی کام بن جائے۔ ایک جان اور سو کھیڑے
پیدا ہوا۔ خلاف۔ علیحدگی۔ ناجائز تعلقات کی وجہ سے گھر میں ڈال لی۔
ہے کوئی پھلتے کوئی۔ جو کام دو شخصوں کے سپرد ہو۔ طریقے۔ طور۔ چٹکی کھانا ہر طرح
مزے۔ چھوٹی اور معمولی بات کو بڑھا دینا۔ اوچھی سی بات ہے۔ شاخسانے نکال کر

اور پچکا کوا کر دینا مشکل کیا ہی۔ بڑی ڈھن کے جو مخالف تھے اب
ان کی بھی گن گانے لگے[1]۔ گھر پھونک تماشہ دیکھنے لگے۔ پھر تھیں بھی وہ مزاج
کی تیکھی[2]۔ اول تو کریلا کڑوا اوپر سے چڑھا نیم[3]۔ غرض تمھاری ماں کو
آتے دیر نہ ہوئی تھی کہ چاروں طرف سے نرغے[4] میں گھر گئیں اور
کچھ شک نہیں کہ وہ بڑی عقل مند[5]۔ بڑی گہری۔ بڑی غیور و نیک
مستقل مزاج۔ سلجھی ہوئی سمجھ کی مرنے بھرنے والی تھیں جو شمہ[6]
بھاپ تک نہ نکالی اور سب قوتوں پر فتح پائی اُنھوں نے اپنی
قلبِ ماہیت کرلی[7]۔ تحمل و برداشت ہر درجے کی اختیار کی۔ کسی کے
کہے سنے کا مطلق بُرا نہ مانا۔ اپنے کو ہمارے سانچے میں ڈھال لیا
یعنی ہمارے رنگ میں رنگ گئیں۔ جو نئی بات دیکھی یا سُنی
پلے باندھی[8]۔ بیٹی[9] ری میں تو کو کہوں بہو ری تو کان دھر
گھر کا رنگ ڈھنگ خوب غور سے دیکھ بھال لیا۔ لوگوں کی عادات
مزاج اور طرزِ عمل سب پیشِ نظر[10] رکھا اور اس سخت آزمایش کے

---

[1] ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ [2] تیز۔ [3] کریلا یوں بھی کڑوا ہوتا ہی اور جب اُس کی بیل نیم کے درخت پر چڑھے تو اُس کی کڑواہٹ کا کیا کہنا۔ [4] گھیر لے۔ [5] صاحب عقل۔ [6] اُف تک نہ کی۔ [7] حالت بدل ڈالی۔ [8] عمل کیا خیال میں رکھا [9] ماں بہو پر دھر کر بیٹی کو تنبیہ کرتی ہی۔ [10] خیال میں رکھا۔ ۱۲

مرحلے[1] سے ایسی عمدگی سے عہدہ[2] برا ہوئیں کہ دوست تو دوست دشمن کو بھی چند ہی دنوں میں اپنا کر لیا جس کو دیکھو بس چھوٹی دلہن کا وظیفہ ہے۔ یا تو انھیں میں لوگ کیڑے[3] ڈالتے تھے یا اب جسے دیکھو انھیں کا کلمہ پڑھتا ہے۔ امیروں کو سب کچھ سزاوار[4] ہے۔ ایک امیری سارے عیبوں کی پردہ پوش[5] ہے دو دھاری گائے کی دولاتیں بھی سہی جاتی ہیں۔ کلیجے ٹھنڈے آنکھوں ٹھنڈک۔ مگر غریبی وہ بری بلا ہے کہ اس کی کوئی ادا خوب[6] نہیں سر اٹھائے تو وہیں کچلا جائے کہ اوئی دو دن بھی صبر نہ ہوا وہ دن کیسی جلدی بھول بسر گئی کہ نہ پیٹ کو روٹی تھی نہ تن ڈھانکنے کو کپڑا کیسی کم ظرف اور چھچوری نکلی کہ آنکھیں پھٹ گئیں۔ نو دولتے[8] ایسے ہی ہوتے ہیں آج اس میں اتنی سمائی کہاں سے آئی۔ اوچھے نے کٹورا پایا پانی پی پی پیٹ پھلایا۔ اوچھے کے گھر تیتر باہر باندھوں یا بھیتر۔ اگر وہ بلند پرواز[9] بھی کرے تو لوگ ناک بھوں چڑھانے[10] لگتے ہیں اور مارے طعنوں کے کو دڈالتے[11] ہیں کہ سوئی نفاختی اس نے متیا[13] باوا کے گھر دیکھا ہی کیا تھا[12]

---

[1] مشکل معاملے۔ [2] کامیاب ہونا۔ [3] عیب نکالتے۔ [4] تعریف کرنا۔ لائق۔ [5] پردہ ڈھکنے والا۔ [6] اچھی۔ پسندیدہ۔ [8] نئی دولت والے۔ [9] بلند حوصلگی۔ [10] برا ماننے لگتے۔ [11] چبھونا۔ ٹھوکے دینا۔ [12] جس کے گھر میں کچھ نہ ہو۔ نادار مفلس۔ [13] ماں کو حقارت سے متیا کہا ہے۔ ۱۲

آخر تھی نہ غریب گھر کی - کیا جلد دولت کے گھمنڈ[۱] میں بھول گئی کیسی جلد
اپنی اصالت کو بھول گئی - اللہ کیسے ویدے پھٹ گئے ہیں - دماغ[۲]
چوٹی کوئی بات خاطر تلے[۳] آتی ہی نہیں - اجی کیوں آنے لگی اس کے
باوا کی ڈیوڑھی پر تو ہاتھی جھوما کرتے تھے نا - اجی دماغ کیوں نہ کر
جہیز میں چاندی کا چھپرکھٹ بھی تو لائی تھی - خدا گنجے[۴] کو ناخن نہ دے
اگر کسی قابل ہوتیں تو خدا جانے کیا کچھ کرتیں - اگر غریب[۶] مئو گزران کر
تو کہا جاتا ہے کہ یہ امیری کی قدر کیا جانے شیخ کیا جانے صابن کا بھاؤ
آخر لگی نہ وہی اپنی ٹکے[۷] گز کی چال چلنے - اگر گہنا پاتا[۸] پہنے تو پھبتیاں
اڑنے لگیں - اجی دیکھنا ہوا کیا دماغ چل گئے - بھول گئی اپنی حقیقت
اجی وہ تو سیدھے منہ کسی سے بات بھی نہیں کرتی - نوج[۹] ایسا کوئی
اچھ[۱۰] جائے ہم نے تو کسی کو ایسا اتراتے دیکھا نہیں - اجی وہ لاکھ زیور

[۱] غرور - غرہ - [۲] بد دماغ - پسند - [۳] اگر گنجے کے ناخن ہوں تو وہ سارا سر نوچ
کر پھینک دے - اسی طرح اگر کسی کو اچانک کسی قسم کا اقتدار مل جاتا ہے
تو وہ اس کا استعمال بری طرح کرنے لگتا ہے - [۵] غریبانہ طرز - [۶] غریبی طرز
کی رفتار - [۷] پاتا بدل تابع ہے یعنی گہنے کے ساتھ پاتا بولتے ہیں معنی کچھ بھی
نہیں - جیسے کپڑا لتا - [۸] ٹھٹنے پینے - [۹] دور کی بات - عورتوں کی بولی ہے یعنی
خدا نہ کرے کہ ایسا ہو - [۱۰] بھر جائے پیٹ پھولنے کو اپھرنا کہتے ہیں یعنی آپے
سے باہر ہو جائے - ۱۲

ہیں اندر جاسکے مگر وہی مثل ہے اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی سکھے سکھے کالے کالے ہوئے پاؤں دیکھو اور سونے کی چوڑیاں سبحان اللہ چشم بد دور۔ وہ اُٹھے پائنچوں کا پاجامہ مجھے ایک آن نہیں بھاتا موئی کنجریوں کی سی وضع۔ ساڑی تو ایسی بدزیب معلوم دیتی ہے جیسے کسی نے بانس کی کھپچیوں کے ڈھانچ پر غلاف منڈھ دیا اصل خیر سے آپ اس وہ انگل کے ماتھے پر جھومر بھی لگاتی ہیں جو زہر لگتا ہے۔ اچھا نہ کھاسکے اچھا نہ پہنے تو بھی مشکل۔ اے تم نے دیکھا آخر لائی نہ وہی اپنی فقیری کی بات جیسی روح ویسے فرشتے۔ امیر ہو گئی تو کیا۔ امیر ہی کوئی ایسی چیز نہیں کہ بنائے سے بن جائے۔ امیر تو اصل نسل کے ہوتے ہیں۔ سوکھے ٹکرے چباتے چباتے دانت گھس گئے یہاں آکر بیگم صاحب بن گئیں خدا کی شان اموری کی اینٹ چوبارے چڑھی۔ صورت نہ شکل بھاڑ میں سے نکل۔ اللہ میاں بھی کیا گدھوں کو حلوا کھلاتے ہیں۔ رنڈی کے گھر آئی رانی کہلائی مگر بوا خلق کا حلق کون بند کر سکتا ہے۔ امیر فقیر بھی ہو جائے تو رسّی جل جاتی ہے مگر بل نہیں جاتا اور یہ جو لوٹ پیٹ کر امیر بن جاتے ہیں برسوں ان میں فقیری کی بو آتی ہے۔ موئی تھڑ دلی گندی بوٹی کا۔

کنجر ایک رذیل قوم ہوتی ہے جیسے چمار۔ کوستا ہے یعنی خدا کرے مر جائے۔ تنگ دل۔ ۱۲

گنداشوروا[1] یہاں ابھی آکر اس نے اپنی مفلسی کی نحوست[2] پھیلائے بغیر نہ رہی نا اور ابھی کیا ہی آگے دیکھنا کیسے ہاتھ پاؤں[3] نکالتی ہی۔ اس نے ابھی سے ہر بات میں کاٹ چھانٹ اور کتر بیونت شروع کر دی ورنہ یہی گھر تھا جس میں دن عید رات شب برات رہا کرتی تھی اللّے[4] تللّے اڑا کرتے تھے کھانے پینے کی وہ ریل پیل[5] تھی کہ جو آن نکلا خالی ہاتھ نہ جاتا تھا اب یہ جو مبارک[6] قدم آئیں تو انھوں نے اپنی ضرب بٹھانے[7] کو بنے بنائے گھر کا ایسا ستیاناس[8] کیا کہ کچھ کہا نہیں جاتا۔ ان کا باوا آدم ہی نرالا ہی۔ چمڑی[9] جائے پر دمڑی نہ جائے۔ بندھی بوٹی بنا شوروا۔ نہ باسی بچے نہ کتا کھائے۔ بس ان کو تو دن رات قفل کنجی سے کام ہی۔ خالی بنیا کیا کرے اس کوٹھی[10] کے دھان اس کوٹھی میں۔ یہ سمیٹ وہ سماٹ۔ رات دن تول جوکھ سے کام ہی۔ دمڑی دمڑی کا حساب نوک[11] زبان۔ ہر وقت بنیئے کا بہی کھاتہ کھلا ہوا ہی کیا مجال کہ کوڑی ادھر سے ادھر ہو جائے۔ بھلا سچ کہو یہ امیروں کا گھر ہی۔ یہاں ہر چیز پر قفل کنجی اور پہرے۔ پہلے دیکھو اسی گھر میں ماماؤں کا تانتا[12]

اصل لفظ شوربا ہی مگر دلی کی عورتیں لکھی پڑھی بھی یوں ہی بولتی ہیں۔ برا اثر۔ برائی - طرز اختیار کرتی ہی۔ عیش و آرام۔ مزے۔ افراط۔ بہتات۔ لونڈیوں کا نام ہوتا ہی یہاں طعن سے کہا ہی۔ بربادی خرابا۔ ابتری۔ دستور قاعدہ ہی عجیب ہی۔ چاہا جان جائے مگر پیسہ خرچ نہ ہو۔ اناج رکھنے کا ذخیرہ۔ یاد۔ تار سلسلہ

انگارہ رہتا تھا۔ اس چھل پائی نے ایسا پیر ڈالا کہ دوست تیری
شکل نہیں دکھلائی دیتی۔ ایک شرمل بڑھیا سیلی کچیلی بھنکتی ہوئی
ہیں منہ دسیئے پڑی رہتی ہے اُس نے بچاری کا بھی ناک میں دم کر
ہر وقت اُس کی چھاتی پہ سوار رہیں۔ اُٹھتے جوتی بیٹھتے لات۔ آدمی
کا دم اُلٹ جائے۔ دن میں کئی کئی بار باورچی خانے میں گھس جاتی
ہے۔ بھلا باورچی خانہ دیکھو اور چھاڑ دو [illegible] تو خیر و برکت اُڑ گئی
ہے۔ رہی دوسری ماما جو اوپر کے کام کاج اور سودا سلف لا دیتی ہے سو
وہ ہے تو نگوڑی عقل صاف ستھری اور کام کی بشرطیکہ اُس سے کام لیں
نہ یہ کہ کوئی چیز خاطر سے آتی ہی نہیں کوڑی کو پیسہ بازار کا کراتی ہیں۔ خدا
جانے پکانے والی ماما کو مفت میں نام گنانے کو لگا ہی کیوں رکھا ہے
برتن دھونے اور مسالا پیسنے کی تو کبھی نہیں جاتی باقی رہا سالن وہ کسی کے
ہاتھ کا پسند ہی نہیں آتا خود بگھارتی بھونتی ہیں۔ یہ شاید امرت گھول کر

چڑیل کی قسم کی ایک عورت جس کے پاؤں الٹے ہوتے ہیں یعنی انگلیاں پیچھے اور ایڑی آگے۔
[2] پھیرا ایسا سایہ ڈالا ہے۔ پیر ڈالنا عمل دخل ڈھنگ طور طریقہ۔ [3] ذلیل ہی مری ہوئی
جس پہ مکھیاں بھنکتی ہوں۔ [4] عاجز آ جاتا۔ بیزار ہو جانا۔ سر دل مسلط۔ ہر وقت
ہر آن۔ [illegible] ستانا۔ [illegible] بدل کر [illegible]۔ [10] مضبوط ہاتھ پاؤں کی کراری
[11] ذرا ذرا سی بات پر چکر لگوانا۔ [12] صرف گنتی گنانے کو فضول نکما۔ [13] آب حیات
وہ پانی جس کے پینے سے آدمی مرتا نہیں۔

ہلا دیتی ہوں گی - کیا دماغ سڑ گیا ہے - ایسا ہی ہو تو اس کے باوا کے گھر وات
میں تر مال ملتا ہوگا نہ - اُس سے کہو جو نہ جا سنے - باسی ٹکڑے ہی اور اُبالا
نسوت پانی سالن تندور کے ٹکڑ کھاتے کھاتے ساری عمر گزری آب
حلق سے بلا گھی میں تر بتر کئے نوالہ نہیں اُترتا - نوکروں چاکروں کی
روٹی تو بے شک ماما ڈال دیتی ہے اُس میں بھی چن چن نکالے
بغیر نہیں رہتیں - کسی کے کنارے موٹے ہیں کسی کے بیچ میں
گلگلا ہی ٹکیا دھری ہے - کوئی جل گئی ہے - کوئی سنکی نہیں - کسی پر
چتی نہیں پڑی - کوئی تکونی ہے کسی کا کھونٹ نکلا ہوا ہے - الٰہی توبہ -
کسی آن نہیں بھاتی - یہی گھر والوں کی وہ بیگم صاحب خود ہی اپنے
دست خاص سے ٹھونکتی ہیں آ بات یہ کہ کام کرتے کرتے ہڈی گھس گئی
ہے - سچ کہا ہے گانے والے کی زبان اور ناچنے والے کا پاؤں
نہیں رکتا - پان سیر آٹا پکا پکو دم بھر میں کھڑی ہو جاتی ہے - آخر یہ وا

سکھ روماں - اصل لفظ تنور ہے مگر عورتوں کی زبان پر یونہیں چڑھا ہوا ہے - مرغن -
چرب - شاخسانہ - فی - اعتراض - موٹی سی - کچی رہ گئی ہے - اچھی طرح نہیں سنکی - پکانے
میں جو روٹی پر سرخ سرخ پکنے کے نشان پڑ جاتے ہیں وہ چتی کہلاتے ہیں - تین کونے کی - لوتا
ڈال - پسند آتی - گٹھڑی - پکاتی - اصل میں پانچ سیر ہے مگر بولنے میں
یونہیں آتا ہے - پکا کر - بدل پہل - ۱۲

غریبی کی بو تو جاتے ہی جاتے جائے گی۔ وہ کیا جانے ماما وا مار کھنا
سے بیچاری ساری عمر مصیبت جھیلتی رہی اب تو خدا خدا کر کے یہ دن
نصیب ہوا کہ گھر کی گھر والی بنی۔ سارے دن گھر بار کا کام کاج جھاڑو
بُہارو۔ یہ اُٹھا وہ دھر۔ بچھونے تہ کر۔ پلنگ پکڑوا۔ یہ جھاڑ وہ پونچھ
جیسے دیکھو ویسے ہی دھندا لگا ہے۔ کسی وقت نچلا بیٹھا ہی نہیں جاتا ساری
عمر اپنے ہی ہاتھ سے کام کرتی رہی اب آئیں ان کے ہاتھ تلے مامائیں
بھلا یہ کیا جانے کہ ماما کس چڑیا کا نام ہے۔ رات دن اُن کو دَسے
ڈالتی ہے اور وہ ناچ نچا رکھا ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ غرض اس نے تو سارے
گھر کی کایا ہی پلٹ دی۔ تمھاری دادی اول تو غم زدہ دوسرے
اُن کی صحت اچھی نہ تھی اور پھر تقاضائے سن و سال انھوں نے
بھی بہ تدریج سارا کام بہو کے سر ڈال دیا۔ کچھ یہ نہیں کہ وہ کام سے
بھاگتی تھیں۔ نہیں ساری عمر وہ گھر کرتی ہی رہی تھیں اس سے اُن کا منشا
تمھاری ماں کو خانہ داری کی تعلیم دینے کا تھا اور وہ دیکھنا چاہتی تھیں
کہ یہ کیوں کر گھر چلاتی ہے۔ وہ چاہتی تھیں کہ اُن کی زیر نگرانی یہ ہر طرح
درست اور واقف کار ہو جائیں۔ خود دنیا کے جھگڑے بکھیڑوں سے

ل برداشت کرلی اُٹھاتی رہیں۔ کام کاج۔ چین سے۔ سکون سے
با اطمینان۔ خبر نہیں کس چیز کا نام ہے۔ ۱۲

بالکل الگ ہوگئیں اور اپنا عاقبت کا رستہ درست کرنے لگیں اور
اس طرح بہو کی کو کسر نکال دی اور رستے پر لگا دیا۔ تعلیم و تربیت
دینے کو تو بہت دی جا سکتی ہے مگر جس کو تعلیم و تربیت دی جاتی ہے
جب تک دو باتیں اُس میں نہ ہوں یعنی شوق اور مادّہ قبول تب تک
نہ کوئی اثر ہو سکتا ہے نہ کوئی بہتر نتیجہ مترتب ہوتا ہے۔ خدا کے فضل سے
یہ دونوں باتیں پوری طرح سے تمھاری ماں میں موجود تھیں اگرچہ
گھر کا سارا کام تمھاری ماں کرتی تھیں مگر پھر بھی تمھاری دادی کی زندگی
تک کوئی کام بلا اُن کی صوابدید اور مشورے کے وہ بطور خود
نہ کرتی تھیں کہ بڑے بوڑھوں کی کچھ بات ہی اور ہوتی ہے اُن کا
دم غنیمت ہوتا ہے۔ ساس بہوؤں میں آئے دن کی رنجش تنا تنی
کھٹ پٹ سی جاتی ہے۔ مگر یہاں دونوں طرف والیاں سلجھی ہوئی
سمجھ کی تھیں نہ ساس ہی کے مزاج میں سخت گیری اور عیب چینی
تھی نہ بہو ہی خود رائے اور خود سر تھیں۔ ساس بہو نا شناسا
بہو ساس پر مفتوں۔ تعلقات ایسے تھے جیسے سگی ماں بیٹیوں
کے ہوتے ہیں۔ چھوٹی دلہن بچپنے ہی سے ماں کی شفقت سے
محروم تھیں۔ خدا نے اُن کو ساس کیا دی گویا مری ماں کو از سرِ

پیدا۔ ظاہر۔ مصلحت اور رائے۔ عیب چننا۔ فریفتہ۔ شروع سے ۱۲

زندہ کر دیا اور ساس کے بیٹے بہو کیا تھی گویا مرتی ہوئی بیٹی کا نعم البدل
اللہ تعالیٰ نے بھیج دیا۔ تمھاری ماں کے میکے میں تعلیم کا بس اتنا ہی
چرچہ تھا کہ قرآنِ شریف پڑھ لیا اور وہ بھی ناظرا۔ اللہ اللہ خیر صلا
تمھاری ماں کو پڑھانے والا ہی کون تھا۔ کل چھ پارے انھوں
نے پڑھے تھے وہ بھی ادھورے۔ اس میں شک نہیں کہ
اُن کے چچا حسین اشرف صاحب نے جو حافظ اور
حاجی اور بڑے بزرگ اور اہل اللہ تھے ان کی پرورش اُسی
شفقت سے کی تھی جیسی کہ اپنے صلبی بچوں کی کرتے تھے مگر سب
گھروں میں تعلیم کا چرچہ کب ہے خصوصاً متوسط الحال گھرانوں
میں۔ ایسے گھروں میں نئی روشنی کہاں سے آئے جہاں سوا
چولھے کی آگ کے اجالا نہیں۔ نکاح کے چوتھے دن میں اپنی
نوکری پر چلا گیا نہ میں نے اُن کو اچھی طرح دیکھا نہ انھوں نے
مجھے۔ اُن کا حال سوائے اس کے کہ ہاں ہیں اور کچھ مجھے معلوم
نہ ہوتا تھا نہ کوئی ذریعہ اس کے تفصیلی علم کا تھا۔ چھوٹی دُلہن نے
اس گھر آکر دیکھا تو یہاں کا چوہا چوہا پڑھا لکھا تھا۔ یہ گھر تعلیم کا

اچھا بدلہ۔ اصل لفظ ناظرہ ہے مگر عورتوں کی زبان پر یہی چڑھا ہوا ہے یعنی
دیکھ کر پڑھنا۔ ناقص پوری طرح یاد نہیں۔ بیچ کی اس۔ ہر شخص چھوٹا یا بڑا۔

مانع تھا۔ یہاں بلا تعلیم کے کوئی تنکا نہیں توڑتا تھا۔ رہا پکانا ریندھنا سینا پرونا۔ جو عورتوں کا خاص بکار آمد ہنر ہے اُس میں وہ توقع سے زیادہ سگھڑ تھیں۔ رہی سہی کور کسر میری والدہ کی صحبت میں نکل گئی البتہ پڑھنے لکھنے میں بالکل کوری تھیں۔ والد کا رعب داب مانع تھا۔ ماں ہماری لکھنا نہیں جانتی تھیں۔ چھوٹی دلہن نے اس کمی کو اچھی طرح محسوس کیا وہ جان گئیں کہ اگر انھوں نے سب کے برابر لکھنا پڑھنا نہ سیکھا تو نہ صرف اپنی ہم جنسوں میں حقیر او بیٹی رہوں گی بلکہ اس گھر میں گزارا بھی ناممکن ہے۔ جس طرح ہمارے باپ سے بیچپا سے انگریزی پڑھ لی اسی طرح انھوں نے پہلے تو قرآن شریف کو پورا اور پکا کیا پھر اُردو پڑھنا اور اُس کے ساتھ لکھنا بھی سیکھ لیا۔ میرا پھیرا دلی کا کوئی برس بھر بعد ہوا تو علاوہ گھر کی ہر چیز ٹھوٹھکانے اور سلیقے سے دیکھ کر یہ معلوم کر کے سخت تعجب ہوا کہ اس تھوڑے سے عرصے میں انھوں نے ایسی ترقی کیسے کی! کئی کتابیں اُردو کی پڑھ لیں اور لکھنے میں بھی خاصی مہارت بقدرِ ضرورت وا دائے مطلب حاصل کر لی اور

ذخیرہ۔ جڑ۔ ہر بات میں تعلیم کا ذکر۔ کام کا سلیقہ مند۔ کمی۔ نقص۔ ناواقف۔ معلوم کیا۔ مشق۔ ۱۲

آگے چل کر استعداد میں بہت کچھ ترقی کرلی۔ اردو کی مشکل سے مشکل
کتاب روانی سے پڑھنے لگیں اور بے تکلف قلم برداشتہ خط بھی
لکھ لیتی تھیں جو مایقری کے سوائے صاف اور شستہ بھی تھا۔ اِملائی غلطی
بھی بہت کم ہوتی تھی۔ چھوٹی دُلہن کے آنے پر میری والدہ پانچ
سال زندہ رہیں۔ اُن کے انتقال کے بعد گھر کا تعلق براہِ راست چھوٹی
دُلہن سے ہوگیا یہ کرشمۂ قدرت دیکھنے کے قابل ہے کہ جب ہر پہلو سے
انتظام خانہ داری کی چول بیٹھ گئی اور گھر کا کام دھام چھوٹی دُلہن کے
قابو میں آگیا اور وہ اس بارگراں کی متحمل ہوگئیں تب میری ماں نے
دنیا کو خیرباد کہی اور یہ مہلت اس اہم فریضے کی سنبھال کے لیے ایک
سمجھ دار لڑکی کو بالکل کافی تھی۔ وہ پہلے ہی سے گھر کے کام میں
منجھ گئی تھیں اور اپنی ساس کے قدم بقدم چلتی تھیں۔ اُنھوں نے
والدہ صاحبہ جیسی منتظمہ کے اُٹھ جانے سے جو خدشہ انتظام کے
درہم برہم ہونے کا تھا اُس کو اس خوبی سے سنبھالا کہ کسی کو لب کشائی

---

۱ صفائی - بلا رُکے - ۲ بے دھڑک - جو آسانی سے پڑھا جا سکے - ۳ ڈھلا ہوا - خوش نما
عمدہ - ۵ لکھنے کے قواعد - ۶ بلاواسطہ - ۷ نیرنگی - عجائبات قدرت کے کھیل - ۸ انتظام
جم گیا - درست ہوگیا - ۹ دھام بدل مہمل ہے - ۱۰ بھاری بوجھ - ۱۱ برداشت کرنا - ۱۲ رخصت
ہوئیں - ۱۳ بڑے بھاری - ۱۴ مشتاق ہوگئی تھیں - ۱۵ الٹ پلٹ - ۱۶ منہ کھولنے - بولنے -
اعتراض کرنے - ۱۲

کا موقع نہ دیا اور شخصی تغیر سے علوم بھی نہ ہوا بلکہ جس طرح گھر کا کاروبار
والدہ صاحبہ کی زندگی میں بڑا تزک و حشم چلتا تھا چلتا رہا۔ اس طرح
ہماری والدہ کی وفات کے نقصانِ عظیم کی تلافی چھوٹی دلہن نے
بڑے بھیا نے پر اپنے سلیقے اور حُسنِ انتظام سے بہ احسن الوجوہ
کر دی بلکہ حتی الامکان اُن کا غم غلط کر دیا۔ میرے والد ماجد کو مرحومہ
والدہ کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا کہ بڑھاپے کا رفیق چھوٹ گیا
ہر ایک جاندار کی بے شبہ ایک دن جان جانی ہے۔ خدا کی ذاتِ واحد کے سوا ہر چیز فانی ہے
نہیں معلوم بعد مرگ کیا کچھ پیش آتی ہے۔ مگر مدحِ خلائق مغفرت کی اک نشانی ہے

مرے پر اپنے اور بیگانے جس کو دیکھو روتے ہیں
خدا کے نیک اور مقبول بندے ایسے ہوتے ہیں

اگر یہ بہو نہ ہوتی تو گھر کون سنبھالتا۔ ایک بیٹی تھی وہ اپنے گھر کی تھی
معلوم ہوا کہ مشیتِ ایزدی نے اس گھر کے کُھلے رکھنے کا انتظام
پہلے ہی سے ٹھیک ٹھاک کر دیا تھا۔ ساس جب تک زندہ رہیں
بہو اُن کی خدمت میں دل و جان سے لگی رہیں۔ مرض الموت میں
اُن کی ایسی تیمارداری کی کہ سگی بیٹی کو پرے بٹھا دیا۔ اُن کی

ایک شخص بدل کر دوسرے کا اُس کی جگہ آنا۔ بالآخر خشہ۔ اچھی طرح عمدگی سے
جہاں تک ممکن ہو۔ غم کو بھلا دینا۔ خدا کی مرضی۔ درست۔ وہ بیماری جس میں آدمی مر جائے
بیماری کی خبر گیری۔ ضرورت باقی نہ رہی۔ ۱۲

پیاری بہن نہیں تھا نہ تمہاری چھوٹی پھپھی وہ تو خیر جس وقت بیاہی گئیں
بھیج گئیں مگر میں اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہا اور یہی حال تمہارا
دادا کے انتقال کے وقت ہوا۔ سانس اکھڑنے کے بعد سے
اس لیے کہ گھر ایک بزرگ کے دم قدم کی برکت سے محروم ہو گیا اور
کوئی فرق نہ آیا۔ ہاں تمہاری گو کہ ان کے نکاح کو دس برس ہو گئے
تھے میرے ساتھ وطن نہ جا سکیں کچھ تو اس باعث سے جو بہن کا ماؤ
تھا اور زیادہ والد صاحب کی تنہائی کا خیال مانع تھا کیونکہ ان کا
دم بھی بسا غنیمت اور اس خاندان کی شمع روشن تھا یہ چلی جاتیں
تو تمہارے دادا کی خدمت جو سب سے بڑا فریضہ تھا اور جس کی بڑھاپے
میں از بس ضرورت ہوتی ہے کون کرتا۔ تمہاری ماں نے تمہارے
دادا کا ایسا حق خدمت ادا کیا کہ ہمیشہ سنوارے رکھنے کے خیال سے گھر کو
بھی سنوارا اور اپنی خوش سلیقگی اور رضا جوئی سے اپنے آپ کو نعم البدل
ثابت کیا۔ والد مرحوم ان سے بے حد خوش تھے۔ ابا کے مزاج
میں ایک قسم کی جبلی خشونت تھی جس کا اثر کچھ کچھ میں بھی ہو گو اتنا نہ ہو
ان کا کھلانا سنانا جب کا کھلانا تھا۔ گاہے بہ سلامے برنجند و گاہے

ابھی نعمت ۔ میسر نہ ہوئی ۔ اکیلے رہنا ۔ بہت ۔ اصل چیز ۔ بہت ۔ رضامندی
حاصل کرنا ۔ خلقی یعنی ۔ کبھی سلام پر بگڑ جائیں اور کبھی گالی پر خلعت سے سرفراز کردیں ۱۲

ہوش سنبھالنے سے خدمت دادا صاحب کی جس نے گھر کو مشین کی طرح چلا رکھا تھا
ہر کام وقت مقررہ پر ہوتا تھا اور جیسا ہونا چاہیے ویسا ہوتا تھا۔
بڑا کام تمہارے دادا صاحب کے کھانے پینے کی دیکھ ریکھ تھی۔
وہ وقت کے تھے بڑے پابند اتفاق سے کبھی ذرا سا بھی
وقت ٹل گیا بس انھوں نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ ذرا سی بات
پر وہ روٹھ جاتے تھے۔ سچ کہا ہے بوڑھا بالا برابر۔ سچی بات یہ ہے کہ
بعض وقت یہ طرز اچھا نہ لگتا تھا مگر میں دیکھتا تھا کہ تمہاری ماں کی تیوری
پر ذرا بھی بل نہ آتا تھا وہ تنتے جاتے تھے یہ جھکتی جاتی تھیں وہ بگڑتے
تھے واجب یا ناواجب یہ رو رو کر آنسوؤں کا دریا بہا دیتی تھیں
منتیں کرتی تھیں جب تک انھیں عذر معذرت منت سماجت
خوشامد درآمد۔ لجاجت سے راضی نہ کر لیتی تھیں خود نوالہ توڑنا حرام
تھا۔ سر پر خوان رکھ کر خود لے جاتی تھیں اور جب تک ان کو کھلا نہ لیتی
تھیں واپس نہ آتی تھیں۔ ان کے کھانے کا وہ اہتمام تھا کہ شادی
بیاہ میں کہیں آنے جانے کی نہ تھیں۔ گھر سے بہت کم نکلنے کا

کل۔ خبرگیری۔ محتاط۔ بعض وقت۔ برسبیل اتفاق۔ گزر گیا۔ ناوقت ہو گیا
نہ کھایا۔ رک گئے۔ ناراض یا خفا ہو جانا۔ بجھے۔ پیشانی پر شکن ڈال لینا جو
رنجیدگی کی علامت ہے۔ رکے۔ بگڑے۔ خوشامد۔ عاجزی۔ ذرا بھی کھانا۔ ۱۲

پہنچ ملتا تھا۔ ایسی ہی ضرورت ہوئی اور کہیں چلی گئیں تو وہاں
پہنچ جاتا تھا۔ کھانے کے وقت کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔ جہاں کھانے
کا وقت آیا کہ ہزار کام ہو چھوڑ چھاڑ اُلٹے پاؤں چلی آتی تھیں اُن
وقت پر حاضر موجود۔ والد کے آخر عمر میں رعشہ
ہو گیا تھا وہ عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا تھا اور اس درجہ نوبت
پہنچ گئی تھی کہ وہ لکھنے سے معذور ہو گئے تھے اور خود اپنے ہاتھ
سے کھا بھی نہیں سکتے تھے یہ ہی نوالے بنا بنا کر کھلاتی تھیں۔ ایک
بڑے بھاری واقعہ ایثار نفس کا میں تم کو سناؤں۔ تمھارا ایک بھائی شبیر تھا
جو سوا برس کا ہو کر گود خالی کر گیا۔ دو چار دن میں پلا پلایا موٹا تازہ بچہ
پیچش سے چٹ پٹ ہو گیا۔ یہ بھی اُن کے لیے جنت کا پروانہ تھا کیونکہ
جو کم سن بچے گود خالی کر جاتے ہیں وہ اپنے والدین کو بخشوا لیتے
اور جنت میں لے جاتے ہیں۔ صبح سویرے وہ سدھارا۔ مگر یہ
حسبِ معمول ناشتہ لے کر گئیں۔ دل کو مضبوط تھامے رہیں۔ جب وہ
ناشتہ کر چکے تب کہا۔ کیا کوئی ایسے تحمل ایسے استقلال کی مثال
پیش کی جا سکتی ہے کہ گھر میں مردہ پڑا ہو اور ماں کا کلیجہ نکل رہا ہو اور

شدہ۔ جیسے گئی تھیں ویسے ہی تھوڑی دیر میں واپس آگئیں۔ حالت۔ کیفیت
بیان چھپ کر ناتا نفس کی قربانی کرنا۔ دوسرے کا کام بنانا۔ مر گیا۔ چلا گیا۔ رخصت ہو گیا۔ ۱۲

وہ خوب اپنے آپ کو سنبھالے رہتے - ماں کی ماسوا یہ وقت اور ایسا ضبط اللہ اکبر انہیں کا کام تھا - والدہ ہمیشہ چھوٹی دلہن کے سلیقے حسنِ انتظام - ادب - لحاظ قاعدے - خدمت گزاری کے مدّاح رہتے تھے بلکہ بعض وقت میں نے سنا ہے کہ وہ فرطِ محبّتِ پدری سے اُن کے ہاتھ چوم لیتے تھے - تمہاری ماں روزہ نماز کی سختی سے پابند تھیں قرآن شریف بڑی خوش الحانی لحنِ داؤدی میں پڑھا کرتی تھیں کہ عورتیں سنا کرتی تھیں - کبھی اُن کی پنج وقتہ نماز اور تلاوتِ کلام مجید ناغہ نہیں ہوئی - گو چھوٹے بچے تھے مگر طہارت کا بہت خیال تھا - معمول میں کبھی فرق نہ آیا - بسا اوقات وہ تہجد کی نماز بھی پڑھتی تھیں اشراق اور چاشت کی نماز بھی پڑھا کرتی تھیں - گھر کے کسی کام میں وہ بند نہ تھیں - کپڑوں کی کتر بیونت میں سینے سلانے میں مشّاق تھیں - بہت کم کپڑے وہ باہر سلواتی تھیں بیشتر گھر میں خود سی لیا کرتی تھیں - ٹانکا اُن کا بہت سُبک تھا - میں دیکھتا تھا کہ اُن کے

---

[1] تعریف کیا کرتے تھے - [2] باپ کی سی محبّت کی بہتات سے - [3] اچھی آواز - [4] حضرت داؤد سے خوش آواز اور خوش گلو تھے - اچھی طرز اور خوش آوازی سے پڑھنے کو لحنِ داؤدی کہتے ہیں - [5] پڑھنا - [6] پاک صاف رہنا - [7] آدھی رات کے بعد کی نماز - [8] طلوعِ آفتاب کے بعد کی نماز - [9] پہر دن چڑھے کی نماز - [10] عاجز ۱۲

سامنے درزی کی سی دُکان پھیلی رہتی تھی۔ کھانے پکانے میں [illegible]
تھیں۔ گو خدا کے دیئے ہاتھ تلے ایک چھوڑ دو دو مامائیں دی تھیں اوپر کے
کام کے لیئے چھوکرے چھوکریاں الگ مگر اپنے ہاتھ سے کام کرنے کا
شوق تھا۔ مامائیں جب گھر والی کو سست پاتی ہیں تو وہ خود بھی سست
ہو جاتی ہیں۔ ایک آدھ سالن وہ خود ضرور پکاتی تھیں اور یوں
بھی آب و نمک کی خبر رکھتی تھیں۔ کئی کئی دفعہ پتیلی کو جا کر دیکھتی تھیں
شوربا زیادہ ہے یا کم۔ گوشت برابر بھنا اور گلا ہے یا نہیں۔ پراٹھے
بیسنی روٹی۔ پرتھی روٹی اُن کے ہاتھ کی بہت عمدہ پتلی پتلی
اور گول ہوتی تھی۔ حلوے۔ مربے۔ اچار۔ کئی کئی قسم کی چٹنیاں
ہمیشہ لگا رکھتی تھیں کہ [illegible]
وقت بے وقت کام آتی تھیں۔ غرض جس کو گھر کہتے ہیں وہ تو
انھیں کے وقت میں تھا۔ اور اب جو تم دیکھتی ہو یہ گھر نہیں ہے صرف
مکان ہے اور مکان بھی بلا مکین یعنی نہ وہ چہل پہل ہے نہ وہ رونق
جینے کو خدا کے فضل سے سب زندہ ہیں بلکہ اُن کے زمانِ حیات
سے آدمی ماشاء اللہ زیادہ ہی ہیں مگر اُن کی بات اُن کے ساتھ

---

۱ درجۂ اول۔ ۲ کام پر متوجہ۔ ۳ چونچال۔ ہوشیار۔ ۴ وہ روٹی جس کے اندر
چنے کی دال کا بھرتہ بھر کر پکاتے ہیں۔ ۵ مکان میں رہنے والے ۶ بہار۔ گہما گہمی۔

گئی اور جگہ اُن کی حیثیت مثالی ہو اور رہے گی۔ تم کو خیال ہوگا کہ
گھر اور مکان یہ تو دونوں لفظ مترادف[1] اور ہم معنی[2] ہیں یہ آپا نے
کیا انوکھی[3] بات کہی۔ آؤ بیٹی میں تمھیں سمجھاؤں کہ گھر اور مکان میں
کیا فرق ہے۔ دلی شہر میں عمارتوں کی کیا کمی ہے جس سڑک پر کھڑے ہو
چاروں طرف عمارتوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔ کوئی چھوٹی ہے کوئی
بڑی کوئی ایک منزل کی کوئی دو منزلہ۔ کوئی پختہ[4] ہے کوئی خام[5]۔ کوئی خوش
وضع ہے کوئی بدقطع مگر دیکھنا یہ ہے کہ ساری کی ساری عمارتوں میں سے
وہ مکان کتنے ہیں جن پر گھر کی تعریف[6] صادق آتی ہے۔ گھر اور مکان
کہنے کو دونوں لفظ ہم معنی ہیں مگر یاد رکھو کہ گھر اور مکان میں وہی
فرق ہے کہ جو ایک چٹیل[7] میدان اور پھلے پھولے باغ میں ہے۔ گھر والا
اور گھر والی کے الفاظ تو سب جانتے ہیں کہ گھر والا میاں ہوا اور
گھر والی بیوی لیکن اگر ہم گھر کی بجائے مکان والا اور مکان والی
کہیں تو تم کیا سمجھو گی؟ یہی نا کہ مالکِ مکان۔ اس سے ثابت
ہوا کہ گھر بنانے کے لئے میاں اور بیوی کا وجود[8] لازم[9] و ملزوم ہے
اسی طرح "گھر آباد ہونا" ایک محاورہ ہے جس کا مفہوم[10] شادی بیاہ

---

[1] ایک معنی۔ [2] ایک معنی۔ [3] عجیب۔ نادر الوقوع۔ [4] پکّا۔ [5] کچّا۔ [6] بات ٹھیک
[7] ویران۔ صاف سپاٹ جس میں درخت وغیرہ نہ ہوں۔ [8] ہونا۔ [9] ضرور۔ [10] مطلب۔ ۱۲

ہو جاتا ہے۔ فلاں کا گھر آباد ہو گیا اس سے تم کیا سمجھوگی یہی نا کہ اُس کی شادی ہو گئی لیکن اگر گھر آباد ہونے کی جگہ ہم کہیں فلاں کا مکان آباد ہو گیا تو معنی بالکل پلٹ جائیں گے اور صرف یہی سمجھا جائے گا کہ کوئی گھر خالی تھا اُس میں کرایہ دار آ گیا اللہ اللہ خیر صلاح۔ تو گویا گھر کی آبادی کی پہلی منزل شادی سے شروع ہوتی ہے اور جب میاں بیوی اُس میں رہنے سہنے لگتے ہیں تو وہ مکان گھر بن جاتا ہے۔ اسی وجہ سے گھر کا اُجالا اور گھر کا چراغ آل اولاد کو کہتے ہیں۔ شادی سے گھر تو بن جاتا ہے مگر اُس کی پوری رونق اولاد ہی سے ہوتی ہے۔ جس گھر میں بال بچے نہیں وہ گھر تو ہے مگر مکمل گھر نہیں بھرا پُرا گھر اولاد ہی سے ہوتا ہے۔ ایک محاورہ اور سنو "گھر کا نام ڈبونا" اس کے معنی ہیں خاندانی عزت کو برباد کرنا باپ دادا کی عزت کو بٹہ لگانا لیکن کسی زبان سے تم نے "مکان ڈبونا" بھی سنا ہے اگر سنو تو سمجھو گی کہ وہ گھر طوفان میں غرق ہو گیا۔ یہ صرف "گھر" ہی ہوتا ہے جس کا تعلق اپنی عزت یا ماں باپ کی لاج اور خاندان سے ہے۔ اسی طرح میاں بیوی میں قطعِ تعلق ہو جانے کو گھر کھونا یا گھر کا جاتا رہنا یا برباد ہو جانا کہتے ہیں۔ دیہات میں لوگ پیار سے "گھر بسی" بھی سہاگن کو کہتے ہیں۔ گویا میاں بیوی

بٹہ لگانا۔ عیب لگانا۔ چشم چھپنا۔ ۱۲

کا سنجوگ ٹوٹا اور گھر گیا۔ علاوہ بریں گھر داری ہوئی گھر دار کا نہ ہونا
بھی ایسے ہیں جو پوری طرح بیان نہیں کرتے ہیں کہ گھر در اصل ہے کیا
گھر ہونا میاں بیوی کے نباہ اور حسن سلوک کا نام ہے اور گھر کا
اس کے برعکس میاں بیوی کی اگر آپس میں نہ بنتی ہو تو وہ گھر
فی نفسہ گھر کوئی چیز نہیں۔ ان محاوروں سے معلوم ہوتا ہے کہ
اور گھر میں آسمان زمین کا فرق ہے۔ مکان تو محض اینٹ پتھر
انبار کا نام ہے لیکن گھر کے معنوں میں بہت وسعت ہے۔ گھر
میاں بیوی اولاد اور کل خاندان سے ہے۔ اس کی ہستی اور
میاں بیوی کی موافقت سے ہے اس کی تباہی خاندان کی تباہی
یاد رکھو کہ گھر کے وسیع مفہوم میں تمام خاندان کے تعلقات
خانہ داری اور ہر قسم کی گھریلو خوشیاں شامل ہیں۔ ایسی حالت
میں اگر ہم کسی سے یہ پوچھیں کہ ان سیکڑوں مکانوں میں گھر
ہیں تو کیا ہمارا سوال کچھ بے جا ہوگا؟ انگلستان کا ایک مشہور و معروف
مصنف رسکن نامی ایک جگہ لکھتا ہے کہ مرد وسیع دنیا میں محنت مشقت
کرتا ہے۔ اس کو مصائب و امتحانات کی آگ میں سے گزرنا پڑتا ہے

ملاپ۔ موافقت۔ خلاف۔ الٹا۔ سلوک ہے۔ موافقت ہے۔ میں ملاپ
ہے۔ ڈھیر۔ گنجایش۔ گھر کی۔ پرویٹ۔ ۱۲

اُس کو تمام دشواریاں پیش آتی ہیں اور مقابلے کرنے پڑتے ہیں وہ
غلطیاں کرتا ہے مجروح ہوتا ہے یا مطیع بن جاتا ہے۔ کبھی وہ غلط رستہ
پر بھی لگ جاتا ہے [illegible] سا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ اُس کے جذبات کرخت ہو جاتے ہیں
لیکن عورت کو وہ ان تمام چیزوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اُس کے
گھر میں جس پر اُس کی بیوی حکومت کرتی ہے اور جب تک بیوی کی اپنی خطا نہ ہو
کسی قسم کی غلطی۔ خطرے۔ لالچ یا کسی کشیدگی کا گزر نہیں ہوتا۔ یہ ہیں
گھر کے حقیقی معنے۔ گھر سکون و آرام کا مقام ہے اور نہ صرف نقصانات اور
صدمات ہی سے محفوظ رہنے کے لیئے ایک جائے پناہ ہے بلکہ تمام قسم کے
خوف و تردّدات شک و شبہ اور لڑائی جھگڑوں سے امن کی جگہ ہے جس
گھر میں یہ بات نہیں تو وہ گھر ہی نہیں جہاں تک اس بیرونی زندگی کے
تفکرات دخل پا سکتے ہیں اور میاں بیوی بیرونی زندگی کی ناموافق اجنبی
اور دشمن صحبت کو اپنے دروازے کی چوکھٹ میں قدم رکھنے کی اجازت
دیتے ہیں یہ گھر نہیں رہتا بلکہ وہ فقط وسیع دنیا کا ایک خطہ ہو جاتا ہے جس پر
تم نے ایک چھت تو سایہ کے لیئے ڈال لی ہے اور اندر آگ روشن کر دی
ہے۔ جب تک یہ ایک مقدس مقام اور ایک پاک عبادت گاہ ہے اور اس کی

[illegible]۔ تاریخ دار۔ چلتا ہے۔ سخت۔ لگاؤ۔ تا تنی۔ رنجش۔ کشادہ
پھیلا ہوا۔ ٹکڑا۔ بندھک۔ ۱۲

چھت سکون و اطمینان کا ایسا سایہ ڈالتی ہے جیسے وہ پہاڑ جو ویران
اور تپتے ہوئے ریگستان میں کھڑا ہو۔ اس کی آگ محبت اور شفقت کی
ایسی روشنی پھیلاتی ہے جیسے روشنی کا وہ مینار جو طوفانی سمندر میں استادہ
ہو۔ وہاں تک یہ گھر کے لقب کا استحقاق رکھتا ہے۔ اس پر گھر کی پوری
تعریف صادق آتی ہے۔ جہاں تک سلیقے مند بیوی کا گزر ہوگا وہ اس گھر
کو اپنے ساتھ لائے گی۔ تاروں کی چھاؤں اس کے سر پر ہوگی۔ سرد
اور اندھیری راتوں میں جگنوؤں کی ٹمٹماہٹ اس کی روشنی ہوگی۔ گھر وہی ہے
جہاں کہیں بھی وہ موجود ہے گھر کا تمام لطف اور برکتیں اس کے دم کے
ساتھ ہیں۔ ایک شریف عورت گھر کی چار دیواری کو زیادہ وسیع کر کے
نخلستانوں پر بھی ضیا گستری کرتی ہے خواہ اس کے گھر کی دیواریں
رنگین دیواریں اور چھتیں خوبصورت چھتیں نہ ہوں"۔ مرد گھر کا بادشاہ
ہے اور عورت اس چھوٹی سی سلطنت کی ملکہ یا وزیر با تدبیر۔ عورت کی حکومت
توپ اور تلوار کے بل پر نہیں ہے بلکہ اس کے ہتھیار محض محبت۔ الفت، عفو
و شفقت ہیں اور جو سلطنت بھی ان ہتھیاروں سے کام لے اس کی
جڑیں ایسی مضبوط ہو جاتی ہیں کہ کوئی قوت انھیں متزلزل نہیں کر سکتی

---

۱ دل جمعی۔ ۲ ویران۔ ۳ گرم جھلستے۔ ۴ ریتیلے میدان۔ ۵ منارہ۔ ۶ لائق۔ ۷ گھر۔ ۸ خطاب
۹ الم۔ ۱۰ سایہ۔ ۱۱ چمک۔ ۱۲ جن کے گھر نہ ہوں یعنی بے گھر ٹھکانے کے لوگوں [illegible]۔ ۱۳ روشنی پھیلانا۔

لیکن قدرت نے جس سلطنت کا تاج عورت کے سر پر رکھا ہے عورت نے
[illegible] اور حقارت سے اُسے پھینک دیا۔ گھر گھر دیکھو ناچاقی
پھیلی ہوئی ہے۔ غور کرو کہ کتنے گھر صحیح معنوں میں گھر کہلانے کے سزاوار
نہیں رہ گئے۔ ان کی حیثیت محض ایک سرائے کی سی ہے جس میں رات
گزارنا بھی دوبھر ہو جاتا ہے۔ ان میں مخالفت اور کشیدگی اور دوعملی کی
حکایت ہے۔ بے چینی اور پریشانی کا دور دورہ ہے۔ میاں مشرق کو جاتا ہے
تو بیوی مغرب کو۔ دونوں کی سمت جدا۔ دونوں کا طرزِ عمل مغائر۔ یکسوئی
ہو تو کیسے اور ملاپ ہو تو کیوں کر۔ مرد دن بھر کے جھگڑے نپٹانے کے
بعد رات کو گھر آ کر گھر کا اندھیرا دیکھتا ہے تو اُس کو ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ
توپ اور تلوار کی حکومت سے محبت اور شفقت کی سلطنت میں آگیا ہے بلکہ
اُس کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے چولھے میں سے نکل کر جہنم میں گر پڑا۔
ضرورت ہے کہ عورت کو اپنی ہستی کا احساس ہو۔ وہ دنیا میں اپنے مقام
اور درجے کو سمجھے۔ گھر کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے۔ اپنی
سرداری کا تاج اپنے سر پر رکھے اور صحیح معنوں میں ملکہ بن جائے
اُس وقت یہ تمام مٹی کے تودے جو آج کل مکان سے زیادہ حیثیت
نہیں رکھتے محبت و الفت کے محل بن جائیں گے اور صحیح طور پر گھر

ناچاقی۔ نااتفاقی۔ سزاوار۔ قابل۔ مستحق۔ دوبھر۔ بار۔ دوعملی۔ دو مرضی۔ مغائر۔ الگ۔ جدا۔ خلاف۔
یکسوئی۔ موافقت۔ یک آہنگی ۔ ۱۲

بہلا سکیں گے" - یہ گھر اور مکان کی لفظی بحث بطور جملۂ معترضہ کے
تھی اب اصل بات کی طرف پھر رجوع کرتا ہوں - تمہاری ماں جس غرض
سے اس گھر میں لائی گئی تھیں اور جس توقع پر یہ سارا کھٹراگ بپا کیا گیا تھا
اور اوکھلی میں سر دینا گوارا کیا تھا اُس کے پورے ہونے کی کوئی
جھلک بھی نہ دکھلائی دیتی تھی - میری ماں کو سخت مایوسی کا سامنا تھا
اور ایک گونہ اُن کو انفعال اور ندامت بھی تھی اور مجھ پر بھی بے انتہا
بوچھار طعن و تشنیع کی تھی جس کا میں نشانہ تھا - یکے نقصانِ مایہ دوم
شماتتِ ہمسایہ - ان کے بھی علاج معالجے بہت کچھ ہوئے مگر کچھ
مفید نہ پڑے - تمہاری ماں بھی مایوس ہو گئیں اور ہم سب بھی سمجھ گئے
کہ یہ مفت کی بلا سر پڑی - گئے تھے نماز بخشوانے روزے گلے پڑے
چوطرفے طعنے سنتے - نکلتے بیٹھتے [illegible] - آگے پیچھے - [illegible] کی بات نہ تھی
تمہاری ماں سن کے بیچاری سہموں کی ماری گھلی جاتی تھیں لوگوں کے
نہایت دل خراش طعنے سنتی تھیں اور خون کے سے گھونٹ پی پی کر رہ جاتی
تھیں - سوائے صبر و شکر اور اپنے خالق پر بھروسے کے اُف تک نہ کی

یہ مضمون اخبار تہذیب نسواں سے لیا گیا ہے - متوجہ ہوتا ہوں - واپس آتا ہوں - بکھیڑا - ڈھونگ -
سر دینا مشکل اٹھانا - پرچھائیں - ناامیدی - اداسی - شرمندگی پشیمانی پچھتاوا - بے انتہا کی
وہ دھاریں جو ہوا کے جھونکے سے اوپر آتی ہیں یعنی بھرمار - ایک تو اپنا نقصان دوسرے ہمسایوں کی طعن
اختیار - فکروں - خدشوں - ۱۲

میری والدہ اسی تمنا میں مر گئیں مگر صورتِ حال نہ بدلنی تھی نہ بدلی۔ میرے باپ بھی اپنی جگہ چپ تھے گو بہو سے خوش تھے مگر اصل خوشی جس چیز کی ہو سکتی تھی جب وہ ہی نہ ہوا تو نتیجہ ہیچ[1]۔ مجھ سے زیادہ میری لاولدی[2] کا صدمہ میرے باپ کو تھا۔ اُن کا دل بجھ گیا تھا[3]۔ اُن کی کمر بیٹھ گئی تھی۔ تخمیناً بیس پانچ برس کی کلفت اٹھائی تھی کہ میرے سر اچھی طرح تھپ[4] گیا تھا کہ ایک چھوڑ دو دو بیویاں ہیں اور بچے کا ٹھیکرا بھی پیدا نہ ہوا۔ میری بڑی بیوی تو پہلے ہی سے میری نرمی کا ناجائز استفادہ کرنے کی عادی تھیں اور پھر ہو گئیں اور سوا ہی چاہیں۔ میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کہ تمھاری ماں[5] نے کیا کیا وظیفے پڑھے۔ کیسے کیسے گنڈے تعویذ کیے۔ غرض تلے کی زمین اوپر کر ماری[6] اور آخر کار ہار کر تھک کر مجبور اور مایوس ہو کر بیٹھ رہیں[7]۔ مایوسی اور حرماں نصیبی کی گھنگھور[8] گھٹا نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور جس سے سنو یہی کہتا تھا کہ توبہ توبہ کرو بھئی ان کے ہاں اولاد ہو چکی۔ غریب سیدانی پر طرح طرح کی پھبتیاں اُڑتی تھیں غریب کی جورو سب کی[9]

---

۱ کچھ بھی نہیں۔ ۲ بے اولادی۔ ۳ امید کے منقطع ہو جانے سے دل کا سرد پڑ جانا۔ مغموم ہونا۔ ۴ الزام۔ لگا دیا گیا۔ ٹھیک طور پر دھر دیا گیا۔ ۵ ۶ جہاں تک کوشش ممکن تھی کی۔ کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ۷ ۸ گھنی۔ زور شور کی۔ آوازے طعنے۔ ۹ غریب آدمی کو ہر ایک دبا لے ۔۱۲

بھائی جس کے منہ میں جو آتا تھا بے دھڑک بکتا تھا۔ خود تمھاری بھتیجی اللہ بخشے کہا کرتی تھیں کہ ان کی پنڈلیاں کچھ اس قسم کی ہیں کہ اگر ان کے ہاں اولاد ہو جائے تو میں ناک کٹواؤں۔ مگر دنیا بامید قائم۔ امید کے سہارے ہم دونوں جیتے تھے۔

کیا ہے وہ چیز ہمیشہ جس سے ہے دل شاد؟ — کیا ہے وہ چیز جس سے خوشی کی ہے بنیاد؟
کون سی کشت ہے وہ جو ہے شاداب سدا؟ — لہلہاتا رہے ہر فصل میں سبزہ جس کا
کون سا باغ ہے وہ جس میں خزاں کو نہ ہو بار؟
کون سا باغ ہے وہ جس کی ہمیشہ ہو بہار؟
سبزہ ہو تازہ سدا جس کا ہو بھاتا جی کو — میوہ تازہ سدا جس کا ہو بھاتا جی کو
باغ امید ہے وہ جس کی ہمیشہ ہے بہار — پھول پھل ہی سے لدے رہتے ہیں جس کے اشجار
رنگ و بو اس کی ہر اک جائے نرالی دیکھی
فیض سے اس کے کوئی جائے نہ خالی دیکھی
آس وہ شے ہے جسے اصل مسرت کہیے — آس وہ شے ہے جسے مایۂ بہجت کہیے
آس وہ چیز ہے جس پر ہے بشاشت کا مدار — زندگانی کی اگر پوچھو اسی سے ہے بہار
اس سے بڑھ کر نہیں ہر درد کا درماں کوئی

بے تامل۔ دنیا امید کے سہارے قائم ہے۔ جب تک سانس ہے آس ہے۔ کھیت۔ ہرا تازہ۔ رونق سے بھرا۔ ہرا بھرا۔ نئی اگی ہوئی ہریاول۔ فریفتہ کرنا۔ جمع شجر = درخت۔ عجیب۔ انوکھی خوشی کا سرمایہ۔ خوشی۔ ٹھکانہ۔ علاج۔ ۱۲

اس سے بہتر نہیں صحبت کا نگہباں کوئی

ہوتی ہے ہجر[1] کے مارے کو تسلی اس سے ہوتی ہے ہجر کے مارے کو تسلی اس سے

نہ کٹھن[2] رستے میں ساتھی ہے کوئی اس کے سوا نہ بُرے[3] وقت میں حامی[4] ہو کوئی اس کے سوا

مونس[5] یار یہی ہوتی ہے تنہائی میں

سب کی غم خوار یہی ہوتی ہے تنہائی میں

اے مری خاطرِ خستہ[6] کی توانائی[7] فزا اے مرے سینۂ غمناک کی اندوہ رُبا[8]

کامیابی کی نہیں تیرے سوا کوئی سبیل[9] راہِ مقصد[10] کی نہیں تیرے سوا کوئی دلیل

تو ہی جلوت[11] میں ہے دمساز[12] ہماری اے آس

تو ہی خلوت[13] میں ہے ہمراز[14] ہماری اے آس

ہم کو مایوس تو ہرگز نہیں ہونے دیتی ہاتھ سے رشتۂ مطلب[15] نہیں چھوٹنے دیتی

کامیابی کی دکھاتی ہے تو ہم کو تصویر نامرادی کبھی ہونے نہیں دیتی دلگیر[16]

بول بالا[17] ہے زمانے میں ترا اے امید

تو ہی پہنچاتی ہر اک کام میں ہے ہم کو نوید[18]

---

۱ جدائی - ۲ سخت مشکل - ۳ مصیبت کے وقت - ۴ حمایت کرنے والا - مددگار - ۵ غم خوار - ہمدرد - ۶ ٹوٹا ہوا دل - ۷ طاقت - قوت - ۸ غم کے مٹانے والے - ۹ رستہ - ۱۰ مطلب کے رستے کی - ۱۱ بھیڑ بھڑکا - ۱۲ رفیق - ۱۳ تنہائی - ۱۴ بھیدی - ۱۵ مطلب کی ڈوری یا باگ - ۱۶ رنجیدہ - ۱۷ عروج - نام - ۱۸ خوش خبری - ۱۲

تو ہمارے غم دل کی ہے ہٹانے والی — تو ہمیں صورت شادی ہے دکھانے والی

چہرۂ صورت مقصد سے اٹھاتی ہے نقاب — [illegible]

تجھ سے پاتے ہیں طبیعت میں بہت استقلال

حال آتا ہے نظر تجھ سے ہمیں استقبال

کوششیں کرتے ہیں ہر کام میں تک تک تیر — مدعا پاتے ہیں انجام میں بل بے تیری

تو دکھا دیتی ہے مقصد کی ہمیں تصویریں — تو سجھا دیتی ہے ... کے لیے تدبیریں

دل سے اس ماں کے کوئی اس کی خوشیاں پوچھے

منتیں مان کے بچے کو ہو پایا جس نے

کس کس انداز سے لیتی ہے بلائیں اس کی — کس کس امید پہ جاں اس پہ ہے قرباں تری

بوسہ لیتی ہے کبھی اس کی جبیں کا خوش ہو — دودھ پھر گود میں لے کر ہے پلاتی اس کو

کبھی گہوارے میں لے جا کے سلاتی ہے اسے

پھر اٹھا کر کبھی چھاتی سے لگاتی ہے اسے

پھر وہ اس کو ہے اک انداز سے لوری دیتی — بھینی بھینی عجب آواز سے لوری دیتی

ہٹانے والی — ہٹا دینا — پردہ — مضبوطی — موجودہ زمانہ — آنے والا زمانہ — بھروسے — زور — پیشانی — بچے کے سلانے کا گیت — خوش گوار — میٹھی — ۱۲

رہتی ہے دُھن میں اُسی کی غریب آٹھ پہر — گھٹنیوں چلنے لگا جب وہ ذرا لختِ جگر

پھر تو وہ رستے میں ہے اُس کے بچھاتی آنکھیں
پاؤں اور گھٹنوں سے اُس کے ہے لگاتی آنکھیں

واری جاتی ہے کبھی ہوتی ہے قربان کبھی — کبھی مال اُس پہ فدا کرتی ہے اور جان کبھی
کرتی ہے سالگرہ اُس کی بڑی دھوم سے وہ — جی کو خوش کرتی ہے اس شادیِ معصوم سے وہ

پورے کرتی ہے سبھی اپنے وہ دل کے ارماں
سارے کُنبے کو بلاتی ہے گھر اپنے مہماں

سو سو انداز سے کرتی ہے وہ بچے کا سنگار — دیکھتی ہے وہ پھر اُمید کی خوشیوں کی بہار
جوں جوں بڑھتا ہے اسی طرح وہ اُس کا فرزند — ہوتی جاتی ہے اُمیدوں کی خوشی بھی دوچند

پھر وہ پڑھنے کے لیئے رکھتی ہے تاکید مدام
ہر طرح سے اُسے دیتی ہے ہمیشہ آرام

کہتی ہے اُس کو خدا جلدی سے پروان چڑھائے — چھوٹی سی عمر میں بچہ مرا قابل ہو جائے
جب وہ لکھ پڑھ کے ہوا نیکی بدی سے آگاہ — کرتی ہے وہ بڑی طیاری سے پھر اُس کا بیاہ

ہوتی ہے باپ کو بھی گرچہ بہت سی ہی خوشی
پر کہاں اُس کو ہوا کرتی ہے ماں کی سی خوشی

(ماں کی محبت)

۱ فکر۔ شغل۔ ۲ صدقے۔ ۳ بناؤ۔ آراستگی۔ ۴ سوگنی۔ ۵ ہمیشہ۔
۶ پل پلا کر بڑا ہو جائے۔ ۷ واقف۔ ۱۲

میری بیوی کو بےکلی[1] لگی ہوئی تھی یا یوں کہو کہ جان پر بنی ہوئی تھی وہ مایوسی
کی زندگی پر موت کو ترجیح[2] دیتی تھیں اُن کی آنکھ کا آنسو نہ تھمتا تھا۔
اُنھوں نے بلا میرے علم و اطلاع کے سینٹ سٹیفنز زنانہ ہاسپٹل
میں علاج شروع کیا بعد میں معلوم ہوا کہ کچھ آپریشن[3] بھی ہوا۔ غرض
کچھ بھلے دن آئے[4] سوکھی کھیتی میں آبیاری[5] ہوئی۔ قدرتِ خدا سے
وہ لہلہانے[7] لگی۔ لیکن یہاں مایوسی اس درجے چھائی[6] ہوئی تھی کہ
واہمہ خیال بھی اس طرف نہ جاتا تھا[8]۔ ندامت اور شرم سے کوئی
مُنہ سے بھاپ نہ نکالتا تھا[9]۔ میم جو معالج[10] تھی وہ اپنی جگہ بغلیں بجا رہی[11]
تھی مگر میری بیوی نے کانوں کان[12] کسی کو خبر نہ کی کیوں کہ اُن کو خود
اس امر کا یقین نہ تھا وہ اس شش و پنج[13] میں تھیں کہ کہیں بادِ ہوائی[14] باتوں
سے اُلٹی جگ ہنسائی[15] نہ ہو۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی جب
علاماتِ حمل بفضلہ تعالیٰ بخوبی ظاہر ہو گئیں تو پانچویں مہینے مجھے خبر ہوئی
وہ بھی نہ چھوٹی دلہن کی قلم سے بلکہ میم صاحب کے فیضانِ رقم[16] سے

۱ بے قراری - ۲ اچھا سمجھتی تھیں - ۳ عملِ جراحی - ۴ آپہنچے - ۵ چھڑکاؤ - سینچنا -
۶ مستولی - ۷ وارد حال - ۸ بھول کر بھی دھیان نہ آتا تھا - ۹ مطلق ذکر نہ کرتا تھا -
۱۰ علاج کرنے والی - ۱۱ خوش ہو رہی تھی - ۱۲ ذرا بھی - ۱۳ تردد - تذبذب - ۱۴ بے سر پیر
کی جس کی اصل نہ ہو - ۱۵ ناحق دنیا ہنسے - ندامت ہو - ۱۶ لکھنے کی برکت ۱۲

شفیع نسیم کا خط دیکھ کر ایک شادی[1] مرگ سی ہو گئی۔ کہاں میں اور کہاں یہ بات
بار بار خط کو پڑھتا تھا اور میری حالت یہ تھی۔

بس[2] کہ زیں مژدۂ جاں بخش بخود بالیدم ۔ غنچہ ساں در بر ما تنگ ہمی گشت قبائے

ڈاکٹر نسیم اور وہ بھی معالج اُس کی تحریر میرے لیے کافی اطمینان (تسلّی) دہ ہونی
چاہیے تھی مگر[3] دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ خود چھوٹی[4] دلہن
سے تصدیق چاہی۔ بات سچی اور پکی نکلی۔ محنت کی راحت ملی مُنہ مانگی
مراد پائی۔ جو[5] سیوا کرتا ہے وہی میوہ کھاتا ہے۔ پہاڑ[6] کے اوجھل رائی۔
[illegible] بہانہ تھا اُس کے فضل[7] عمیم کا۔ بس خوشی کا کیا ٹھکانا[8]
تھا۔ سارے کنبے میں تعجب کے ساتھ خوشی پھیل گئی۔ میرے والد
اپنی دیرینہ[9] آرزو کے پورے ہونے سے جامے میں نہ سماتے تھے۔
لیکن لوگ نہ چوکے[10] کوئی کہتا تھا کہ پیٹ میں کوئی بلا سما گئی ہے ہو نہ ہو
آسیب[11] کا خلل ہے یا بلا کا دخل ہے۔ ایسوں کے ہاں بچہ ہو جائے تو
بھلی[12] چلائی سنا کو دیکھا نہیں عقل سے پہچانا یہ بھی ایک گپ[13] اڑا دی ہے۔

۱۔ یعنی جب کوئی بڑی خوشی پہنچتی ہے تو اُس کا اثر غلبہ پر بعض وقت دفعتہً ایسا پڑتا ہے
کہ انسان برداشت نہیں کر سکتا اور مرنے کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ ۲۔ یعنی کہ میں اس
خوش خبری سے اپنے آپ بڑھ رہا تھا۔ جس طرح کلی گلدستہ بند ہوتا ہے اسی طرح میرے
جسم پر مارے خوشی کے میری قبا (پوشاک) پھنس گئی تھی یعنی میں خوشی سے

(باقی صفحۂ آئندہ)

مجھ کو خدشہ[1] تھا کہ اکثر اسقاط[2] بھی ہو جاتا ہے کہیں خدانخواستہ[3] ایسا نہ ہو۔ طرح طرح کے وہم دل میں آتے تھے۔ بچے پیٹ میں بھی مر جاتے ہیں یا ہوتے ہی مر جاتے ہیں۔ خدا جانے کیا واقعہ پیش آئے۔ ناک رگڑ رگڑ کے تو یہ دن آیا ہے اب نہیں معلوم کیا ہوتا ہے۔ غرض خدا خدا کر کے بحالتِ بیم و رجا[4] یہ دن بخیر و خوبی[5] ختم ہوئے۔ اس سے بڑھ کر میرے لیئے اور کون سی خوشی ہونی ممکن تھی۔ میں بھی بہ حصولِ رخصت طویل پر لگا کر دلی پہنچا۔ انسان خلقۃً بڑا نے صبر اور جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔

تکملۂ نوٹ صفحۂ گزشتہ - بھول گیا۔ اطمینان[2] دلانے والی۔ جو شخص[3] دودھ سے جل جاتا ہے وہ ایسا ڈر جاتا ہے کہ چھاچھ کو بھی جو ٹھنڈی ہوتی ہے دودھ سمجھ کر پھونک کر پیتا ہے۔ مراد انتہا درجے کی احتیاط سے ہے۔ جو انتظار[4] کی زحمت اٹھاتا ہے یا تکلیف اٹھاتا ہے وہی راحت بھی پاتا ہے۔ ظاہر[5] بڑی مشکل مگر سچ پوچھو تو کچھ بھی نہیں۔ اسی مضمون کی فارسی کی ایک مثل ہے "کوہ کندن وموش برآوردن"۔ بڑی[6] مہربانی۔ رحمت۔ خدا[8]۔ پرانی[9] خواہش۔ تمنا۔ باز[10] نہ آئے۔ بھوت[11] پریت۔ جنات کا اثر۔ تو انوکھی[12] بات ہے۔ افواہ[13]۔ فضول بات۔ ۱۲

اندیشہ[1]۔ تردد۔ فکر۔ پیٹ[2] نکل جانا۔ گر جانا۔ خدا[3] نہ کرے کہ ایسا ہو۔ خطرہ[4] اور امید۔ اچھی[5] طرح۔ لمبی[6] چھٹی۔ جلدی سے بھاگم بھاگ۔ مستعجل[7] جلدی کرنے والا۔ ۱۲

ذرا سی نا امیدی میں آس توڑ بیٹھتا ہے اور ذرا سی خوشی میں اُچھل پڑتا ہے
خداوندِ تبارک وتعالیٰ خود فرماتا ہے۔ وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔ اور
وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ
الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا۔ میرے والد فرطِ محبت سے فرمایا کرتے تھے کہ
بشیر کے ہاں اگر ایک لڑکی بھی ہو جائے تو میں اُسے بھی سونے میں
تول دوں مگر میں دل ہی دل میں بیٹے کا آرزومند تھا کہ پہلوٹھی کا تو
خدا لڑکا ہی دے۔ لڑکی بھی میرے ہاں سو لڑکوں سے بڑھ کر ہی مگر اتنی
امیدواری اور جانکاہی کے بعد پوری خوشی لڑکے ہی کی ہوگی۔ اللہ
تعالیٰ کے قربان جائیے کہ میری دلی مراد بر آئی اور خدا نے جیتا جاگتا بیٹا
دیا۔ جس کے آتے ہی گھر کی رونق ہی کچھ اور ہو گئی۔ چاروں طرف
سے مبارک سلامت کی دھوم مچ گئی۔ خدا نے اُسے پروان چڑھایا
میرا منہ اس قابل کب تھا۔

بیٹے کی خوشی

بیٹے کو لوگ کہتے ہیں آنکھوں کا نور ہے
ہے زندگی کا لطف تو دل کا سرور ہے

اور انسان بڑا جلد باز ہے۔ اور جب ہم انسان کو کوئی نعمت عطا فرماتے ہیں
تو (اُلٹا ہم سے) منہ پھیرتا ہے اور پہلو تہی کرتا ہے اور جب اُس کو ذرا کوئی تکلیف
پہنچتی ہے تو آس توڑ بیٹھتا ہے۔ محبت کی بہتات۔ پہلا بچہ۔ سخت محنت۔ پوری ہوئی۔



Munzir, $10\frac{1}{2}$ months

منذر (ساڑھے دس مہینے کا)

گھر میں اسی کے دم سے ہے ہر سمت روشنی
نازاں ہے اس پہ باپ تو ماں کو غرور ہے

خوش قسمتی سے اس کی نشانی سمجھتے ہیں
کہتے ہیں یہ خدا کے کرم کا ظہور ہے

اکبر بھی اس خیال سے کرتا ہے اتفاق
اس کا بھی ہے یہ قول کہ ایسا ضرور ہے

البتہ شرط یہ ہے کہ بیٹا ہو ہونہار
مائل ہے نیکیوں پہ برائی سے دور ہے

سنتا ہے دل لگا کے بزرگوں کی پند کو
وقت کلام لب پہ جناب و حضور ہے

برتاؤ اس کا صدق و محبت سے ہے بھرا
اس میں نہ ہے فریب نہ کچھ مکر و زور ہے

افکار والدین میں ہے دل سے وہ شریک
ہمدرد ہے معین ہے اہل شعور ہے

راضی ہے اس پہ باپ کی جو کچھ ہو مصلحت
صابر ہے باادب ہے عقیل و غیور ہے

رکھتا ہے خاندان کی عزت کا وہ خیال
نیکوں کا دوست صحبت بد سے نفور ہے

کسب کمال کی ہے شب و روز اس کو دھن
علم و ہنر کے شوق کا دل میں وفور ہے

لیکن جو ان صفات کا مطلق نہیں پتا
اور پھر بھی ہے خوشی تو خوشی کا قصور ہے

(حضرت اکبر الہ آبادی)

دنوں خوب گہما گہمی اور چہل پہل رہی - والد مرحوم نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ لڑکے کا نام کیا تجویز کیا ہے؟ - میں نے دو نام سوچے ہیں ان میں سے جو تمہیں پسند ہو رکھو - سب سے پیارا اور موزوں نام تو بشیر ہے جو تصغیر

---

۱ طرف - ۲ فخر کرنے والا - ۳ ظاہر ہونا - ۴ جھکا ہوا - ۵ نصیحت - ۶ مکر - فریب - دھوکا - ۷ فکر کی جمع - ۸ ماں باپ دونوں - ۹ مددگار - ۱۰ صاحب عقل و دانش - ۱۱ غیرت مند - ۱۲ نفرت کرنے والا - ۱۳ کمال کا کمانا - حاصل کرنا - ۱۴ رات دن - ۱۵ ولولہ - شوق - ۱۶ افراط - بہتات - ۱۲

بشیر کی لیکن کتنے لوگ ہیں جو اس کا صحیح تلفظ[1] کر سکیں گے اور زبر زیر کون لگائے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ باپ بیٹے کا نام ایک ہی ہو جائے گا۔ دوسرا نام منذر رہی جو پیغمبر صاحب صلعم کا نام نامی ہے اور قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ[2] اور میرے نام سے ملتا جلتا ہے"۔ میں نے فوراً عرض کیا کہ بسم اللہ آپ ہی یہ نام[3] تجویز کیجیئے۔ والد اکثر اس کو مُنْذِرِ ابْنِ مَاءِ السَّمَاءِ کہا کرتے تھے یعنی جس طرح بارش کا پانی نِتھرا[4] ستھرا اور بلا آمیزش ہوتا ہے یہ بھی ویسا ہی شریف اور رحمتِ باری ہے۔ میں نے لڑکے کے ہوتے ہی اس خیال سے کہ تمھاری بڑی اماں کا دل میلا نہ ہو بچے کو اُن کی گود میں ڈالنا چاہا مگر اُنھوں نے اس کو گوارا نہ کیا۔ میں نے اُن کی طبیعت کے خلاف اصرار مناسب نہ سمجھا۔ چھٹی۔ عقیقے اور چلّے تک مہمانوں کا تانتا لگا رہا۔ چوں کہ بہت آرزوؤں کے بعد خدا نے یہ دن دکھایا تھا۔ سارا کُنبہ بلکہ وہ عزیز قریب بھی جو شہر کے باہر تھے سب سمٹ[5] آئے تھے جب سب بھیڑ چھنٹ[6] گئی اور گھر معمولی حالت پر آگیا تو ایک دن مجھے

[1] بولنا۔ [2] تم تو صرف (عذاب خدا سے) لوگوں کو ڈرانے والے ہو اور ہر ایک قوم کا ایک نہ ایک ہدایت کرنے والا ہو گزرا ہے۔ [3] نام رکھ دیجیئے۔ [4] پاک صاف چھنا چھنایا۔ بے میل۔ خالص۔ [5] جمع ہو گئے تھے۔ اکٹھے ہو گئے تھے۔ [6] ادھر ادھر ہو گئی

والد نے بلایا اور فرمایا "بھائی بشیر! منذر کے ہونے میں تم نے عورتوں کے بہکائے میں آکر میں جانتا ہوں کہ بہت خرچ کر ڈالا۔ میں اس اسراف کو پسند نہیں کرتا مگر خیر تمھاری خوشی لیکن اس تقریب میں تمھارا جو کچھ بھی خرچ ہوا۔ خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز (ناجائز خرچ سے بھانڈوں ڈوشیوں اور دیگر قسم کی فضولیات اور لہو ولعب سے مراد ہے) تم شوق سے مجھ سے لو۔ میں نے اس شفقتِ پدری کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ" اور یہ سب کس کا ہے۔ یہ بھی تو آپ ہی کا ہے"۔ وہ خوشی کُل صرفہ دینے کو آمادہ تھے مگر میں نے نہ لیا کہ بات ایک ہی تھی اُن کا اور میرا روپیہ کچھ جُدا تھوڑی تھا۔ گھی کہاں گیا کھچڑی میں اور کھچڑی کہاں گئی پیاروں کے پیٹ میں۔ میری وہی مثل ہوئی گڑ کھاؤں گلگلوں سے پرہیز۔ آخر یہ گوشت پوست کس کا ہے۔ جو کچھ تم دیکھتی ہو یہ سب اُنھیں کی جوتیوں کا صدقہ ہے اور اُنھیں کی دعا کی برکت کا ثمرہ! وہ تم بھائی بہنوں کے لیئے کچھ بسکٹ یا مٹھائی لگا رکھتے تھے اور جب سب مل کر روز صبح کو اُن کے پاس سلام کو حاضر ہوا کرتے تھے تو تم کو کچھ نہ کچھ کھلایا کرتے تھے اور پیسے روپیئے بھی دیا کرتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ہم لوگ حیدرآباد جا رہے تھے چلتے وقت تم کو ایک ایک زَرِ

فضول خرچی۔ کھیل کود۔ طیار۔ اصل چیز سے پرہیز نہیں چھوٹی موٹی چیز لینے میں تامل جیسے بدن۔ یعنی جان و مال۔ پھل ۔۔ ۱۲

انھوں نے دیا۔ میں بھی تمھارے ساتھ تھا میری طرف بھی ایک نہایت شفقت اور حسرت سے دیکھا (اور یہی آخری ملنا تھا) اور کچھ تامل کے بعد مجھے بھی ایک روپیہ دینے لگے اور کہا۔ "میاں بشیر! بھلا تم کو ایک روپیہ کیا دوں۔ تم تو سو روپیئے کو بھی الف خالی سمجھتے ہو۔ تم شاید اس کی قدر نہ کرو یا ممکن ہے کہ تم کو ناگوار ہو لیکن بیٹا! میرے نزدیک جیسے یہ (بچوں کی طرف اشارہ کر کے) ویسے تم اور جو تم سو یہ" اور آب دیدہ ہوئے۔ میں نے اُس روپیہ کو ماں کا پان سمجھ کر اس قدر خوشی سے لیا کہ کوئی ہزار روپئے بھی مجھے دیتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی اور آج تک میرے دل پر اُس کا اثر ہے۔ یہ روپیہ ویسا ہی تھا جیسے کوئین وکٹوریا نے کسی کو ایک ساورن دیا تھا جس کو اُس نے بطور یادگار کے چوکھٹے میں جڑ کر گھر میں آویزاں کیا ہے اور اُس کے خاندان میں یہ تبرک نسلاً بعد نسلٍ چلا آ رہا ہے۔ اللہ اکبر۔ ایک وہ زمانہ تھا یا ایک آج ہے کہ نہ ماں رہی نہ باپ ہی رہے (سدا رہے نام اللہ کا) نہ کوئی اس محبت سے دے گا نہ ہم لیں گے۔ اب میں دیکھتا ہوں

آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ استحقاق کی بنا پر جو چیز دی جائے خواہ وہ تھوڑی ہی ہو مگر بڑی قدر کے قابل ہے۔ پونڈ۔ پندرہ روپیہ کی اشرفی جو اب دس کی ہی رہ گئی برکت کی چیز۔ نسل در نسل۔ بتوارث۔ ہمیشہ۔ ۱۲

تو میاں بشیر کے پیارے لقب سے پکارنے والا کوئی نہ رہا۔ اب جس کو دیکھو آپ جناب قبلہ و کعبہ کے سوائے بات نہیں کرتا۔ خدا کی شان ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم بچے تھے ایک زمانہ وہ آیا کہ ہم بڈھے ہو گئے۔ اب ہم ہی گھر کے سردھرے اور سب میں بڑے ہیں کُبرٰی مَوْتُ الْکُبَرَاءِ۔ جہاں درخت نہیں وہاں ارنڈ ہی روکھ۔ اک وقت تھا کہ ٹوٹتے تھے نت دادو دکے؀ پھر یہ ہوا گزرتے لگی کھیل کود کے اب حال یہ ہے عالم پیری میں اے ظفر؀ باقی نہیں حواس بھی گفت و شنود کے افسوس! ماں باپ کی جیسی قدر کرنی چاہیئے ہم سے نہ ہو سکی اور نہیں جانتے تھے یا جانتے تھے اور غفلت کا پردہ پڑا ہوا تھا جس نے جاننے نہ دیا کہ ایک دن یہ نعمت ہم سے منتزع ہونے والی ہے۔ قدرِ نعمت بعد زوال۔ قدرِ مردم بعد مردن۔ آج ہماری آنکھیں اُن کو ڈھونڈتی اور اُن کی بے انتہا شفقتیں اور لاانتہا مہربانیاں یاد آکر خون کے آنسو رُلاتی ہیں۔ کسی نے کیسی سچی بات

خاندان میں سب سے بڑے۔ بڑے لوگوں کے مرجانے سے ہمیں بڑے ہو گئے۔ جہاں کوئی درخت میسر نہ آئے وہاں ارنڈ (جیسا بے حقیقت درخت) ہی غنیمت ہوتا ہے۔ یعنی نہ ہوتے میں تھوڑی چیز بھی بہت قدر کے قابل ہو جاتی ہے۔ بات چیت۔ چھن جانا۔ نعمت جب چھن جاتی ہے تو اس کی قدر ہوتی ہے۔ انسان کی قدر مرنے کے بعد ہوتی ہے۔ بے حساب جس کی انتہا نہیں ۱۲

کہی ہے کہ جس کے ماں باپ نہیں دنیا میں اُس کا چاہنے والا نہیں۔
اولاد کا ہونا تھا کہ چھوٹی دلہن کے دن پھر گئے۔ اُن کو جس غرض سے
لائے تھے پوری ہوئی۔ بازی جیت لی۔ اُن کی قدر و منزلت دن دونی
رات چوگنی بڑھنے لگی۔ اب کچھ سے ہو گئیں۔ یا عالم گمنامی میں پڑی تھیں
یا اب ستارہ چمک گیا۔ جو اوڑھنے کو ترستے اور دکھتی مارے دیتے تھے
اور رفت طے تھے اب وہ بھی رام ہو گئے۔ لوگ ہوا کے ساتھی ہوتے ہیں
جس کی ہوا بندھ جائے۔ اُنھیں میں ہزاروں کیڑے ڈالے جاتے تھے
یا آج لالوں کی لال بن گئیں۔ پھر کیا وہ میرے ساتھ حیدر آباد بھی
چلی گئیں اور اب کسی کو کوئی موقع و محل اعتراض کا بھی نہ تھا۔ غرض
سچ پوچھو تو دس برس کے بعد اُن کی میری یک جائی ہوئی۔ ایک تھا
سوا برس نہ گزرا تھا کہ مبشر پیدا ہوئے جس کی پیدائش کی ایک نظم
مولوی عبد الغفور صاحب شہباز کی لکھی ہوئی اتفاق سے
ہاتھ لگ گئی جو تمھیں سناتا ہوں کہ تم بھی خوش ہو۔

نظم

مُبشر کا ہونا مُبارک مُبارک مکرر یہ بیٹا مُبارک مُبارک

بُرے دن گئے اچھے آئے۔ حالت بدل گئی۔ کس مپرسی کی حالت جب
کوئی پوچھتا نہ تھا۔ طعن و تشنیع سے ہٹاف۔ برگشتہ۔ ہموار۔ موافق۔ نرم پڑ جانا
خوش اقبال ہونا۔ عیب نکالے جاتے تھے۔ شب کی پیاری راج دلاری ۱۲



Group of my children Standing—myself & Safiyah From right to left— Munzir, Mubashir, Bushra, Shahid and Siraj.

میرے بچوں کا گروپ—(ایستادہ) میں اور صفیہ—(داھنی طرف سے با

خدا جانے کیسا ہو گورا نہ کالا | ہو جس کیفیت کا مبارک مبارک
نہ ہو کچھ ولیکن ملاحت تو ہوگی | ملاحت کا پتلا مبارک مبارک
ضرور اس کے منہ پر ذہانت بھی ہوگی | ذہانت کا جلوہ مبارک مبارک
کبھی ہوگا ہنستا کبھی ہوگا روتا | یہ ہنسنا یہ رونا مبارک مبارک
وہ حیرت نگاہوں میں وہ پتلیوں کا | تحیر سے پھرنا مبارک مبارک
نہ سونا مگر سوتی صورت بنانا | یہ بن بن کے سونا مبارک مبارک
مبارک نزاکت سے ہاتھوں کا بڑھنا | وہ پاؤں کا چلنا مبارک مبارک
مبارک وہ اماں کو اماں سمجھنا | ہمک کر وہ آنا مبارک مبارک
وہ بند آنکھیں اور چین سے دودھ پینا | وہ آرام پانا مبارک مبارک
مبارک وہ گودوں میں پلنا ممو کی | وہ ہر لحظہ بڑھنا مبارک مبارک
ذرا گود میں لو تماشا تو دیکھو | چلا وہ اچھلتا مبارک مبارک
مبارک ہو تم چار بھائی کو بیٹا | تمہیں چچی ہونا مبارک مبارک

اب یہی سلسلہ جاری رہا - تم سب بھائی بہنوں میں دو دو برس کا فرق ہے - خدا کے فضل سے تم چار بھائی اور دو بہنیں ہو - ہاں صرف ایک لڑکا منیر گزر گیا جس کی امانت تھی اس نے لے لیا

۱ حالت - ۲ حیرت - ۳ اچھل - ۴ بڑھنا - ۵ ہر گھڑی - ۶ مولوی عبدالغفور صاحب شہباز پٹنے کے رہنے والے تھے جو اورنگ آباد کالج کے پروفیسر بعد ناظم تعلیمات ریاست بھوپال کے تھے - یہ میرے بچپنے کے دوست تھے بعد تمہاری رشتے کی خالہ ان سے منسوب ہوئیں

تمھاری ماں کو اس کا بہت قلق تھا۔ میں اُن کو سمجھایا کرتا تھا کہ آنکھوں کو
دیکھ دیکھ کر صبر کرو۔ ضرور نہیں کہ جتنے پھل درخت میں لگیں سب ہی پک جائیں
آم کو دیکھو کبھی مَنور[1] ہی کو پالا[2] مار جاتا ہے کبھی چھوٹی چھوٹی کیریاں آندھی
کے جھونکوں سے جھڑ جاتی ہیں کوئی گدرا[2] کر ٹھٹھر[3] جاتا ہے کچھ پختہ ہو کر اُترتے ہیں
بس انھیں کو سمجھو کہ پروان[4] چڑھے۔ ایک موٹی سی بات ہے کہ جو دیتا ہے
وہی لے بھی سکتا ہے۔ اولاد خدا کی امانت ہے جن کی پرورش[6] ہمارے
سپرد[7] ہے اور اسی پرورش کی خاطر ماں باپ کو مامتا[8] لگا دی ہے اگر مامتا
نہ ہوتی تو یہ کیڑے کیوں کر پلتے۔ جان و مال کا مالک خدا ہے۔ ہم اُس کے
ایجنٹ[9] ہیں جو پرورش پر مامور[10] ہیں۔ کیا کسی بینکر[11] کو حق ہے کہ وہ کسی کی
امانت عند الطلب[12] واپس نہ دے۔ کیا کسی مالی کو حق ہے کہ وہ مالکِ
باغ کے حکم پر نہ چلے۔ جس درخت کو مالک قطع[13] کرانا چاہے کیا مالی
اُس کی عدول حکمی[14] کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اس معاملے میں انسان تابع[15]
فرمانِ الٰہی ہے اور بے بس اور لاچار[16] ہے۔ میں نے حدیث شریف میں دیکھا ہے

آم[1] کا پھول۔ بور بھی بولتے ہیں۔ ٹھٹھر[2]۔ ادھ کچرا۔ پکنے کے قریب۔ سکڑ[3] کے بڑھتے
بڑھتے رک جانا۔ پوری[4] پرورش پائی۔ مراد سے ملے۔ پالنا[6]۔ حوالے[7]۔ محبت[8]
کارپرداز[9]۔ کارکن۔ مقرر[10]۔ بینک[11] والے۔ مانگنے[12] پر۔ کٹوانا[13]۔ حکم[14]
نہ ماننا۔ حکم[15] ماننے والے۔ یہ ترکیب[16] غلط ہے ناچار صحیح ہے مگر زبان پر یوں ہی چڑھ گیا ہے

کہ جب ملک الموت کسی بچے کی روح قبض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو ہم پر ماں
باپ سے بدرجہا زیادہ شفیق اور مہربان ہے پوچھتا ہے کہ کہہ اے ملک الموت
کہ تو نے میرے بندے کے کلیجے کے ٹکڑے کی روح قبض کی۔ وہ عرض کرتا ہے
کہ حضور کے حکم کی تعمیل کی۔ اللہ پھر اُس نے کیا کہا؟ فرشتہ۔ کچھ نہیں
صبر و شکر کیا اور تیری حمد کی۔ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر فرماتا ہے کہ اُس کے
لیئے جنت میں ایک محل بنا دیا جائے جس کا نام بَیتُ الحَمد ہوگا۔
سبحان اللہ! صبر و شکر کا کیا مرتبہ ہے بے صبری سے جزع فزع۔ واویلا
شانِ عبودیت کے بالکل خلاف ہے۔ رونا دھونا بالکل عبث ہے۔ جو
جاتا ہے وہ پھر کر آتا نہیں تم چاہے لاکھ رو بیٹھو۔ ؎

عرفی اگر بہ گریہ میسر شدے وصال صد سال می تواں بہ تمنا گریستن

بندہ وہی ہے جو اپنے مالک کی مرضی کے تابع رہے۔ ہم اُسی میں خوش
رہیں جس میں ہمارا مالک خوش ہے۔ اس موقع پر ایک اور روایت
یاد آئی۔ ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ تارک الدنیا ہو گئے تھے۔ بیوی
اُن کی حاملہ تھیں کہ وہ مسجد میں جا کر معتکف ہو گئے اور عبادت الٰہی
میں ہمہ تن ایسے محو تھے کہ پھر پلٹ کر گھر وار کی خبر نہ لی تا آنکہ اُن کے ہاں

تعریف کا گھر۔ رونا پیٹنا۔ بے قراری کا اظہار۔ داد و فریاد۔ بندہ ہونے کی شان کے
خلاف۔ فائدہ۔ لا حاصل۔ عرفی ایک مشہور شاعر کا تخلص ہے۔ عرفی کہتا ہے کہ اگر
رونے سے کوئی مل جایا کرتا تو پھر کیا تھا، سو برس بھی ہم اُس کے ملنے کی آرزو میں رو سکتے تھے۔ دنیا

لڑکا پیدا ہوا اور وہ جوان بھی ہوگیا جب بھی یہ سرشار[1] محبت الٰہی اور حضرت متوجہ نہ ہوئے۔ قضائے[2] کردگار کہ وہ لڑکا بالکل اٹھتی جوانی میں مرگیا۔ آپ کو خبر دی گئی۔ آپ کسی سے بولتے چالتے نہ تھے عالم محویت میں تھے۔ خبر سنتے ہی آپ مسکرائے۔ لوگوں نے عرض کی یا حضرت یہ اظہار خوشی کا موقعہ ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہوسکتی ہے کہ میرے مولا کی مرضی پوری ہوئی اور یہی معنی رضینا[3] برضاء اللہ تعالیٰ کے ہیں کہ ہم نہ صرف زبان سے اظہار کریں بلکہ ہمارے ہر بن[4] مو سے صدائے رضامندی نکلے اور کبھی بھول کر بھی یہ خیال نہ آئے کہ نعوذ باللہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے ساتھ سختی یا بے انصافی کی۔ وہ رحمٰن و رحیم ہے سختی کیا معنی؟ وہ بڑا عدل و انصاف کرنے والا ہے بے انصافی اُس کے دربار میں پھٹکا[5] نہیں کھاتی۔ ایسے خیالات فاسد شیطانی وسوسوں کے سوا کچھ نہیں ہیں جن سے ایمان ڈگمگا[6] جاتا ہے بے شک یہ بڑی آزمایش کا وقت ہے تم کو اس امتحان میں ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ ان بچوں کو دیکھو جو تمھارے آگے ہیں۔ تم کو روتے دھوتے دیکھ دیکھ کر ان کے ننھے ننھے دل کڑھتے[7] ہیں۔ ان کو دیکھو اور خدا کی

[1] مدہوش۔ [2] حکم خدا۔ [3] جو اللہ کی مرضی اُسی پر ہم راضی۔ [4] ہر رونگٹے رونگٹے سے۔ [5] پر نہیں مار سکتی۔ بار نہیں۔ دخل نہیں۔ [6] متزلزل ہوجانا۔ [7] رنجیدہ۔ ۱۲

نعمت کا شکر کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں بہت کم شکر گزار ہیں اور یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو ہم تم پر زیادہ نعمتیں نازل فرمائیں گے۔ اس رونے دھونے میں فائدہ تو کچھ بھی نہیں۔ ہاں نقصان ضرور ہے۔ تم کام وہ کرو جس میں مالک کی خوشنودی ہو اور تمہاری عاقبت بھی درست ہو۔ آپ سے دور تمہاری ماں کے نکاح کو جب دس برس گزر گئے تو ان کو بڑا کھٹکا تھا کہ مجھ سے اولاد نہ ہوئی تو کہیں کی نہ رہی۔ ان کی دادی جو بہت بزرگ[1] تھیں جب ان کو افسردہ[2] دیکھتی تھیں کہا کرتی تھیں "ابھی لڑکی ہوش میں آ۔ ابھی کچھ دن گئے رات۔ گھبراتی کیوں ہے۔ ہمارے ہاں کوئی بانجھ نہیں۔ ذرا صبر کر۔ دیکھ تو سہی خدا نے چاہا کتنے بچے ہوتے ہیں کہ تیرے پالے بھی نہ پالے جائیں گے"۔ بزرگوں کا کہنا سچ ہوتا ہے۔ یہ بات لفظاً بلفظٍ[4] صحیح ہو گئی۔ تمہاری والدہ کبھی میرے ساتھ رہتی تھیں اور کبھی دلّی میں۔ چوں کہ والد کی ضعیفی تھی اور گھر میں کوئی اور تھا نہیں اس لیے ان کو زیادہ تر دلّی میں رہنا ناگزیر تھا لیکن والد اپنی تکلیف گوارا[6] کرتے اور اصرار کرتے تھے کہ تم اپنے بال بچوں کو اپنے پاس رکھو۔ میری بہن آ گئی تھیں اس لیے یہ حیدرآباد چلی گئیں اور اس گھر ہی

---

[1] بہت بزرگ [2] رنجیدہ، آزردہ [4] بالکل، ایک ایک لفظ [5] سوائے اس کے علاج نہ تھا [6] برداشت
شمار — ۱۲

گئیں کہ بچوں کو پلٹ کر آنا نصیب نہ ہوا اور وہیں پیوندِ خاک ہو گئیں ۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ! ۔ والد کو ہمارے جانے کے چند مہینے بعد فالج ہوا میں آتا ہی رہا کہ وہ ختم بھی ہو گئے - یہ بڑا بھاری صدمہ ہوا مگر سوائے صبر و شکر کے چارہ کیا تھا - اس کے چار مہینے بعد تمہاری چھوٹی بہن صفیہ پیدا ہوئی جس کے دسویں دن تمہاری ماں نے قبر کا کونا بسایا اور تم سب کو جن میں ایک بھی سمجھ دار اور ہوشیار نہ تھا روتا بلکتا چھوڑ گئیں - خدا کی اسی میں کچھ مصلحت تھی جس کے سمجھنے سے محدود عقل کا بندہ بشر قاصر ہے - ۵

چلی ہوں چھوڑ کے تنکے بھرے آشیانے میں ۔ کسی کا کون ہے ہمدرد اس زمانے میں
قضا کو خاک ملے گا مرے ستانے میں ۔ نہیں ہے عذر مجھے تو یہاں سے جانے میں

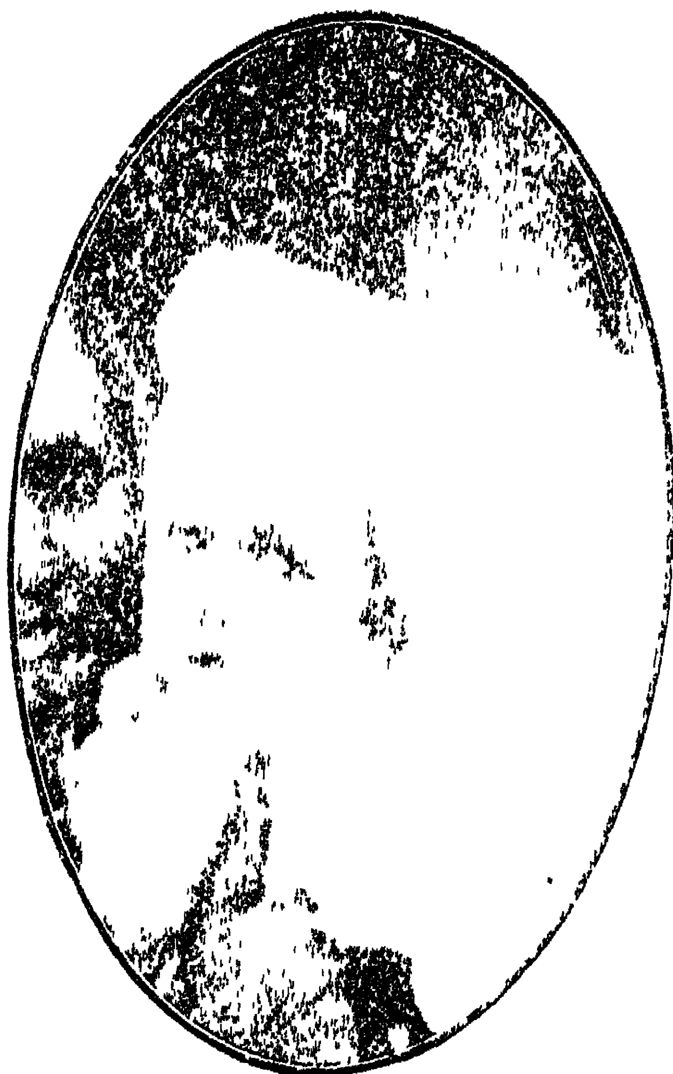
نہیں ملال کہ میرا مآل کیا ہو گا
یہ فکر ہے مرے بچوں کا حال کیا ہو گا

جو میری گود سے دم بھر جدا نہ ہوتے تھے ۔ جو میری آنکھ سے اوجھل فرا نہ ہوتے تھے
میں اپنے بچوں پہ کس دن فدا نہ ہوتی تھی ۔ جو ذرا آنکھوں میں کھٹکتی خفا نہ ہوتی تھی

---

۱ ایسی بہت سی خواہشیں خاک میں رل گئیں ۔ ۲ بے قراری سے رونا ۳ تنگ - تلی عقل ۴ انسان ۵ مجبور ہے ۶ رنج - ۷ انجام ۸ آنکھ ۹ ۱۲





Safiyah as an infant

صفیہ (دودھ پیتی بچی)

ہر کون جو مرے نازوں پلے کو پالے گا
کوئی تو خاک سے گوہر اٹھا لے گا

تمھاری ماں کی موت مفاجات کی تھی جس کا مفصل حال تم نے حسن معاشرت میں پڑھا ہوگا۔ دس بجے شب کے میں اُن کو اچھا بھلا چھوڑ کے عید رمضان کی چھٹیوں میں بہ ضرورت دلی روانہ ہوا کہ تمھارے دادا کے حسابات اُلجھے پڑے ہوئے تھے۔ میرے جانے کے کوئی دو گھنٹے بعد وہ ختم ہو گئیں جس کا سان گمان بھی نہ تھا۔ مجھے رستے میں تار ملا۔ دوسرے دن بعد العصر واپس پونہچا جسے زندہ چھوڑ گیا تھا اُس کا جنازہ گھر میں بھی نہیں قبرستان میں دیکھا اور تم سب سچ مچ کی بنات النعش تھیں جنازے کو لپٹی ہوئی

لو اُٹھ کے بیٹھو کہ بشریٰ ہری آئی ہے تمھارے منہ سے وہ دامن اُٹھانے آئی ہے
ادائے طفلی کوئی تو دکھانے آئی ہے کہ ہنستی آتی ہے تم کو ہنسانے آئی ہے

وہ چل کے آئی ہے گھٹنوں پہ تھک گئی ہوگی
تمھارے پیار سے پھر اُس کی تازگی ہوگی

دفعتاً یک۔ اچانک۔ بالکل تن درست۔ بخیر مستقیم حالت میں۔ اُلٹے پلٹے۔ خیال بے۔ نعش کی بیٹیاں۔ اسے پلنگڑی اور سات سہیلیوں کا جھمکا بھی کہتے ہیں۔ چار تارے پلنگڑی کی شکل کے ہیں جس کے نیچے تین ستارے اور ہیں یعنی جنازے کے ساتھ تین بیٹیاں ہیں نصیب برگشتہ ہو گیا ہے۔ م بدل دیا ہے۔ ۱۲

اُٹھا بھی لو کہ بہت بے قرار ہے بُشریٰ　　نگاہِ مہر کی امیدوار ہے بُشریٰ
رہینِ سختیِ صدِ انتظار ہے بُشریٰ　　نہ چھوڑ جاؤ اسے شیرخوار ہے بُشریٰ

پکارتی ہے تمھیں آج کس قرینے سے
اُبل کے دود ھ ٹپکتا نہیں ہے سینے سے

تم کو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ تمھاری ماں ہمیشہ ہمیشہ کو جُدا ہوگئیں اور ایسی بچھڑ گئیں کہ اب قیامت تک ماں کی پیاری صورت کو ترسو گی اور نہ ملے گی جس وقت اُن کو سپردِ خاک کیا اور قبر میں لٹایا گویا اُن کی جوانی کو خاک میں ملایا اور کلیجے پر پتھر کی سل دھر کر پاؤں کی سل دھری۔ صبر لیے نا تجربہ تھا مگر تم نہ پوری نا تجربہ تھیں نہ سمجھ دار۔ چار برس کی بساط ہی کیا۔ مگر تمھاری ماں کو جب قبر کے تیرہ و تار گڑھے میں بند کر دیا یعنی وہ چاند نظروں سے چھپ گیا تو تم مچل گئیں اور ملنے کی بات بھی تھی کسی طرح قبر سے نکل سکتی نہ تھیں۔ ایک تو اُن کی موت دوسرے ننھے ننھے نا تجربہ بچوں کی شکل کار ہی۔ مجھ سخت جان کے کلیجے پر چھریاں چلا رہی تھی بڑی مشکل سے ضبط کر کے سمجھا بجھا کر پیار پچکار کر تم سب کو گھر لایا۔ کس گھر میں جو دفعۃً دار السرور سے دار المحن ہو گیا تھا۔ وہ گھر جو

بڑے انتظار سے مجبور۔ دودھ پیتی۔ جدا ہو گئیں۔ آرزو کرو گی۔
دفن کر دیا۔ اوقات۔ انتہائی گھپ۔ ضد کرنا۔ یکایک۔ خوشی کا گھر۔ رنج کا گھر۔

گھر والی سے خالی اور تمہارا اسد والی تھا ۔ ف

کسی کے خوف سے دل کھول کر رو بھی نہیں سکتا۔ چھپا لیتا ہوں۔ من میں جی کے دو آنسو ٹپکتے ہیں
دنوں یہ دستور رہا کہ ہر روز بلا ناغہ قبر پر لے جایا کرتا تھا۔ تمہاری بھولی بھولی
باتوں سے جگر شق ہو جاتا تھا۔ تم کہتی تھیں اماں کو نکالو۔ میرے ابا ان
اسی ... کو کیوں چھپا دیا۔ تم نہیں جانتی تھیں کہ مرنا کیا
چیز ہے ۔ ف

جاگو اسے اٹھا لو سو کر اٹھی ہے بشریٰ | کیوں خلاف عادت رو کر اٹھی ہے بشریٰ
بیتاب اس طرح کیوں رو کر اٹھی ہے بشریٰ | صبر و قرار شاید کھو کر اٹھی ہے بشریٰ

اس کو بھی غائبانہ معلوم ہو گیا ہے
خواب عدم میں تم ہو یا بخت سو گیا ہے

نظروں سے آہ کیا کیا حسرت ٹپک رہی ہے | رہ رہ کے منہ تمہارا حیرت سے دیکھتی ہے
چہرے سے ہو نمایاں دل کی جو بے کلی ہے | تیری تلاش اس کو اِدھر اُدھر رہی ہے

وہ گود سے ہماری آخر مچل کے نکلی
جاتی ہے کس طرف کو گھٹنوں پہ چل کے نکلی

گھٹنوں پہ چل کے نکلی میت کے پاس پہنچی | ننھے سے آہ دل میں کچھ لے کے آس پہنچی

طریقہ - طور - دستور - ہر روز - پھٹتا - اوپری طور پر - موت کی نیند - نصیب برگشتہ ہو گیا ہے - بے کسی - ظاہر - ماں کی محبت - ۱۲

لیا مطمئن سنبھالے ہوش و حواس پہونچی — لیکن کچھ اس سے پہلے ای واے یاس پہونچی

کس کو پکارتی ہو منہ سے کفن اٹھا کر
منزل یہ ڈھونڈتے پہونچے وہ لد لدا کر

جی بھر کے دیکھ لے تو منہ اپنی پیاری ماں کا — موقع نہیں ہو بشریٰ یہ ہول کا اور ہاں کا
مطلب نہیں سمجھتی کیا تو مری فغاں کا — ٹوٹا ہو ہاتھ تجھ پر بیداد آسماں کا

اب مانگتی ہو بشریٰ غول غاں کی داد کس سے
کرتی ہو بھولے بھالے دل کو تو شاد کس سے

ان سرد چھاتیوں میں کیا دودھ ڈھونڈتی ہو — پتھر میں موم کی تو تاثیر ڈھونڈتی ہو
اب شمع کشتہ میں کیا تنویر ڈھونڈتی ہو — کیسے شکار ہائے تقدیر ڈھونڈتی ہو

مردے کو اپنی ماں سمجھ کے یہ پیار کر رہی ہو
مجھ سخت جاں پہ یارب کیا کیا گزر رہی ہو

اب تمہارے سب سے چھوٹے بھائی سراج کا حال سنو کل ڈھائی برس کی جان - روتا تھا - مچلتا تھا - ضد کرتا تھا کہ منیر کے اتر جانے سے بھی ماں سے ہر دم لپٹا رہتا تھا - یہ ماں کو دیوانہ وار کونے کونے ڈھونڈتا پھرتا تھا - تم سب ایک طرف اور وہ دس ان کی جان ایک طرف دفعتہً ماں کا دودھ بند ہو گیا - انا بھی ڈھونڈے ہی سے ملے گی

---

[1] افسوس - [2] فریاد - [3] خوشی - [4] اثر - خاصیت - [5] بجھی ہوئی شمع - چمک - روشنی - ۱۲

اور ملتے ہی ملتے ملے گی۔ ہم سب اپنی مصیبت میں گرفتار۔ چولھے میں آگ تک نہیں پڑی کھانے پینے کا کسے ہوش تھا غرض اُس بچاری کی کسی نے خبر نہ لی۔ اوپر کا دودھ دیا وہ نہ پیا۔ گھر میں اور کوئی بچے والی عورت تھی نہیں جس کے دودھ کا سہارا ہوتا۔ اٹھائیس گھنٹے کی تڑپ اور بلبلانے کے بعد انا ملی مگر اللہ تعالیٰ نے انا بھی ایسی دی جس نے ماں کو بھلا دیا۔ اُس نے اپنے پیٹ کے بچے کو بھی اس پر قربان کر دیا اور اُس وقت تک برابر دودھ پلاتی رہی جب تک کہ اُس کا بامراد دودھ چھوٹا۔ کس کو امید تھی کہ یہ ننھی منی نادان جان یوں پل جائے گی مگر پلوانے والا یوں پلواتا ہے۔ صدقے اُس کی خدائی کے

خدا ار بہ حکمت بہ بندد درے ۔ کشاید بہ فضل و کرم دیگرے

کیا تم کو اپنی ماں کی شکل یاد ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہی یاد ہو اور اگر ہو گی بھی تو جیسے خواب و خیال۔ اچھا میں تم کو تمھاری ماں سے ملتی جلتی ایک شکل دکھاؤں۔ وہ تمھاری بہن صفیہ ہے جس نے اپنی ماں کی کوئی آن نہیں چھوڑی۔ یا یوں سمجھو کہ تمھاری ماں خود تو چلی گئیں مگر اپنی ایک چھوٹی سی تصویر ہمارے آنسو پونچھنے کو چھوڑ گئیں۔ گو زمانے نے سید زمانی کو صفحہ ہستی سے

اس طرح۔ اگر خدا کسی حکمت سے ایک رستہ بند کر دیتا ہے تو اپنی مہربانی سے دوسرا رستہ کھول دیتا ہے
سعدی آستانہ۔ یک انداز۔ ۱۲

مٹا دیا مگر اُن کی نشانیاں جو میری زندگی کا سہارا ہیں خدا کا شکر ہے
کہ باقی ہیں۔ بتاؤ کہ چھوٹے بچوں کی سیدانی یعنی صفیہ جس کا نام
تجویز کیا وہ تفاؤلاً اُس کی دادی پر رکھا گیا ہے کہ دیکھ کر میرا غم کچھ غلط ہو جاتا ہے

ہمارے دیدۂ گریاں کو ابر سے کیا نسبت
وہ اک مہینے میں تھم جاتا ہے یہ برسوں میں

کہا جاتا ہے کہ فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ یعنی حکیم کا کوئی کام
حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ حکیم سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ تمہاری
ماں کی قبل از وفات میں بھی کچھ حکمت الٰہی تھی جسے ہم نہیں پا سکتے
مگر یاد رکھو اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا وَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔
ہر مصیبت کے ساتھ راحت اور ہر راحت کے ساتھ مصیبت لگی
ہوئی ہے۔ گل کے ساتھ خار اور خار کے ساتھ گل کا چولی دامن کا
ساتھ ہے۔

خدا دیتا ہے جن کو عیش اُن کو غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

مصیبت کے امتحان میں جب بندہ پورا اترتا ہے تو اُس کی مثال یوں
سمجھو جیسے کھرا سونا جس کو ابھی تپا کر سنار نے نکالا ہو۔ غرض مصیبت
کی کسوٹی پر کسے جانے کے بعد کھوٹا کھرا معلوم ہو جاتا ہے مصیبت کی

۱ برکت کے طور پر۔ اچھی فال سمجھ کر۔ ۲ رو۔ رنگ۔ گرم کر کے۔ ۱۲

سختیاں جھیل کر انسان کا دل نرم پڑ جاتا ہے اور خدا کی عظمت نظر میں سما جاتی ہے
اور دنیا اُس کی نظروں میں ہیچ معلوم دینے لگتی ہے اور وہ دنیا کی طرف
سے ٹوٹ کر خدا سے جا ملتا ہے۔ ہر مصیبت آنے والی راحت یا بہتری کا
پیش خیمہ ہوتی ہے۔ تمھاری ماں کا سوم بھی نہ ہوا تھا کہ میں اوّل تعلقہ دار
یعنی ضلع کا کلکٹر ہوگیا۔ چنانچہ ایک صاحب نے یہ شعر مجھے لکھا ہے ؎

باپ کی لائی ترقی ماں کی مرگ ناگہاں ۔ جس کا پہلے سے تھا دل میں قیاس ہم و گماں

عہدے کے ساتھ تنخواہ کی بھی ترقی ہوئی۔ رنج و خوشی دونوں پہلو بہ پہلو
تھے مگر یہ صدمہ ایسا تھا کہ اس آرزوے دیرینہ کے پورے ہونے
کی وہ خوشی نہ ہوئی جو ہونی چاہئے تھی اور کیوں کر ہوتی جب گھر کی
گھر والی ہی نہ رہی ؎

بیاہ اُن کا بگاڑے گی اجل آ کے شب وصل ۔ جو مرے ہیں تم پہ کہیں ڈرتے ہیں قضا سے

تمھاری ماں کو جس غرض سے ہم لوگ بیاہ لائے تھے یعنی اولاد کی تمنا
وہ باحسن الوجوہ پوری ہوگئی۔ خدا نے بیٹوں کی جگہ بیٹے اور بیٹیوں کی
جگہ بیٹیاں دیں۔ اُن کا جو مشن تھا وہ پورا ہوگیا۔ جب وہ اپنا کام
پورا کر چکیں یا یوں کہو کہ قادر مطلق اُن کے ذریعے سے یہ کام کرا چکا تو

---

۱ سختیاں۔ ۲ برداشت۔ ۳ جھکنا۔ ۴ حقیقت۔ ۵ پہلے جو چیز آئے۔ ۶ ساتھ ساتھ
برابر برابر۔ ۷ بہت دنوں کی خواہش۔ ۸ اچھی طرح۔ ۹ انگریزی غرض و غایت کام۔

اُن کو اپنے جوارِ رحمت میں بلا لیا اور یہ بھی اکثر دیکھا گیا ہو کہ جو بندے اپنے رب کے پیارے ہوتے ہیں وہ بہت جلد دنیا کے قیدخانے سے رہائی پاتے ہیں اور اپنے خالق سے جا ملتے ہیں۔ یہ وقت ایسا تھا کہ خدا دشمن پر بھی نہ ڈالے کہ برسوں گزر گئے مگر میں دیکھتا ہوں کہ اُن کی یاد اُسی طرح تازہ ہی جیسی کہ تھی۔ ؎

ہماری جان لے کر خارِ حسرت دل سے نکلے گا * جو کانٹا چبھ گیا ہو وہ بڑی مشکل سے نکلے گا

یہ وقت میرے لیئے بڑی ابتلا اور آزمایش کا تھا۔ سارے بچے نادان کوئی بڑا بوڑھا اُن کا سنبھالنے والا نہیں۔ گو میں نے تمھاری بڑی اماں کے قدموں پر ٹوپی رکھ دی اور بہ منت درخواست کی کہ اب سوکن کا جھگڑا مٹ گیا۔ اب تو آپ ان بن ماں کے بچوں کو اپنی آغوش محبت میں لو مگر اُن کا دل نہ پسیجنا تھا نہ پسیجا۔ کس کی بکری اور کون ڈالے گھانس۔ ؎

خاک میں ہم کو ملا ہیں وہ جوں نقشِ قدم زیر پا جن کے ہم آنکھیں ہیں بچھانے والے

یہ سارا بارِ گراں مجھ ناتوان کے سر پڑا۔ سنگ آمد و سخت آمد۔ بڑی مشکل مجھے سر انجام کی اور تمھاری سنبھال کی تھی کہ دونوں ماں کے

قرب۔ ہمسایہ۔ چھوٹ جاتے ہیں۔ امتحان۔ پھنسنا۔ مبتلا ہونا۔ گود۔ نرم پڑ جانا۔ کیسی بھی مصیبت ہو جا رو نا چار جھیلنی ہی پڑتی ہو۔ ۱۲

بچھڑ جانے سے مثل ماہیِ بے آب بے کل تھے - لوگ یہ کہہ کہہ کر بہلا دیتے تھے کہ حکیم کے ہاں گئی ہیں اب آجائیں گی - یہ بات کچھ سچ تھی کچھ جھوٹ - سچ یوں تھی کہ وہ اُس حکیم مطلق کے حضور میں گئی ہیں جہاں سب دُکھوں کی شفا ہے اور جہاں رنج و غم پاس نہیں پھٹکتا اور جھوٹ یہ ہے کہ وہ ایسے مرض میں گرفتار تھیں کہ کوئی حاذق سے حاذق طبیب بھی اُس سے چھڑا نہیں سکتا - ع چوں قضا آید طبیب ابلہ شود - مگر بچوں کی تڑپ اور بے قراری دیکھی نہ جا سکتی تھی - موت کیا چیز ہے ان معصوموں کو خبر نہیں - وہ نہیں جانتے تھے کہ اُن کی ماں کو دفعۃً کون اُچک لے گیا - پہلے وہ گھڑی دو گھڑی کو جاتی تھیں پھر چلی آتی تھیں - یاالٰہی یہ جانا کیسا ہے کہ جس کے بعد آنا نہیں - یہ بچھڑنا کیسا ہے جس کے بعد ملنا نہیں - بارِ خدایا یہ کیسی جدائی ہے کہ صورت کو ترس جائیں مگر دکھائی نہ دے - مدتوں یہ آس لگائے رہے کہ امّاں اب آتی ہیں جب آتی ہیں - گھر کا کونا کونا چھان مارا مگر ماں کا پتہ نہ پایا - ہر وقت دیوانہ وار ڈھونڈتے پھرتے - روتے مچلتے اور

بن پانی کی مچھلی - بے چین - حکیم کا ترجمہ عالم ہے اور جو علاج معالجہ کرتا ہے وہ در اصل طبیب ہے مگر معالج کو حکیم کہنے کا رواج پڑ گیا ہے - زیرک - دانا - معالج - جب قضا سر پہ کھڑی ہوتی ہے تو طبیب کے بھی ہوش حواس جاتے رہتے ہیں یعنی اُلٹی ہی سوجھتی ہے - ڈھونڈتے دیوانوں کی طرح - ۱۲

ضد کیا کرتے تھے ۔ ۵

ایک بچہ جس کی ماں کا ہو گیا تھا انتقال
میرے پاس آیا کہیں سے روتا روتا ایک دن

اور کہا رو رو کے ماں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں
کھانا تک کھایا نہیں ہے دن گزرا ایک دن

چھوڑ کر کس شہر کو جا ماں کہاں رخصت ہوئی
ہے بہت مشکل مجھے بن ماں کے جینا ایک دن

تم سے مل جائے تو کہنا مجھ کو بھی لے جائے ساتھ
یا چلی آئے وہاں سے رہ کے دو یا ایک دن

کیسی بستی ہے وہ کیسے گھر ہیں کیسے لوگ ہیں
تو نے تو جا کر وہاں خط بھی نہ بھیجا ایک دن

پیار کرتی منہ دھلاتی کپڑے پہناتی تھی روز
یوں تو ملنے سے کبھی رہتا نہیں تھا ایک دن

کہاں چمکارے مجھے اور کہاں آغوش لیا
خواب میں بھی تو نے آ کر حال پوچھا ایک دن

اپنے سینے سے کبھی اک دم نہ کرتی تھی جدا
اب یہ تنہا کسی میں کیسے چھوڑا ایک دن

اب نہیں کرنے کا ضد اب کچھ نہ مانگوں گا کبھی
خستہ حالی پر مری آ رحم فرما ایک دن

اب نہیں رونے کا رونے سے خفا ہے تو اگر
آ بھی اماں گود میں لے لے مجھے آ ایک دن

تجھ کو بیٹے پیر وہاں ملتے ہیں کیسے روز و شب
مجھ کو ملتے تیرے یہاں ہے سو برس کا ایک دن

اے خدا اس بے یتیم بچہ پر تو اپنا فضل کر
یہ دعا کی اور اکبر خوب رویا ایک دن

غرض اکبر گھر ہی کا پابند اور گھر ہی میں بند۔ کچہری سے دن بھر کا تھکا ماندہ آتا تو ان کی خدمت گزاری میں مصروف ہوتا۔ ان جگر گوشوں کو کس پر چھوڑ سکتا تھا اور چھوڑتا بھی تو تھا کون جو دیکھیں تو میں اور نہ دیکھوں

بدلوں ۔ گزرتے ۔ ۱۲

تو ہیں - سچ کہا ہے ع رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے - ساری ساری
رات مجھے بیاس گئے گزری ہے - کبھی تم کو چھاتی پر سُلاتا ہوں تو کبھی سراج کو
بہلاتا ہوں - نہ کوئی یار نہ مددگار نہ کوئی ہمدرد و غمگسار - حق اللہ پاک ذات
اللہ - ؎ آنکھ آ لگا جانے والا کسی میں کون تھا — ہاں اک دم غریب آتا رہا جاتا رہا -
ہاں تمھاری ماں کی پروردہ ایک چھوکری ہیرا تھی جس کو تمھاری ماں
نے جان کی برابر پرورش اپنے بچوں سے پالا پوسا تھا وہ ایک ہمدم
اور رفیق تھی - کسی بچے کو وہ لیتی کسی کو میں - اس طرح ساری ساری
رات آنکھوں ہی آنکھوں میں کٹ جاتی - ؎

خیالِ خواب کہاں سوزِ غم سے جلتے ہیں — تمام رات پڑے کروٹیں بدلتے ہیں

بڈھی مدراسن آیا جس نے تم سب بھائی بہنوں کو تمھاری ماں کے رہتے
بڑی شفقت سے پالا تھا - تھی تو وہ بڑھیا مگر کام کاج میں جوانوں
کو مات کرتی تھی وہ تمھاری ماں کو ایسا روتی تھی جیسے کوئی اپنی
بیٹی کو روتا ہے اور تم سب پر اپنی جان قربان کرتی تھی - میں ان دونوں
کا شکر گزار ہوں کہ میرے پسینے کی جگہ یہ خون گرانے کو موجود - بچوں
پر صدقے واری - ؎

دنیا میں اگر ڈھونڈیے تو کیا نہیں ملتا — پر چاہنے والا نہیں ملتا نہیں ملتا

پرورش کیا - غم کی تکلیف - جلن - شکست دینا - یعنی جوانوں سے بڑھ کر تھی - ۱۲

بڑھی آیا تو اب یہیں رہ گئی - عمر بھر میری خدمت کرتی رہی مگر اب میں
اُس کی خدمت کرنی اپنی سعادت سمجھتا ہوں لیکن برقی اور اُس کا شوہر دم کے
ساتھ ہیں - یہ دونوں نوکر نہیں ہیں بلکہ اس گھر کے ممبر[1] ہیں - تم سب کو
چاہیئے کہ ان کو کبھی نوکر کی حیثیت سے نہ دیکھنا - برقی کا تم پر بڑا حق
ہے وہ تمھاری ماں کا لگایا ہوا درخت ہے اور وہ وہ درخت ہے جس کی چھاؤں
میں تم بیٹھی ہو - احسان کا بدلہ احسان - اُس کو عزت کی نگاہ سے
دیکھنا اور جہاں تک ممکن ہو اُس سے حُسنِ سلوک[2] سے پیش آنا تمھارا
فرض ہے اور یہی حال اُس کے شوہر کا ہے وہ بھی تمھاری پرورش میں
رہا ہے پانی کا حصہ دار ہے - ؎

قدیمانِ خود را بیفزائے قدر[3]　　　کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

تم کو معلوم ہے اور تم دیکھ بھی رہے ہو کہ اس گھر کی برقی قوت برقی ہے
جس کی بوتے[4] سے یہ گھر چلتا ہے - گو تمھاری ماں کی طرح گھر نہ چلتا ہو اور
چل بھی نہیں سکتا تو جہاں روکھ نہیں وہاں ارنڈ ہی روکھ - ع
گندم اگر بہم نرسد جو غنیمت است[5] - اندر کا کارخانہ اُس کے سپرد ہے
اور باہر کی دیکھ بھال اُس کا شوہر کرتا ہے - میں تو برائے نام نگراں ہوں

---

[1] انگریزی - شخص - [2] اچھا برتاؤ - [3] قدیم لوگوں کی قدر بڑھاؤ (کیوں کہ) اپنے پالے ہوئے سے کبھی نمک حرامی نہیں ہوتی - [4] انگریزی طاقت - [5] گیہوں نہ مل سکے تو جو ہی غنیمت ہے

تب بھی آیا جاتا۔ بس آتی جاتی تھی اور کس کو چھوڑ کر دی آ نہیں سکتی۔ چلنے پھرنے
سے معذور۔ اگرچہ میں اس کی خدمات کا کافی حق ادا کرنے سے قاصر
ہوں مگر اس کی خدمت کو حاضر ہوں اور یہ سلسلہ ان شاء اللہ اس وقت تک
جاری رہے گا جب تک کہ ہم دونوں میں سے ایک ختم ہو جائے۔ ننھی سی
جان صفیہ کی مجھے فکر تھی کہ بیچاری کیوں کر پلے گی مگر ہمارا تو فکر کرنا عبث
جو پروان چڑھانے والا اور جوان کرنے والا ہے اسی نے بن ماں
کی بچی کو اپنی رحمت سے پلوا دیا۔ اتا وہ وہی جس نے ماں کو
بھلا دیا۔ تمہاری ماں نے جب سے گھر خالی کیا وہ گھر مجھے کاٹے کھاتا
تھا۔ مکان کی رونق تو صرف مکین[2] سے ہے۔ در و دیوار کونے کونے
اور چپے چپے[3] سے ان کی صدا[4] ہر دم کانوں میں چلی آتی تھی مگر
صورت نظر نہ آتی تھی ؎

تنکے چنوانے لگی ہم سے جدائی آپ کی ٭ جب کوئی بولا صدا کانوں میں آئی آپ کی
آپ کی جانے بلا کیوں کر کٹی فرقت کی رات ٭ دل تڑپ کر رہ گیا جب یاد آئی آپ کی

یہی گھر جو راحت کدہ[5] تھا اب غم کدہ ہو گیا۔ یہی باغ جو کبھی پربہار تھا
اب پرخار تھا۔ بسا بسایا گھر چشم زدن[6] میں اجڑ بجڑ گیا۔ چھوٹے چھوٹے

---

۱ اوپر ہی اوپر۔ ۲ مکان میں رہنے والا۔ صاحب خانہ۔ ۳ ذرہ ذرہ سی جگہ۔
۴ آواز۔ ۵ آرام کی جگہ۔ ۶ پلک جھپکاتے ہی۔ آناً فاناً۔ ۱۲

بچوں کو لے کر اس گھر میں رہنا جہاں ہر وقت اُن کی یاد تازہ ہوتی رہتی ناممکن تھا۔ میں نے نقلِ مکان[1] کا مُصمّم ارادہ کرلیا۔ یہ مشکل بھی میرے مشکل کُشا[2] نے آسان کی کہ بہ ترقی عثمان آباد کا تبادلہ ہوا۔ اضلاع میں ساری عمر کاٹی۔ مفصلات[3] کی زندگی سے دل گھبراگیا تھا۔ بلدۂ حیدر آباد فرخندہ بنیاد میں کچھ دنوں رہنے کی مدت سے تمنّا تھی۔ وہ بھی میرے کارساز[4] نے پوری کی۔ ایک سال تو طاعون کے وبال میں کٹا دوسرے سال یہ سانحہ پیش آیا اب وہی حیدر آباد کاٹے کھاتا تھا۔ غرض حیدر آباد چھوٹا اور کیا ہی بری طرح چھوٹا۔ ؎

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے ❊ بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے
نکلنا خلد[5] سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن ❊ بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے
محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا ❊ اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے

عثمان آباد میں کوئی برس ڈیڑھ برس رہا وہاں سے اپنی خواہش سے ریل کا مقام دیکھ کر رائچور آیا کہ یہاں انگریزی تعلیم کا انتظام اچھا تھا۔ تین برس یہاں کانٹوں کے بستر پر کاٹے اور پنشن لے کر اپنے گھر آئے۔ تمہاری ماں کی مٹی حیدر آباد کی تھی وہ وہاں رہیں اور ہم یہاں نہ ہم وہاں جا سکتے ہیں نہ وہ یہاں آسکتی ہیں۔ ؎

---

[1] مکان بدلنا۔ [2] مشکلوں کا حل کرنے والا۔ [3] شہر کے علاوہ دوسرے مقامات۔ [4] کام بنانے والا یعنی خدا۔ [5] بہشت۔ ۱۲

ہاں دو وقت بیٹھے فاتحہ اور ایصال ثواب جہاں تک ہو سکتا ہی کیئے چلے جاتے ہیں ؎

تا سحر وہ بھی نہ چھوڑی تو نے ای باد صبا یادگار رونق محفل تھی پروانے کی خاک

یاد رکھو کہ سب سے عمدہ جوہر عورت کا مرد کی خوشنودی ہی سو وہ اُن کو حاصل تھی بوجہ اتم - حدیث شریف میں آیا ہی کہ جس عورت کا خاوند اُس سے راضی ہو وہ سنسناتے جنت میں جائے گی - دوسری خوش نصیبی عورت کے لیئے اولاد ہی جس عورت کا پلہ بھاری ہوتا اور نیو گڑجاتی ہی یہ تمنا بھی بوجہ احسن پوری ہوئی - تیسرے جس کسی عورت کا معصوم بچہ مرجاتا ہی وہ ماں باپ کی بخشش کا باعث ہوتا ہی یہ درجہ بھی ملا - مرگ مفاجات اور زچگی کی حالت کی موت بھی درجہ شہادت کا رکھتی ہی یہ سب باتیں اُن کو ملیں - پھر رمضان المبارک کا مہینہ جس میں دوزخ کے دروازے بند اور جنت کے پٹ کھلے رہتے ہیں ایسے مہینے میں بھاگوانوں ہی کا بُلاوا آتا ہی - اس پر اور ایک اضافہ رحمت یزدانی کا یہ ہوا کہ ستائیسویں تاریخ شب قدر جو ہزار رو راتوں سے بہتر رات ہی اُن کو نصیب ہوئی - یہ سب باتیں اُن کے جنتی ہونے کی ہیں اور پھر نماز روزے کی سختی سے پابند تہجد و

---

۱ صبح تک - ۲ پوری طرح - ۳ بے تامل - ۴ مرتبہ - ۵ بنیاد - ۶ خوش نصیبوں - ۷ طلب - ۸ خدا کی مہربانی - ۱۲

نیک نہاد۔ نیک دل۔ نیک ذات۔ خوش سیرت خوش صفات۔ بظاہر
حالات تو اس خدائے حقیقی کے فضل و کرم سے امید کی جاتی ہے کہ یہاں
دنیا میں اُن کی اچھی گزری اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہاں اس سے بھی
زیادہ اچھی گزرے گی! ؎

غمِ دنیا مخور کہ بیہودہ است — ہیچ کس در جہاں نیاسودہ است
غمِ دیں خور کہ غم غمِ دین است — ہمہ غمہا فروتر زین است

خدا اُن کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ہم سب کو اس
صدمے کے برداشت کی طاقت اور صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین
خلاصہ یہ کہ وہ دنیا سے ایسی سُبک گئیں کہ اُن کو اپنے مرنے
کی بھی خبر نہیں۔ نہ کسی کے چھوٹنے کا رنج۔ نہ بیماری نہ دُکھ نہ تیمارداری
کا احسان۔ نہ سکرات کی تکلیف نہ مکروہات کا خیال نہ دنیا کے
چھوٹنے کا ملال۔ ؎

بست و ہفتم ز ماہِ رمضان شریف — ماند با اہلِ جہاں خوش حال ہم
کرد شب ایں جا و صبح در جناں — ہست فرخ بنگر و اعمال ہم

مگر ہاں پس ماندوں کو تڑپتا چھوڑ گئیں گہرا داغ جدائی کا دے گئیں

ل دنیا کا غم کھانا فضول ہے کیونکہ دنیا خود بیہودہ ہے۔ بھلا دنیا میں آرام سے کون ہے۔ غم کھاؤ تو دین کا کہ اس کے آگے سارے
غم ہیچ ہیں۔ سے ہر حال میں ... تھیں۔ اچھا بھلا سیر ... موت کی تکلیف۔ ۲۷ رمضان تک دنیا میں اچھی خاصی
ے شب دنیا میں گزاری اور صبح جنت میں (سبحان اللہ) کیا اچھے اعمال ہیں۔ جو لوگ رہ گئے۔ ۱۲

خود بہشتی گئیں ہم کو رُلا گئیں - وہ چین سے ہیں اور ہم سے چھوٹ گیا

آرام سے ہیں اور ہم مبتلائے رنج و آلام - ؎

کسی کے مرگ پر اے دل نہ کیجے چشم تر ہرگز ٭ بہت سا رو اُن پر جو اس کے پیچھے مرتے ہیں

جس طرح کہ دنیا کی کسی خوشی کو قیام اور ثبات نہیں - اسی طرح دنیا

کے غم و آلام بھی فانی اور چند روزہ ہیں - کیا خوب کہا ہے

یہ کہاوت صحیح ہے کہ مُرتے کے ساتھ کوئی مرتا نہیں ہاں مرنے والا اپنی

جان سے جاتا ہے" اور پروالے رو پیٹ کر بھلے چنگے ہو جاتے ہیں - اگر

غم و الم کا وہی اشتداد رہتا جیسا کہ پہلے شاک میں ہوتا ہے تو

بسانے کو کوئی دنیا میں رستا بستا ایک کے ساتھ دس مرتے اور دنیا

تباہ ہو جاتی مگر غفلت کا کچھ ایسا پردہ پڑا ہوا ہے کہ آج مرے کل دوسرا

دن سب بھول بسر جاتے ہیں اور اگر بھول بسر نہ بھی جائیں تو اس غم

میں یوماً فیوماً کمی تو ضرور ہوتی جاتی ہے اور وہ بے قراری اور جھن جو

شروع شروع میں ہوتی ہے باقی نہیں رہتی اور آخر سہار ہو جاتی ہے اسی

کو کہتے ہیں صبر آگیا تمھاری ماں کی موت واقعی میرے لیئے ایک بہت

بڑی مصیبت تھی اُن کا دفعتہً مرجانا ایک بڑا بھاری شاک تھا - کم عمر بچوں

کا ننھے ننھے بچے چھوڑ کر مرجانا ایسا واقعہ ہے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی متاثر

الم کی جمع - رنج - یہ بھی گزر جائے گی - مثل - سختی - انگریزی - صدمہ - کیوں کر تکلیف [illegible]
اثر پڑتا ہے - ۱۲

ہو جاتے نہیں نہ کہ جس پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا ہو۔ پہلے تو ملازمت کی بیڑی تھی پھر ملازمت بھی ریاست کی گو وہ کیسی ہی منتظم کیوں نہ ہو مگر پھر بھی شخصی اور جمہوری حکومت میں بڑا فرق ہے۔ بادشاہ تک ہر کہ و مہ کی رسائی نہیں ؎

نیز و وزیر و سلطاں را　　بے وسیلت مگرد پیرامن
سگ و درباں چو یافتند غریب　　ایں گریبانش گیرد آں دامن

اور جن تک بمشکل رسائی ہے اُن کا دماغ نہیں ملتا۔ گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ۔ سگ باش و برادرِ خورد مباش۔ وہ نوکری نہیں چاہتے بلکہ غلامی چاہتے ہیں۔ اُن کا راضی رکھنا اور سانپ کا کھلانا برابر ہے۔ اُن کی دربارداری اور مزاج دانی کارے دارد۔ اُن کی خوشنودی کا گر جھوٹی تعریف اور رذیل خوشامد۔ کہنا وہ جو دل میں نہ ہو۔ ع

اگر شہ روز را گوید شب است ایں　　بباید گفت اینک ماہ و پرویں

اپنی مرضی کو جائز و ناجائز اُن کے تابع رکھنا یعنی اپنے کانشنس کو پامال کرنا کچھ آسان کام نہیں۔ چھوٹے موٹے عہدوں ہی پر چنداں

غم کا پہاڑ یعنی شدید انتہا کا غم۔ زنجیر یعنی قید۔ ایک شخص واحد کی۔ قومی۔ کئی کی مل کر۔ چھوٹا یا بڑا۔ پورا ہیچ۔ بڑے بڑے لوگوں وزیروں اور بادشاہوں کی ڈیوڑھی تک بلا وسیلے رسائی نہیں ہو سکتی۔ جب کسی خستہ حال کو کتے اور چوبدار دیکھ لیتے ہیں تو کوئی گریبان پر ہاتھ ڈال دیتا ہے اور کوئی دامن پکڑ لیتا ہے۔ بات نہیں کرتے قیام

(باقی بصفحہ آئندہ)

قباحت نہیں - بڑے بڑے عہدوں میں بڑی بڑی مشکلات اور ذمہ داریاں
ہیں - جن کو حل کر سکتے ہیں سوا ان کو سوا مشکل تر ہے تبلیغ کے حکومت
ایک سر و ہزار سودا - حاکم ضلع اور تحصیل دار دونوں اگرچہ دونوں عہدہ دار
ہیں - ایک ضلع کے سیاہ و سفید کا مالک دوسرا تعمیل کا۔ ان دونوں عہدوں
میں مدار المہام سلطنت کی سی جامعیت ہے کہ ہر شعبے اور
ہر شعبہ اُس کے ماتحت ہے - دوسرے عہدہ دار محض مسائل اور رسائل کے
مالک ہیں یعنی وہ صرف احکام کی تبلیغ کرنے والے نگہبان ہیں اُن
ذاتی ذمہ داری کا بوجھ نہیں - ضلع کی حکومت ایک سمجھ دار شخص کے
لیئے جو خدا سے ڈرتا اور اپنے فرائض کی ادائی کا خواستگار ہو حقوق
اللہ اور حقوق العباد دونوں اُس کے پیش نظر ہوں لوہے کے چنے

چکلہ نوٹ شعلہ گریہ - چھوٹے بھائی کی وقعت نہیں اس سے تو کتا بہتر ہے
پڑا کام ہے - حکمت - اگر بادشاہ دن کو رات کہے تو ہاں میں ہاں ملانی چاہیئے بلکہ اس کی تصدیق
میں تارے بھی بتلا دو کہ چاند ہے اور وہ پروین - اسی طرح کی ایک نقل مشہور ہے کہ کسی امیر نے بینگن
کی تعریف کی مصاحب نے کہا سبحان اللہ کیا بات ہے سب ترکاریوں سے افضل کہ اس کے سر پر تاج ہے پھر کسی
وقت پر اسی امیر نے بینگن کی مذمت کی بجائے اور بادی ہوتے ہیں پھر کیا دیر تھی مصاحب نے
سیکڑوں کیڑے ڈالنے شروع کیئے - امیر نے کہا کہ تم بھی عجب خوشامدی آدمی ہو ابھی کل کی بات ہے کہ
تم تعریف کر رہے تھے یا آج برائی مصاحب نے کہا حضور میں آپ کا نوکر ہوں کہ بینگن کا - ایقان نفس ایمان
ہا برباد - انتہی - ۱۲ - صفحۂ ہذا - نگار کشندہ - وتیرہ - ہنر کاری - شارع

چھپاتا ہے۔ مجھ کو ہمیشہ کام کی دُھن رہی۔ دن بھر اسی میں ایسا کھپ جاتا تھا
کہ سر کھجانے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ رہی رات وہ گھر کے دھندے
بکھیڑوں میں کٹتی تھی غرض چین جو کہو وہ نہ دن کو تھا نہ رات کو۔ ؎
یاں فکر معیشت ہے وہاں خدشۂ حشر آسودگی حیثیت یہاں ہے نہ وہاں ہے
دنیا میں کون سکھی ہے جو میں اپنے دکھی ہونے کی شکایت کروں۔ ؎
قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں
مجھے ہمیشہ یہ خیال رہا کہ خلق اللہ کے ایک گروہ کثیر کی فلاح و بہبودی
اُن کی تقدیروں کا فیصلہ خدائے قدیر اور قادر مطلق نے مجھ ناتوان
کے دست قدرت میں دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کا حق میرے ہاتھ سے
مارا جائے اور میں مواخذہ میں دھر لیا جاؤں اور آٹے کے ساتھ
گھن بھی پس جائے تو دنیا اور دین دونوں غارت! دوہا۔
تلسی آہ گریب کی کسی سے سہی نہ جائے موئے چام کی پھونک سے لوہا بھسم ہو جائے

تکملہ نوٹ صفحۂ گزشتہ۔ خط و کتابت۔ پونچھانا۔ دیکھ بھال کرنے والے
طلب گار مستمنی۔ اللہ کے حقوق۔ بندوں کے حق۔ مدنظر۔ سامنے۔ مشکل کام۔
صرف یہ مطلق۔ کام۔ خدشہ۔ آرام چین۔ ایک بات ہے۔ ایک بڑا گروہ۔ بہتری۔
کمزور۔ اختیار۔ پکڑ۔ باز پرس۔ کسی کا بے سبب مبتلائے مصیبت ہو جانا۔ تلسی داس
ایک بڑا خدا پرست فقیر ہو گیا ہے۔ اس کے دوہے بہت زبان زد خاص و عام ہیں چنانچہ
(باقی بصفحۂ آیندہ)

یہ بندہ عاجز اپنے مالک حقیقی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ تہائی صدی[1] ملازمت میں کٹی مگر کبھی میں نے دیدہ[2] و دانستہ بالقصد[3] نئے انصافی نہیں کی نہ کسی کی سعی[4] سفارش سے دب کر کسی حق دار کا حق تلف کیا۔ گو اس اک نکھے[5] طرز کی بدولت[6] میں گرفتار مصیبت و آلام رہا مگر میرے دل نے کبھی مجھے ملامت نہیں کی اور یوں بندہ بشر ہوں بھول چوک کا معاف کرنے والا خدا ہے۔ دوہا۔

چلتی چکّی دیکھ کر دیا کبیرا رُئے[7] دو پاٹن کے بیچ میں ثابت بچا نہ کو

تمھاری بڑی اماں نے چالیس برس کا ساتھ چھوڑ دیا اور مجھے منجھ دھار میں چھوڑ دلّی چلی آئیں۔ گو مجھ کو اُن سے جہاں تک تم لوگوں کا تعلق تھا کوئی مدد نہ ملتی تھی تاہم گھر تو کھلا ہوا تھا۔ اب میں بالکل بے یار و مددگار رہ گیا۔ ۵

تکملہ نوٹ صفحۂ گزشتہ۔ انھوں نے اپنی نسبت یہ دوہا کہا ہے۔ تُلسی تُلسی سب کہیں اور تُلسی بن کی گھاس پڑ کر یا بھئی رگھناتھ کی جو ہو گئے تُلسی واس۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ تُلسی ایک خوشبودار پودا ہے۔ خداوند تعالیٰ کا فضل ہوا تو وہ تُلسی واس بن گئے۔ اصل دوہے کا مطلب یہ ہے کہ غریب کی آہ خالی نہیں جاتی۔ دیکھو دھونکنی کو

کہ مردہ کھال ہے مگر وہ لوہے جیسی سخت چیز کو بھی پھونک ڈالتی ہے۔ ۱۲ [1] صدی سو برس کی ہوتی ہے اُس کا تیسرا حصہ۔ [2] جان بوجھ کر۔ [3] ارادے سے عمداً۔ [4] کوشش۔ [5] یک رُخے سبب سے[6] تو بھی۔ ۱۲

اب میں تجھے دنیا میں پریشان نہیں کرونگی — جب میں نہ رہونگی تو مری یاد رہے گی

اس تمنائی کے سبب کچھ اپنے ناگفتہ بہ ہیں کہ اپنا گھٹنا کھولیئے اور آپ ہی مریئے لاج ۔ میں نہیں چاہتا کہ تم کو ایک ایسی بات کی تفصیل بتاؤں جس کا تعلق تم سے نہیں یا یہ تمھارے لیئے ایک بُری مثال قائم کروں ۔ جب سے میری شادی ہوئی مجھے یاد نہیں کہ وہ اس طویل مدت میں کبھی مجھ سے جدا ہوئی ہوں لیکن اب تو مجھ پر دُہری مار پڑی

ایک مر کر چھٹیں دوسری زندہ چھٹیں ؎

غمہائے مردہ در دل ما زندہ ساختست ؛ گویا شبِ فراقِ تو روزِ قیامت است

اس سے تم کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ خدانخواستہ قطع تعلق ہو گیا ۔ بھلا شہر لفو میں ایسا کہیں ہو سکتا ہے ۔ نہیں نہیں یہ وہ مثال ہوئی تم روٹھے ہم چھوٹے ؎

تمھیں غیروں سے کب فرصت اپنے غم سے کم خالی ؛ چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

گو وہ پہلی سی دلی صفائی نہ ہو مگر ملنا جلنا اب بھی بدستور ہے ۔ کسی بات میں اپنی دانست میں میں کمی نہیں کرتا اور انشاء اللہ مرتے دم تک نہ کروں گا ؎

کہتے تو ہو یوں کہتے یوں کہتے جو وہ آتا — یہ کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا

---

۱ پوچھنے والا ۔ ۲ کشش ۔ رکاوٹ ۔ ۳ کہنے کے قابل نہیں ۔ ۴ شرم ۔ ۵ لمبی چوڑی ۔ ۶ مردہ غم میرے دل میں تازہ ہو گئے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمھاری جدائی کی شب گویا قیامت کا دن ہے ۔ ۷ چھوڑنا ۔ ۸ ناراض ہو گئے ۔ ۹ نزدیک ۔ ۱۲

تمھاری ماں مجھے زندہ درگور کر گئیں۔ مجھے کہیں کا نہ رکھا۔ میرا وہ دل نہ رہا وہ بات نہ رہی۔ زندہ ہوں۔ کھاتا ہوں۔ پیتا ہوں۔ چلتا ہوں پھرتا ہوں۔ تن درست ہوں۔ توانا ہوں۔ غرض سب کچھ کرتا ہوں جی گھٹتا نہیں۔ مرا نہیں۔ مگر دل کی خبر خدا کو ہے۔ دل ضرور مر گیا۔ بظاہر زندہ ہوں مگر دراصل مردہ۔ بلکہ مردے سے بدتر۔ دل میں نہ ولولہ ہے نہ اُمنگ ہے اور پھر عمر کا بھی یہی تقاضا ہے۔ عروج نہیں زوال ہے۔ رباعی

میں طالب گور عمر بھر میں آیا
دم ہونٹوں پہ میرا اس سفر میں آیا
پیری نے کچھ اس طرح گھسیٹا مجھ کو
جو زلف میں خم تھا وہ کمر میں آیا

چار سال کٹے اور کیا ہی بری طرح کٹے۔ تم سب کو سمیٹے بیٹھا رہا جب کبھی آیندہ کا خیال آجاتا تھا کہ یا الٰہی کیا ہوگا اور کیا ہونے والا ہے تو نیند اُچاٹ ہو جاتی تھی اور اختر شماری میں ساری رات گزر جاتی تھی واقعات درحقیقت اتنے خطرناک ثابت نہیں ہوتے جتنا کہ اُن کی پیش بندی اور تشہیم میں انسان گھلتا ہے۔ پہلے میرا یہ خیال تھا گو وہ ایک خیال موہوم تھا کہ اصلی ماں نہ رہیں تو نقلی ماں تم کو آغوش محبت میں لے لیں گی۔ یتیموں پر اُن کو ترس ضرور آئے گا۔ مگر۔ ع

ایں خیال است و محال است و جنوں۔

زندہ جیتے جی قبر میں۔ طاقت ور۔ کم ہونا۔ گھٹنا۔ بچنے۔ نیند نہ آنا۔ تارے گننے۔ انتظام آیندہ
ڈر۔ ایسا خیال جس کی اصل نہیں۔ یہ تو خیال ہی خیال ہے ہونا ممکن ہے اور جنوں کی حد کو پہنچتا ہے۔ ۱۲

وہاں وہی تناؤ تھا - بلکہ مع شیٔ زائد - کیوں کہ اب کوئی حریف اور
مدِ مقابل نہ تھا - میدان خس و خاشاک سے صاف تھا - چاہیے تھا کہ
وہ جھک جاتیں - بگڑی کو بناتیں - اس اجڑے گھر کو سنبھالتیں اور
تم کو چھاتی سے لگاتیں مگر رسی جلنے جل گئی پر بل نہ گیا - خیر اس قضیۂ
نامرضیہ کو یہیں کا یہیں چھوڑو - گوشتِ خر و دندانِ سگ - جب تک تمھاری
ماں بُری طرح جیسا بھی اُن کا جی چاہا رہیں - بیوی تھیں اور وہ بھی بیاہتا اُن کا
حق مقدم تھا - گھر گلزار رہا - اُن کے جانے سے اور بھی وحشت برسنے لگی
مجھ سے ممکن نہ تھا کہ دن بھر تم کو کلیجے سے لگائے رکھتا - کچہری کے
علاوہ دَورہ بھی تھا اور وہ بھی طویل چھ مہینے کا - دورے پر تو مجھے
جانا ہی پڑتا تھا مگر مسلسل نہیں - پندرہ بیس دن بعد ایک ہفتہ باہر رہا
پھر دو چار دن کو چلا آیا - تم کو دیکھ لیا جان میں جان آگئی - یہی تمھاری
حالت ماں کی جدائی تم کو بھولی نہ تھی اور نہ ایسی جلد بھول سکتی تھی -
تمھارا دل چاہتا تھا کہ باپ سارے دن تمھارے گھٹنے سے لگا بیٹھا
رہے ایک منٹ کو بھی نظر سے اوجھل نہ ہو اور نوکری کا تقاضا تھا کہ

کشش - بلکہ کچھ زیادہ - مقابل - کوڑے کرکٹ - ناپسند معاملے - گدھے کا
گوشت کُتے ہی کے لائق ہوتا ہے - ایسے موقع پر جیسی روح ویسے فرشتے بھی
بولتے ہیں - ہر وقت پاس رہنا - ١٢

اُٹھ چلی۔ میرے غیاب میں سارا دارومدار نوکروں پہ تھا جن میں وفا مندی
کم اور خودغرضی زیادہ۔ سچ ماننا اور یقین جاننا کہ میں نے باپ کے
علاوہ تمہارے لیئے ماں کا بھی کام کیا ہے اور میری دلی تمنا ہے کہ جہاں تک
قوتِ بشری سے ممکن ہے اور جب تک میرے دم میں دم ہے تمہارے
ننھے ننھے دلوں کی تکلیف کو اپنے اوپر لے لوں اور کسی طرح تمہارا
دل میلا نہ ہو۔ کوئی بات عملاً یا فعلاً ایسی نہ ہو جس سے تم اپنی ماں کی
کمی کو محسوس کرو۔ مگر فطرتِ انسانی اس کے خلاف ہے۔ ماں، ماں ہی
ہے اور باپ باپ ہی۔ باپ لاکھ جتن کرے ماں کا پورا قایم مقام یا
نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ چھوٹے بچوں کے سروں پر سے ماں کا سایہ
اُٹھ جانا ایک بڑی حرماں نصیبی ہے جس کا احساس قدم قدم پہ ہوتا ہے
اور تا زیست رہے گا۔ یہ مرضِ لاعلاج ہے۔ اس کے کاٹنے کا منتر نہیں
مگر ہاں باپ اگر دل پر لے تو ماں کی نقل اور نقل بھی ناقص بن سکتا ہے
لیکن نقل نقل ہی ہے اور اصل اصل ہی ہے۔ ع بہ اصل و نقل خیلے فرق و فصل است
اے مرنے والی گھر کی ملکہ! کل تک تیرا نام زندہ تھا۔ اگر تو اپنے

---

۱ پیچھے۔ ۲ انحصار۔ بھروسہ۔ ۳ انسان کی طاقت۔ ۴ آزردہ۔ ۵ کرنے یا ارادے
۶ کوشش۔ تدبیر۔ ۷ حفاظت۔ ۸ بدنصیبی۔ ۹ زندگی بھر۔ ۱۰ جس بیماری کا علاج نہ ہو سکے
تکلیف کا علاج۔ ۱۱ اصل اور نقل میں بڑا فرق ہے۔ ۱۲

جہاں نصیب شوہر کی سچی ہمدرد اور رفیق زندگی تھی تو تو اپنے پیارے بچوں کی دل سوز و ہواں نثار ماں تھی کل تک تو اپنے معصوم جگر پاروں کو اپنے سینے سے لگائے پھووں میں چھپائے بڑے امن چین سے مگن بیٹھی تھی۔ لیکن آہ! تجھ کو کیا خبر تھی کہ تیری حیات کا پیمانہ اور عمر کا جام لبریز ہو چکا ہے۔ ع پیمانہ بھر چکا ہے چھلکنے دیر ہے۔ عن قریب تیرے رشتۂ حیات کو مقراضِ اجل کاٹ دے گی۔

واں قاقم و حریر پہ چلتی ہیں قینچیاں ✤ یاں جامۂ حیات کی قطع و برید ہے

اور تو اپنے ننھے ننھے لختِ جگر دل کے ٹکڑوں کو اس دنیا میں اکیلا تنہا روتا بلکتا چھوڑ کر ایسی جگہ چلی جائے گی جہاں سے پھر کوئی آتا نہیں

حالِ عدم نہ کچھ کھلا گزری ہے کیا رفتگاں پہ ✤ کوئی حقیقت آن کے کہتا نہیں بھلی بری

آخر وہ وقت آ پہنچا کہ اور کیسا اچانک آیا کہ جس سے کوئی زبردست سے زبردست قوت بھی نہ بچا سکی۔ آخر تو نے اپنی جانِ شیریں اُس مالکِ حقیقی کے حوالے کی جس نے تجھے پیدا کیا تھا۔ او موت! او بے رحم موت! تو نے اس غریب کو اتنی مہلت بھی نہ دی کہ وہ اپنے پیارے

ٹکڑوں۔ پہلوؤں۔ خوش چین ہے۔ بھر چکنا۔ کناروں تک بھری ہوئی چیز سے گر جانا۔ زندگی کا تعلق۔ موت کی قینچی۔ قاقم اور حریر دونوں ریشمی کپڑے ہیں۔ کتر بیونت۔ جانے والوں۔ یکا یک۔ ۱۲

بچوں کو ایک نظر دیکھ تو لیتی اور کم سے کم ایک آدھ کلمہ تسلّی کا کہہ جاتی ہونٹ ہلے مگر منہ سے کچھ نہ نکلا۔ زبان تھی مگر بند۔ آنکھیں تھیں مگر پتھرائی ہوئی۔ تو چپ چاپ دنیا سے سدھار گئی۔ ۹

کرو نہ دیر جہاں میں جہاں سے آئے چلو — یہاں گمانِ خطر ہی قدم بڑھائے چلو
یہاں فریبِ نشیب و فراز اکثر ہے — خدا کے واسطے اتنا نہ منہ اٹھائے چلو
شکستہ پا ہوں کہیں ساتھ سے نہ رہ جاؤں — مجھے بھی ہاتھ ذرا دوستوں لگائے چلو
ہمیشہ ملکِ عدم کے بنے رہو سفری — اُدھر سے لینے کو پیکِ قضا جب آئے چلو
ادھر اُدھر کہیں پھر کر ترارہ جا نہ پڑے — سمندِ عمرِ رواں کو ذرا دبائے چلو
ابھی تو حسنِ عمل کا زمانہ باقی ہے — وہاں کی بگڑی ہوئی کچھ یہیں بنائے چلو
عدم میں تم سو گئے دردِ جگر کو اے تسلیم — جو ہو سکے کوئی سینے پہ تیر کھائے چلو

آہ آہ وہ کم بخت سخت جاں شوہر کیوں نہ زندہ درگور ہو جس کا رفیقِ زندگی یوں چٹ پٹ ہو جائے ہم سب کا رونا تو ایک معمولی رونا ہے۔ اصلی رونا اُن معصوموں کا ہے جن کو داغِ یتیمی لگ گیا۔ وہ داغ ایسا ہے جو کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتا۔ آہ اس غم و الم کا اندازہ کچھ وہی معصوم بھول سے بچّے کر سکتے ہیں جن پر یہ کڑی پڑی ہو۔

ساکن۔ ٹھہری ہوئی۔ جب کہ پتلیوں میں گردش نہ رہے۔ سر پیچ اور پیچ۔ عاجز و درماندہ۔ لفظی معنے پاؤں ٹوٹے ہوئے۔ مدد کرنا۔ قاصد۔ قراّتا گھوڑا۔ عاقبت۔ دنیا۔
۱۴

رہیں دوسرے عزیز قریب پائیں گے کا ایک حرمان نصیب شوہر کی نذر
سب اچھے خاصے ہو جائیں گے۔ اے میرے پالن ہار۔ یہ بچے تیری
امانت ہیں۔ تو ان کے ننھے ننھے معصوم دلوں کو تقویت اور تسلی دے
کہ تیرے سوائے کسی کی تسلی اور تشفی سے ان کا کملایا ہوا دل ہرا
نہیں ہو سکتا۔ ھ

جو اس شور سے میر روتا رہے گا — تو ہمسایہ کا ہے کو سوتا رہے گا
مجھے کام رونے سے اکثر ہے ناصح — تو کب تک مرے منہ کو دھوتا رہے گا
مرے دل نے وہ نالہ پیدا کیا ہے — جرس کے بھی جو ہوش کھوتا رہے گا
بس اے میر مژگاں سے پونچھ آنسوؤں کو — تو کب تک یہ موتی پروتا رہے گا
میں وہ رونے والا چلا ہوں جہاں سے — جسے ابر ہر سال روتا رہے گا

جب تمہاری بیبیاں کی سرد مہری اس حد کو پہنچی اور تمہاری حالت بد
رہتی تو اکثر یہ خیال ستانے لگا کہ زندگی موت کا بھروسہ نہیں کس کی رہی
اور کس کی رہ جائے گی۔ ھ

کہتا ہے میر امیر ایاں تیرا کون ہے — دو دن کا ہے بسیرا پھر آتا کون ہے

موت بھی ایک ایسی چیز ہے کہ گو اس کا کوئی وقت مقرر نہیں مگر آئے گی
ضرور۔ جس نے ماں کا پیٹ دیکھا وہ قبر کا گڑھا ضرور دیکھے گا۔ کوئی

---

۱ پالنے والا۔ ۲ طاقت مضبوطی۔ ۳ گھنٹہ۔ ۴ پلک۔ ۵ بے پروائی۔ ۶ عارضی مسکن۔ ۷ غار

آگے کوئی پیچھے۔ کوئی آج کوئی کل۔ تمھاری اماں جان تھیں۔ زندگی کی تحدو
حالت سے جیسے تم ہیں جینا اور مرنا برابر۔ سچ کہتی ہیں۔ وہ پار
اُتر گئی تھیں۔ آخر کچھ [illegible] ہو گئیں۔ دس بجے رات کو صفیہ کو
وہ دودھ پلایا۔ اور [illegible] اسی خود اُن سب کے فرشتوں کو بھی
خبر نہ تھی کہ گھڑی بھر کی بھی ثبات نہیں موت سر پر کھڑی ہے۔ میں تو
زمانے کا الٹ پھیر و نہار خوب دیکھ چکا۔ سرد و گرم زمانے کا مزہ خوب
چکھ چکا۔ اب چل چلاؤ کا وقت آن لگا۔ بہت گئی تھوڑی رہی۔
عمر طبیعی کو پہونچ چکا۔ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں۔ زندگی اگر
کچھ باقی بھی ہے تو۔ ع۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند۔ میری
آنکھ بند ہوتے ہی تم کو [illegible] بیٹھے گا۔ تم سب ہر وقت دوسروں کے
محتاج اور دست نگر ہو۔ نہ تم میں سے کوئی کسی قابل نہ اور کوئی
بڑا بوڑھا یا سرپرست۔ ددھیال ننھیال سب جگہ سناٹا ہی سناٹا
ہے۔ اس قسم کے افکار بھی خدعِ نفس ہیں۔ ہوتا وہی ہے جو مقدر
میں لکھا ہوتا ہے مگر انسان اپنی طرف سے تدبیر کرنے سے نہیں چوکتا
ع۔ تدبیر کند بندہ و تقدیر زند خندہ۔ غرض یہ کہ ایک گھر والی کی

رات دن۔ اگر رہی بھی تو صرف ایک رات دوسری رات رہنے والی نہیں۔ عارضی چند روزہ
ویرانہ۔ عالم تنہائی۔ دل کا مکر۔ انسان تدبیر کرتا ہے اور تقدیر اس پر ہنستی ہے ۱۲

ضرورت مجھ کو بشدت محسوس ہونے لگی اور قطعی طور پر معلوم ہو گیا
کہ گھر بلا عورت کے چل نہیں سکتا۔ حقیقت میں یہ عمر میری نکاح کی
نہ تھی۔ میری تمنا تو یہ تھی کہ تمھارے بیاہ بارات رچاؤں مگر تم سب تھے
نادان۔ جب لوگوں کو میرا رجحان اس طرف معلوم ہوا۔ پیغام
کئی جگہ سے آئے۔ میں نے ہامی نہ بھری۔ اب نہ حسن درکار تھا
نہ جوان دلہن کا طلبگار۔ اب تو صرف ایک نقلی ماں کی ضرورت تھی
جوان بچوں کو بھلا وہ اپنا تو کیوں سمجھنے لگی خیر زار بچہ ہی سمجھ کر سینچے
اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو محبت بچوں کی ان کی ماں کی زندگی میں ہوتی ہے
ماں کے اٹھ جانے کے بعد ویسی نہیں رہتی۔ جب تک غم تازہ
ہے محبت بھی زوروں پر رہتی ہے۔ جہاں غم مدھم پڑا محبت بھی رفو چکر
ہوئی اور کہیں باپ دوسری عورت لے آیا تو رہی سہی محبت بھی نذار
باپ نئی نویلی دلہن کی طرف جھک جاتا ہے اور بچے نے چاروں کی جان
غضب میں آجاتی ہے۔ سوتیلی ماں کا سلوک ہمیشہ برا ہوتا ہے۔ سوکن کے
بچوں کو وہ قہر آلودہ نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ سوت
اچھی سوتیلے برے۔ سوکن کا جلاپا ایک دفعہ کا ہوتا ہے اور یہ ہر وقت کا

رغبت۔ میلان۔ ہاں کرنا اور حامی کے معنی حمایت کرنے والا۔ ماند۔
کم زور۔ کم۔ غائب۔ رخصت۔ لاڈلی۔ ارمان جو نچلوں کی غضب ناک ۱۲

عذاب جان ہے۔ باپ کی توجہ ایسے وقت میں ہٹ[1] جاتی ہے جب کہ اُس کی
زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا بھر[2] بھی محبت اگر رہی بھی تو سوتیلی ماں کی ہر وقت
کی لگائی بجھائی اور اُسے[3] ملیامیٹ[4] کر دیتی ہے اور یہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ ذرا سی
جھڑکی[5] ذرا سی گھرکی ذرا سی سختی[6] تک ذرا سی ٹھیس[7] انسانی اور عدم توجہی بھی اُن پر اثر ڈالے
بغیر نہیں رہتی کیوں کہ اُن کے دل غم زدہ ہوتے ہیں ذرا سی ٹھیس[7] اُن کے
نازک شیشۂ دل کو چکنا چور[8] کرنے کو کافی ہے۔ وہ ڈھونڈتے ہیں ماں کی
چاہت[9] اور یہاں دیکھو تو یہ قباحت[10]۔ ؎

نہ چھیڑو ہمیں دل دُکھے ہوئے ہیں جُدائی کے صدمے اُٹھائے ہوئے ہیں

اب چاہے اسے لوگ میری خواہش نفسانی پر محمول[11] کرکے اسے جھوٹی
کہانی اور بات بنانی سمجھیں یا امر واقعی[12]۔ لیکن میں کم سے کم تمہارے
ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ امر واقعی یہی تھا جو میں نے لکھا اور
صاف بات یہ ہے کہ غم کا بھی اب وہ اشتداد باقی نہ رہا تھا۔ اُدھر سے
خیال بٹا تو یہ واہمہ بڑھا۔ دیوانہ[13] را ہوے بس است۔ میں تو پہلے

---

[1] تقسیم ہو جانا۔ [2] تھوڑی سی۔ [3] شکایت کرنا۔ چغلی کھانا۔ [4] غارت۔ برباد۔ تباہ۔
[5] ڈانٹ۔ [6] یہاں تک کہ۔ [7] خلش۔ [8] پارہ پارہ۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ [9] محبت۔ [10] خرابی
[11] ڈالنا۔ رکھنا۔ حوالہ دینا۔ [12] اصلی بات۔ [13] دیوانے کو بس کوئی بات
مل جانی شرط ہے پھر اُسی کی رٹ یا لو لگ جاتی ہے۔ ۱۲

نکاح کے نام سے کانوں پر ہاتھ دھرتا تھا۔ لیکن خیرن کا اصرار سمجھو یا
اپنی قسمت۔ کچھ بھی ہو نکاح ہوا پر ہوا۔ نکاح نہ ہوتا تو تم سب کہاں سے
آتے۔ اس گھر کی رونق کیوں کر ہوتی۔ میں نکاح کر کے خوب مزہ چکھ گیا
تھا۔ اب۔ کھائی تو کھائی اب کھاؤں تو رام دہائی۔ لیکن غرض سے
نکاح کیا تھا وہ خدا نے پوری کی اور ساری تکلیفیں راحت سے
تبدیل ہو گئیں۔ خلقتِ انسانی کی اصل غرض و غایت تو تکثیرِ نسلِ انسانی
ہے یہ نہیں تو پھر زندگی سے کیا۔ تمھاری ماں کے مرنے کے بعد ہرگز
میرا ارادہ دوبارہ نکاح کا نہ تھا۔ کیوں کہ ایسی بیوی مل نہیں سکتی تھی
لیکن ضرورتوں نے ایسا تنگ پکڑا کہ کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑتی
آخر بہت دنوں کے تجربے اور غور اور خوض اور صلاح مشورے
کے بعد بجز اس کے مفر نہ دیکھا کہ نکاح تو کرنا ہی پڑے گا آج
نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں۔ یہ تھے وہ خیالات جو ایک مدت
سے میرے دماغ میں گونج رہے تھے اور جو مجھے ازدواج کی دہلیز
سے پیش پا کرتے تھے۔ میری زندگی کا مقصد اب صرف اولاد کی پرورش
تھی نہ کہ کچھ اور۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ میں نے تم کو کس طرح پالا اور پرورش کیا

بالکل انکار کرنا۔ رام کی قسم۔ بدل جانا۔ انسان کی نسل کو بڑھانا۔
پھیلانا۔ جائے فرار۔ بچاؤ۔ پھرتا۔ چکر مارنا۔ شادی بیاہ۔ باز رکھنا۔ روکنا۔ ۱۲

کیا اور کس طرح دھونی[1] رما کے بیٹھا رہا۔ تم کو معلوم ہو کہ تمھارے
تینوں بڑے بھائی صغر سنی سے میرے ساتھ تھے۔ ان تمھاری
کالے[2] کوسوں دلی میں اور یہ دکن میں۔ یہ ایک اتفاقی[3] بات ہے کہ
تھے تو بچے ماں سے الگ تھے یہ حقیقت نفس الامری ہے اس سے
انکار نہیں کر سکتا ہے۔ ان لوگوں کو ساتھ رکھنے کی دو وجہیں تھیں ایک
یہ کہ مجھے بھی ان کے بغیر چین نہ تھا کہ بڑھاپے میں یہ دن نصیب ہوا تھا
دوسرے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال پیش نظر تھا۔
پیار میں برباد ہوں گے میری آنکھوں کے سامنے ہر طرح کی دیکھ ریکھ[4]
رہے گی۔ اس میں شک نہیں کہ تمھاری ماں کو بھی اولاد کی محبت
تھی۔ ماں سے زیادہ جو چاہے پھاپھا کٹنی[5] کہلائے مگر وہ بہت سمجھ دار
تھیں والد کا بڑھاپا تھا اُن کو کس پہ چھوڑتیں۔ ایسے وقت میں
اُن کی خدمت نہ کرنا بڑی خود غرضی اور احسان فراموشی تھی کہ انھوں
نے ہمیں پالا پرورش کیا اور اس قابل کیا اور جب اُن کا وقت آیا
تو ہم کنی کاٹ[6] گئے۔ چھوٹی دلہن تمامی تعلقات پر والد کی خدمت گزاری
مقدم سمجھتی تھیں اور یہ اُن کی سعادت مندی تھی لہذا انھوں نے

---

[1] جس طرح فقیر دھونی لگا کر ایک مقام پر جم جاتا ہے کسی بات کی مداومت کر لینا۔ کسی کام پر بیٹھ جانا۔ [2] بہت دور۔ [3] خلاف توقع جو دل کو نہ لگے۔ [4] خبر گیری۔ [5] جو ماں سے زیادہ چاہنے کا دعوٰی کرے۔ [6] چھوٹ ہے کترا جانا بچ کر نکل جانا۔ ۱۲

اپنے جگر گوشوں کی جدائی گوارا کی اور والد کی خاطر دلی میں رہ پڑیں۔
بچوں کی تعلیم و تربیت کا یہی زمانہ تھا آخر کار یہ مَیں سمجھوتا ہوا کہ بڑا
لڑکا مُنذِر میرے ساتھ ہوا پھر دوسرے پھیرے میں مُبشّر
بھی ساتھ لگ لیا کہ مُنذِر اکیلا گھبراتا تھا لیکن مُبشّر صرف ریل کے
شوق میں چلا گیا اُسے اتنی بھی سمجھ نہ تھی کہ کتنی دور جاتا ہوں اور کب
آؤں گا وہ سمجھتا تھا کہ چند گھنٹوں میں چلا آؤں گا اسی واسطے
وہ رستے میں مچل گیا مگر خیر سمجھا بجھا کر میں اُسے لے گیا کہ رستے سے
واپس کرنا ممکن نہ تھا۔ پھر ان کی دیکھا دیکھی شاہد بھی میرے
ساتھ ہو لیئے۔ اسی کو بھیڑیا چال کہتے ہیں اور بچوں میں اس کا مادّہ
بہت ہوتا ہے کہ ایک رِیس دوسرا کرتا ہے۔ صرف تم اور تمہارا چھوٹا بھائی
سراج جو شیر خوار تھا ماں کے پاس رہے جو مرتے دم تک جدا نہ ہوئے
ان بچوں کو ساتھ رکھنا اور ماں کے اثر کو کم کرنا کچھ آسان کام نہ تھا مگر
درحقیقت ایسا ہوا کہ میں ہر طرح کی ناز برداری کرتا اور پڑھاتا بھی تھا۔
مگر میرا پڑھانا سختی اور مار دھاڑ کا نہ تھا بلکہ شفقت اور پیار کا۔ پڑھنا
خوش دلی کا تھا۔ کھیل کھیل میں جب موقع ملا کچھ بتا دیا۔ زبانی کچھ بتلا دیا۔
رات کو لے کر لیٹا گنتی اور پہاڑے سکھائے کچھ اچھی اچھی کہانیاں سُنائیں

بھیڑیا چال: بھیڑ ایک بیوقوف جانور ہوتا ہے جدھر ایک چلی سب چلیں۔ بے سوچے سمجھے محض دوسروں کی
دیکھا دیکھی کسی کام کے کرنے کو بھیڑیا چال کہتے ہیں ۱۲

پھر ان سے سنیں - باتوں ہی باتوں میں ان کی عمر کی بساط سے زیادہ کر دیا مگر سب سے مقدم اور ہر وقت یہ خیال رہا کہ دل اُچاٹ نہ ہو اور پڑھنا بار نہ ہو - جتنی سکت تھی اتنا بوجھ ڈالا - یہی وجہ تھی کہ برس برس ڈیڑھ ڈیڑھ برس ماں سے جدا رہتے اور دلّی جانے کا نام بھی نہ لیتے اور اپنی ماں کی بہ نسبت مجھ سے زیادہ مانوس تھے - لوگ دیکھ دیکھ کر ٹوکتے بھی تھے کہ ان ذرا ذرا سے بچوں کو ماں سے تڑا دیا ان کا دل کیا کہتا ہوگا مگر اب معلوم ہوا کہ اس میں بھی حکمتِ الٰہی یہ مضمر تھی کہ ماں تمھاری دنیا میں چند روزہ مہمان تھیں پہلے ہی سے خداوند تعالیٰ نے تعلقات کو ضعیف کر دیا تھا اور بچے مجھ سے لگ گئے تھے ورنہ خدا جانے کیا حشر ہوتا - میں اُن باپوں میں نہیں کہ آنکھیں ہوئیں چار دل میں آیا پیار - آنکھیں ہوئیں اوٹ دل میں آئی کھوٹ - اولاد کے ساتھ جتنی محبت مجھ کو بہ حیثیت ایک باپ ہونے کے ہونی چاہیئے وہ تو تھی ہی تمھاری ماں کی محبت کا حصہ بھی مجھ میں مل کر تمھاری محبت دوہری ہو گئی - ہر شخص اپنی حالت اپنی اخلاقی اور تمدنی قوت تصمیم ارادہ مستقل مزاجی کا خود بہترین جج ہے وہ خوب جانتا ہے کہ میں کتنے پانی میں ہوں - مجھے اپنی ذات

بد دل - بوجھ ناگوار خاطر - سکت - برداشت - ٹوکنا - اعتراض کرنا - تڑا دیا - چھڑا دیا - مضمر - پوشیدہ چھپی ہوئی مخفی - مانوس ہو گئے تھے - حشر - انجام - مآلِ کار - پکے ارادے کی قوت - انگریزی - منصف - کتنے پانی میں - میری اصلی حالت کیا ہے - ۱۲

کامل بھروسہ تھا اور اچھا سا نیک نفس کے امتحان میں پورا اترتا تھا کہ شوہر
اگر نکاح کی بندش ہو تو دنیا ادھر کی اُدھر ہو جائے ممکن نہیں کہ تمہاری محبت
میں رتی برابر فرق آجائے۔ ع یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے
مجھے اپنی طرف سے تو پورا اطمینان تھا لیکن اس میں خدشہ آنے والی
کی طرف سے تھا کہ خدا جانے کیسی ملے اور کیسی نکلے۔ میں ہر طرح
کا خطرہ خود تو جھیل سکتا تھا لیکن اگر تم سے برتاؤ اچھا نہ رہا تو ایک
تازہ مصیبت گلے پڑی۔ گئے تھے نماز بخشوانے اور روزے گلے پڑے
تلاش تھی تو ایسی عورت کی جو تم سے مل جل کے رہے محبت نہ کرے
تو خیر۔ بیر بھی نہ کرے۔ ع۔ مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان۔
مگر ہماری سوسائٹی کے لحاظ سے یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ پہلے ہی
اس طرف سے اطمینان حاصل ہو جائے پیٹ میں کسی کے کون
گھسا ہوا ہے۔ ع۔ کہ خبثِ نفس نگردد بسالہا معلوم۔ ایسی

اپنے دل سے محاسبہ کرنا کہ یہ کام اچھا ہے یا برا۔ شمہ برابر۔ ذرا سا بھی۔ کھٹائی سے
نشہ اتر جاتا ہے۔ یہ نشہ ایسا عارضی نہیں جو کھٹائی وٹائی سے اتر جائے یعنی اپنے
قول فعل کا بڑا پکا ہوں۔ بھنے گزرے۔ اٹھا سکتا تھا۔ برداشت کر سکتا تھا۔
مدارات طرز عمل۔ ایسے ہی موقع پر یہ مثل بھی بولی جاتی ہے مثنوی پالی مرغا اللہ واسطے ہی
بھلا۔ عداوت بغض۔ بھلائی کی تو بھلا تم سے کیا امید اگر تم سے تکلیف نہ پہنچے یہی غنیمت ہے
دل کی خباثت کا پتہ برسوں میں بھی نہیں چلتا۔ ۱۲

خدا کی نیک بندی کون ملے گی جوان بچوں کو سنبھالے۔ حیدرآباد
میں لکھنؤ کے ایک شریف، متوسط الحال شخص تھے اُن کی لڑکی سے سلسلہ جنبانی
ہوئی۔ مراتب ابتدائی طے ہو گئے۔ بات کی پخت و پز ہو گئی کہ دفعتہً خواب
میں بشارت ہوئی۔ جب کسی بات کی دُھن لگی ہوتی ہے تو خواب میں
بھی وہی نظر آتا ہے جس کا خیال دن میں رہتا ہے۔ وہ بشارت یہ تھی کہ
کوئی بزرگ فرماتے ہیں "کدھر بھٹک رہا ہے۔ کیوں نیت کو ڈانواڈول
کر رہا ہے۔ بغل میں لڑکا شہر میں ڈھنڈورا۔ فلاں جگہ کر۔ کاہے کی
ہیچ پیچ لگا رکھی ہے"۔ آنکھ کھلی تو دل بھی ٹھکا کہ ہاں بات تو ٹھیک ہے
ع۔ شکر صد شکر ملی قفلِ مسرت کی کلید۔ حیدرآباد کی بات کا
فوراً جواب دے دیا اور جو جگہ اُن بزرگ نے بتائی تھی وہ وہی ہے
جہاں میرا عقد ہوا ہے۔ پہلے بھی اس بات کا ذکر ایک دفعہ آچکا تھا مگر۔
ع۔ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد۔ اُس وقت کہ غم تازہ

پیچ کی راس۔ نہ امیر نہ غریب۔ بات اُٹھانی۔ تحریک کرنی۔ موٹی موٹی باتیں جن سے
پہل کی جاتی ہے۔ تصفیہ ہو گئے۔ پکی۔ مستحکم۔ پریشان۔ جو ایک بات پر نہ ٹھیرے۔
کوئی چیز ہو تو پاس مگر اُسے ڈھونڈ رہے ہوں دُور۔ فارسی میں ایسے موقعہ پر
ع یار در خانہ و ما گرد جہاں می گردیم۔ بولتے ہیں۔ تأمل۔ پس و پیش۔
ڈھارس بندھی۔ کنجی۔ بات ٹھور ٹھکا کی کہنی چاہیئے۔ ہر بات
کے لیئے ایک مناسب موقع ہوتا ہے۔ ۱۲

اور زخم ہرا تھا تیر سا لگا۔

نہ چھیڑ اے نگہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

مگر اب مٹّن چاہیے منڈیا ہلائے کا معاملہ تھا۔ دل میں سمائی تھی۔ یہ کوئی غیر نہ تھیں۔ عزیزداری بھی قریب کی تھی۔ پردہ نہ تھا۔ میں اُن کو اور وہ مجھ کو جانتی بوجھتی تھیں۔ بظاہر نیک مزاج۔ خلیق۔ بامروّت۔ ملنسار۔ عمر کی اچھی لکھی پڑھی۔ وہ ساری باتیں جن کی مجھے ضرورت تھی ان میں سو تھیں۔ دیکھنے میں کوئی خرابی سوائے اس کے نہ تھی کہ ہم شہری وہ دیہاتی۔ مگر اب دیہات بھی کورِدہ نہیں رہے۔ یہ بات کچھ ایسی سدِّ راہ نہ تھی۔ تمھاری ماں کی زندگی میں جب جب ہمارا جانا ان کے ہاں ہوا وہ تم سب سے محبت کرتی تھیں۔ تم بھی اُن سے مانوس تھے۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔ اب تردد تھا تو اس بات کا کہ مدّتوں سے سلسلۂ مراسلت بند تھا کہ میں اپنی پریشانی میں گرفتار تھا۔ ممکن ہے کہ اُن کی شادی کہیں اور ہو گئی ہو کہ پیغام سلام کئی جگہ کے تھے۔ خارجی طور پر ٹوہ لی معلوم ہوا کہ ابھی کہیں بات کا قرار داد نہیں ہوا۔ تب میں نے دو خط لکھے ایک اُن کے والد ماجد کو دوسرا

اٹکھیلیاں تماشہ کھلیل۔ اندر سے دل چاہ رہا ہے مگر ظاہرداری کو انکار کر رہے ہیں۔ کورِدہ گاؤں جو شاہ راہ سے ہٹ کر بالکل ایک کونے میں۔ ٹوہ لگاؤ۔ اوپری سُن گن یا خبر لینا۔ پتہ چلانا۔ ۱۲

خود آن کرے یا دی النظر میں براہِ راست تعلق معلوم ہو لیکن ایسے معاملے پورا ہماری طرزِ معاشرت میں شرافت سے گری ہوئی خیال کی جاتی ہے مگر چوں کہ ہماری عزیزداری تھی اور وہ بھی قریب کی کہ میری سگی بھتیجی زاد بہن کی لڑکی تھیں اور مجھ سے اُن سے ایک عرصے سے خط و کتابت تھی گویا کوئی مغائرت یا اجنبیت نہ تھی تو میرے خیال میں ایسی خاص حالت میں اُن کا مخاطب کرنا کوئی قابلِ اعتراض بات نہ تھی کیوں کہ یہ اہم معاملہ اُن کی ذات کا تھا نہ کسی اَور کا۔ میں اپنی حالت کو پوشیدہ رکھنا خلافِ دیانت سمجھتا تھا۔ میری عمر، میری ضرورت میرے بچوں کا حال جتا دینا بہت ضرور تھا۔ میں نے جو خط اُن کو لکھا تھا اُس کی پوری عبارت تو مجھے اس وقت یاد نہیں مگر ہاں کچھ اس طرح کی باتیں تھیں کہ جو ضرورت مجھے اس تحریک پر آمادہ کرتی ہے وہ کسی قسم کا شوق یا ولولہ نہیں ہے بلکہ ایک شدید ضرورت ہے۔ تم جانتی ہو کہ میں اپنے بچوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں دنیا میں نے مجھے ان کے سوا دیکھنا ہی کیا ہے۔ اگر تم میں کچھ انسانی ہمدردی کا مادہ ہے اور تم ان بچوں کو سنبھال سکتی ہو یعنی ان کی ماں بننا قبول کرتی ہو اور اس طرح میری تکلیف کو کم کر سکتی ہو تو

ظاہر میں۔ علی الاعلان۔ متانت۔ ایڈریس کرنا، کلام کرنا۔ پردے میں۔

اپنی آمادگی ورضامندی کا اظہار کرو۔ تم کو بخوبی معلوم ہے کہ یہ بچے کس چاؤ چونچلے اور ارمانوں کے ہیں اور اپنی ماں کے کیسے لاڈلے تھے اور یہ وہی بچے ہیں جن کی ماں ہر وقت ان کو گود میں لیئے اور کندھوں پر چڑھائے رکھتی تھی۔ چھاتی پر سُلاتی۔ اگر یہ ضد کرتے تو تمام تمام رات اپنی نیند حرام کرکے ان کو لیئے ایک ٹانگ پھرتی۔ ایسی دل سوز جان چھڑکنے والی ماں کے بچھڑ جانے سے ان کو جتنا بھی غم اور قلق ہو تھوڑا ہے۔ ماں کی نہوت سے ان کے ننھے ننھے دل مُرجھائے ہوئے ہیں اور ان کی ساری آرزوئیں خاک میں مل گئی ہیں۔ اگر ان کے آنسو کوئی پونچھ سکتا ہے اور ان کے زخم دل کی دوا کوئی ہو سکتا ہے تو وہ تم ہو اور صرف تم ہی ہو کیوں کہ نادان بچے کی تسلی و تشفی کچھ عورتیں ہی خوب کر سکتی ہیں اور پھر تم میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ تم بچوں کو جانتی ہو اور وہ تم کو پہچانتے ہیں۔ پھر بچے بھی کچھ غیر نہیں آخر تم سے بھی قرابت رکھتے ہیں کیا اچھا ہو کہ وہ قرابت اور قریب کی ہو جائے۔ دیکھو اس سرائے فانی میں ہزاروں ہی آئے اور ہزاروں ہی چلے گئے نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے نہ ہمیشہ رہے گا اگر تم ان بن ماں کے بچوں پر ترس کھا کر رحم کرو گی۔ محبت اور دلجوئی سے ان کا دل مٹھی میں

ا ارادہ۔ طیاری۔ ۲ ارمان۔ ۳ لاڈ سے تھا۔ بہت سختی اُٹھانا۔ ۴ عدم موجودگی۔ ۵ دل ہاتھ میں لینا۔ تسلی کا خیال رکھنا۔ ۶ وہی بات کرنا جو دوسرے کا دل چاہے۔ ۷ دوسرے کے دل کو اپنے بس میں کر لینا۔ قابو حاصل کرنا۔ ۱۲

لوگی تو تم دنیا میں خوش رہو گی اور مجھے بھی اپنے طرزِ عمل سے خوش
رکھو گی اور عاقبت میں اس ایثارِ[1] نفس کا ثواب پاؤ گی سو الگ۔ ان
بچوں کی پیشانی پر ان کی ماں بوسے دیا کرتی تھی۔ چٹا چٹ بلائیں
لیا کرتی تھی۔ صدقے واری جاتی تھی۔ شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرتی
تھی۔ آج یہ نازوں کے پالے اس محبت کو ترسے اور اپنی ماں کو
پھڑکتے ہیں مگر ان کو وہ پیاری اور سوہنی[2] صورت نظر نہیں آتی۔ تم
ان کی ماں کا نعم البدل بننے کی کوشش کرو وغیرہ وغیرہ۔ گو تمہاری
خالہ حسبِ ضرورت نوشت[3] و خواند پر قادر ہیں مگر ناسمجھ کیا [illegible]
انھوں نے کچھ جواب نہیں دیا اور میں نے ان کے سکوت کو خموشی
نیم رضا سمجھ لیا لیکن ان کے والد صاحب نے کچھ توقف[5] کے بعد
تشفی بخش جواب دیا۔ میری دردناک حالت سے وہ بھی متاثر ہوئے
خصوصاً بچوں کی پریشانی اور میری حیرانی سے ان کا دل بھی کڑھا
انھوں نے نہ صرف میری درخواست بہ طیبِ[6] خاطر منظور کی بلکہ بہت کچھ
میری ہمدردی اور دل جوئی کی۔ ادھر سے اطمینان ہوا میں [illegible]

---

[1] اپنے نفس پر دوسروں کی خاطر جبر کرنا۔ تکلیف اٹھانا۔ دوسروں کو راحت و آرام پہنچانا۔ [2] پیاری۔ دل فریب۔ [3] لکھنا پڑھنا۔ [4] یہ ترکیب غلط ہے فارسی کے لفظ پر الف لام نہیں آسکتا مگر غلط العام فصیح۔ [5] مہلت۔ عرصے۔ [6] خوشی سے۔ ۱۲

کرت پورا کیا اور بلا کسی رسم کے نکاح ہوا اور تمھاری خالہ کو اپنے ساتھ لے آیا۔ اگر میں تمھاری خالہ کی اس بارے میں کچھ مدح سرائی[1] کروں کہ انھوں نے ایک حد تک میری توقعات[2] کو پورا کیا اور اس امتحان میں وہ پوری اتریں تو شاید لوگ کہیں کہ "بڈھے[3] کی جورو گلے کا ڈھولنا"۔ میں اس کا فیصلہ تم بچوں ہی کی رائے پر چھوڑنا مناسب سمجھتا ہوں کہ آیا تمھارے ساتھ ان کا سلوک ہمدردانہ اور مشفقانہ ہے یا سوکناپے کا معاندانہ ہے۔ کیا تم نے کبھی کوئی تیر میرکی یا جلی کٹی بات دیکھی ہے۔ ان سے یا ان کے سوا کسی اور سے یہ توقع رکھنا کہ محبت کی وہ قدرتی لہر[4] پیدا ہو جائے۔ بالکل ایک بے جا خواہش اور خلافِ فطرتِ انسانی مطالبہ[5] ہے۔ تم اسی کو غنیمت سمجھو کہ وہ تمھاری بہی خواہ[6] ہیں بدخواہ نہیں ان کی طبیعت صلحِ کل واقع ہوئی ہے۔ بَیر کا ان میں نام نہیں تمھاری خالہ کو بھی اللہ نے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں دی ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ ان کے پیٹ کی اولاد ہے یعنی ان کے جزوِ بدن[8] ہیں۔ فطرتِ انسانی بدلی نہیں جا سکتی تم چاہو کہ چاہت[9] میں دونوں برابر ہوں ع۔

---

[1] تعریف کرنا۔ [2] امیدوں۔ [3] بڈھا آدمی اپنی جورو کو بہت عزیز رکھتا ہے گلے کا تعویذ بنا لیتا ہے۔ [4] موج۔ [5] خواہش طلب۔ [6] بہتری چاہنے والا۔ [7] برائی چاہنے والا۔ [8] بدن کا ٹکڑا حصہ۔ [9] محبت۔۱۲

ایک خواہش ہے عبث[1] ایک تمنا ہے فضول [illegible] ہو تو بس بات تم [illegible] ہے اور اُن

میں کوئی امتیاز[3] فرق بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ جو تم صحبت ہو اور جو ہو سو تم۔ تم بھی

ٹھنڈے دل سے غور کرو اور سچ کہو کہ کیا تم کو اپنی خالہ کی اپنی

صحبت ایسی کہ اپنی سگی ماں کی تھی ؟ اور جب یہ نہیں تو دو کہیے

یعنی جو تم نہیں کر سکتیں دوسروں سے ویسا سلوک کیوں چاہتی ہو

آنچہ بر خود نپسندی بر دیگرے مپسند[5] تمھاری خالہ خوب جانتی ہیں کہ

میں اس معاملے میں اُن کی ذرا سی بھی بے اعتنائی[6] کا بھی روادار

نہیں اور چونکہ وہ سمجھدار ہیں تا بہ مقدور[7] تم سب کو خوش رکھنے

کی کوشش کرتی ہیں۔ تمھاری خالہ دیہات کی رہنے والی ضرور ہیں تو

ہم خود اصل نسل اور پیدائش کے دیہاتی ہیں ہمیں شہری ہوئے کتنے دن ہوئے آخر

ہم وہیں کی ہیں یہ بھی۔ دیہات اور قصبات میں بھی اب وہ اگلے سے

کندۂ ناتراش[8] نہیں رہے تہذیب کی روشنی کا چمکارا[9] وہاں

بھی جا پہنچا ہے گو ویسا نہ ہو مگر ہے ضرور۔ تعلیم کا بھی چرچا ہے

سینا پرونا۔ پکانا ریندھنا۔ جو گھر کی بہو بیٹیوں کا کام دھندا ہے جیسا

دلی والیوں کو آتا ہے ان کو بھی آتا ہے اور ان کو ہی کیا سب شریف زادیوں

---

۱ بے فائدہ فضول۔ ۲ لاحاصل۔ ۳ نمایاں۔ ۴ ظاہر۔ جو بات خود نہ پسند کرو دوسروں کے لیے وہ کیوں پسند ہو۔ ۵ بے پروائی۔ ۶ متحمل۔ ۷ جہاں تک ہو سکتا ہے۔ ۸ بے ڈول۔ ۹ چمک۔ ۱۲

کو آتا ہے۔ ممکن ہے کہ دلی والیاں زیادہ سلیقہ مند ہوں اور دیہاتی اور قصباتی
کم۔ مگر یہ کوئی بینی شخصی اور برائے نام ہے نہ بطور عام۔ دلی والیوں کو بالطبع
بیرونجات کی عورتوں سے نوک جھوک رہتی ہے۔ دلی والیاں اپنے سامنے
کسی کو خاطر میں لاتی ہی نہیں۔ یہ مغایرت اور اجنبیت ضرور قابل افسوس
ہے لیکن ہمارے گھر میں یہ تفرقہ غیر محسوس ہے کہ سرے سے گھر میں کوئی
اور ہے ہی نہیں۔ نہ ساس نہ نند نہ بھاوج نہ اور کوئی بڑا بوڑھا جو کسی بات
کی گرفت کرے۔ نہ سوکن کا دغدغہ۔ گو تمہاری بڑی اماں کا اب وہ طنطنہ
نہیں رہا کیونکہ ان پر بھی مصائب و آلام کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ باپ پہلے
مرے ماں اب۔ کوئی سگا بھائی بہن نہیں۔ خلیرے بھائی ہیں سو
آج کل سگے بھائی بہنوں کو نہیں پوچھتے خلیرے رہے اپنی جگہ مرے
اولاد ان کے نہیں۔ ایک لڑکا لے پالا تھا وہ بھی آوارہ نکل گیا۔
لے دے کے ایک شوہر رہ گیا وہ بھی سانجھے کی ہنڈیا چوراہے
میں پھوٹتی ہے۔ تمہاری والدہ کے وقت میں بھی گھر ٹھیک ٹھاک بھرا ہوا تھا
ساس سسرے۔ نند سبھی تھے اور سب سے بڑھ کر تمہاری بڑی اماں
اب انھوں نے بھی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنالی کہ۔ ع۔

خاص کر۔ باہر والیوں۔ چھیڑ چھاڑ۔ پرخاش۔ پکڑ۔ زور شور۔ بداطوار
خدائی خوار۔ مشترک۔ ملی جلی۔ اٹھ پٹک۔ لبالب۔ اپنا کارخانہ الگ کرلیا۔ ۱۲

پہنچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را۔ کسی تقریب میں مہمان داخل آن نکلیں تو آن نکلیں۔ کہاں وہ کشمکش اور کہاں یہ سناٹا کہ دم الٹا جاتا ہے تمھاری ماں کے لیئے جن مشکلات کا سامنا تھا اب اُس کا پاسنگ بھی نہیں۔ برس ہے آئے گیئے وار کرنے سے نہیں ہوتے۔ کوئی کہتا ہے کہ "میاں کا دل ہاتھ میں لینے کو یہ ڈھونگ بنا رکھا ہے خاک بھی بچوں کی خبر نہیں لیتیں۔ ساری باتیں دکھاوے کی ہیں تو منہ دیکھے کی خوشامد"۔ میں کہتا ہوں خیر دکھاوا ہی سہی ہم تو اب کسی کو دکھاوے کی بھی محبت کرتے نہیں دیکھتے سچ کہو بشیری کیا تم ان کو اُسی نگاہ سے دیکھتی ہو جیسے اپنی ماں کو دیکھتی تھیں اگر اس کا جواب تمھارے پاس اثبات میں ہے تو سراسر غلط اور اگر نفی میں ہے تو بالکل سچ۔ پھر جب تم ان کو ماں کی برابر کا درجہ نہیں دے سکتیں تو یہ بھی نو مہینے پیٹ میں رکھنے اور دو برس دودھ پلانے کی محبت تمھارے لیئے کہاں سے اور کیوں لا سکتی ہیں اور وہ اگر اس کا دعویٰ کریں تو وہ بھی جھوٹ۔ جب اصل نہ ہو تو کیا کریں مجبوراً نقل ہی سے کام چلاتے ہیں۔ بیدل گھسٹنے سے تو بھکڑا ہی بہتر

آپ بھلے اپنا کوتا بھلا ہے ذرا سا فرق۔ ترازو کی اونچ نیچ خفیف سی حالت۔ جو بات اصلی نہ ہو۔ تماشہ۔ ۱۲

کہ منزل رساں تو ہو۔ غرض دنیا کی کسی چیز کی جستجو نہیں ہے کوئی کچھ الزام

دے سکتا ہے کوئی کچھ سمجھ سکتا ہے ... پانیں ... ہمارا ... کہ ... والوں

کی نظروں میں کوئی ہستی نہیں ہے گناہوں ... پر وہ ہمیشہ

سے جھکے رہتے ہیں ۵

نیست عجب گر ز ادب گشتہ دوتا ... جنبش الفت است

لیکن ہم کو کسی کے کہنے سے کیا غرض ہم کو اپنے کام سے کام

یاد رکھو کہ با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب ہے۔ تم اپنی ماں

کو کون کہتا ہے کہ سچ مچ کی ماں سمجھو مگر نقلی ماں یعنی ماں کا قائم مقام

تو سمجھو یعنی جس پوزیشن کی وہ در اصل مستحق ہیں۔ جھکنے کے ساتھ

ہر کوئی جھکتا ہے ... بھی ضرور تم کو پیار کی نگاہ سے دیکھتی رہیں گی اور

ویسا ہی برتاؤ کریں گی جیسا اپنے بیٹے کی اولاد سے کرتی ہیں۔ ۵

جھکے آپ سے ... جھک جائیے ... آپ سے اس سے رک جائیے

... سوتیلی ماں سوتیلی ماں کہہ کر تم دل آزاری اور تمہارے

دلوں میں بدلی اور نفرت پیدا کرنا چاہتی ہیں وہ تمہاری بدخواہ ہیں

جھکا سے پر ... بیٹھ والی۔ ... الفت۔ آمادہ۔ سمجھو کچھ ... سے

... نہیں جاتا بلکہ اس کی طبیعت یوں ہی واقع ہوئی ہے۔ جو ادب کرتا ہے وہ

خوش نصیب ہوتا ہے اور جو ادب نہیں کرتا وہ بدنصیب۔ برائی چاہنے والی ۱۲

یاد رکھو! تمہاری ماں تو اب کسی کے پیدا کیئے پیدا ہو نہیں سکتیں - اب یہ تم سب کے ہاتھ ہے کہ اس خالی جگہ کو اپنی خالہ کی ذات سے گو وہ ذاتِ ناقص ہی کیوں نہ ہو پُر[1] کرو یا نہ کرو - اس جگہ کو بالکل خالی رکھنے سے کیا یہ بہتر نہیں کہ وہ جگہ پر کردی جائے - ساری نہ ملے تو خیر آدھی ہی سہی - سارا جاتا دیکھیئے تو آدھا دیجے بانٹ - ۱

کیا کہوں حالِ دردِ پنہانی[2]　　وقت کوتاہ[3] و قصہ طولانی[4]
عیشِ دنیا سے ہو گیا دل سرد　　دیکھ کر رنگِ عالمِ فانی
کچھ نہیں بجز[5] طلسمِ خواب و خیال　　گوشۂ فقر[6] و بزمِ سلطانی
ہے[7] سراسر فریب و وہم و گماں　　تاجِ[8] فغفور و تختِ خاقانی
ایک دھوکا ہے لحنِ[9] داؤدی　　اک تماشا ہے حسنِ کنعانی[10]
نہ کروں تشنگی[11] سے تر لبِ خشک[12]　　چشمۂ خضر کا ہو گر پانی
لوں نہ اک مشتِ[13] خاک کے بدلے　　گر ملے خاتمِ[14] سلیمانی
بحرِ ہستی بجز سراب[15] نہیں　　چشمۂ زندگی میں آب[16] نہیں

۱ بھرنا - ۲ پوشیدہ مخفی - ۳ تھوڑا - ۴ لمبا - ۵ سوائے - ۶ فقیری کا کونا اور بادشاہ کی مجلس - ۷ بالکل - ۸ بادشاہ چین کا تاج اور بادشاہ کا تخت - ۹ دل کش آواز - ۱۰ کنعان کی خوب صورتی - ۱۱ پیاس - ۱۲ سوکھے ہونٹ - ۱۳ خاک کی مٹھی - ۱۴ حضرت سلیمان کی انگوٹھی - ۱۵ سوائے دھوکے - سراب کے اصلی معنے شور زمین جو دھوپ میں چمک کر دور سے ایسی نظر آئے کہ گویا وہاں پانی ہے و حقیقت میں وہاں پانی نہیں ہوتا - ۱۶ پانی - ۱۲

کچھ نہیں فرق باغ و زنداں میں — آج بلبل نہیں گلستاں میں

شہر سارا بنا ہے بیت الحزن — آج یوسف نہیں ہے کنعاں میں

تبسم تھی اک زباں پہ شیرینی — ڈھونڈتے کیا ہو سیب و رماں میں

تکلم تھی اک بیاں پہ رنگینی — کیا دھرا ہے عقیق و مرجاں میں

لبِ جادو بیاں ہوا خاموش — گوشِ گل وا ہے کیوں گلستاں میں

گوشِ معنی شنو ہوا بیکار — مرغ کیوں نعرہ زن ہے بستاں میں

وہ گیا جس سے بزم روشن تھی — شمع جلتی ہے کیوں شبستاں میں

نہ رہا جس سے تھا فروغِ نظر — سرمہ بنتا ہے کیوں صفاہاں میں

ماہِ کامل میں آ گئی ظلمت — آبِ حیواں پہ چھا گئی ظلمت

دوسرا باب — کچھ تمہارا حال

گر خوئے تو چوں عارضِ نیکوئے تو باشد — حاشا کہ کسے را گلہ خوئے تو باشد

قید خانے - غم کا گھر - انار - یاقوت - مونگا - پھول کے کان باغ میں کیوں کھلے ہوئے ہیں - مطلب کی سننے والا - پرند - شور کرنے والا یعنی باغ میں جانور کیوں شور مچا رہے ہیں - مجلس - خلوت خانہ - نظر کی بہار - اندھیرا - وہ پانی جس کے پینے سے آدمی ہمیشہ ہمیشہ کو زندہ رہے - جیسی تمہاری شکل اچھی ہے اگر ایسے ہی تمہارے عادات اور اطوار بھی ہوں تو پھر کیا مجال کہ کوئی تمہارا گلہ کر سکے - ۱۲

تم نے کبھی اس بات پر بھی غور کی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کیوں پیدا کیا؟ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ[1] - اس سے صاف ظاہر ہے کہ اصل مقصود انسان کی تخلیق سے یہ ہے کہ وہ اپنے خالق کی عبادت کرے - ؎

فانی[2] ہر ایک چیز ہی فانی جہان ہے؛ مقصود اس فنا سے مگر امتحان ہے

اب یہ جاننا چاہیئے کہ عبادت کی غرض[3] اور غایت کیا ہے - ہماری عبادت سے تو خدائے تعالیٰ رتی[4] برابر فائدہ نہیں بلکہ اصلی غرض اُس سے ہمارا ہی تزکیۂ[5] نفس ہے اور اصل عبادت یہ ہے کہ انسان صفات[6] باری تعالیٰ کی طرف توجہ کرے اور اپنے آپ میں وہ صفاتِ حسنہ پیدا کرنے کی کوشش کرے جس کی بدولت اُسے باری تعالیٰ سے تقرّب[7] حاصل ہو - صفاتِ[8] حسنہ باری تعالیٰ کی غیر محدود[9] و لامتناہی ہیں اور انسان کو دیکھو تو وہ ایک محدود ذات ہے - جس قدر انسان صفاتِ حسنہ میں ترقی کرے گا اُتنا ہی وہ خدا کا پیارا بندہ ہوگا - دنیا آرام و آسائش کی جگہ نہیں بلکہ دارالمحن[10] ہے اور اسی واسطے

[1] ہم نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر صرف اس لیے کہ وہ ہماری عبادت کریں۔ [2] جسے قیام نہیں - جانے والی - فنا ہونے والی - [3] مطلب - [4] منشا - [4] ذرا سی بھی - [5] دل کی پاکی - [6] اچھی صفتیں [7] نزدیکی - [8] جس کی حد نہیں - جس کی انتہا نہیں - [10] غم کا گھر - ۱۲

کہا گیا ہے کہ اَلدُّنیَا سِجۡنُ الۡمُؤۡمِنِ وَجَنَّۃُ الۡکَافِرِ۔ یہاں کی تمام
چیزیں فانی ہیں نہ خوشی کو ثبات ہے نہ رنج کو قیام۔ جس طرح یہاں
کی خوشیاں دھوکے کی ٹٹی اور چند روزہ ہیں اُسی طرح یہاں کے
رنج و آلام و مصائب عارضی ہیں۔ یہ بندھی بات ہے کہ ہر مصیبت کے
بعد راحت ہے۔

عیش ہو جس کا نتیجہ وہ مصیبت اچھی جس کا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

اور جیسا ہم جانتے ہیں کہ وَمَا مِنۡ مُّصِیۡبَۃٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ تو
مصیبت میں سنانے صبری کرنا شانِ عبودیت کے بالکل خلاف ہے ہم کو
ہر مصیبت پر یہ سمجھ کر صبر کرنا چاہیئے کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے حکم سے ہوا ہو نہیں سکتا
ہم کو مصیبت کو ہمت اور استقلال سے انگیز کرنا چاہیئے۔ کہ ایک ذرہ بھی
اُس کی مرضی کے بدون ہل نہیں سکتا۔ دنیا میں ہم کو سدا رہنا نہیں بلکہ یہ
ایک سرائے ہے جس میں ہمارا مقام چند روزہ ہے۔ دنیا میں ہم محض طیاری
آخرت کے لیئے بھیجے گئے ہیں۔

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

کوئی شبہ نہیں کہ اَلدُّنۡیَا مَزۡرَعَۃُ الۡاٰخِرَۃِ۔ ہم کو چاہیئے کہ

دنیا مسلمانوں کے لیئے قید خانہ ہے اور کافروں کے لیئے جنت۔ بے اذن خدا کوئی آفت کبھی
نہیں آیا کرتی۔ بندہ ہونے کی حیثیت۔ برداشت۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی جیسا یہاں
بوؤ گے وہاں کاٹو گے۔ ۱۲

ہم ہر آن دعا کرتے رہیں کہ رَبَّنَا[1] آتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ - دنیا میں ساری چیزیں سوائے موت کے
غیر یقینی[2] ہیں - موت ہی ایک ایسی یقینی چیز ہے جس کے دیر سویر[3] آنے
آنے میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں - اس لیئے موت کا خیال ہر وقت
پیش نظر رکھنا چاہیئے -

ہر دم خیال موت کا پیش نظر رہے جب تک جیئے جیئے اجل آئی تو مر رہے
رہ رو[4] ہمیشہ چاہیئے باندھے کمر رہے دنیا وطن نہیں ہے کہ آئے پسر رہے

آئے ہیں ہم جہاں میں تو جانا ضرور ہے
سارا ہی قافلہ سر راہ مرور[5] ہے

اس چند روزہ زندگی میں ہم کو اپنی دائمی[6] زندگی کے لیئے پوری طرح
طیاری کر لینی چاہیئے کہ وہاں کے امتحان میں جو بڑا سخت ہے پورے
اتریں - اللہ تعالیٰ جل و علا شانہٗ نے مرد اور عورت دو جنسیں
پیدا کی ہیں - عورت کو مرد کی تسلی اور دل بہلانے کے لیئے پیدا کیا ہے
دنیا کی گاڑی دونوں ہی کھینچتے ہیں - آج کل کے تہذیب یافتہ
مرد اور عورت دونوں کو مساوات[8] کا درجہ دینا چاہتے ہیں - یہ افراط[9]

---

[1] ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا - [2] جن کا یقین نہیں -
[3] تاخیر یا تعجیل آج نہیں کل - [4] چلنے والا یعنی مسافر - [5] پھیل گئے - [6] چل چلاؤ - کوچ -
[7] مستقل ہمیشہ کی - [8] برابری - [9] زیادتی - ۱۲

اور جو ایک کو آسمان پر چڑھا دیتے ہیں اور دوسرے کو زمین میں ملا دیتے ہیں یہ تفریط[1] ہے۔ دونوں اکسٹریمسٹ ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ دونوں کے مدارج میں صریح تفاوت[2] ہے مگر وہ تفاوت ایسا نہیں کہ ایک کو بالکل گرا دے اور دوسرے کو بانس پر چڑھا دے بلکہ اُس کی مثال دائیں اور بائیں ہاتھ کی سی ہے یا یہ کہ دو آنکھیں ہیں۔ مرد پہلے پیدا کیا ہے اور عورت بعد میں[3]۔ مردوں کا درجہ ہر اعتبار سے عورتوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ۔ اس آیت میں خدا نے مردوں کو قوّام[4] یعنی حکمراں ہونے کے دو سبب بیان فرمائے ہیں۔ ایک مردوں کی فضیلت[5] مطلقہ عورتوں پر۔ لیکن وجوہ[6] فضیلت بیان نہیں فرمائیں اس سے معلوم ہوا کہ مطلقاً مرد مطلقاً عورت پر فضیلت اور برتری رکھتا ہے اور یہ فضیلت خلقی[7] رکھتا ہے اس قسم کی جیسے انسان کی فضیلت جانوروں پر۔ گھوڑا اگرچہ وہ نجدِ[8] عرب کا ہو یا وہ کاب[9] کی نسل[10] مستند کا ہوتا ہم اُس پر انسان کو فضیلت ہے خواہ وہ حبشی یا وحشی یا گونڈ[11] یا بھیل[12] ہی

---

[1] کمی۔ انتہا پسند۔ اس کی ضد ماڈرٹ یعنی اعتدال پسند ہیں۔ [2] فرق۔ [3] مرد عورتوں کے سر دھرے ہیں (اس کے دو سبب ہیں ایک) یہ کہ (آدمیوں میں) اللہ نے بعض (یعنی مردوں) کو بعض (یعنی عورتوں) پر (دل کی مضبوطی اور جسمانی توانائی میں) برتری دی ہے اور (دوسرا) سبب یہ کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنا مال خرچ کیا ہے۔ [4] حاکم۔ [5] برتری۔ بڑائی۔ [6] بزرگی۔ بزرگی کے سبب۔ [7] اصلی۔ پیدائشی۔ [8] عرب میں ایک ملک ہے جہاں کا گھوڑا مشہور ہوتا ہے۔ [9] اسٹریلیا کے گھوڑے مشہور ہیں اور وہ کاب کہلاتے ہیں۔ [10] معتبر نسل کا۔ [11][12] گونڈ اور بھیل دکن کی جنگلی قومیں ہیں۔ ۱۲

کیوں نہ ہو۔ دوسرا سبب عورتوں پر مردوں کے حکمراں ہونے کا فرمایا بِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں یعنی مہر دیتے ہیں اور اُن کے نان و نفقے کا بار اُٹھاتے ہیں۔ اور ایک جگہ ارشاد ہوا ہے وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ۔ جب کہ باری تعالیٰ عز اسمہٗ نے خود افراد انسانی کے مدارج کی تفریق صاف صاف بتلا دی ہے تو اس تفریق کو مساوات سے بدلنا چاہتے ہیں وہ صریح غلطی پر ہیں۔ پس دنیا میں آرام و آسایش کی زندگی جب ہی بسر ہو سکتی ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ اپنے مراتب اور پوزیشن کو بخوبی سمجھ کر حدود مقررہ کے اندر رہے۔ اگر انگریزی تعلیم نے عورتوں کو یہ سبق دیا ہے کہ وہ مردوں کے ٹکر کی ہیں تو اُن کو غلط رہنمائی کی ہے۔ عورتوں کو قطعی طور پر اس بات کو ذہن نشین کر لینا لازم ہے کہ وہ بالنسبۃ مرد سے کم ہیں۔ گھر ایک چھوٹی سی سلطنت ہے جس کا مطلق العنان بادشاہ مرد ہے اور وزیر عورت اور جب دونوں اپنی اپنی پوزیشن سے واقف ہو جائیں گے اور اپنی مقررہ حدود سے سر مو تجاوز نہ کریں گے تو ممکن نہیں کہ کسی قسم کی کشمکش یا بدمزگی پھیلے۔ اس میں شک نہیں اور تاریخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ ملکِ عرب میں لڑکیوں کو بہت گرا دیا تھا اور عرب لوگ لڑکی پیدا ہونے کو اپنی بڑی

رُوٹی کپڑے۔ بوجھ۔ اور لڑکا لڑکی کی طرح (گیا گزرا) نہیں ہوتا۔ برابری بال برابر یعنی ذرا بھی۔ بڑھنا۔ تناتنی کھینچا تانی۔ مدد۔ ۱۲

ذلت سمجھتے تھے - وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ
مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ
اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ
اور ان کی یہ بھی اور تنفر اس وجہ سے بہیج گئی تھی کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی
مار ڈالتے تھے - وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝
مذہب اسلام نے مرد و زن کی اس غیر منصفانہ تفریق کو مٹا دیا - ہندوستان
میں راجپوتوں میں اب تک لڑکیوں کے مار ڈالنے کا دستور تھا اور
انسداد دختر کشی کا ایک محکمہ انھیں معصوموں کی جان کی حفاظت
کے لیئے مقرر تھا - غرض لڑکیوں کا قتل حکومت کے زور سے مسدود
کیا گیا - گورنمنٹ علانیہ قتل کو روک سکتی ہے لیکن دلوں کی نفرت کو کون
دور کر سکتا ہے - دلوں کا حال سوائے خدا کے کون جان سکتا ہے -

---

[1] اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی خوشخبری دی جائے تو (مارے
رنج کے) اس کا منہ کالا پڑ جائے اور (زہر کے سے گھونٹ) پی کر رہ جائے - لوگوں
سے بیٹی کی عار کے مارے جس کے پیدا ہونے کی اس کو خوشخبری دی گئی ہے چھپا چھپا
پھرے (اور دل میں منصوبے سوچے کہ) آیا (اس) ذلت پر بیٹی کو لیئے رہے یا
اس کو مٹی میں گاڑ دے - دیکھو تو (خدا کے بارے میں ان لوگوں کی) کیا بری رائے
ہے - [2] بھڑکنا - بگڑنا - [3] نفرت - بیزاری - ناپسندیدگی - [4] اور جس وقت لڑکی سے جو زندہ
درگور کر دی گئی تھی پوچھا جائے کہ قصور کے بدلے میں ماری گئی - [5] بیٹیوں کے
مار ڈالنے کی روک تھام - [6] گناہوں - [7] تند - [8] ظاہرا - کھلم کھلا - ۱۲

حاکمِ ظاہری کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ نفسوں میں کیا خباثت
پوشیدہ ہے۔ دنیاوی حاکم صرف حالت ظاہری پر حکم لگا سکتا ہے اور غیب
یہ خدا ہی کی شان ہے کہ یَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ
اب اگر لڑکیاں کھلے خزانے قتل نہیں کی جا سکتیں تو دنیا میں ناخواندہ
مہمان ضرور ہیں۔ والدین تو والدین لڑکی کی آمد سن کر کتنے قبیلے والوں
بلکہ اپنوں غیروں تک کے منہ لٹک جاتے ہیں اور آثار ملال ان کے
چہروں سے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ۵

آتی ہو اکثر بے طلب دنیا میں جیسے آئی ہو تم
پر موہنی سے اپنی یاں گھر بھر پہ چھا جاتی ہو

بیٹا دھن دولت سمجھا جاتا ہے اور بیٹی کوڑا کرکٹ۔ لیکن غور سے دیکھو
تو نہ بیٹے میں کوئی سرخاب کا پر لگا ہوا ہے نہ بیٹی کے ساتھ کوئی شامت لگی
ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ بیٹے سے نام چلتا ہے اور بیٹی پرائے گھر کا دھن
ہے۔ نام چلنے کی جو کہو تو نام چلتا بھی ہے اور نہیں بھی۔ بعض وقت بیٹا ایک
بھی جڑ سے کھو دیتے ہیں۔ دونوں ہی باتیں ہیں اگر لڑکا اچھا اور سعادتمند
نکلا تو باپ کا نام روشن کرے گا اور اگر برا نکلا تو ماں باپ کی زندگی تلخ
کر دے گا۔ طرح طرح کی تکلیفیں دے گا۔ لاکھوں ارمانوں سے
خدا رکھے ماشاء اللہ جوان ہوتے ہیں۔ پڑھ لکھ کے [illegible]
[illegible] بچپن سیکھے۔ ذرا کیا سنایا [illegible]

[illegible] ہوا۔ خدا آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور [illegible]
[illegible] سینوں میں پوشیدہ ہے [illegible]
[illegible]

مارنے مرنے پر اُدھار کھائے بیٹھے ۔ ماں ہے کہ ہر بات کی دَبُّو دَبُّو کرتی ہے ۔ ڈرتی ہے کہ کہیں باپ کے کان تک خبر نہ پہنچ جائے ورنہ خدا جانے کیا غضب توڑ ڈالیں گے ۔ ۵

الا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر ۔ ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

زبان ہلانے کا حکم نہیں ۔ دم نہ مارو شکر گزارو ۔ خدا جانے کہاں کہاں کی خدائی خوار جھک مارتا اور کس کس در کی خاک چھانتا باپ دادا کی ناک کٹواتا پڑا پھرتا ہے ۔ ایسوں ہی کو کہتے ہیں کہ ولی کے گھر شیطان پیدا ہوا ۔ پڑھنا لکھنا سب بالائے طاق ۔ مڈل[1] فیل کی ڈگری پا چکے ۔ مڈل فیل کے ساتھ ہمت بھی فیل ۔ اب اور کیا پڑھیں گے ۔ بس بہت پڑھا ۔ آخر پڑھنے کی کوئی حد بھی ۔ یا ساری عمر پڑھتے اور طوطے کی طرح رٹتے ہی جائیں ۔ آدمی نہ ہوا گھن چکر ہوا ۔ جوانی دیوانی ۔ بُری صحبت کا اُبال یہ کہ بناؤ سنگھار گلے کا ہار ہوا ۔ عطر تیل پھلیل میں بسے بسائے ۔ کان میں شمامۃ العنبر[2] کا پھویا نمایاں طور پر اڑا ۔ گہرا دُنبالے دار سرمہ آنکھوں میں ڈٹا ۔ صبح کی نماز قضا ۔ مگر ڈاڑھی صفا ۔ حجام کی محتاجی نہیں ۔ آندھی جائے مینہ جائے مگر ڈاڑھی ضرور گھٹے ۔ کیا مجال

[1] انگریزی (ڈ) ساکن ہے مگر عوام ڈال کو متحرک و مفتوح بولتے ہیں ۔ فیل = ناکامیاب ۔ پہلے یہ امتحان شرط ملازمت تھا اب اشیاء کی گرانی کے ساتھ علم کی گرانی بھی ہو گئی اب انٹرنس یا میٹرکیولیشن پر دارومدار ۔ اگر ٹھیرا ہے امید ہی میل ونہار ہے تو بی ۔ اے پر جا کر دم لے تو عجب نہیں ۔

[2] ایک قسم کا عطر ہے جس کا جزو غالب عنبر ہے ۔ جس کو سب نہ دیکھ سکیں ۔ ۱۲

کہ کھونٹی خوردبین سے بھی نظر آجائے۔ مونچھ نئے فیشن کے موافق
دونوں سرے پر قینچ۔ عین مین لنڈوری گلہری کی پونچھ۔ سر پر کے
پٹھے بڑے ناز و نعم کے پلے۔ مانگ نکلی۔ پٹیاں جھکی گوند سے جمی
کیا مجال ایک بال تو جگہ سے ٹلے جگہ یا اوپر نیچے ہو جائے۔ ۵ سو
ہم نکالیں گے سن اے موج ہوا بل تیرا۔ اُس کی زلفوں کے اگر بال پریشاں ہوں گے
اے کاش بالوں کی باقاعدگی سے نصف باقاعدگی بھی ان کے دوسرے
کاموں میں ہوتی۔ اُن میں تو وہ تہ و بالا اور ابتری کہ [illegible] شنیدہ
سر موتیا کے خوش بو دار تیل سے چک بجک کیا معنی یوں سمجھو کہ
بالوں کی کیاری میں تیل کی آبیاری۔ کلے میں پان کی گلوری
ٹھنسی۔ ہونٹوں پر سرخی کی دھڑی جمی۔ آڑا پھنسا ہوا پائجامہ
جس میں نصف ساق چوڑیوں سے جکڑی ہوئی۔ موریاں تنگی [illegible]
سے زیادہ تنگ۔ سوئی کے ناکے سے اونٹ کا نکل جانا آسان
مگر پاؤں کا اس تنگنائے پارچے میں داخل ہونا ایک [illegible]
لاہور کا ریشمی چھچوائے ہوئے رنگ کا [illegible] دار [illegible]
کا ازاربند لٹکتا ہوا۔ پاجامے کے ساتھ عزت کو بھی [illegible]
چکن کا کڑھا ہوا کرتہ۔ اوپر سے تن زیب کا پھنسا ہوا انگرکھا۔
جس کے اندر سے کرتے کے بیل بوٹے جھلک رہے ہیں گویا [illegible]

---

۱ پر کترے ہوئے۔ ۲ بے ڈھم کی۔ ۳ دُم۔ ۴ گڑبڑ۔ ۵ بے ترتیبی۔ ۶ نہ دیکھی نہ سُنی۔ ۷ بھرا ہوا
۸ افراط سے۔ ۹ تہ۔ ۱۰ پنڈلی۔ تنگ طرے رستے۔ ۱۱ تنگ حد جس کا ٹھکانا نہ ہو۔ ۱۲ [illegible]

میں تار سے ۔ انگرکھے پر کامدانی دلیل ہمہ دانی ۔ گرو سنجاف[1] اس پر گوٹا و
کی بیل ۔ کنٹھی میں لال ڈورا ۔ بند ان کے بیباکانہ ہیاؤ[2] کی طرح چوپٹ[3]
کھلے ہوئے ۔ تا کہ چوڑی اور بھری بھری چھاتی پر ملمع کے زنجیر دار
بٹن نظر آئیں ۔ بانگی[4] دوپلیا دو انگل کی ٹوپی ۔ اول ہی چھوٹی[5] ہوئی
اس پر چُنی چنائی سکڑی سکڑائی آپ کے فرقِ مبارک پر اس طرح
براج رہی ہے جیسے شملے پروا لہرائے ۔ ٹوپی تلے پیچھے ہٹی ۔ سامنے
دو انگل مانگ کھلی ۔ وصلی[6] کی سلیم شاہی کامدار جوتی ۔ جیسے سونے
کا ڈلا ۔ بہت باریک ریشمی پھول دار موزے پاؤں میں ایسے پھنسے
جیسے انگوٹھی میں نگینہ یا دل میں کینہ ۔ ہاتھوں میں انگوٹھی چھلے
گلے میں ایک نازک سی زنجیر جس میں شمشیر نما خلال اور کان ڈولی
گوشمالی کے لیے آویزاں ۔ آنکھوں پر بے ضرورت رولڈ گولڈ کی
کمانی کی عینک چڑھی ۔ دو آنکھوں کی چار ہیں جب بھی آنکھیں
نہ کھلیں ۔ ہاتھ میں چاندی کی موٹھ کی بید کی پتلی سی چھڑی ۔ بائیں
کلائی پر رسٹ واچ بندھی ۔ دست درازی کی روک تھام مگر یہاں
اس کا کیا کام ۔ جیسے گھڑی گھڑی ضرورت بے ضرورت دیکھتے ہیں
نہ وقت دیکھنے کو کہ وقت کی ان کو ضرورت ہی نہیں بلکہ گھڑی بھی ایک
زیور تھا اپنے سجانے اور دوسروں کو دکھانے کے لیے ۔ غرض جیسا اپنے

[1] چوڑی گوٹ ۔ [2] حوصلہ ۔ ہمت ۔ جرأت ۔ [3] پورے ۔ [4] ٹیڑھی ۔ [5] جھکا ہوا اور مرجھایا ۔ [6] وہ جوتی جس کا تلا
بہت صاف ہلکا اور نازک ہو جسکی ضد ادھوڑی استر ہے ۔ [7] لاابالی بے پروا ۔ شوقین ۔۱۲

پڑے سے چپڑ رہتے ہیں۔ مفت کی روٹیاں توڑنا۔ کھانا اور غرّانا گلچھرّے اُڑانا۔ ع نمک خوردی نمکدان راشکستی۔ انھیں کی شان میں وارد ہی۔ گھنٹوں اپنے آپ کو آئینے کے سامنے تولتے ہیں۔ کبھی بال سنوارتے ہیں۔ جو کسی خاطر تلے نہیں جمتے۔ کبھی ٹوپی کو آگے کو جھکاتے ہیں تو ماتھا تنگ ہوا جاتا ہی جس سے دل تنگ ہوتا ہی۔ کبھی پیچھے ہٹاتے ہیں تو فراخ پیشانی پر مسکراتے ہیں۔ یہ ٹوپی کیا ہوئی گویا ریل ہوئی کہ آگے بھی چلتی ہی اور پیچھے بھی ہٹتی ہی۔ یا بندر کے ہاتھ کا ناریل ہوا کہ کسی کل قرار نہیں۔ خدا خدا کرکے ٹوپی کی طرف سے اطمینان ہوا بڑی مہم سر ہوئی۔ انگریز جرمنی پر فتح پاکر اتنی بغلیں نہ بجاتے ہوں گے جتنے یہ ٹوپی کے سدھ ہونے پر اُچھلے کودے۔ اب مُنہ کی باری آئی کبھی سیدھا بتاتے ہیں کبھی ترچھا۔ کبھی زبان باہر نکالتے ہیں تو کبھی اندر یا یوں سمجھیے کہ آئینے کے۔ اسنے بندر۔ یونیورسٹی کا ممتحن بی۔ اے کے پرچے بھی اس جانچ تول سے نہ دیکھتا ہوگا جیسے یہ اپنے ہونٹوں کی اقلیدسی شکلوں کو دیکھتے اور اپنی مراد پر سمجھے جاتے ہیں اور خود ہی فیصلہ کرتے ہیں کہ کون سا انداز دل کش ہی۔ ۵

جس ہنڈیا میں کھائیں اُسی میں چھید کریں۔ نمک حرام۔ احسان فراموش۔ کہا گیا ہی۔ چوڑی چکلی۔ خوش ہونا۔ درست ٹھیک۔ دارالعلم جہاں سے ڈگریاں ملتی ہیں۔ اقلیدس ایک حکیم کا نام ہی جس نے شکلوں کا علم ایجاد کیا ہی۔ جسے جیا مٹری کہتے ہیں قریب

شوق ہے دل میں بہت اور پاس اک پائی نہیں ۔ اس لیئے تصویر جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

دل میں سمجھتے اور خوش ہوتے ہیں کہ میں بھی کچھ ہوں ۔ ۹

اک کام اور بھی ہے اگر مجھ سے بن پڑے   ہر پھیر کے اپنے آپ پہ صدقے ہوا کروں

چلتے ہیں تو اٹھلاتے[1] ہوئے ۔ خراماں خراماں مستانہ چال ۔ قدم دھرتے ہیں تول تول کر ۔ قدم گو زمین پر ہے مگر سر نخوت تکبّر اور خود پسندی سے آسمان پر ہے ۔ ہر قدم ہر بات ہر حرکت ہر جنبش ہر عشوہ و انداز معشوقانہ سے ان چلتوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ کیسا رعنا جوان اور کیسا البیلا[2] خوش رو خوش وضع اور خوش قطع انسان ہے ۔ جن کو اپنے ہی بناؤ سنگھار سے سیری نہ ہو اُن کو دوسروں کی طرف توجہ کرنے کا کب موقع ملتا ہے ۔ ادھر سے فرصت ہو تو بیوی کو دیکھیں ۔ یہ خود لاکھ معشوقوں کے ایک معشوق ہیں ۔ ان کی خریدار شہد پر کی مکھیاں بہت ہیں ۔ بھلا ان کی نظر میں بیوی اور وہ بھی مُنہ ماری سادی سودی گھر کی بوٹی جس کی آنکھ اُٹھنی بھی مشکل ہے کیا خاک سما سکتی ہے ۔ ۹

اکنوں[3] کرا دماغ کہ پرسد زباغباں   بلبل چہ گفت گل چہ شنید و صبا چہ کرد

اس وضع قطع کے بنانے سنوارنے ۔ سج دھج[4] درست کرنے کو کم سے کم دو گھنٹے صبح اور دو گھنٹے شام چاہئیں ۔ اب ذرا گھر کا مشغلہ سنیئے ۔

---

[1] اینڈتے مچلتے ۔ ناز و انداز سے معشوقانہ چال ۔ [2] نادر ۔ ان جیسا کوئی نہیں ہمچو من دیگرے نیست ۔ [3] بھلا کسے پڑی ہے کہ سارے قصے کی اتنی پوچھ گچھ کرے کہ بلبل نے کیا کہا اور پھول نے کیا سنا اور صبا نے کیا کیا ۔ [4] طرز ۔ وضع ۔ ۱۲

گھنٹوں میں تو گھڑوں پانی سے منہ دھلتا ہی۔ خوش بو دار ابٹن ہی۔ طرح طرح کے صابن ہیں۔ بیسن ہی۔ دھوئی تلی کی پھٹکیوں میں بسائی ہوئی کھلی ہی۔ کنگھی ہی۔ برش ہی۔ تولیہ ہی اور سب سے بڑھ کر وہ دغا باز آئینہ ہی جو ان کے عیوب کو بھی بنا سنوار کر پیش کرتا ہی۔ ۵

از قضا آئینۂ چینی شکست [۱] خوب شد اسباب خود بینی شکست

تولیئے سے بار بار منہ رگڑا جا رہا ہی مگر رنگ جوں کا توں برقرار۔ رگڑائی اور چھلائی سے بھلا کہیں کالے گورے ہوے ہیں ع

این خیال است و محال است و جنوں [۲]۔ صفائی ہی کہ کسی طرح ختم نہیں ہوتی۔ گھر میں گئے دو چار آڑی ٹیڑھی باتیں بڑھیا ماں کو سنائیں وہ شہد کے سے گھونٹ پی کر رہ گئیں۔ اپنی عزت اپنے ہاتھ ایک بول کر کون دس سنے۔ کچھ بہن کو ڈانٹا ڈپٹا۔ چھوٹے بھائی کا کان مروڑ ایک چپت رسید کی۔ بڑبڑاتے کڑکڑاتے ناشتہ زہر مار کیا۔ باہر بیٹھک میں تشریف لائے۔ جہاں پہلے ہی سے اخوان الشیاطین [۳] بگڑے نواب کے برآمد ہونے کے منتظر بیٹھے تھے آپ مسند پر تکیئے سے لگ کر بیٹھے۔ نوکر نے لا کر سامنے زیر انداز بچھا پیچوان لگا دیا۔ جس میں سے لکھنؤ کے خمیرے کی بو چوطرف

---

[۱] قضا جو آئی تو آئینہ ٹوٹ گیا۔ اس کم بخت کا ٹوٹنا ہی اچھا ہوا کہ اپنے آپ کو تو لنے کا ذریعہ تو گیا۔ نہ آئینہ ہوگا نہ منہ دیکھا جائے گا۔ [۲] یہ نرا خیال ہی جو نا ممکن ہی اور خبط ہی۔ شہد سے۔ لنگارے۔ بھائی کی شکل میں شیطان صحبت بد۔ ۱۲

پھیل کر دور دور تک مشامِ جان کو معطر کر رہی ہے۔ مسند کے کنارے
چاندی کا خاصدان گلوریوں سے ٹھسا ٹھس بھرا۔ اوپر کی تشتری میں
رام پور کا خوشبودار تر۔ وہ ایک ڈبیہ میں چکنی ڈلی الائچیاں۔ دوسری
میں مشک آمیز ست۔ اسی کے پاس مراد آباد کا منجھا منجھایا صاف
ستھرا اُگالدان ہے۔ بات پیچھے گلوری پہلے۔ تاش۔ گنجفہ۔ شطرنج
چوسر۔ ڈرافٹ ۵۔ کھیل کی کیا چیز ہے جو موجود۔ اگر شطرنج میں لگ گئے
تو ایسے لگے کہ پھر سر نہ اٹھایا اور دوپہر کر دی کھانے تک کی خبر نہیں
ماما آتی ہے پردے کے پاس سے جھانک کر اُلٹے پاؤں پھر جاتی
ہے۔ کھانا پڑا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ میاں اپنے آپے میں ہوں تو انہیں
وہ شطرنج میں ایسے کھوئے گئے ہیں کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر۔ کبھی
ستار چھڑ گیا تو پھر کیا ٹھکانا۔ مینڈ۔ زمزمہ۔ بہرا۔ گت۔ بول بج رہے
ہیں۔ ہر گت کے ساتھ کھونٹیاں مروڑتی اور ستار ملایا جا رہا ہے۔ تیج
پر کبھی اُتارے جاتے ہیں کبھی چڑھائے۔ بڑی دیر میں جا کر
کہیں دونوں ملے۔ ایسا پنچم کی کھونٹی کبھی کسی جا رہی ہے کبھی ڈھیلی
کی جا رہی ہے۔ مگر وہ سُر سے میل نہیں کھاتا لیکن اُستاد نے بڑے
اُتار چڑھاؤ کے بعد ستار کو ملا کر ہی چھوڑا۔ پردے اوپر نیچے سرکا کر
ٹھاٹ بدلا جا رہا ہے۔ پنچم اور بہاگ کے سُر لگ رہے ہیں۔ سیدھی
اُلٹی سفر سب ہی رنگ ہیں۔ طبلہ الگ کھڑک رہا ہے تھاپ پہ تھاپ

---

۱ مشک ملا ہوا۔ ۲ اپنے حال میں۔ ہوش و حواس بجا و درست۔ ۳ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے
۵ ہندوستانی بادہ کنکٹ کی طرح کا ایک انگریزی کھیل ہے۔ ۱۲

پڑ رہی ہے۔ تال سُر میں پورے سم سے باخبر۔ ٹھائی تیدری کا لحاظ۔ ذرا سُر سے سنبلے سہروا کہ ستوڑی سے بایاں درست کیا گیا۔ آٹا لگایا گیا ہارمونیم ایک بگڑے شریف زادے چھیڑ رہے ہیں۔ ٹیڈی... صاحب جھوم جھوم کر گا رہے ہیں بڑی دیر اور کاوش کے بعد... ہارمونیم اور طبلے کے سُر جا کر ملے۔ اُدھر ساز ٹھیک ہو رہا تھا ادھر ... میں سے کوئی صاحب ٹپہ۔ ٹھمری۔ دادرا۔ دھرپد۔ ترانہ۔ ناٹک کی چیزیں اپنے خیال میں میٹھے سُروں میں گا کر لوگوں کو رجھا رہے ہیں۔ داد پر داد پا رہے ہیں۔ ایک دوسرے صاحب میٹھے سُروں میں گنگنا رہے ہیں۔ کوئی تال دے رہا ہے۔ کوئی الاپ رہا ہے۔ اُتار چڑھاؤ گٹکری۔ مُرکی۔ اُونچے نیچے سُروں میں رکھب۔ گندھار کی داد دے رہا ہے۔ بھیرویں چھڑ رہی ہے۔ یہاں تک کہ اسی اٹھو بیٹھ بے تمیزی میں آدھا دن غارت ہوا دوپہر ہوئی۔ سارنگ۔ بیلاول بروے کی نوبت آئی۔ رات ہوئی تو پھر کیا ٹھکانا۔ دن تو اللہ نے کام کاج کے لئے بنایا ہے۔ جو کام کاج ہوا وہ آپ نے دیکھ ہی لیا اب رات آئی ع رات کیا آتی ہے اک سہر پہ بلا آتی ہے۔ باقاعدہ جلسہ شروع ہو گیا۔ سٹائی برخاست سیر دائی آئے۔ کوئی گویے کہیں سے بھٹکے بھٹکائے۔ واجد علی شاہ کے نام لیوا خاں صاحب

کوشش۔ فکر۔ مفتون۔ مائل۔ تعریف۔ واہ وا۔ غیر پیشہ ور۔ نوسکھیے پیشہ ور سازندہ۔ پھرتے پھراتے۔ بھولے بھالے۔ مداح۔ متوسل۔ کلمہ گو۔ ۱۲

لکھنؤ کی طرف سے پھرتے پھراتے بگڑے نواب کا نام سُن کر آن [ٹکے]
ہیں وہ اپنے جوہر دکھا رہے ہیں گلا پھاڑ پھاڑ کر گا رہے ہیں ۔
اتنا لوگ اُن کے گانے سے خوش نہیں ہوتے جتنا وہ خود محظوظ
ہوتے ہیں ۔ وہ اپنے کو **تان سین** کا باوا ہی سمجھتے ہیں مگر
واقعی بات یہ ہے کہ پکّا گانے والا ہے اور **طاؤس** اور **بین** خوب
بجاتا ہے ۔ نواب کو باڑھ[۲] پر رکھ لینا کون سی بڑی بات تھی ۔ دو چار
بڑھاوے چڑھاوے دیئے وہ رام[۳] ہو گئے ۔ اُونگھتے کو ٹھیلنے کا
بہانہ ۔ مُنہ سے نکلنے کی دیر تھی اشارہ پاتے اُنھیں میں سے ایک صاحب
سر پر پاؤں رکھ کر دوڑے اور چشم[۵] زدن میں چاوڑی[۶] سے ایک
طوائف کو بڑی لمبی چوڑی انٹروڈکشن کے بعد بلوا لائے ۔ اب
باقاعدہ محفل رقص[۸] و سرود جم گئی یا یوں کہو کہ رت جگا ہو گیا ۔
حُقّے پر حُقّے اُڑ رہے ہیں ۔ گلوریوں پر گلوریاں کھائی جا رہی ہیں ۔
ساغر[۹] و مینا کا بھی کچھ دَور چھپے چھپائے ہی جمائیوں پر جمائیاں آ رہی
ہیں مگر ڈٹے ہوئے ہیں ۔ اونگھ رہے ہیں جھوسنٹے کھا رہے ہیں یا
ٹکٹکی[؟] جمائے ہوئے ہیں ۔ اگر کسی نے اُوپری دل سے اپنی قدر بڑھانے کو

---

[۱] ایک بڑے مشہور گویئے کا نام ہے جس کا نام سُنتے ہی گویئے کان پکڑ لیتے ہیں ۔
[۲] تعریف کر کے پھسلا دینا ۔ [۳] ہموار ہو گئے ۔ [۴] جلدی ۔ [۵] فوراً ۔ [۶] دلّی کا ایک بازار ہے جس میں
بازاری عورتیں حُسن فروشی کرتی ہیں ۔ [۷] انگریزی ، تقریب ۔ تعارف ۔ تمہید ۔
[۸] ناچ گانا ۔ [۹] پیالہ اور صراحی یعنی شراب اُڑنے لگی ۔ ۱۲

کہا بھی کہ "رات بہت آگئی۔ ہمیں بھی ہمیں تو نیند آرہی ہے ہم تو چلے"[۱] کہ دوسروں نے دو درجن قسمیں اپنے سر اور جان کی دے دلا کر انھیں پکڑ پکڑ[۲] اکر بٹھا لیا وہ پہلے ہی کب جارہے تھے یہ صرف نخرے تھے بیٹھ گئے اور ان کے حساب اب نئے سرے سے جلسہ شروع ہوا۔ گانا چھوڑ لوگ ان کی طرف جھک پڑے کہ انھوں نے آداب جلسے کے خلاف کھنڈت[۳] ڈالی۔ سیکڑوں قسم کے اوازے توازے کسنے لگے۔ وہ خود بھی شرم چہ گتی است کہ پیش مرداں بیاید[۴] انھوں نے بھی سب بےنقط سنائیں یہ شورش فرو ہوئی[۵] تو طوائف کی طرف رخ ہوا۔ اس کا گاتے گاتے پہلے ہی گلا پڑ گیا تھا مگر ان کی فرمایشوں کا تار نہیں ٹوٹتا۔ یہ کچھ تعریف[۱۰] اس کا حوصلہ بڑھا رہی ہے کچھ ان کا اصرار بےجا اسے تھکائے ہوئے ہے غرض شام کلیان۔ دیس۔ کھماچ۔ بہاگ۔ سورٹھ۔ سوہنی۔ سن برجی نہ بھرا۔ کہروا نچوایا۔ بھیرویں کی زبردست فرمایش ہوئی۔ بھیرویں کی ٹھمری ختم نہ ہونے پائی تھی کہ سندھ بھیرویں کی فرمایش ہوئی۔ کوئی گلے کی طرف متوجہ ہے تو کوئی زرت پر لٹو ہے۔ نوبت[۱۲] باایں جا رسید کہ پو پھٹی[۱۳] اور اجالا ہو گیا۔ جب ان لوگوں کا خدا خدا کر کے منہ کالا ہوا رباعی

---

[۱] متوجہ۔ رخنہ۔ رکاوٹ۔ [۲] طعنے دینے۔ کرنے۔ فضول گو۔ بیہودہ مذاق کرنے والے [۳] شرم کون سی گتیا ہے جو مردوں کے سامنے آئے۔ [۴] یعنی گالیاں رکیک باتیں [۵] گھٹ بڑھ۔ کم ہوئی۔ [۶] منہ دیکھے کی تعریف۔ تعریف غیر واجب۔ [۱۱] بتانا۔ [۱۲] فریفتہ بھفتون۔ آشکارہ۔ انجام کار یہاں تک۔ [۱۳] صبح کا اجالا ہوتے ہی۔ ۱۲

کی طاعت نفس میں بہت عمر بسر — انجام کی رکھی نہ جوانی میں خبر
کیفیت شب اُٹھا چکے حالی — مجلس کرو برخاست ہوا وقت سحر

نواب صاحب رات بھر کے جاگے بدمست ہو پڑ کر سوئے تو ایسے سوئے جیسے مردہ - دین و دنیا سے بے خبر - دن چڑھ آیا مگر آنکھ نہ کھلی - اگر کوئی اُٹھانے جاتا ہے تو لپک کر اُس کی ٹانگ لیتے ہیں - خدا خدا کر کے کوئی دس بجے یہ خانہ خراب خوابِ استراحت - نہیں - خوابِ لعنت و ملامت سے بیدار ہوا مگر بخت اب بھی خفتہ تھا -

خاک ہوئے پامال ہوئے برباد ہوئے سب ہو چکے — اور شدائد عشق کی رہ کے لیے کریم ہوا کریں

اُس کی آوارگی نے گھر کا دِوالہ نکال دیا - بدبٹا گیا تھا گھر میں گھن لگ گئی ساری خیر و برکت اُڑ پڑ گئی - مالِ مفت دلِ بے رحم - مال کو کھاک کر دیا - رحمن جوڑے بلی پلی شیطان لٹھائے گیا - آخر کہاں تک کوئی دیئے جائے - ہاتھ کھینچا تو برخوردار بلند اقبال نے دست درازی شروع کی - کچھ دھینگا مشتی سے کچھ زبردستی اُٹھا کچھ چوری چھپے لے بھاگے -

آرام کی نیند - بیدار - مفت کا مال اور دل بے رحم کا - جو مال بے زحمت ملتا ہے اُسے خوب دل کھول کے بے دردی سے اُڑایا جاتا ہے - مفلس - قلاش - اپنا خالی کہ ہاتھ میں پیسہ نہ رہے - جمع کرنے والا قطرہ قطرہ فراہم کرے اور لٹھانے یعنی ضائع اور برباد کرنے والا سارے کا سارا ایک دم میں ضائع کر دے - دھینگا زوری - جبر - دھونس کے یا سختی یا چھل وے کر لینا - ۱۲

چوری کا لپکا پڑ گیا۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ آج یہ گم کل وہ غائب۔
ماں کے گہنے کا صندوقچہ لے اُڑے۔ بازاریوں کو ٹکڑے کروا لیے۔
ماں کے جوڑوں پر پیاز کٹ گئی۔ کئی مہینے بعد خبر ہوئی۔ سر پیٹ لیا
صاحب زادے نے سنا افیون کھائی۔ افیون تو وہ یوں بھی کھاتے تھے
مگر اب زیادہ کھالی۔ جان کے لالے پڑ گئے۔ وقت پر خبر ہو گئی۔ نے حیا
تھے اور ابھی رسوائی اور باقی تھی لوٹ پیٹ کر چھکڑے ہو گئے
بات بات پر نکل جانے کا ڈراوا۔ بڈھا ڈرائے مرنے سے جوان ڈرائے
بھاگنے سے ع خوئے بدرا بہانہ بسیار۔ دوست احباب نے
خوب گلچھرے اڑائے۔ رات گئے کبھی گھر میں آئے کبھی نہ آئے۔
ماں ہے کہ ماماؤں کی ماری راہ دیکھتے دیکھتے وہیں تختوں پر پڑ رہتی ہے۔
جب سواری آئی دسترخوان بچھا روٹی کھلائی۔ ان کو کھانے کو
تر نوالہ چاہیئے اوروں کے لیئے کچھ ہو یا نہ ہو کوئی مرے یا جیئے
مگر ان کے لیئے سب کچھ ہو۔ لوگوں نے صلاح دی کہ لڑکا ہاتھ سے
نکلا جاتا ہے اسے کہیں اٹکا دو۔ جھپا جھپ بات تلاش ہوئی جھٹ
منگنی پٹ بیاہ۔ غیر کی لڑکی کی بھلی چنگی جان کو وبال میں لا ڈالا۔
مفت عذاب میں پھنسایا۔ ان کو ٹھیرا بازاری عورتوں کا لپکا۔
گھر کی بہو بیٹی ان کی خاطر تلے کیوں آنے لگی۔ یہ نسخہ بھی نے کار گیا۔

عادتِ بد۔ گھر کے حال سے جو واقف ہوتا ہے جب وہ بگڑ جاتا ہے تو جو کچھ نہ کر بیٹھے کم ہے۔
کم داموں پر دے ڈالنا۔ کسی بات کی کانوں کان خبر نہ ہونا۔ جسے بری عادت پڑ جاتی ہے اُسے
سیکڑوں بہانے مل جاتے ہیں اور بات بات پر حیلہ حوالہ کرنے کی لت پڑ جاتی ہے۔ مرنے اڑنا آنا۔

میاں کو خبر نہیں کہ بیوی کدھر ہے - ان کی جانے بلا کہ اُس نیک بخت پر کیا گزر رہی ہے - اپنی تقدیر پر آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے - مگر کر کیا سکتی ہے - صبر و شکر سے دل مسوسے ارمان اور آرزوؤں کو دبائے گم سم بیٹھی ہے - نہ مُنہ سے بولتی ہے نہ سر سے کھیلتی ہے - ایک حیرت کی پتلی ہے یا حرمان و یاس کی زندہ تصویر ہے - میاں کیا مجال کہ کبھی بھولے سے بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھ لے ماں سب کچھ دیکھتی تھی اور پی جاتی تھی باپ سے چھپاتی تھی - شکایت کس کی کرے بیٹے کی! توبہ توبہ بھلا ماں سے ایسا ہو سکتا ہے لیکن ایسی باتیں کہیں چھپتی ہیں - شیطان کوٹھے پر چڑھ کر پکارتا ہے اور خدا الیسول کو رسوا کرتا ہے ع نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا - باپ کے کانوں تک پوست کندہ حالات پہنچے - خون کے سے گھونٹ پی کر رہ گیا جوان بیٹا کیا مُنہ لگے - اگر خم ٹھوک کر سامنے کھڑا ہو جائے تو باپ کی کیا رہ جائے - اپنی عزت اپنے ہاتھ ہے - سُنی کی اَن سُنی کر دی کہ دو دو کہنے سُننے سے ذرا سی آڑ اور تھوڑا سا لحاظ جو باقی ہے وہ بھی اُٹھ جائے گا

بجا بجا کرتے ہیں چرچے تری بدوضعی کا　　دو کہیں چار کہیں پانچ کہیں سات کہیں

فہم پر تیری ہنسی آتی ہے مجھ کو آزاد　　چھوٹتی ہی نہیں کہتا ہے تری بات کہیں

یہ سیلانی جیوڑے مونچھوں پر تاؤ دیتے اور مزے کرتے ہیں - دنیا و مافیہا سے بے فکر - آج تماشے میں گئے ہیں رات بھر غائب - ناچ مجرے

بے اختیار بہت - مارے - خاموش - ناکامی اور نا امیدی - چھپے خزانے جو بات کی جادہ کب چھپ سکتی ہے - واقعی - مصل آلام و کا - شعر کا ترجمہ - ظاہر ہونا - سیر تماشے کے شائق - ۱۲

میں مصروف - کل تھیٹر میں جانے کی طیاری ہے - کبھی بائیسکوپ کا
نظارہ ہے - کبھی قطب صاحب کی سیر گشت ہے نہ بغرض زیارت بلکہ بغرض تفریح طبع
کے لیئے سیاحت - تو کبھی اوکھلے کی سیر - جدھر منہ اُٹھایا ان کے حواری
لے گئے بس اُدھر ہی کے ہو لیئے - پیسہ مفت کا - خرچ بے ٹھور ٹھکانے
مفت خور دوستوں - گھر پھونک تماشہ دیکھنے والوں کی کیا کمی - کیا
کوئی ایسی طول طویل فہرست لڑکیوں کی بداطواری اور تکلیف دہی کی
بھی پیش کی جا سکتی ہے؟ کبھی نہیں - ہرگز نہیں - نہ ان کی وہ خاطر
مدارات ہے جو لڑکوں کی ہوتی ہے - نہ یہ بیچاریاں ہاتھ پاؤں ہلا سکتی ہیں
ماں کے ساتھ کام کاج سے دم بھر کی فرصت نہیں - پکاؤ ریندھو
کھلاؤ پلاؤ - چھوٹے بھائی بہنوں کو لادے پھرو - نہلاؤ دھلاؤ
سیو پروؤ - غرض سارے گھر کا کام دھام کرو - مگر پھر بھی کسی کے
بھانوں میں نہیں - ماما کو عذر ہے اس کو نہیں - ماں کی خدمت تو کسی
حساب میں نہیں باپ اور بھائیوں کی آؤ بھگت سے فرصت نہیں
کسی کا کرتہ سی رہی ہے تو کسی کا پاجامہ - کسی کا پھٹا اُدھڑا درست کر رہی ہے
کسی کا منہ دھلا رہی ہے - کسی کو نہلا رہی ہے - کسی کے کپڑے بدلوا رہی ہے
کسی کی تیمارداری میں مصروف ہے - خلاصہ یہ کہ بے زبان بن داموں
کی لونڈی ہے - بے تنخواہ کی نوکر ہے - مگر پھر بھی قدر نہیں - بازار سے
کچھ سودا آئے - پہلے بھائی جان کا حصہ - گھر میں کوئی چیز اچھی پکے

وہ تماشہ جس میں تصویریں متحرک دکھائی دیتی ہیں - حضرت عیسیٰ کے اصحاب مجازاً مدد دینے والے - بے موقع - خاطر تلے نہیں آتا - مزاج داری - خاطر داری - ۱۲

بھائی جان کے لیئے۔ سالن نکلے تو اوپر کا کسی گھی کا تار بھائی کے لیئے
نیچے کی تلچھٹ[1] ان کے لیئے۔ میکے میں تو ان منہ ماریوں کے ساتھ یہ
برتاؤ کہ ہر ایک کا منہ دیکھتی رہتی ہیں کہ اب کوئی کیا کہتا ہے جیسا پہنا دیا
پہن لیا۔ جو کھلا دیا کھا لیا۔ ہر حال میں صابر و شاکر۔ نہ جھک جھک
نہ بک بک۔ جو چیز ہاتھ اٹھا کر دیدی صبر و شکر سے لے لی۔ نہ دی تو
زور نہیں جبر نہیں۔ ضد نہیں ہٹ نہیں کیوں کہ سرے سے حق نہیں۔
یہ حالت تا رہے ان کی جب تک کہ وہ میکے میں ہیں۔ سسرال میں کیا
گت بنے گی یہ جانیں اور ان کا نصیب۔ ماں باپ جنم کے ساتھی ہیں
کرم کا کوئی ساتھی نہیں۔ لڑکیاں خدا کی امانت ہیں وہ بھی چند روزہ
دوسرے گھر جانے والی ہیں اس لیئے بجائے نفرت کے ان سے
زیادہ محبت۔ دل دہی اور نرمی کا برتاؤ ہونا چاہیئے کہ مہمان داخل ہیں

۵ آج رہیں کل ہوں گی بدا[2]　　مہمانوں سے کاہے کو لڑیئے۔

میں اس خیال کا آدمی ہوں کہ لڑکا اور لڑکی دونوں میرے نزدیک
برابر اور میری دو آنکھیں ہیں۔ میرے دونوں بیٹے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ
ایک آنکھ میں لہر بہر[3] دوسری میں خدا کا قہر یا یک بام و دو ہوا۔ والدین
پرورش اولاد پر مامور من اللہ ہیں جس میں تفریق عمر و وزن کی نہیں۔

---

[1] دُرد - گاد - نیچے بیٹھا ہوا حصہ - [2] اصل لفظ وداع ہے - بولتے بدا ہی ہیں - یہ بھاشا زبان
ہے جس میں ڑ نہیں ہوتی اسی وجہ سے لیئے لکھا ہے [3] دونوں باتوں میں خوش حالی
کی موج - کوٹھا ایک اور ہوائیں دو یعنی دو طرح کا سلوک ایک سے اچھا دوسرے سے برا - اللہ کے حکم سے متعین ہے ۱۲

تم چوں کہ تین بھائیوں پر ہوئیں اس سبب سے تمھارے پیدا ہونے کی
خوشی کسی طرح لڑکے کے پیدا ہونے سے کم نہیں ہوئی بلکہ ایک اعتبار
سے زیادہ ہی ہوئی کہ جو چیز نہ تھی یعنی بیٹی وہ بھی خدا نے اپنے فضل
وکرم سے دی - ایک عجیب بات ہے کہ ہمارے ہاں جو رحمتِ الٰہی بچوں
کی شکل میں وارد ہوتی ہے وہ اپنا رزق اپنے ساتھ لے کر آتی ہے
اس فضلِ پروردگار سے کچھ میں ہی متمتع نہیں ہوا بلکہ اوپر سے یوں ہی
تمھارے دادا صاحب مرحوم کا بھی یہی حال تھا وہ پہلے مدرسے
ڈپٹی انسپکٹر تھے میرے پیدا ہوتے ہی تحصیل دار ہوئے اور اسی طرح
اولاد جوں جوں ہوتی گئی اُن کے مدارج یوماً فیوماً بڑھتے گئے تمھارے
بھائیوں نے بھی جب جب دنیا میں قدم دھرا یعنی عدم سے وجود
میں آئے کچھ نہ کچھ مزید نعمت اپنے ساتھ لائے - منذر کے وقت میں
میں سوم تعلقہ دار سے دوم تعلقہ دار ہوا - بشیر اور شاہد کے وقت میں
میرا ایک ایک گریڈ بڑھا مگر تم تو ماشاءاللہ چشم بد دور پوتڑوں کی امیر ہو
خدا تم کو اسی طرح دنیا اور دین میں پھولتا پھلتا رکھے یعنی عین اسی
دن جب کہ تم پیدا ہوئیں میں اول درجے کا مستقل دوم تعلقہ دار ہوا
تمھارے دادا کو بھی تمھارے ہونے کی بڑی خوشی ہوئی انھوں نے
سنتے ہی پان سو روپے تمھارے کپڑوں کے لیے بھیجے اور جب تم اصیل
چلنے پھرنے اور چہچہانے لگیں تو اپنی پیاری پیاری اور بھولی بھولی باتوں سے

آتی - آتی ہے - اور نعمت - درجہ - اصل نسل - خوش حال - ٹھیک - چڑیا کے بچے جب پہلے پہل
بھوں چوں کرنے لگتے ہیں - بولنے کا آغاز - ۱۲

سب کا دل موہ لینے لگیں، تو تمھارے دادا بخشتے جاتے اور اکثر کہا کرتے تھے
"بشیرا! تم کو اس پیار کی بھی کچھ خبر ہے جو اٹھ رہا ہے" بعض وقت تم کو گود میں
اٹھا کر یہ بھی تمھاری ماں سے کہا کرتے تھے کہ "اگر میں زندہ رہا تو اس کا
بیاہ میں رچاؤں گا" ۔ اور کچھ شک نہیں کہ وہ کرتے اور خوب دل کھول کے
کرتے ۔ مگر دنیا میں کسی کے ماں باپ سدا زندہ نہیں رہے موت سب کے
ساتھ لگی ہوئی بات ہے ۔ زبردست سے زبردست قوت بھی اس
وقتِ مقرر کو منٹ بھر بھی کھسکا نہیں سکتی ۔ یہ اس عدالت العالیہ
کا سمن ہے جس کے ہاں پیشی نہیں بدلتی ۔ یہ وہ وارنٹ ہے جس کی گرفت
سے کوئی معتبر سے معتبر ضمانت بھی نہیں چھڑا سکتی ۔ جس نے ماں کا پیٹ
دیکھا ہے وہ قبر کا گڑھا ضرور دیکھے گا اور اگرچہ ٹل کر وہ قبر کی رات
تو قبر میں ہی بسر ہو گی ۔

زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے   یہ اقامت ہمیں پیغامِ سفر دیتی ہے

غرض یہ کہ ان کی حیاتِ مستعار نے وفا نہ کی اور جب تم کوئی چار
برس کی تھیں کہ انھوں نے سفرِ آخرت اختیار کیا ۔ گو انھوں نے
اچھی عمر پائی مگر کتنی بھی عمر ہو ماں باپ کا سایہ اولاد کے سر سے
اٹھ جانا ایک بڑی مصیبت ہے اور جس دن یہ گئے یوں سمجھو کہ
اسی دن سے تم نے دنیا سنبھالی ۔

صبحِ غربت ہوئی شب ہی ترا حکم غرض   تم نکل جاؤ گے سمجھے تھے ابھی چھوٹ گیا

دل میں محبت کا جوش پیدا کرنا ۔ حکم نامۂ طلبی ۔ تدبیر فکر ۔ ٹھہرنا ۔ رہنا ۔ چند روزہ زندگی ۔ ۱۲

نہ سہی پر تجھے دکھلاؤں گا اپنی پرواز　　گر قفس سے ترے صیاد کبھی چھوٹ گیا

مختصر یہ کہ تمھاری پرورش ہونے لگی - میں تمھارے پیدا ہونے سے ایک لمبے دورے پر چلا گیا اور کوئی دو مہینے بعد واپس آیا - صورت

ہائے تعویذ وحشت نوردی کوئی تدبیر نہیں　　ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں

تمھاری ماں نے خدا اُن کو غریق رحمت کرے میرے آنے کی خبر سن کر ایک بڑا تماشہ کیا کہ تمھارے ساتھ کوئی ایک دو دن کی چھوٹی ایک اور لڑکی ہمارے پڑوس میں کسی غریب کے ہاں ہوئی تھی اُسے بلا نہلا دھلا تمھارے اچھے اچھے کپڑے اور جو کچھ زیور تمھارا تھا پہنا بنا سنوار ایک صاف ستھرے نفیس ننھے سے پلنگڑی میں لٹا دیا - جب میں آیا تو جھٹ ننھے بچے سمیت اُسے میری گود میں ڈال دیا - میں تم کو کوئی چھ سات دن کا چھوڑ کر گیا تھا اور اب تم تھیں دو مہینے کی - میں نے بڑی خوشی سے آغوش محبت میں لیا - مُلائی کا پلہ اُٹھا کر دیکھا تو خلاف توقع رنگ سنولا گیا - چھوٹے بچے جلدی جلدی رنگ بدلتے ہی ہیں میں سمجھا کہ رنگ بدل گیا ہوگا مگر ایسا بھی کیا بدلنا ہے کہ پہچانی نہیں جاتی - آخر مجھ سے نہ رہا گیا میں نے چند اکر پوچھا - اِئیں یہ کیسی ہو گئی ہے یہ بات سن کر تمھاری ماں مسکرائیں اور کہا ہاں دیکھو نا لڑکی کیسی کالی ہو گئی ننھے بچے بھی

سرگردانی سے کسی تدبیر سے چھٹکارا نہیں ہوتا - فرق - آگے پیچھے ہمسائے قرب - کھلو ننس پیدا ہو گئی - متحیر ہو کر - بطور تجاہل عارفانہ - ۱۲

تعجب ہے مگر ننھے بچوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ گھنٹوں میں بڑھتے اور
منٹوں میں رنگ بدلتے ہیں۔ میرے حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھا کہ
انھوں نے چالاکی کر کے بچی کو بدل دیا ہوگا مگر دل کچھ خوش نہ ہوا اور
دھکڑ پکڑ ہو رہا تھا۔ تمھاری ماں میرے تیور دیکھ رہی تھیں اور بمشکل
ہنسی کو ضبط کر رہی تھیں۔ معاً مجھے خیال آیا کہ پیدائش کے وقت
تمھاری پنڈلی پر گھٹنے سے ذرا نیچے ایک لہسن تھا لاؤ اُسے تو
دیکھوں۔ جب لہسن نظر نہ پڑا تب میرا ماتھا ٹھنکا اور میں سمجھ گیا کہ ہو نہ
دال میں کچھ کالا ہے اور انھوں نے یہ چال چلی ہے کہ بچی کو بدل کر میرا امتحان
کرتی ہیں کہ دیکھوں پہچانتے بھی ہیں یا دھوکے میں آجاتے ہیں۔
[illegible] خوش! کبھی بھی یہ ہماری بچی نہیں ہے اور فوراً نہالچہ
[illegible] پر ڈال دیا۔ تب تو تمھاری ماں خوب ہنسیں اور دوڑی دوڑی
جا دوسرے کمرے میں سے تم کو لے آئیں۔ دیکھتے ہی میری باچھیں
کِھل گئیں کہ ہاں یہ میری بچی ہے، شک ہے۔ میں بھی تو کہوں ایسی
کیا بات ہے کہ اس بچی پر مجھے ذرا بھی پیار نہ آیا۔ دیر تک اس کی ہنسی
رہی بات گئی گزری ہوئی۔ ایک دوسرا پُر لطف واقعہ بھی قابلِ
تذکرہ ہے۔ میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ عَلیٰ مَا مُنِعَ۔

---

۱ تردد کی حالت میں تھا۔ ۲ طرز۔ انداز۔ ۳ مسّے کی طرح کا چپٹا دھبّہ۔ ۴ فکر ہوئی
خدشہ پیدا ہوا۔ ۵ کوئی بات ضرور ہے۔ ۶ خوش ہونا۔ انسان کی عادت میں
داخل ہے کہ جس چیز سے منع کرو اُسی کو کرتا ہے۔ ۱۲

انسان کی طبیعت جدّت[1] پسند واقع ہوئی ہی۔ ایک ہی قسم کی حالت سے خواہ وہ کیسی ہی عمدہ کیوں نہ ہو اُکتا جاتا ہی۔ لڑکے ہوں تو لڑکیوں کی تمنّا کرتا ہی اور لڑکیاں ہوں تو لڑکوں کے لیئے سر دُھنتا[2] ہی۔ قرآنِ شریف میں جو قصّہ حضرت موسیٰؑ اور قوم بنی اسرائیل پر آسمان سے مَنّ وسلویٰ اُترنے کا ہی وہ فطرت انسانی کی ایک عمدہ مثال ہی۔ خدا فرماتا ہی "اور ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور تم پر منّ و سلویٰ بھی اُتارا" رات کو جو اوس پڑتی تو ترنجبین کی طرح کی کوئی چیز میٹھی جنگلی درختوں کے پتّوں پر جم جاتی وہی "مَنّ" تھی۔ اُسے کُھرچ لاتے اور فیرینی کی جگہ کھاتے اور "سَلویٰ" بٹیر کی قسم کا ایک جانور تھا۔ رات کو جہاں بنی اسرائیل کا پڑاؤ پڑتا یہ جانور آپ سے آپ آس پاس جمع ہو جاتے۔ یہ اُن کو بھون کر کباب بناتے مگر ایک ہی طرح کی غذا روز روز کھاتے کھاتے اُن کا دل اُکتا گیا اور بے اختیار پکار اُٹھے۔ (اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب تم نے (موسیٰ سے) کہا کہ اے موسیٰؑ ہم سے تو ایک کھانے پر نہیں رہا جاتا تو آپ ہمارے لیئے اپنے پروردگار سے دعا کیجیئے کہ زمین سے جو چیزیں اُگتی ہیں یعنی ترکاری اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز (مَنّ و سلویٰ کی جگہ) ہمارے لیئے پیدا کرے۔ موسیٰ نے کہا کہ جو چیز بہتر ہی کیا تم اس کے بدلے میں ایسی چیز لینی چاہتے ہو جو گھٹیا[3] ہی" بجنسہٖ یہی حال ہمارے خاندان کا تھا لڑکے تو خدا رکھے ماشاءاللہ ایک چھوڑ تین تین تھے مگر لڑکی ایک بھی تھی

[1] تازگی پسند۔ نئی بات کی شائق۔ [2] آرزو اور تمنّا کرتا۔ [3] کم درجے کی۔ ۱۲

تمہارے پیدا ہونے سے یہ کمی بھی خدا نے پوری کر دی۔ ہمارے کنبے
والے خصوصاً میری بھانجی اصغری بیگم جو ایک نہایت خوش رو
اور خوش خو لڑکی ہے۔ گو دیکھا چاہا لڑکی کی ہیں۔ ان کی دعائیں لگا کرتی تھیں
کیوں کہ اُن کے تین لڑکے تھے اور اُن کی منشا تھی کہ ماموں کے ہاں
لڑکی ہو تو میں لوں۔ تمہارے پیدا ہوتے وقت حسن اتفاق سے
وہ موجود تھیں۔ سنتے ہی کلیجہ کر اچھل پڑیں کہ منہ مانگی مراد ملی۔ اور ننگے پاؤں
دوڑی میرے پاس آئیں۔ خوشی کے مارے اُن کی باچھیں کھلی جاتی
تھیں کہ خدا نے یہ دن دکھایا۔ دور ہی سے چیختی چلاتی آئیں کہ ماموں!
لڑکی ہوئی! خدا مبارک کرے۔ انھوں نے حسب رواج تھوڑی دیر سے
میں کچھ ڈالنا چاہا کہ لڑکی اچھی ہو جائے۔ یہ بھی عورتوں کی ایک رسم
ہے۔ لڑکی پیدا ہوتے قدیم زمانے میں [illegible] [illegible] [illegible] کرتی
تھیں جس کی جگہ اب طشت یا [illegible] [illegible] [illegible] اپنی اپنی حسب
حیثیت ڈال دیتے تھے۔ جس کے معنے یہ ہوتے تھے کہ لڑکی ہماری
ہو چکی۔ میں تو اس طرز عمل کو نہ صرف قبل از وقت بلکہ لغو سمجھتا ہوں
کی آمد ہی و کی پیر شادی۔ ابھی کس نے دیکھا کہ یہ کب بڑے جوان ہوں گے
اور جوان بھی ہو جائیں تو کیسے نکلیں گے۔ چوں کہ مجھے اپنی بھانجی
کی دل شکنی منظور نہ تھی لہٰذا میں نے بہت پس و پیش اور تامل
کے بعد باز رکھا۔ جس سے اُس وقت تو غالباً وہ کچھ کبیدہ خاطر سی ہو گئیں

۱ اُٹھتے دیر نہیں ہوئی کہ بُرائی بھی لگ گئی۔ ۲ آزردگی۔ ۳ متوجہ بیچارے۔ ۴ آزردہ دل کی ہوئی ۱۲

بعد کو میں نے انھیں اونچ نیچ سمجھا کر ہموار کر لیا۔ لڑکی ہی سمجھ دار اور
بات تھی وہ جیسی مان گئیں۔ اسی طرح سے تمہاری مانگ کئی جگہ سے
ہوئی مگر جب اصغری کی تدبیر چلی تو ایسے غیرے کس شمار قطار میں تھے
اس قسم کے شیاف [illegible] اس حد [illegible] ہو گئے۔ پانی کے آگے پال باندھنا
یہی کہلاتا ہے۔ بس بچپنے کی شادی تو ایسے بالکل خلاف ہوں وہ [illegible]
کی [illegible] بچپنے [illegible] ہوتا ہے۔ لڑکے لڑکیوں کو
ایسے ننھے وقت ازدواج کی گاڑی میں جوت دینا جب کہ
ان میں اس بار گراں کے کھینچنے کی سکت نہیں ہوتی ایک ایسے
بوجھ اور ذمے داری کا ان پر لاد دینا ہے جو دھرا جانا نہ اٹھایا جائے۔
کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ "بچوں کی شادی ماں باپ کی خوشی۔
جوانوں کی شادی دولہا دلہن کی خوشی" یہ بالکل صحیح ہے۔ لڑکیوں
کی شادی ایسے وقت میں کر دینا کہ وہ خود کم سن ہوں سراسر
ظلم ہے۔ بچپنے کی شادی سے ان کے نمو میں فرق آجاتا ہے ٹھٹھر جاتی
ہیں۔ قبل از وقت اولاد ہو جانے سے ان کی تندرستی معرض
خطر میں پڑ جاتی ہے اور وہ قسم قسم کے ناگفتہ بہ عوارض نسوانی میں
ایسی مبتلا ہو جاتی ہیں کہ موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتی ہیں۔

وقوع سے پہلے انتظام کرنا اور اسی موقع پر سوت نہ کپاس کولہو سے لٹھم لٹھا بھی
بولتے ہیں۔ بچوں کا کھیل۔ بھاری بوجھ۔ قوت۔ طاقت۔ بڑھنے۔ سکڑ۔
خطرے کی حالت میں۔ جن کا نہ کہنا ہی بہتر ہے۔ عارضے کی جمع یعنی بیماریاں ۱۲

اولاد نحیف الجثہ اور کم زور پیدا ہوتی ہے۔ غرض وہ ایسے وقت میں ماں بن جاتی ہیں کہ بلحاظِ نشو و نما اور قوائے جسمانی کے اُن میں طاقت ماں بننے کی نہیں ہوتی۔ شادی کا ٹھیک وقت کیا ہے وہ خود نیچر اور اُٹھان بتلا دیتا ہے کہ اب سن و سال میں پختگی آگئی۔ لڑکیوں میں ایسی کھلی علامتیں اور جسمانی تبدیلیاں ظاہر ہو جاتی ہیں جو محتاجِ بیان نہیں۔ تم اعتراض کرو گی کہ باوجود ان سب باتوں کے بھی آپ نے بھائیوں کی شادی کم سنی میں کر دی۔ تمھارا اعتراض بالکل حق بجانب اور بجا ہے لیکن یاد رکھو کہ ہر کلیے میں استثنا ضرور ہوتا ہے۔ ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن　　که جاہا سپر باید انداختن

اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ یعنی ضرورتوں کے لحاظ سے ممنوعات بھی جائز ہو جاتے ہیں۔ اگر میرے دنیا جہان کی طرح شادی ہوتے ہی اولاد ہو جاتی اور یہ جھمیلا نہ پڑتا تو آج کو میں دادا اور نانا دونوں ہوتا مگر اب تو میں اسی کو بسا غنیمت سمجھتا ہوں کہ خیر باپ تو بن گیا گو بدیر بنا اور دنیا بہ امید قائم اگر زندگی کچھ دنوں اور وفا کرے تو اب بھی اس کے فضل و کرم سے دادا اور نانا بننا کچھ دور نہیں ہاں تو اولاد میرے بدیر ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ مجھے میرے سارے کے سارے

ڈھیلی ڈھال کی کم زور۔ بڑھنا پرورش پانا۔ فطرت۔ طبیعت۔ ڈیل ڈول۔ ظاہری نشانیاں۔ ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑایا جا سکتا بہت سے موقع ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہاں ڈھال بھی ٹیک دینی پڑتی ہے۔ بکھیڑا۔ الجھن۔ وقت۔ بہت غنیمت۔ ۱۲

چھوٹی ہی عمر میں معمولی باپوں کے مقابلے میں مُسن و مُعمر ہو گیا - لوگوں
کے بھائی ہوتے ہیں جو برادر بہ جاں برابر[1] قوتِ بازو کہلاتے ہیں یا ہم
میں نہیں جانتا کہ بھائی کس کو کہتے ہیں اور وہ کیسی نعمت ہوتی ہے۔ بھائی
ہوئے تو کئی مگر باقی ایک بھی نہیں - پس میرے بعد سناٹا ہی سناٹا
ہے کوئی نظر نہیں آتا جو ان کارہائے سترگ[2] کو انجام دے سکے اور یہ حال
ہے کہ میں زندگی کی بہ نسبت موت سے زیادہ قریب ہوں - رباعی

پیری کی بلائے ناگہاں آئی ہے　　رخصت کے لیئے عمر رواں آئی ہے
مرجھا گئیں آج دل کی کلیاں افسوس　　کیا باغ جوانی میں خزاں آئی ہے

میں چاہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے اور جو کچھ ہونا ہے میرے سامنے
ہی ہو جائے - آپ کاج مہا کاج[3] - کیا یہ وجہ معقول اور یہ مجبوری
سچی مجبوری نہیں اور اسی مجبوری سے مجھے تمھارے بھائیوں کی
شادیاں کم عمری ہی میں کرنی پڑیں ورنہ مجھے کچھ شوق نہ تھا کہ ان نادان
اور ناسمجھ بہوؤں کو لاؤں اور ان کو پالوں پرورش کروں اور پڑھاؤں
لکھاؤں یعنی یہ کہ جانور سے آدمی بناؤں کیا یہ زر دادن[4] و دردِ سر
خریدن نہیں - مگر مجبوری سب کچھ کراتی ہے اور جس پر آن پڑتی ہے
وہی خوب جانتا ہے - قدرِ مصیبت[5] کسے داند کہ بہ مصیبتے گرفتار آید -
رہی لڑکیوں کی شادی وہ اور بات ہے ان کی حالت جدا ہے - لڑکوں کی

---

۱ جان کی برابر بھائی - ۲ بڑے بھاری کام - ۳ اپنا کیا ہوا کام ہی بڑا کام ہوتا ہے -
۴ پیسہ لگانا اور تکلیف اٹھانا - ۵ مصیبت کی قدر وہی خوب جانتا ہے جو مصیبت میں پھنس جائے ۱۲

قبل از وقت شادی سے کوئی نقصان نہیں مگر لڑکیوں کا قبل از وقت
بیاہ دینا بہت خرابیاں لاتا ہے۔ تم شروع ہی سے ماشاء اللہ سمجھدار
اور ذہین ہو۔ ابھی تم تین ہی برس کی تھیں کہ تم اپنی ماں کو ٹوک بیٹھی
تھیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ تمہاری ماں کسی تقریب سے شاموں شام
گھر واپس آئیں اور وقت تنگ ہو جانے سے اپنے کپڑے بڑھا کر
ویسے ہی الگنی پر ڈال دیئے کہ صبح کو سینت کر رکھ دوں گی۔ تم نے اپنا
بول اٹھیں۔ "اماں بی ایسے جھم جھم کے کپڑوں کو تم نے یوں ڈال دیا
یہ تو کھلاب (خراب) ہو جائیں گے۔ پھر ایک دفعہ روپیہ بھن کر آیا۔
پیسے بن گئے تمہاری ماں نے صندوقچے میں ڈال دیئے اور غالباً
تم اس سے پہلے گھر سے کھوٹے پیسوں کا کچھ جھگڑا سن چکی ہو گی
اور بات خیال میں ہو گی۔ تم نے کہا۔ "اماں بی! تم نے پیسے بن گنے
رکھ دیئے ایسا نہ ہو کہ کم ہوں یا کھوٹے ہوں تو پھر کون بدلے گا
لاؤ میں گنوں۔ (حالانکہ اس وقت تک تمہیں دس تک بھی گنتی
نہیں آتی تھی)۔ اس سے تمہاری کرید اور جودت طبع کا پتہ چلتا تھا
تمہاری تعلیم کا مسئلہ میرے لیئے ایک اہم معاملہ تھا۔ تمہاری ذہانت
متقاضی تھی کہ تم کو بہتر سے بہتر تعلیم دلائی جائے اور اس سے
بے اعتنائی کرنا تمہارے قوائے ذہنی اور دماغی کو نکما و معطل

اُتار رکھنا۔ حفاظت۔ احتیاط۔ روپیہ بھنانا محاورہ ہے بڑا سکہ دے کر ریزگاری لینا یعنی توڑانا اور دکن میں خوردہ کرانا کہتے ہیں۔ تلاش۔ تفتیش۔ تفحص۔ چلبلاپن۔ طبیعت کی تیزی ۱۲



Bushra and her governess

بشریٰ اور اُس کی گورنس

کرتا تھا۔ تم ابھی پورے چار برس کی نہ تھیں کہ تمھاری ماں نے تمھیں حرف شناسی شروع کرا دی تھی۔ سلیٹ پر تم کیڑے مکوڑے بنانے لگی تھیں۔ گنتی بھی سَو تک یکّی پکّی تھی۔ پہاڑے بھی پانچ چھ تک فرفر تھے۔ ماں کی دیکھا دیکھی نماز میں بھی تم شریک ہو جاتی تھیں۔ ننھے ننھے ہاتھوں اور توتلی زبان سے دعا بھی مانگتی تھیں۔ الحمد بھی اٹک اٹک کر پڑھ لیتی تھیں۔ یہ کُل کائنات تھی اُس تعلیم کی جو تم اپنی ماں سے پا سکیں۔ جس طرح میں تمھارے بھائیوں کو پڑھا یا تھا اب تمھیں بھی پڑھانا پڑا۔ تمھاری تعلیم و تربیت کے لیئے ایک بیش قرار ماہوار کی گورنس رکھنی پڑی جو چار برس رہی۔ اُس کے رہنے سے اتنا فائدہ تو ضرور ہوا کہ تم لوگوں نے علاوہ نشست و برخاست کے طریقوں۔ کھانے پینے کے آداب کے انگریزی صحیح تلفظ اور بول چال میں خوب ترقی کی اور رہی سہی کور کسر کانونٹ سکول میں نکل گئی جس میں اوڑھنا بچھونا انگریزی ہی انگریزی ہے۔ گورنس کی صحبت میں تم نے کئی اچھی باتیں سیکھیں جس سے ایک باقاعدہ بنیاد پڑ گئی لیکن باقاعدہ تعلیم کا زمانہ اب آ رہا تھا جس کی نوعیت پر تمھاری آیندہ زندگی کا دارومدار تھا۔ نری گھر کی پڑھائی سے کام نہیں چلتا جب تک کسی مدرسے میں داخل ہو کر باقاعدہ طریقے پر اکتسابِ علم نہ کیا جائے۔ پہلے زمانہ اور تھا اور اب اور ہے۔ اب

لُٹیں۔ ٹرکٹ۔ ساری موجودات۔ پونجی۔ ذخیرہ۔ معقول تنخواہ۔ مشاہرہ۔ اتالیق کی مؤنث۔ حصولِ علم۔ علم کی کمائی۔ ۱۲

صرف اردو پڑھ لینے اور ٹیڑھے میڑھے بدخط اور بداملا لکھ لینے سے کام نہیں چلتا۔ لیکن زیادہ پڑھانے سے اب بھی لوگ گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لڑکی کو کیا نوکری کرانی ہی بس پڑھ چکی جتنا ہو بیٹیوں کو پڑھنا چاہیے۔ اب زمانے نے اس قدر ترقی کی ہو کہ معمولی شدبد کسی شمار قطار میں نہیں۔ رہی نوکری کرنی یہ بڑی تنگ خیالی ہو تعلیم کے مقاصد میں بے شک حصولِ ملازمت بھی ایک مقصد ہو لیکن تعلیم کا انحصار اسی تنگ دائرے میں نہیں ہو۔ دراصل تعلیم سے ایک کورے آدمی کو گھڑ گھڑا کر ایک اچھا آدمی بنانا مقصود ہو اور یہ بات بدون تعلیم کے ہو نہیں سکتی۔ جاہل آدمی کی تو خدا کے ہاں بھی مٹی پلید ہو ع کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔ تعلیم ہی سے انسان کے کل قوائے عقلی و دماغی نشو و نما پاتے ہیں اور درجہ تکمیل کو پہنچتے ہیں اور فیضانِ تعلیم کا مفید اثر نہ صرف نوکری میں ظاہر ہوتا ہو بلکہ ہر کام میں اُس کا چمکارا دیکھ لو۔ یعنی ایک کام جو اَن پڑھ اُجڈ جاہل کرتا ہو ممکن ہو کہ وہ اتفاق سے ٹھیک اتر آئے جس طرح سے کہ اناڑی کا نشانہ بھی کبھی ٹھیک بیٹھ جاتا ہو لیکن اُسی کام کو ایک تعلیم یافتہ باقاعدہ طریق اور بدرجہا بہتر انصرام دے سکتا ہو۔ اب ہماری سوشل حالت مراتب ابتدائی

گھبراتے نہیں ہوتے۔ ہٹ جانا۔ کترا جانا۔ واقفیت۔ گنتی اور حساب سے عاری۔ ذلت۔ بے شک وقعتی۔ بدون علم کے خدا کی پہچان بھی نہیں ہوسکتی۔ اکھڑ۔ بدعمل شخص۔ انجام دینا۔ کرنا۔ تمدن۔ میل جول۔ گھرداری۔ ۱۲

بہت سے بڑھ گئی ہے یعنی یہ بحث نہیں رہی کہ عورتوں کو تعلیم دلانا بحث طلب امر ہو۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہو۔ لیکن تعلیم کا معیار بھی زمانہ کی رفتار کے ساتھ بڑھ گیا ہے۔ انگریزی تعلیم بھی اس سبب سے ضروری ہو گئی ہے کہ اُس کا ڈیمانڈ لڑکیوں کا جہاں کہیں بھی نصیب کھلے ضرور ہے کہ لڑکا تعلیم یافتہ ملے اور وہ اپنی زندگی کی شریک اپنے ہی جیسی لڑکی چاہے گا اور یہ خواہش اُس کی بجا ہوگی نہ کہ بیجا۔ اچھے شوہر کے لیئے اچھی بیوی چاہیئے جس کی ضرورت ہے اور اتنی تعلیم دلانی چاہیئے جو شوہر کے سامنے وہ ہیٹی نہ رہے۔ دنیوی تعلیم بدون دینی تعلیم کے مکمل نہیں ہو سکتی۔ مذہب خود اعلیٰ درجے کا مصلح ہے۔ مذہب سے بڑھ کر بھلائی برائی کو تیل پانی کی طرح جدا کر کے بتلانے والی کوئی چیز نہیں۔ اعلیٰ درجے کی اخلاقی تعلیم سوشل لیئف کے نکات کیا چیز ہے جو مذہب میں نہیں۔ مذہب ہی انسان کو انسان بناتا ہے۔ ؎

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا　آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ جس نے اپنے آپ کو پہچانا اُس نے گویا اپنے خدا کو پہچانا دوہا۔

روم روم میں رمِ رہا ہے رام رام رما رام ⁂ رام بسے من مو رمیں تیں رو و ن بنا رام

جس پر اتفاق کر لیا گیا ہو۔ سٹینڈرڈ۔ دعیہ۔ جد۔ (انگریزی) مانگ طلب۔ خواہش۔ کم رتبہ گری ہوئی پست۔ اصلاح کرنے والا۔ طرز زندگی۔ باریکیاں۔ خدا ہر ہر رونگٹے میں بسا ہوا ہے۔ خدا تو میرے دل میں ہے اور میں خدا کی تلاش میں مضطرب ہوں ع یار در خانہ و ما گرد جہاں می گردیم۔ مسجد کو توڑ ڈالیئے

ساری نیکیوں کا نچوڑ مذہب ہی ہے۔ بڑی نیکی یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے ہم
بھلائی کریں۔ ہمارے ہاتھ سے کسی کا دل نہ دکھے۔ **دوھا۔**

تلسی یا سنسار میں لوگ ہنستے تو روئے   کرنی ایسی کر چلو کہ پاچھے ہنستے ہوئے

دنیا اور دین کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ دنیا ہمارا عارضی ٹھکانا ہے اور
عاقبت میں سدا سدا کو رہنا ہے۔ مذہبی تعلیم کی جز کلام الٰہی ہے۔ جس طرح
اللہ تعالیٰ کو ساری کائنات میں برتری حاصل ہے اسی طرح اس کا
کلام پاک سب کلاموں میں اعلیٰ اور افضل ہے۔ بے سمجھے قرآن کا پڑھنا
گو عبادت کے لحاظ سے مفید ہو مگر سمجھنے اور احکام الٰہی پر عمل کرنے
کے لیئے اس کا سمجھنا ازبس ضرور ہے۔ تم نے قرآن مجید کا ترجمہ سبقاً سبقاً
مجھ سے پڑھا ہے۔ ایک دفعہ کا پڑھنا کام نہیں آتا۔ ہمیشہ اس کا ورد
رکھو۔ یہ صفت قرآن شریف ہی میں ہے کہ جو ڈھونڈو سو پاؤ۔ جتنے
ضروری مسائل ہیں سب اس میں موجود۔ حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ۔
اللہ کی کتاب ہمارے لیئے بالکل کافی ہے۔ میری رائے میں تم اپنے
دادا کی کتاب **الحقوق والفرائض** غور سے پڑھ لو تو تمہاری
مذہبی معلومات بہت پکی ہو جائے گی۔ علاوہ ان امور کے مردوں سے
بھی زیادہ ایک کام عورتوں سے مخصوص ہے یعنی **انتظامِ خانہ داری**

تلسی داس کہتے ہیں کہ اس عالم دنیا میں لوگ ہنس رہے ہیں اور تو رو رہا ہے زندگی
میں ایسا کچھ کر جاؤ کہ بعد میں حرف گیری کا موقع نہ ملے۔ گندم از گندم بروید
جو ز جو۔ از مکافاتِ عمل غافل مشو۔ وہ ساتھ جو چھوٹ نہ سکے۔ ۱۲

چوبڑی ٹیڑھی کھیر ہو۔ خانہ داری کے لیئے سینا پرونا۔ پکانا۔ رینڈھنا
دو شعبے بڑے اہم ہیں۔ انسان یہ نہ سمجھے کہ گلی گلی درزی موجود ہیں
کون اپنی آنکھوں کا تیل نکالے جس کی ناک پر لٹکا دھر دیا سلوا لیا۔ رہا
پکانا کون چولھا جھونکے پیسہ سلامت رہے ماما ئیں ایک چھوڑ دس موجود
یہ سب کام چوری کے ڈھنگ ہیں۔ میں کہتا ہوں وہ عورت عورت ہی
نہیں جس میں یہ گُن نہیں۔ اُس کے علم کو لے کر کیا ہم چاٹیں جب
گھر والا ہی اوندھ جائے۔

نہ محقق بود نہ دانشمند   چار پائے برو کتابے چند

اپنی تراش خراش۔ اپنی کتر بیونت اپنی سلائی کی بات ہی کچھ اور
ہے۔ جیسا دل چاہا سیا اور جیسا دل چاہا پہنا۔ دوسرے کی محتاجی
اچھی یا اپنی دست کاری۔ مشغلے کا مشغلہ اور کام کا کام۔ اگر یہ ہنر
کسی عورت کے ہاتھ میں نہیں تو پھر وہ بیٹھے اُدھڑے کی ایک کھونپ
بھی نہ بھر سکے گی اور بالکل دوسروں کی محتاج ہو جائے گی۔ اب
پکانے رینڈھنے کے دوسرے مرحلے کو لو۔ بے شک ماما پکا لے گی
بلکہ تم کو نوالے بنا بنا کر کھلا بھی دے گی۔ مگر تم کو اس سے بھی
آسان نسخہ بتا دوں کہ ہلدی لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا ہو۔ وہ

۱ سخت محنت کرنا۔ دیدہ ریزی۔ ۲ مزدوری دے دی۔ چار پیسے خرچ کر دیئے۔ ۳ گھر کا نظم ہی بگڑ جائے سے
انتظام چوپٹ ہو جائے۔ ابتری پھیل جائے۔ ۴ ایسا شخص کسی بات میں بھی پورا نہیں اُترتا نہ تو وہ
کسی بات کی تہ کو پہنچے ۵ بے عقل ہندی اُس مثال ایک لدو بیل کی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہے ۶ تھوڑا سا
سی دینا۔ ۱۲

یہ کہ بازار سے پکا پکایا منگالو۔ بڑے شہروں میں ہر طرح کا کھانا عمدہ سے عمدہ ملتا ہے مگر بازار کے کھانے اور گھر کے کھانے میں وہی فرق ہے جو بازاری اور گھر یلو چیز میں ہوتا ہے اسی طرح ماما کی ہنڈیا اور گھر والی کی ہنڈیا میں آسمان زمین کا فرق ہے۔ یاد رکھو کہ ماما بھی جب ہی کام دیتی ہے جب وہ جان لے کہ ہاں بیوی میری محتاج نہیں۔ جیسے گھوڑا سوار کو پہچانتا ہے ایسے ہی نوکر مالک کو جانتا ہے۔ ہونا یہ چاہیئے کہ ماما ایک ذریعہ ہو پکانے کا یعنی تم کہتی جاؤ بتلاتی جاؤ اور وہ کرتی جائے مگر باورچی خانے کی دیکھ ریکھ رہے تمھارے ہی ہاتھ میں یعنی اونٹ کی نکیل تمھارے دست قدرت میں رہنی چاہیئے۔ ماما کی ناز برداری اور محتاجی سے اپنے ہاتھ میں ایک ہنر پڑا رہنا بہت بہتر ہے کہ داشتہ آید بکار گرچہ بود زہر مار۔ ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است رفتن بپائے مردیِ ہمسایہ در بہشت

ماما کسی وقت ہوئی اور کبھی نہ ہوئی یا بیمار ہی پڑ گئی تو چولھے میں آگ بھی نہ جلے گی اور جس کے ہاتھ میں ہنر پڑا ہوگا وہ کسی موقع پر بند نہ رہے گا۔

قسم خدا کی کہ ہمسائے کے بھروسے پر بہشت میں جانا دوزخ کے عذاب کی برابر ہے۔ یعنی کسی احسان اٹھا کر کامیاب ہونا کوئی خوشی کی بات نہیں۔ کام وہ ہے جو اپنی قوت بازو سے کیا جائے۔ جو غیرت مند ہیں وہ احسان کا بوجھ اٹھانا کب گوارا کرتے ہیں۔ نہ رکھے گا۔ ؎ زہر بھی کسی نہ کسی وقت کام آجاتا ہے

تیسرا باب - کچھ کام کی باتیں

ضائع نہ کیجیے سخن آب دار کو　　ہر گوہر یگانہ سزاوار گوش ہو

تمھاری تعلیم لکھنے پڑھنے اور دنیا کی کار برآری کے اعتبار سے معمولی طبقۂ نسواں سے اب بھی زیادہ ہو اور یوں علم وہ چیز ہو جس کی نہ کوئی انتہا ہو اور نہ دل سیر ہوتا ہو - اس کا خزانہ کبھی خالی نہیں ہوتا - لیکن اگر اتنے دنوں کی پڑھائی لکھائی سے تمھارے دل میں تعلیم کا حقیقی شوق اور چسکا اور چاٹ پیدا نہیں کی تو کچھ بھی نہ ہوا - ایسا پڑھنا تو مارے باندھے کا پڑھنا ہوا - اس میں شک نہیں کہ بچوں کو شروع شروع بہت کٹھن معلوم دیتا ہو جیسا کہ ہر کام ابتدا میں مشکل ہوتا ہو اور پھر تو لوہے کے چنے چبانا ہو - ہٹی ہی کو واقعی بڑی مشکلات کا سامنا ہوتا ہو جیسا کہ ایک بچہ وہ جب چلنا سیکھتا ہو تو قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا اور گر گر پڑتا ہو - چوٹیں بھی لگتی ہیں - سر بھی پھوٹتا ہو مگر چلے جاتا ہو اور آخرکار چلنا کیسا ہوا کے گھوڑے پر سوار دوڑا دوڑا پھرنے لگتا ہو - یہی حال حصول علم کا ہو - ہوشیار استاد بچے کا دل ہاتھ میں لیے رہتا ہو محبت پیار اور شفقت سے سمجھا کر پڑھاتا ہو کیوں کہ بچے کا دل اگر اچاٹ ہو جائے یا پڑھنے کی طرف سے ڈر بیٹھ جائے تو جانو کہ بس وہ پڑھ بھی چکا - بد شوق کا پڑھنا اور بھی مشکل ہو - جب کچھ دنوں بعد

کام چلانے - جبرا - زبردستی - مشکل - تو سیکھے - ہٹ جائے - نہ لگے - ۱۲

بچہ چل نکلتا ہے اور وہ مزے مزے کی کہانیاں اور دلچسپ باتیں پڑھنے اور سمجھنے لگتا ہے تو اُس کو خود شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ تم ماشاء اللہ تعلیم کے مراتب ابتدائی سے مدتیں ہوئیں نکل گئیں اور اب تمھارا شمار[1] ایڈوانسڈ ریڈرز میں ہے۔ اردو لکھنے پڑھنے پر بخوبی قادر ہو[2] فارسی کی استعداد گو ابھی کم ہے مگر شوق اگر ہو تو اس کی تکمیل[3] کے لیئے تمھارے آگے ابھی کافی وقت ہے اور اس وقت کو غنیمت سمجھو انگریزی تم اتنی جانتی ہو کہ شاید اس کی تم کو ضرورت بھی نہ پڑے گی مگر علم شے بہ از جہل شے۔ آج نہیں تو کل وہ وقت آئے گا اور اب آیا کا آیا کہ تمھارے سن وسال کے لحاظ سے مجبوراً تم کو مدرسہ چھوڑنا پڑے گا مگر مدرسہ چھوڑنے کے معنے خدا کے واسطے تعلیم کا چھوڑنا کہیں نہ سمجھنا مشغلۂ علمی کا جاری رکھنا تمھارے شوق پر موقوف ہے۔ جن لوگوں کو کتب بینی[5] کی عادت پڑ جاتی ہے وہ کتاب جیسی سہیلی کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہیں اور اپنی استعداد اور معلومات کو یوماً فیوماً بڑھاتے رہتے ہیں عمدہ عمدہ نئی نئی کتابیں پڑھتے اور اخبار بینی[7] سے اپنی معلومات کو اپ ٹو ڈیٹ[6] رکھتے ہیں۔ کتاب ہی ایک وہ چیز ہے جس کی سیر سے کبھی دل سیر[8] نہیں ہوتا۔ کتاب ہی وہ چیز ہے جس سے ہم بڑے بڑے علماء اور فضلاء اور تجربہ کار لوگوں سے ہم کلام[9] ہو سکتے ہیں۔ جن سے

---

[1] گنتی۔ [2] پڑھا ہوا۔ پڑھنے والا۔ [3] پورا کرنے۔ [4] کسی چیز کا جاننا (کسی حال میں بھی) نہ جاننے سے بہتر ہے۔ [5] کتابیں دیکھنا۔ [7] اخبار دیکھنا۔ [6] آج تک۔ [8] بھرتا۔ [9] باتیں کر سکتے ہیں۔

یوں ملنا اور بات کرنا محال ہی۔ ہاں یاد رکھو کہ عشقیہ ناول کبھی
نہ پڑھنا۔ پڑھتے وقت ان میں دل ضرور لگتا ہی۔ مگر ان کی تعلیم کا
زہر آلود[۱] اثر اخلاق کی خرابی اور دین و دنیا کھونے اور ایک بھلے مانس کو
لُچا شہدا۔ آوارہ منش[۲] بنانا ہی۔ جس کا اثر غیر محسوس[۳] پر دل پر نقش
ہوتا ہی اور مٹائے نہیں مٹتا بلکہ عملاً ظاہر ہونے لگتا ہی اور پھر افیون[۴]
کی سی لت پڑ جاتی ہی کہ ان کے آگے جن میں[۵] سراسر جھوٹ میں خلاف[۶]
خلاف قیاس باتیں اور زمین آسمان کے قلابے[۷] ملائے گئے ہیں
اور بے حیائی بے شرمی۔ فحش اور پاجی پنے کے شرمناک قصوں کے
سوائے اور کچھ بھی نہیں ناول پڑھنے والوں کا دوسری علمی[۸] اور
اخلاقی۔ مذہبی اور کتب سیر[۹] میں دل نہیں لگتا۔ لیٹ ریڈنگ[۱۰] کے
بعد یہ کتابیں دماغ کو جو تخیل[۱۱] پسند ہو گیا ہی شاق گزرتی ہیں اور روکھی[۱۲]
پھیکی بے لذت معلوم دینے لگتی ہیں۔ لہٰذا ہرگز اپنے مذاقِ سلیم
کو دیدہ و دانستہ[۱۳] نہ بگاڑو۔ تم کہو گی کہ ہم کو کیسے پہچان ہو کہ کون سی
کتاب اچھی ہی اور کون سی نکمی اس کی بڑی پہچان اُس کے مصنف

---

[۱] زہریلا۔ بدچلنی۔ [۲] نامعلوم۔ [۳] جم جاتا۔ [۴] بُری عادت۔ [۵] دل سے بات بنا لینا۔ [۶] خلاف قیاس باتیں بیان کرنا جن کا جوڑ نہ ملے۔ [۷] تاریخ اور سفرنامے اور سوانح عمری وغیرہ۔ [۸] وہ پڑھنا جس سے طبیعت پر بار نہ پڑے۔ [۹] خیالی باتوں کا عادی۔ [۱۰] ناگوار سخت۔ [۱۱] بے لطف۔ [۱۲] بے مزہ۔ [۱۳] جان بوجھ کر۔



کا نام ہے۔ جس طرح بڑے بڑے نامور مصنّفوں کی زبان فحش اور
یاوہ گوئی سے آلودہ نہیں اُن کا کلام بھی ان عیوب سے پاک و صاف ہے
کتاب ہے کیا چیز؟ کتاب اُس مصنّف کے وہی خیالات ہیں جو اُس کے
دماغ میں گونجتے رہتے اور آخر کار قلم سے مترشح ہو کر کاغذ پر ثبت
ہو جاتے ہیں۔ مقدّس اور متبرک نام کہلانے کی وہی کتاب
مستحق ہے جس کے پڑھنے کے بعد ہم کو کچھ فائدہ پہنچے۔ کوئی عمدہ اثر
ہو اور جس کتاب میں یہ نہیں وہ پڑھنے کے قابل نہیں اُس کو
چھونا سانپ بچھو سے کھیلنا ہے۔ نثر کے علاوہ نظم میں بہت دل
لگتا ہے کہ اس میں ایک قسم کا ترنم یعنی دُھن اور راگ داری ہے۔
گُل بکاولی۔ بدر منیر۔ اندر سبھا۔ واسوختِ امانت اور اسی طرح
کی ہزارہا نظمیں ہیں جو کاغذ میں لپٹے ہوئے سانپ بچھو یا سُم کے
پھٹنے والے گولے ہیں۔ نظمیں پڑھو مولنا حالی۔ علامہ شبلی اور اپنے
دادا کی اور اسی طرح کے اور مشہور شعرا کی مثلاً ڈاکٹر اقبال۔ لسان العصر
اکبر الہ آبادی وغیرہ وغیرہ۔ ان کی نظمیں پڑھنے کے قابل ہیں جن میں
پند و نصائح کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں اور جن کا ایک ایک لفظ جواہرات
میں تولنے کے قابل ہے۔ پڑھو تو دل باغ باغ ہو جائے۔ کچھ نہ کچھ فائدہ
کوئی نہ کوئی عمدہ بات ہاتھ آئے۔ نظم کا پہلا رنگ ڈھنگ ذلیل اور فحش
حُسن پرستی معشوق کی ایسی جھوٹی تعریف کہ اُس شکل کا معشوق اگر

فضول بکواس۔ چھن جاتے۔ ۱۲

ہمارے سامنے آ جائے تو ہم ڈر کر بھاگ جائیں مثلاً بالوں کی لٹیں بڑی بڑی جٹائیں ہوں - کمر کا پتہ نہ ہو - سچ کہنا ایسی کوئی عورت تم دیکھو تو ڈر جاؤ یا نہیں - مردوں کی تعریف پر آئیں تو دنیا بھر کی خوبیاں اُس میں بھر دیں - حاتم سے زیادہ مخیّر - رستم سے زیادہ بہادر - حضرت یوسف سے زیادہ خوب صورت - شجاعت سخاوت - دلیری - داد و دہش - حُسن کوئی خوبی نہیں جو ان کے ممدوح میں نہ ہو - آدمی نہ ہوا صفاتِ حسنہ کا پورا مجموعہ ہوا - بھلا ایسا آدمی کہیں دیکھنے میں آیا ہے جس میں دنیا بھر کی خوبیاں موجود ہوں - وہ آدمی تو نہ ہوا فرشتہ ہوا بلکہ فرشتے سے بھی بڑھ گیا جھوٹی خوشامد - فرضی اور جھوٹے خیالات ایسے کہ وہم و گمان کی رسائی بھی وہاں تک نہ ہو - بات وہ کہیں گے جو دھری جائے نہ اٹھائی جائے - آسمان پھاڑ کر تھگلی لگانا انھیں کا کام ہے - مبالغہ ایسا کہ رائی کو پہاڑ - تِل کا بیل اور پر کا کوا بنا دیں - بس یہ تھی پرانی شاعری - مولانا حالی ہی وہ پہلے بزرگ تھے جنھوں نے طرزِ جدید کی بنا ڈالی اور شاعری کو ان تمام عیوب سے پاک صاف کیا - ان کی نظمیں فصاحت بلاغت روانی بندشِ مضمون بلند اور عالی خیالات اخلاقی خوبیوں میں لاجواب ہیں اور اسی واسطے پڑھنے کے قابل ہیں کہ ہمارے حال کی کچھ نہ کچھ اصلاح ان سے ہوتی ہے - دل

خیرات کرنے والا - دینے دلانے والا - جس کی تعریف کی جاتی ہے - مجموعہ صندوق - پوچ سے پیوند - ۱۲

گندگیوں سے پاک ہوتا ہے۔ بہت سے قصائد نعتیہ اور نظمیں بھی بڑی قدر کے قابل ہیں جیسے محسنِ کاکوروی یا غلام امام شہید الہ آبادی کے قصائد کہ پڑھنے اور سنانے کے قابل ہیں جو مذہبی خیالات کا سچا فوٹو ہیں۔ اس قسم کی نظموں کے کئی مجموعے لوگوں نے جمع کیئے ہیں جو بہترین انتخاب اور عطر مجموعہ ہیں۔ جن کے پڑھنے سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔ میر انیس اور مرزا دبیر کے مراثی اردو لٹریچر کا بہترین نمونہ ہیں ان کے کلام کو اگر ملہم من اللہ[1] کہیں تو بجا ہے۔ دوسرا کوئی ایسا قادر الکلام[2] اور شیدائے اہلِ بیتِ رسولِ انام لا کلام نہیں ہوا اور آیندہ بھی امید نہیں کہ پیدا ہو۔ ان دونوں صاحبوں کا کلام ہستا ہے جو ایک سے ایک بڑھ کر فصاحت و بلاغت اور نظم کی خوبی کی کان ہے یہ دونوں صاحب اپنے فن میں ایسے گزرے ہیں کہ جن کی نظیر نہیں دیوانوں میں ذوق۔ غالب۔ داغ۔ کے دیوان بھی حسنِ کلام کے اعتبار سے دیکھنے کے قابل ہیں۔ آج کل مسٹر الیاس برنی نے دریا کو کوزے میں بند کرنا شروع کیا ہے۔ یہ کام بہت بڑا ہے لیکن جتنا کچھ اُنھوں نے کیا اور جو کر رہے ہیں بہت خوب ہے۔ اُنھوں نے معارفِ ملت۔ جذباتِ فطرت۔ مناظرِ قدرت۔ تین تفریقیں کر کے چھوٹی چھوٹی کتابوں کا ایک نئے نظیر سلسلہ شروع کیا ہے جس میں چیدہ چیدہ کر اعلیٰ درجے کے نامور شعرا کی ہر رنگ کی بہتر سے بہتر شستہ اور پاکیزہ

---

[1] اللہ کی طرف سے الہام کی گئی۔ [2] جس کو لکھنے میں بڑی دست گاہ ہو۔ ۱۲

نظموں کا عطر کھینچا ہے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو اس میں شک نہیں کہ اردو لٹریچر کی نظموں کا ایک ایسا گلدستہ مرتب ہو جائے گا جس کی مہک سارے ہندوستان میں پھیل جائے گی۔ عشقیہ غزلیں، گیت ٹھمریاں۔ واسوخت[1] مثنویاں پڑھنا شریف بہو بیٹیاں تو رہیں اپنی جگہ توبہ توبہ شریف مردوں کا کام بھی نہیں ہے کہ ان ناپاک کتابوں کو ہاتھ لگائے۔ اپنے اوقات ضائع ہونے کے علاوہ گنہگار بھی بنے۔ انسان کی زندگی دیکھو تو ایسی کون سی لمبی چوڑی ہے بچپنے اور بڑھاپے کا زمانہ نکال دو تو مساکر کے بیس برس ملتے ہیں وہ بھی کسی کو ملے کسی کو یہ بھی نہیں۔ پس کیا یہ مختصر زمانہ اس قابل ہے کہ ہم اسے یوں رائگاں کریں اور جب[2] ہم کو اچھی اچھی کتابوں ہی کے پڑھنے کی کافی مہلت نہیں ہے تو وائے[3] برحال اُن کے جو اس نپے تلے زمانے کو ایسی مزخرفات میں ضائع کریں۔ تمھارے پاس سکول کی کتابوں کے علاوہ جو کتابیں اب موجود ہیں وہ کافی ذخیرہ ہے بشرطیکہ پڑھو اور پڑھنے کی طرح پڑھو۔ کھا نس نہ کاٹو۔ پڑھو اور ہضم کرو یعنی سمجھ کر پڑھو اور عمل کرو۔ کسی کتاب کو لبٹر سبٹر گنتی گنانے کو پڑھ لینا کہ یہ کہنے کو ہو جائے کہ میں نے اتنی کتابیں پڑھیں اس[4] کچھ فائدہ نہیں ایسا پڑھنا پڑھنا نہیں ہے بلکہ کتاب کا نگلنا ہے اور

---

[1] معشوقہ کے غم میں عاشق کی بے قراری اور تڑپن کا بیان۔ [2] تلف کرنا۔ ضائع کرنا۔ برباد کرنا۔ [3] افسوس۔ [4] واہیات خرافات۔ گڑبڑ سے نہ سمجھے بوجھے۔ ۱۲

ایسا سطحی نقش ذرا بھی دیر پا نہیں ہوتا بلکہ بہت جلد مٹ جاتا ہے۔ جو کتاب غور سے پڑھی جاتی ہے اور اُس کا مضمون ڈائی جسٹ کیا جاتا ہے اُسی کا شمار پڑھنے میں ہے۔ جو کتابیں تم کو پسند ہوں اور تمھارے مذاق کی ہوں شوق سے میرے کتب خانے سے لو اور اگر یہ چاہو کہ اپنے ہی نام کی ہوں تو دل کھول کر جو کتاب چاہو منگاؤ مگر مجھ سے مشورہ کرکے کہ میرا مشورہ تمھارے حق میں یقیناً بہتر اور مفید ہوگا زنانے اخبار اور بعض بعض رسالے بھی اچھے ہیں اُن کو پڑھا کرو مثلاً تہذیبِ نسواں۔ عصمت۔ خاتون۔ شریف بی بی۔ وغیرہ وغیرہ ایک آدھ انگریزی اخبار بھی مطالعے میں رکھو کہ تمھاری انگریزی کی استعداد گھٹنے نہ پائے۔ میرے خیال میں ٹیمز آف انڈیا سب سے بہتر اخبار ہے جو ہفتہ بھر پڑھنے کو کافی ہے اور اُس میں عمدہ عمدہ تصویریں بھی ہوتی ہیں۔

کون کہتا ہے کہ تعلیم زناں خوب نہیں　　ایک ہی بات فقط کہنی ہے یاں کہنے کو
دو انھیں شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم　　قوم کے واسطے تعلیم نہ دو عورت کو
(اکبر)

عورتوں کی تعلیم کے متعلق اب وہ لوگ بھی جو بڑے تعلیم کے حامی تھے صدائے احتجاج بلند کرنے لگے۔ مولوی سید **ممتاز علی صاحب** کا وہ مضمون جو ۳۰ جولائے سنہ ۱۹۲۰ء کے **تہذیبِ نسواں** میں "**کیا تعلیمِ نسواں ترقی کر رہی ہے**" کی سرخی سے چھپا ہے خوب ہے یہ مضمون

(ڈائی جسٹ۔ انگریزی) ہضم کرنا۔ یعنی اچھے طور سے سمجھ کر پڑھنا۔ محبت کی آواز۔ ۱۲

سے چھپا ہی تجربہ کار کی قلم سے نکلا ہی غور سے پڑھنے کے قابل ہی اور وہ یہ ہی :- " آج تہذیب نسواں کو جاری ہوئے بائیس برس ہوچکے اور ان بائیس برس کی سرکاری رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہی کہ زنانہ مدارس کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہی - اور لڑکیوں کی تعداد میں خاصی ترقی ہی - اس پر وہ لوگ جو صرف ظاہری نمایش سے خوش ہوجایا کرتے ہیں - خوش ہیں - اور خیال کرتے ہیں - کہ تعلیم نسواں میں واقعی ترقی ہورہی ہی - مگر ہم اس ترقی تعداد کے ساتھ دو اور باتیں بھی دیکھتے ہیں - جو بہت افسوس ناک ہیں - اوّل یہ کہ گو تعلیم پانے والی لڑکیوں کی تعداد میں ترقی ہورہی ہی - مگر درجہ تعلیم میں کچھ ترقی نہیں اور ہی تو بالکل برائے نام[1] - دوم یہ کہ تعلیم یافتہ لڑکیوں میں تعلیم نے اچھا[2] اثر پیدا نہیں کیا - یہ دونوں باتیں امر واقعی ہیں جس میں کچھ شک نہیں ہوسکتا - مستورات کا درجہ تعلیم ایک حد خاص تک مقرر ہی - اس سے آگے وہ نہیں پڑھتی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ہم جس غرض سے لڑکیوں کو تعلیم دینا چاہتے ہیں یعنی اس مطلب کے لیئے کہ وہ اپنے فرائض کو زیادہ خوبی وخوش اسلوبی سے ادا کرنے لگیں - وہ غرض اتنی اور اس قسم[3] کی تعلیم سے حاصل نہیں ہوتی لہٰذا ضرور ہی کہ اس غرض کے حاصل کرنے کے لیئے تعلیم کی مقدار اور کیفیت دونوں کو بدلا جائے - دوسرا امر بھی روز بروز عیاں[4] ہوتا جاتا ہی تعلیم یا

---

[1] کچھ بھی نہیں - نام گنانے کو - [2] اچھی طرح - [3] قسم - [4] ظاہر - ۱۲

لڑکیوں میں تعلیم بجائے نیک اور مفید اثر پیدا کرنے کے بُرا اور
مضر اثر پیدا کر رہی ہے۔ تعلیم یافتہ لڑکیاں عموماً مغرور۔ گستاخ۔ آرام طلب
نکمی اور بیمار پائی جاتی ہیں۔ جس قدر بیماریاں تعلیم یافتہ لڑکیوں میں
پائی جاتی ہیں اُس قدر ناتعلیم یافتہ لڑکیوں میں نہیں پائی جاتی ہیں۔
اس کی دو وجہ ہیں۔ ایک یہ کہ وہ گھر کے کام کاج کو ہاتھ نہیں لگاتیں
اور نکمے رہنے کی وجہ سے چلنا پھرنا بہت کم ہوتا ہے۔ اور چونکہ اسکولوں
کے سوا ہمارے گھروں میں لڑکیوں کے لیئے کوئی ورزش کا سامان
نہیں ہے اس لیئے آرام طلبی سے وہ عموماً بیمار رہتی ہیں۔ اندریں صورت
ہم کو سالانہ رپورٹوں میں محض یہ دیکھ کر کہ زنانہ مدارس کی تعداد
روز افزوں بڑھ رہی ہے بہت خوش ہونا نہیں چاہیئے بلکہ دوسری جو
خرابیاں ساتھ ساتھ ترقی پا رہی ہیں انھیں دیکھ کر لڑکیوں کی موجودہ
حالت پر کُڑھنا اور ان خرابیوں کے رفع کرنے کی تدابیر سوچنا چاہیئے۔
بیمار کے سامنے بہت بوتلیں اور شیشیاں دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہے گا
کہ صحت بہت ترقی کر رہی ہے تاوقتیکہ اصل صحت میں ترقی نہ ہو۔ اسی
طرح محض مدارس کی زیادتی اور درس کی ترقی سے جو ذریعہ ہے
لڑکیوں کی اخلاقی و معاشرتی اصلاح کا اور اس لیئے ان کی مثال
ویسی ہی ہے جیسی بیمار اور بوتلوں کی۔ یہ نتیجہ نکالنا کہ لڑکیوں کی علمی
حالت ترقی پر ہے۔ غلط استدلال ہے۔ جو لوگ لڑکیوں کی تعلیم اور

---

۱ فائدہ مند۔ ۲ نقصان دہ۔ ۳ بیکار۔ ۴ اس حال میں۔ ۵ روز بروز۔ ۶ افسوس کرنا۔ ۷ غلط حجت پکڑنا۔

اصلاحِ معاشرت میں دل سے سچی ترقی کے خواہاں ہیں انہیں چاہیے
ان خرابیوں سے متنبہ ہونا اور ان کا تدارک کرنا اور ان کی تعلیم کو
درست راہ پر ڈال لینے کا انتظام کرنا چاہیئے ورنہ یہ خرابیاں چند سال
میں گھروں میں فتنہ و فساد کا ایک طوفان عظیم برپا کر دیں گی۔ تو
میں کہتا ہوں کہ تعلیم فرائض کی ادائی سکھلاتی ہے یا تغافل اور تعلیم
تعلیم صفت انکسار پیدا کرنے اور اپنے آپ کو سب سے کم تر سمجھنے کا
نام ہے یا نخوت اور تکبر کا۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تعلیم یافتہ
عورتیں شوہروں کی مساوات کا دعویٰ کرنے لگتی ہیں اور ایک اقلیم
میں دو شخص مساوی الرتبہ حکومت نہیں کر سکتے۔ دو بادشاہ در
اقلیمے نہ گنجند۔ اس لیے تعلیم یافتہ گھرانوں کے مقابلے میں تعلیم نا یافتہ
گھرانے زیادہ مطمئن حالت میں ہیں اور اس طرح روز جوتیوں میں
دال نہیں بٹتی۔ اگر واقعی انگریزی تعلیم نے یا محض تعلیم نے ایسا
الٹا اثر دکھایا ہے تو ہمارا اس تعلیم کو دور ہی سے سلام ہے۔ رہنے دو
بی بلی مرغا لنڈورا ہی بھلا مگر میرا خیال اس کے خلاف ہے میں اس
آزادی اور بے حیائی کو تعلیم کا اثر نہیں سمجھتا بلکہ تعلیم کا نقص اور ایک گونہ
ناتجربہ کاری اور کوتاہ اندیشی کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ اس میں شک نہیں
کہ پڑھی لکھی عورتیں بہ مقابلے ان پڑھوں کے اپنے حقوق اور ذرائع
سے زیادہ واقف ہو جاتی ہیں اور وہ اپنی واجبی پوزیشن کی حق بجانب

---

۱ خبردار۔ ۲ چوکس۔ ۳ علاج تدبیر۔ ۴ غفلت کرنا۔ ۵ بے پروائی۔ ۶ غرور۔ ۷ مزاج دار۔ ۸ ایک سلطنت
میں دو بادشاہوں کا گزارا نہیں ہو سکتا۔ ۹ فضیحت۔ رسوائی۔ [illegible]

طلب گار ہوتی ہیں وہ اُس ذلت کو کبھی گوارا نہیں کر سکتیں جو بالعموم عورتوں کے ساتھ برتی جاتی ہے۔ عورتوں کو نہ صرف ناقص العقل بلکہ سرے سے انسان ہی نہیں سمجھا جاتا اور اُلٹی چھری سے مرد حلال کرنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ بیوی باندی میں فرق نہ کیا جائے کوئی وجہ نہیں کہ عورت پیر کی جوتی سمجھی جائے۔ سارا جھگڑا اور سارا فساد اسی کا ہے کہ عورتوں کی وہ قدر نہیں کی جاتی جس کی وہ درحقیقت مستحق ہیں۔ اُن کو سوسائٹی میں وہ مرتبہ نہیں دیا جاتا جو اُن کا حق ہے ضرور ہے کہ تعلیم سے ان کی آنکھیں کھلیں یہ جان جائیں کہ ہمارا مرتبہ کیا ہے اور ہم کو رکھا کس حال میں ہے بس تعلیم سے ضرور ہے کہ ایک قسم کا سلف ریسپکٹ اور خودداری ضرور ایک حد تک آجاتی ہے۔ ایسا احساس ایک قسم کی ترقی اور قعر جہالت سے اُبھرنے کی نشانی ہے۔ پس جس عورت میں یہ صفت پیدا ہو جائے وہ تعریف و ستایش کے قابل ہے نہ لعنت اور ملامت کی سزاوار کیوں کہ جو شخص اپنی اصلی اور واجبی وقعت اور پوزیشن کو نہ جانے جس کا وہ جوازاً مستحق ہے یا جانے اور طلب نہ کرے وہ دوسروں کا مرتبہ شناس اور اُن کے حقوق کا قدرشناس کب ہو سکتا ہے۔ یہ امر بلاشک و شبہ ماننا پڑے گا کہ مردوں کو ضرور عورتوں پر ایک قسم کی برتری ہے اور وہ بہت سے

ادھوری عقل۔ کم عقل = ادھوری سمجھ۔ ظلم توڑنے۔ برادری۔ انگریزی خودداری۔ اپنی عزت آپ کرنا۔ جہالت کے گڑھے۔ قدردان۔ ۱۲

معاملاتِ زندگی میں مردوں کی دستِ نگر ہیں۔ میرے خیال میں تمام خرابیاں مرد و زن کے حدود مقررہ سے تجاوز کا نتیجہ ہی۔ مرد جوں جوں اُبھرتے اور ترقی کرتے جاتے ہیں عورتوں کو دوں دو دباتے اور گراتے جاتے ہیں۔ منہ سے دعویٰ ہی کہ ہم عورتوں کے حالات کی بہتری کے کوشاں ہیں مگر دل سے یہ چاہتے ہیں کہ عورت ذلیل ہی رہے۔ پڑھی لکھی عورت ممکن نہیں ہی کہ اپنے کو اتنا گرا دے ہاں جو جاہل ہی اُسے جس کل چاہو نچالو اُس بے چاری کو خبر ہی نہیں کہ دنیا میں عورت ذات بھی کسی کام کی ہی اور سوائے پیٹ بھر لینے اور موٹا جھوٹا پہن لینے اور بچّوں کی ماماگری کرنے کے دنیا کی کسی اور چیز میں اُس کا حصّہ ہی بھی یا نہیں۔ لیڈی فرانسس بالفور نے معاشرتی زندگی کے تنزّل پر جو خیالات قلم بند کیئے ہیں اُن کا لُبِ لُباب یہ ہی کہ "ترقیِ نسواں کا سب سے بڑا دشمن عورت کا ہر کام میں حصّہ لینا ہی اور اِس سے اندیشہ ہی کہ کہیں وہ اپنے حقیقی فرائض کے دائرے سے باہر نہ ہو جائے" اس باب میں میری ذاتی رائے یہ ہی کہ عورت اپنے کام پر پوٹ طور پر انجام دے نہ کہ ٹیپک طریقے پر۔ میں دونوں اصناف کو مساوات کے درجے میں سمجھتا ہوں۔ ہر جنس

محتاج، مغلوب۔ ؎ یہ مضمون عفت المسلمات مصنفہ علیا حضرت نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ دام اللہ اقبالہا والیہ بھوپال کی کتابِ لاجواب سے اخذ کیا گیا ہی جو رسالہ افادہ مئی سنہ ۱۹۲۰ء میں چھپا ہی۔ نج کے طور پر۔ عام طور پر۔ قسمیں ۔ ۱۲

ایک دوسرے پر فضیلت رکھتی ہے کوئی کسی سے کم نہیں لیکن باایں ہمہ
ان میں جو فرق خلقی طور پر رکھے گئے ہیں وہ کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتے
وہ مثل خدائی احکام کے غیر متزلزل[1] ہیں اور جن کو کوئی بدل نہیں سکتا
دنیا میں مرد کو بہت کام کرنے ہیں اور عورت کو بھی کام کرنے ہیں بلکہ
مرد سے کچھ زیادہ ہی لیکن مرد عورت کا کام نہیں کر سکتے اور نہ عورت
مرد کا کام کر سکتی ہے - زمانہ حال کا ایک اہل قلم لکھتا ہے کہ "دنیا کے
کاموں میں پلیٹ فارم[2] یا شکارگاہوں میں، خانقاہوں میں
تفریح گاہوں میں عورتیں امتیاز کے لیے کوشاں[3] ہیں ہم پوچھتے ہیں
کہ گھر کا کاج کون دیکھے گا؟ بچوں کو کون پالے گا اور عورتوں کے
تمام (مخصوص) کام کون کرے گا؟ ایک وفادار بیوی (ایک
(چاہنے والی) بہن ایک (جان فدا کرنے والی) ماں کی جگہ کون لے گا
جو ان تمام رشتے داریوں کو ایمانداری سے انجام دے جیسا کہ
عورتوں کو چاہیئے - وہ کون سی عورت ہے جو ان تمام فرائض کے
ادا کرنے کے بعد اتنا وقت بچا لے گی کہ قومی پلیٹ فارموں اور
شکارگاہوں میں جا سکے - زمانہ حال کی چند رایوں کے خلاف
میری رائے ہے کہ بیس تا بائیس برس (اور ہندوستان میں سولہ تا اٹھارہ
برس) کی عمر کے بعد عورت کا قدرتی فرض اس کی ازدواجی[4] زندگی ہے
اس کے یہ معنی نہیں کہ اور کوئی کام دنیا میں کرنا ہی نہیں چاہیئے -

---

[1] جن میں ردّ و بدل نہ ہو سکے - [2] لفظی معنے چبوترے کے ہیں - مراد میدان ہے - [3] کوشش کرنا - [4] بیاہی ہوئی گزران - ۱۲

ازدواجی زندگی سے پہلے اور اس کے بعد عورت کا خاص کام تیمارداری ہے۔ میں ان لوگوں کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا جن کی یہ رائے ہے کہ عورت کو ہر پیشہ سکھانا چاہیئے میں کسی پیشے کو بجز عورت کے لیئے موزوں نہیں سمجھتا۔ چاہے وہ کسی قدر نداتا اور تنگ کیوں نہ ہو۔ میں اپنے اصول میں صرف ایک استثنا ان عورتوں کا کروں گا جو ہندوستان میں ہندوستان کی پردہ دار عورتوں کے لیئے لیڈی ڈاکٹر بنتی ہیں۔ امریکہ کی زندگی نے مجھے سکھادیا ہے کہ کسی پیشہ ور عورت سے ملنا مجھے کسی قدر ناگوار خاطر ہوتا ہے۔ مجھے اس میں شک نہیں کہ بعض عورتیں پیشے اختیار کر سکتی ہیں لیکن میری رائے میں مردوں کے مقابلے میں اگر وہ اصلی دائرۂ نسوان سے باہر ہو جاتی ہیں اور میں نہیں مانتا کہ ہم کو کچھ بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ عورتیں کوئی پیشہ اختیار کریں۔ اگر عورتیں مردوں کے مقابلے میں کھڑی ہو جائیں تو آگے چل کر ان کو پست ہونا پڑے گا اور مردوں کے مصائب کی فہرست میں جو اول ہی سے زبردست ہیں اور اضافہ ہو جائے گا۔ قدرت نے ان کو جسمانی اور دماغی کاموں کے لیئے

بیمار کی دیکھ ریکھ یعنی خبرگیری۔ جدا کرنا۔ محسوب نہ کرنا۔ عورتوں کے حلقے۔ میری رائے میں ایسے پیشے جو گھر کے اندر بیٹھ کر یا مردوں سے آزادانہ میل جول کے بغیر اختیار کیئے جا سکتے ہیں ان میں کوئی ہرج نہیں جیسے سلائی۔ گوٹا بننا۔ خوش نویسی۔ جلد سازی استانی گری وغیرہ۔ رہا نرس کا کام وہ علاوہ خلق اللہ کو فیضان پہنچانے کے یوں بھی اپنی اولاد کی پرورش کے لیئے ایک امر ضروری ہے۔ (یہ نوٹ جناب بیگم صاحبہ ممدوحہ کا ہے ۱۲)

مرد کی طرح نہیں بنایا ہے اور وہ لوگ اس بات سے بخوبی واقف ہیں
جو عورت کو اچھی طرح پہچانتے ہیں اور اس جنس سے محبت رکھتے ہیں
ان کا فرض ہے کہ مناسب وقت پر خود اُس (عورت) کو بھی آگاہ کر دیں
چند مثالیں اس اصول کے خلاف بھی ملیں گی لیکن وہ مستثنیات
ہیں جو کُلیہ کو ثابت کرتی ہیں۔ علم سیکھو عقل صاف کرو زندہ اور
مردہ زبانیں جانو تاریخ اور ریاضی پڑھو۔ اگر تمھارے امکان میں
ہے۔ مگر میں تم کو صاف کہہ رہے ہیں کہ گھر کے کام کا علم بھی تم کو
ہونا ضروری ہے۔ صرف کتاب کا کیڑا ہو جانا تمھارے لیئے موزوں نہیں
ہے۔ عورتیں ہی عورتوں کے کام کرتی ہیں۔ کوئی مرد تو کرے گا نہیں
بہتر ہے کہ کتابوں کو اس وقت تک نہ چھوؤ جب تک کہ یہ کام تکمیل کو
نہ پہنچ جائے۔ ہم پوچھتے ہیں گھر میں کون رہے گا؟ گھر کے
کام کا ساتھی کون بنے گا؟ مرد تو اپنے کام سے باہر جائے گا
عورت کو گھر میں ٹھیرنا چاہیئے۔ میں کہتا ہوں ذرا اتنا سوچو کہ مرد
باہر کے کام سے گھر واپس آتا ہے لیکن اس کی زندگی کی ساتھی اپنی
کتابوں کے مطالعے میں مشغول ہے اور اپنی دنیا الگ بنا رکھی ہے
نہ گھر کے کام سے غرض نہ گھر والوں کے آرام کا خیال۔ اگر تم کو
کتابوں کے مطالعہ کا شوق ہے تو ہاتھ اور انگلیوں سے کام لینا بھی
سیکھنا چاہیئے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تم ہمیشہ موزے بنتی رہو
زردوزی میں مصروف رہو بلکہ تم کو ان کے بنانے اور مرمت کرنے کا

ہنر بھی سیکھنا ضروری ہے کیوں کہ یہی عورت کا ہنر ہے اور تمھاری اعلیٰ تعلیم کے یہ معنے نہ ہونے چاہئیں کہ فیشن سیکھو یا ایسا انوکھا لباس پہنو جیسا دوسری عورتیں نہ پہنتی ہوں۔ اپنے ہنروں کو پوشیدہ رکھنے کا ہنر سیکھو اور خاموش مطالعہ پر قانع رہو۔ اگر عورتیں مردوں کا کام انجام دیں اور اُن کے مشاغل اختیار کرنے لگیں تو جو نتائج نکلیں گے اُن سے مردوں کے لیئے مجھے بڑا خطرہ ہے"

جولس سیمان کہتا ہے "عورت کو چاہیئے کہ عورت رہے۔ ہاں بیشک عورت کو چاہیئے کہ عورت رہے۔ اسی میں اُس کے لیئے فلاح ہے اور یہی وہ صفت ہے جو اُس کو سعادت کی منزل تک پونہچا سکتی ہے قدرت کا یہ قانون ہے اور قدرت کی یہ ہدایت ہے اس لیئے جس قدر عورت اُس سے قریب ہوگی اُس کی حقیقی قدر و منزلت بڑھے گی اور جس قدر دور ہوگی اُس کے مصائب ترقی کریں گے۔

بعض فلاسفر انسانی زندگی کو مکروہ اور پاکیزگی سے خالی کہتے ہیں مگر میں کہتا ہوں انسانی زندگی دل فریب پاک اور نہایت پاکیزہ ہے اگر ہر مرد اور ہر عورت اپنے اُن مدارج سے واقف ہو جائے جو قدرت نے اُس کے لیئے قرار دیئے ہیں اور اپنے اُن فرائض کو ادا کرے جو قدرت نے اُس کے متعلق کر دیئے ہیں۔ جو عورت اپنے گھر کے باہر دنیا کے مشاغل میں شریک ہوتی ہے اس میں شک نہیں کہ وہ ایک عاملِ بسیط کا فرض انجام دیتی ہے مگر افسوس ہے کہ عورت نہیں رہتی

بڑے پیمانے پر کام کرنے والی۔ ۱۲

لارڈ بائرن انگلستان کے بڑے پائے کا شاعر کہتا ہے "اگر کوئی شخص معلوم
کرنا چاہے تو اس بات کو سوچے کہ قدمائے یونان کے زمانے میں عورتوں
کی کیسی حالت تھی جس کو عقل تسلیم کرتی تھی اور اگر تم موجودہ حالت
کو معلوم کرنا چاہتے ہو تو قرونِ وسطیٰ[1] کی برائی میں سے کوئی برائی
ایسی نہ ہوگی جو اس زمانے میں موجود نہ پائی جاتی ہو اور یہ حالات
طبیعت کے بالکل خلاف ہیں۔ اگر مجھ سے پوچھتے ہو تو میں یہی
کہوں گا کہ عورتوں کے ضروری مشاغل یہ ہونے چاہئیں کہ وہ اپنے
خانہ داری کے کاموں کو اچھی طرح انجام دیں اور کھانا پکانے اور
لباس وغیرہ میں اچھا سلیقہ پیدا کریں اور ان کے لئے پردہ ایک ضروری
چیز ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے سے اپنے کو دوسروں کے میل جول
سے محفوظ رکھ سکیں"۔ فاضل پروفیسر فریرو لکھتا ہے کہ "یورپ
میں بہت سی عورتیں ایسی پائی جاتی ہیں جنہوں نے مردوں کے سے
کام کرنے کے باعث شادی بیاہ کو ترک کر دیا ہے۔ ان عورتوں کو
عورت اور مردوں کے سوا ایک تیسری جنس کا نمونہ کہنا چاہئے
کیونکہ ان کو مردوں سے تو جسمانی ترکیب اور طبیعت میں یکساں
نہ ہونے کی وجہ سے مشابہت نہیں ہے اور عورتیں اس لئے نہیں ہیں
کہ وہ عورتوں کے طبعی فرائض ادا نہیں کر سکتیں"۔

نظم

تعلیم عورتوں کو بھی دینی ضرور ہے — لڑکی جو بے پڑھی ہو تو وہ بے شعور ہے

[1] قرونِ اولیٰ پہلے قدیم زمانے کے لوگ اور قرونِ وسطیٰ درمیانی زمانہ کے لوگ

۱۲

حسنِ معاشرت میں سراسر فتور ہے
ان پہ یہ فرض ہے کہ کریں کچھ نہ بندوبست
لیکن یہ سوچ ہے کہ مناسب ہو تربیت
آثار یاں مزاج میں آئیں نہ تمکنت

ہرچند ہو علوم ضروری کی عالمہ
مذہب کے جو اصول ہیں اس کو بتائے جائیں
اوہام جو غلط ہوں وہ دل سے ہٹائے جائیں
عصیاں سے محترز ہو خدا سے ڈرا کرے

تعلیم خوب ہو تو نہ آئے گی وہم میں
خیرات سے ہی ہوگی غرض خاص و عام میں
اچھا برا جو کچھ ہے خدا ہی کے ہاتھ ہے
تعلیم ہے حساب کی بھی واجبات سے

یہ کیا ہے زیادہ گن نہ سکے پانچ سات سے
گھر کا حساب کیجئے خود آپ جوڑنا
کھانا پکانا جب نہیں آتا تو کیا مزا
لندن کے بھی رسالوں میں ہیں [illegible]
وقت آپڑے تو کارگزاری میں بھی عذر کیا

اور اس میں آپ قدر کا نہ ہے شک [illegible]
چھوٹیں نہ لڑکیوں کو جو الفت شعار ہو
جس سے برادری میں بڑھے قدر و منزلت
ہو وہ طریق جس میں ہے نیکی و مصلحت

شوہر کی ہو مرید تو بچوں کی خادمہ
باقاعدہ طریق پہ پیش آ سکھائے جائیں
یہ نکتے [illegible] ان کے دل میں بٹھائے جائیں
اور حسنِ عاقبت کی ہمیشہ دعا کرے

خالق پہ لو لگانے کی رغبت [illegible]
اس کو سکھایا جائے یہ واضح کلام میں
نیکی اگر کرے گی تو قدرت کے ساتھ ہے
دیوار پر [illegible] واہیات سے

[illegible] لیے ورنہ تعلیم اور [illegible]
اچھا نہیں [illegible] یہ کام چھوڑنا
جو ہے ہی عورتوں کے لیے یہ بہت بڑا
[illegible] سے سیکھنا چاہیے لیڈی کو [illegible]
گھر کے لیے طعام پزی میں بھی عذر کیا

نقص - غرور - عبادت - وہم کی جمع - گناہ - پرہیز کرے - بچے - صاف صاف
کھلے طور پر - باورچی خانہ - کھانا پکانا ۱۲

سینا پرونا عورتوں کا خاص ہے ہنر | درزی کی چوریوں سے حفاظت پہ ہو نظر
عورت کے دل میں شوق ہے اس بات کا اگر | کپڑوں سے سجتے جاتے ہیں گُل کی طرح سنور
کسبِ معاش کو بھی یہ فن ہے بہت مفید | اک شغل بھی ہے دل کے بہلنے کی بھی امید

سب سے زیادہ فکر ہے صحت کی لازمی | صحت نہیں درست تو نے کار زندگی
کھانے بھی بے ضرر ہوں صفا ہو لباس میں | آفت ہے ہو جو گھر کی صفائی میں کچھ کمی
تعلیم کی طرف ابھی اور اک قدم بڑھیں | صحت کی حفظ کے جو قواعد ہیں وہ پڑھیں

پبلک میں کیا ضرور کہ جا کر تنی رہو | تقلید مغربی پہ عبث کیوں ٹھنی رہو
داتا نے وصف دیا ہو تو دل سے غنی رہو | پڑھ لکھ کے اپنے گھر ہی میں بیوی بنی رہو
مشرق کی چال ڈھال کا معمول اور ہے | مغرب کے ناز و رقص کا اسکول اور ہے

دنیا میں لذتیں ہیں نمایش ہے شان ہے | اُن کی طلب میں حرص میں سارا جہان ہے
اکبر سے بھی سنو کہ جو اُس کا بیان ہے | دنیا کی زندگی فقط اک امتحان ہے
حد سے جو بڑھ گیا تو ہے اُس کا عمل خراب | آج اُس کا خوش نما ہے مگر ہوگا کل خراب

تعلیم عورتوں کی ضروری ہے آج کل | لے علم استری ہے آرام میں خلل
گھر بیٹھے وہ اڑاتی ہیں بے فائدہ زٹل | کیا جانے وہ کہاں ہے عطارد کہاں زحل
شوہر گریجوایٹ ہے گردوں کی چھت پہ ہے | لگری لیئے ہوئے یہ کوئیں کی جگت پہ ہے

۱ آراستہ - ۲ روزی کمانا - ۳ اکڑی - تنی - ۴ دینے والے یعنی خدا - ۵ مراد یورپ سے ہے - ۶ طرز و روش - ۷ مراد ہندوستان سے ہے - ۸ ناچ - ۹ عورت - ہندی لفظ ہے - ۱۰ آرام میں خرابی پڑتی ہے - ۱۱ فضول بکواس - ۱۲ و ۱۳ دونوں تاروں کے نام ہیں - ۱۴ یونیورسٹی کی ڈگری پائے ہوئے جیسے بی - اے - ایم - اے - ۱۵ آسمان یعنی سے باتیں کرتا ہے - ۱۶ چھلیا - ۱۷ منڈیر - ۱۲

بٹوے کی گو کہ جانتی ہے بیونت اور کتر — لیکن نہیں ہے اُس کو سنی[1] بیگ پر نظر

چیزیں نئی جو نکلی ہیں ہے اُن سے بے خبر — تعلیم ہو تو ذہن میں پیدا[2] ہوں بال و پر

تعلیم ہی سے ہوتا ہے انسان آدمی — تعلیم سے تو بنتا ہے حیوان آدمی

(حضرت اکبر الہ آبادی)

تمہاری تعلیم جس قدر بھی ہے دنیوی اور دینی ضروریات کو کافی اور وافی ہے۔ تم کو تعلیم دلانا میرے بس کی بات تھی سینا پرونا پکانا ریندھنا اگر مجھے آتا ہوتا تو اُس سے بھی دریغ نہ کرتا مگر یہ کام مردوں کا نہیں عورتوں کا ہے یا صاف یہ نہ کہوں کہ ماں کا ہے۔ لیکن ۔ ۱۱

میرے بس سے باہر یہی سبب ہے کہ تم ان

ترقی نہیں کرسکیں جتنی کہ پڑھنے لکھنے میں

کے بعد جب سے تم اپنے وطن دہلی میں آئیں

توجہ دلائی۔ حق ہمسائے میں کسی نے بن ماں

بتادیا یہ بھی غنیمت ہے کہ تم سینے لگیں۔ اچھے بُرے

مجھے نہیں مگر آنکھیں رکھتا ہوں، دیکھ سکتا ہوں کہ تمہ

ہے۔ گو تم کو سینے میں پوری مہارت نہ ہو لیکن کتر بیونت[3] میں ابھی کم ہے مگر مدرسے کی تعلیم اس نقص کی تکمیل کردے گی۔ اب رہا کھانا پکانا وہ ہند کالھیا کے مشغلے کی بدولت تم کو خاصہ آگیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ جب تم اپنا گھر آپ کرو گی اور قدم قدم پر ان باتوں کی شدید ضرورت محسوس ہوگی اور مدرسہ کی تعلیم سے تم کو فرصت ملے گی

---

[1] روپیہ رکھنے کا بٹوا۔ [2] یعنی کچھ بات پیدا ہو نتیجہ نکلے۔ [3] درست۔ ۱۲

تو اس کی کو بوجہ احسن پورا کروگی اور جب یہ دونوں باتیں تم کو آجائیں گی تب تمہارے اپنا نوں کا تم میں گھر چلانے کی پوری قابلیت پیدا ہوگی۔ اب میں تم کو روز مرہ کی چند ضروری اور موٹی موٹی باتیں بتلاتا ہوں۔ گو بہت سی باتیں تم جانتی ہو مگر جب یہ نصائح ایک باپ اپنی چہیتی بیٹی کو کتاب کے پیرایے میں کر رہا ہو اور تمہارے ساتھ دوسری لڑکیوں کا بھلا بھی منظور ہو اور لڑکیوں کی معلومات کو وسیع کرنا مدنظر ہو تو ضرور ہوا لڑکیوں کو آئے دن پیش آتی رہتی ہیں بتلائی جائیں

ہار اور سمجھدار اور زمانے کے نیک و بد سے

وہ دن قریب ہو کہ ہم نہ ہوں گے تم کو دنیا

رباعی

غفلت میں ہر اک سال کٹا جاتا ہی ... ما جاتا ہی

بڑھتا نہیں سن بلکہ گھٹا جاتا ہی ... ہوتی ہی دراز

رتبہ ہی اور کیا ادب لحاظ ہی اس سے تم واقف ہو۔

باپ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں جو محبت ان کو اپنی اولاد سے ہوتی ہی وہ دوسرے کو نہیں ہوسکتی ہی۔ خود رنج و تکلیف اٹھاتے ہیں مگر اولاد کو آسایش سے رکھتے ہیں۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہی تو ماں اُسے کیسی حفاظت سے رکھتی ہی۔ دن بھر گود میں لیے لیے پھرتی ہی رات کو آپ جاگتی ہی اور اُسے تھپک تھپک کر سلاتی ہی۔ اُس کے رونے سے تلملا جاتی ہی

اچھائی برائی — ۱۲

شکر دیتا ہے تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے - کھیلنا کھلانا - نہلانا دھلانا -
کپڑے بدلنا - ہر طرح بچے کے آرام کا خیال رکھنا اس کا دن رات کا
شغل ہے - اگر دس نوکر بھی رکھے جائیں تو وہ اتنی خدمت نہیں کر سکتے
جو ایک اکیلی ماں کرتی ہے - جب لڑکا ذرا بڑا ہو جاتا ہے تو بیوی کا کچھ ہاتھ
میاں بٹاتا ہے - انگلی پکڑ کر پھر اسے باہر لے جاتا ہے - کچھ سودا دلواتا ہے
بچہ گھر میں آکر اپنی چاٹ سے مزے لے لے کر کھاتا ہے - جب بچہ کچھ اور
بڑا ہوتا ہے تو لکھاتا پڑھاتا ہے - ادب قاعدہ سکھاتا ہے - ہر دم اسی
فکر میں رہتا ہے کہ میرا لڑکا ایسا اٹھے کہ میرا نام روشن کرے - کوئی عادت
ایسی نہ پڑ جائے جس سے لوگ نام دھریں[1] - کوئی کام ایسا نہ کرے
جس سے بدنامی ہو - بچوں کو بھی لازم ہے کہ ماں باپ کے سایئے کو خدا کا
سایہ خیال کریں - ان کے حکموں کو جان و دل سے مانیں - جس بات کو
کہیں اس کی فوراً تعمیل کریں اور یہی سمجھیں کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں ہماری
بھلائی کے لیئے کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں ہمارے ہی فائدے کے لیئے
کرتے ہیں - ماں باپ کی فرماں برداری سے صرف یہ مطلب نہیں
کہ جب تم ان کے سامنے ہو ان کے حکموں کی تعمیل کرو اور جب وہ
تمھاری نظر سے غائب ہوں تو ان کا خیال نہ رکھو یہ بڑی غلطی ہے -
انھیں حاضر و غائب یکساں سمجھو اور ہر وقت ان کے خوش رکھنے کی
کوشش کرتے رہو - بعض بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ ماں باپ کے

[1] عیب لگائیں - مطعون ہوں - ۱۲

ستاتے تو بھیگی بلّی بنے رہتے ہیں اور جہاں وہ اِدھر اُدھر ہوئے اور انھوں نے طرح طرح کی شرارتیں کرنی شروع کیں۔ کہیں بہن بھائیوں کو ستاتے ہیں۔ کہیں نوکروں کا دم ناک میں کرتے ہیں۔ بازار جاتے ہیں تو دکان داروں کو تنگ کرتے ہیں۔ مدرسے میں اپنے ہم جماعتوں سے بات بات پر جھگڑتے ہیں۔ ماں باپ ان کی حرکتوں سے تنگ ہوتے ہیں نالاں۔ ایسے بچے ماں باپ کے لیئے شرم کا باعث ہوتے ہیں اُن کا نام بدنام کرتے ہیں اور اپنی زندگی خراب و برباد کرتے ہیں سو الگ ماں باپ ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ اُن کی اولاد خراب ہو یا اُن کو کوئی نام دھرے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر وقت اچھی اچھی صلاحیں اور مشورے دیتے رہتے ہیں۔ بُری باتوں سے روکتے اور ہر دم اسی دُھن میں لگے رہتے ہیں کہ ہماری اولاد نیک بخت اور سعادت مند اُٹھے۔ پس سعادت مند اولاد کا بھی یہی فرض ہے کہ اپنے والدین کی صلاح اور مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کریں جو کچھ وہ کہیں اُسے کان دھر کے سُنیں اور اُس پر عمل کریں" (عبداللہ خاں صاحب تھوڑی تبدیل کے ساتھ)۔ ماں باپ کا ادب نہ صرف اخلاقی فرض ہے بلکہ مذہبی فریضہ بھی ہے جس کی سخت تاکید قرآنِ شریف میں آئی ہے۔ اُن کی اطاعت اور فرماں برداری۔ اُن کا ادب لحاظ۔ تعظیم و تکریم اور ہمہ تن اپنے آپ کو اُن کے اختیار میں چھوڑ دینا سعادت مند اولاد کا فرضِ اولین ہے

مسکین۔ غریب۔ بھلے مانس۔

جس طرح انھوں نے شفقت - محبت اور محنت سے تم کو پالا ہی اُس کا
معاوضہ ناممکن ہی - ایک ذرا سا معاوضہ اُن کی خدمت گزاری ہی جس کو
بہت خوش دلی سے کرنا چاہیئے اور اسے ایک طرح کی عبادت سمجھو
ابھی تم نہیں جانتیں اور اس کا صحیح صحیح اندازہ نہیں کر سکتیں کہ ماں باپ
کو اولاد کے ساتھ کس درجے محبت ہوتی ہی - ع قدرِ باباں آں زماں
دانی کہ خود بابا شوی - یعنی اس کی قدر تم کو اُس وقت معلوم ہو گی کہ
جب اصل خیر سے تم خود ماں بنو گی اور اے کاش ہماری زندگی میں
وہ دن آئے !

رباعی

اعضا کو بھی قابو میں نہیں پاتے ہیں　　اُٹھے تو نہ جانے کہ کدھر جاتے ہیں
پیری میں ہلا سر تو اجل نے یہ کہا　　تو ہم کو بلاتی ہی تو ہم آتے ہیں

انسان جس قدر زیادہ مدت تک دنیا میں رہتا ہی اُتنا ہی وہ دنیا کے
نشیب و فراز سے واقف اور پختہ تجربہ کار ہوتا اور معاملات دنیوی
میں منجھ جاتا ہی پس ماں باپ کا کہنا مانو اور اُن کے آگے سر تسلیم خم و
کیوں کہ وہ دنیا کو تم سے زیادہ برت چکے ہیں اور جو کہیں گے جنچی تلی
بات کہیں گے گو وہ بات تم کو بادی النظر میں نادرست ہی کیوں نہ معلوم
ہو - ماں باپ کے بعد بھائی بہنوں کا مرتبہ ہی - بڑا بھائی جو کہ
اکبر خاندان ہوتا ہی باپ کی جگہ ہوتا ہی اُس کا ادب باپ کے برابر لازم
ہی گو عمر میں ایسا تفاوت نہ ہو - بزرگی بعقل است نہ بسال ۔ توانگری بدل است نہ بمال

ظاہر ہیں - عمر بڑی ہونے سے بزرگی نہیں آتی بلکہ اصلی بزرگی عقل کی بدولت میسر ہوتی ہی -
امیری دل سے ہوتا ہی نہ کہ مال سے - ۱۲

بڑوں کا ادب ملحوظ رکھو اور چھوٹوں پر شفقت کی نظر رکھو۔ بھائی بہنوں میں لڑنا بھڑنا کمینوں اور سفلوں کی عادت ہے۔ چھٹپنے کی آئے دن کی لڑائی بھڑائی آگے چل کر خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی مخالفتیں گو اس وقت ہم کو طفلانہ حرکات اور بے اصل نظر آتی ہیں مگر اس وقت کی کدورت اور مغائرت آئندہ بڑھاپے میں عداوت سے بدل جاتی ہے۔ یہ نصیحت کچھ تمھارے ہی لئے مخصوص نہیں کہ تم خود بڑی بہن ہو اس وجہ سے بجائے ماں کے ہو جو تم سے چھوٹے ہیں ان پر تمھارا ادب فرض ہے جیسا کہ تم کو اپنے بڑوں کا۔ لڑکیوں کا کچھ عجب حال ہے۔ جس گھر میں وہ پیدا ہوتی پرورش پاتی اور جوان ہوتی ہیں وہ گھر تو اُن کا ہوتا نہیں بلکہ ان سب مراتب ابتدائی کے طے ہونے کے بعد اُن کو ایک نئی دنیا میں جانا ہوتا ہے اور ایک اجنبی گھر اُن کو ملتا ہے اور وہی گھر اُن کا اصلی گھر اور دوامی مسکن ہوتا ہے پہلے گھر کا نام میکا ہے اور دوسرے کا سسرال۔ ان دونوں گھروں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ میکے میں تمھاری ہر ادا کو پسندیدگی کی نظر استحسان سے دیکھنے والے اور تم کو دل سے چاہنے والے اور تمھاری قدر و منزلت کرنے والے کثرت سے موجود ہوتے ہیں جن کو تمھاری بری بات بھی بھلی لگتی ہے جو ناگوار خاطر ہوتی ہے نہ اکھرتی ہے۔ قدم قدم پہ اللہ آمین منائی جاتی ہے۔ تمھارے قدموں تلے آنکھیں بچھائی جاتی ہیں

پسندیدگی کی نگاہ سے۔ گراں معلوم ہونا۔ خیر خیر۔ خاطر تواضع کرنا۔ ۱۲

لیکن دوسرا گھر وہ ہے جس میں تم نے اس سے پہلے کبھی قدم نہیں رکھا اور جس سے تم بالکل ناواقف ہو۔ تمھیں خبر نہیں کہ وہاں کا کیا دستور ہے اور کیا طریقہ ہے۔ اُس گھر میں جو لوگ بستے[1] ہیں وہ کس مزاج کے ہیں اُن کی طرز[2] و روش اور خوبو[3] کیا ہے اور کچھ نہیں معلوم کہ وہ تم سے کس طرح پیش آتے ہیں اور کیا افتاد پڑتی ہے۔ میں اپنے خیال میں میکے کو **مدرسہ** اور سسرال کو **دار الامتحان** سمجھتا ہوں یعنی میکے میں جو کچھ تم نے ہنر سلیقہ حاصل کیا ہے سسرال میں اُس کا امتحان نہ صرف تحریری یا تقریری بلکہ پرایکٹیکل یعنی عملی امتحان ہوتا ہے۔ لڑکیوں کی زندگی میں سب سے زیادہ نازک وقت ہی **تبدیلِ مکان** کا ہے اور اسی تبدیلِ مکان کو **شادی بیاہ** کہتے ہیں۔ اس نئے مکان کو **خانہ شادی** یا **خانہ بربادی** بنانا تمھارے طرزِ عمل پر موقوف ہے اور اس کا بنانا بگاڑنا بالکل تمھارے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم نے اسے سنوارا تو ساری عمر آرام چین تمھارے ساتھ اگر خدا نخواستہ بگاڑا تو ساری عمر گرفتار مصیبت و آلام ہوگی جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ اب یہیں سے فیصلہ کر لو کہ تم کس قسم کے گھر میں رہنا چاہتی ہو۔ اس گھر میں یوں تو بہت سے لوگ رہتے ہیں لیکن قوی تعلق والے جن سے تم کو ہر دم کا سابقہ ہے وہ صرف ساس۔ سسر۔ نندیں۔ بھاوجیں۔ ہوتی ہیں اور ہاں سب سے زیادہ

[1] رہتے یا آباد ہیں۔ [2] کیفیت حال۔ چال چلن۔ [3] خصلت۔ عادت۔ [4] توقع۔ محل۔ [12]

تعلق اور ڈانٹ کاٹی روٹی انھیں اجنبیوں میں سے ایک ایسے
شخص سے ہونے والی ہے جو تمھارا **دولھا یا شوہر یا مالک یا سرتاج**
کہلاتا ہے۔ تم کو سمجھنا چاہیئے کہ در اصل تم اُس کے ہاتھ بک گئی ہو
گو بردہ فروشی اب موقوف ہے مگر نیک اور سمجھدار بیویاں اپنے آپ کو
میاں کی **لونڈی** ہی سمجھتی ہیں اور جو لونڈی سمجھتی ہیں وہی راج
بھی کرتی ہیں ؎ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ٭ ہر کہ خود را دید او محروم شد
دوسری قوموں کی ازدواجی حالت سے ہم کو کیا واسطہ۔ رہیں جھونپڑے
میں اور خواب دیکھیں محلوں کے ع تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو
ہم مسلمانوں کی طرز زندگی کمی تعلیم اور پردے کی وجہ سے اوروں سے
بہت مختلف ہے۔ باہر کی پھرنے والی عورتوں کی بات ہی کچھ اور ہے
جن کے چار دیدے ہوتے ہیں وہ البتہ مردوں کی برابر ہوتی ہیں
وہ مردوں کے سر چڑھیں تو چڑھ سکتی ہیں یہاں تو وہی مثال ہے
کہ سر کا اُترا بال۔ جب تک سر پر ہے سر پر ہے جب اُترا خدا جانے اُس کا
کیا حال ہوا۔ ہاں تو ہم کو اپنی حالت دیکھنی چاہیئے کہ ہم کتنے پانی
میں ہیں۔ جو عورت گھر کی چار دیواری کے اندر بند ہو۔ جسے کچھ خبر
نہ ہو کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ جو گولر کے بھنگوں کی طرح ساری دنیا
اُسی کو سمجھتی ہے جس کی بڑی پرواز **ڈولی** ہے وہ بھی چو طرف سے بند

گاڑھی دوستی۔ لونڈی غلام بیچنا۔ جو خدمت کرتا ہے اُسی کی عزت ہوتی ہے اور جس نے
اپنے آپ کو دیکھا بس وہ گیا۔ دوسرے کی سگزار۔ بسر کرے۔ چالاک۔ کس حالت میں ہیں ۱۲

لپٹی لپٹائی - بندھی بندھائی - گٹھڑی مٹھڑی -
وہ بھی ضرورت شدید کے وقت اس محلے سے اُٹھ اُس -
پر چلا جانا ہی بڑا کمال ہوا اُس کو پرائے گھر کی کیا خبر ہو پہلے تم سمجھ لو
اور اچھی طرح سے جان لو کہ سُسرال کا گھر گویا کسوٹی ہے جس پر تمھاری
ہر بات کس کر دیکھی جائے گی - وہاں بھلائی کے دیکھنے والے
اور قدر کرنے والے کم اور بُرائی کے چمکانے والے اس سرے سے
اُس سرے تک ہیں - ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد | عیب نماید ہنرش در نظر
گر ہنرے داری وصد گونہ عیب | دوست نہ بیند بجز آں یک ہنر

سُسروں کو بہوؤں سے براہ راست بہت کم تعلق رہتا ہے اور یہی
حال دیور - جیٹھ اور نندوئیوں کا ہے البتہ ساس کا سابقہ بڑا گہرا
سابقہ ہے اُسی کے ساتھ نند بھاوجوں کا مرحلہ بڑا کٹھن ہے ساس
اکثر عمر کے اعتبار سے ادھیڑ ہوتی ہے وہ لاتے تو بہو کو بڑے ارمان
اور چونچلوں سے لاتی ہے مگر چار ہی دن میں بات کچھ کی کچھ ہوجاتی ہے
جس کی بڑی وجہ دونوں کی غلط فہمی ہے اور غلط فہمی کا لازمی نتیجہ ہے
کشیدگی تعلقات - ماں جب اپنے بیٹے کو نئی دُلہن کی طرف
جھکا ہوا پاتی ہے جو ایک فطرتی بات ہے تو اُس کے دل میں ایک قسم

بُرا چیتنے والا خدا کرے کہ اندھا ہو جائے کہ اُس (کم بخت) کے نزدیک ہنر بھی عیب نظر آتا ہے اور دوست کا یہ حال ہے کہ تم میں سو قسم کے عیب بھی ہوں تو ہوں مگر اُس کی نگاہ تمھارے ہنر ہی پر پڑے گی خواہ وہ ایک ہی کیوں نہ ہو - نہ جوان نہ پوری بڈھی بیچ بیچ میں - بڑکاوٹ - ۱۲

ہر ہر۔ بہو جب میاں کو ماں کا کلمہ پڑھتے دیکھتی ہے
بہ رنہ جاتی ہے۔ اس طرح دونوں کے دلوں میں بل پڑجاتا ہے
اس کشمکش میں نند بھاوجوں کو اپنی تیزی طبع اور زبان کی طرّاری
دکھانے کا اچھا موقع ہاتھ آتا ہے۔ ساس گو تمھارے لیئے اجنبی ہو
مگر یاد رکھو کہ وہ تمھارے دولہا کی ماں ہی تو ہے تم کو بھی ساس کا
ویسا ہی پاس ادب ملحوظ رکھنا چاہیئے جیسا کہ اپنی سگی ماں کا کرتیں
ساس اور ماں میں ذرا فرق نہ سمجھنا اسی طرح نند بھاوجوں کو اپنی
بہناں سمجھو۔ گو سسرال والے نکتہ چینی اور بات بات کی گرفت کریں
اور لگائی بجھائی میں مشّاق ہوں مگر تم کو ہمیشہ کوشش کرنی چاہیئے
اور اپنے دل پر جبر کرو مگر ان کا دل ہاتھ میں لیئے رہو کہ واجبی یا ناواجبی
کسی قسم کا ان کو موقع نہ ملے۔ ایک چُپ سو بلاؤں کو ٹالتی ہے۔
کہے ایک جب سُن لے انسان دو کہ حق نے زباں ایک دی کان دو
تحمل اور برداشت کا نسخہ وہ اکسیر ہے کہ کوئی کیسا ہی بدمزاج اور
دریدہ دہن ہو مگر ڈگ ڈال دیتا ہے۔ تالی جب بجے گی دو ہاتھ سے
نہ کہ ایک ہاتھ سے۔ تھوڑے دنوں کے لیئے اگر تم اپنا پتا نکال کر
پھینک دوگی اور ان کے دلوں کو اپنی برداشت اور تحمل سے اپنی
مٹھی میں لے لوگی تو تمھارا سکہ بیٹھ جائے گا اور بیڑا پار ہے اور جو نہیں

تیزی۔ روانی۔ اوپری۔ غیر مانوس۔ بات بات پر عیب لگانا۔ یکڑ منہ پھٹ ہمو کہنا
ہو جاتا ہے۔ دب جاتا ہے۔ برداشت کی خو ڈالو۔ سہار کرنے لگو۔ قابو میں لے لو۔ ۱۲

ٹوہ ٹھی خوار ہی۔ جب تم نئی نئی اس گھر میں جاؤ گی تو طیار رہو کہ تمھاری
ہر بات کی ٹوہ[1] لی جائے گی۔ مزاج کیسا ہی۔ کسی سے ترش رو[2] تو
نہیں ہوتی۔ جلد باز اور غصیلی تو نہیں ہی۔ نشست[3] برخاست کا کیا طریقہ
ہی۔ دن بھر کیا کیا کرتی ہی۔ کھاتی کس طرح ہی۔ سوتی کس طرح۔
بات چیت کا کیا ڈھنگ ہی۔ ٹکڑا[4] توڑ کر ہاتھ میں دیتی ہی یا سوچ سمجھ کر
بولتی ہی۔ غرض کوئی بات نہیں جس کی پرچول نہ کی جائے۔ ایسی چھان بین[5]
اور حرف گیری کو صبر و تحمل سے برداشت کرو۔ نئے آدمی کی یوں ہی
ٹٹول[6] ہوا کرتی ہی۔ تم بھی اپنی آنکھیں کھلی[7] رکھو اس نئے گھر کا طریقہ
یہاں کے لوگوں کی خو بو دیکھو۔ ان کی طرز معاشرت اور مزاج سے
واقفیت حاصل کرو۔ تیل[8] دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔ ان کے دل میں
گھر کرو ان سے میل جول بڑھاؤ۔ اپنی مرضی کو ان کا تابع بناؤ
جو یہ کہیں وہ کرو مختصر یہ کہ ان کے رنگ میں رنگ جاؤ میکے کے آرام
و آسایش کو بالکل بھول جاؤ۔ اب خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
اب تم کو اس گھر میں رہنا اور بسنا ہی۔ تم نے سنا ہوگا کہ بیاہی بیٹی
پڑوسن داخل بیاہے بعد لڑکیوں کا تعلق میکے سے خود بخود رفتہ رفتہ
ضعیف و مضمحل[9] ہوتا جاتا ہی اور چوں کہ زندگی بھر تمھیں اسی گھر میں
رہنا ہی اور انھیں لوگوں میں زندگی کے دن بسر[10] کرنے ہیں لہٰذا ایسا کر

---

۱ پرچول کی جائے گی۔ ۲ رکھائی۔ ۳ طرز۔ انداز۔ ۴ سخت جواب دینا۔ ۵ جستجو۔ تلاش۔
۶ تلاش۔ ۷ ہوشیار اور خبردار رہو۔ ۸ تامل اور برداشت سے کام لو۔ ۹ کم زور۔ ڈھیلا ہوا۔
۱۰ گزارنا۔ ۱۲

چلن پر چلو - دنیا میں انسان یا کسی کا ہو رہے یا کسی کو اپنا کر لے -
تم دونوں باتیں کرو اپنی سسرال کی ہو رہو اور سسرال والوں کو اپنا
کر لو یہ آرزو کہ در بہ کسی کے پڑے رہیں　سر زیر بارِ منتِ درباں کیئے ہوئے
اس میں شک نہیں کہ دفعتًہ ایسی تبدیلی حالت لڑکیوں کے لیئے بڑے
سخت امتحان کا وقت ہے اور امتحان کا نام بُرا - عِندَ الامتحانِ
یُکرَمُ الرَّجُلُ اَو یُھَانُ - لیکن جو سمجھ دار لڑکیاں ہیں وہ اپنے
آپ کو اس نئی لیئف کا خوگر بنا لیتی ہیں - بے شک جس گھر میں تم
چھوٹی سے بڑی ہوئیں نادان سے دانا بنیں - جہاں تمھاری ماں
بھائی اور بہنیں ہیں جن کو تم نے آنکھ کھول کر دیکھا ہے اور جن کی آغوشِ
محبت میں تم پلی ہو اُن کی محبت تمھارے دل سے کیسے زائل ہو سکتی
ہے لیکن اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ تم سسرال میں اپنا دل نہ لگاؤ اور
اُٹھاؤ چولھا بنی رہو - ہر وقت نیکے اور نیکے والوں کی یاد میں بے قرار
رہو - اگر تم ایسا کرو گی تو تمھاری سسرال والے اور خود تمھارا شوہر
یہ خیال کریں گے کہ سسرال کو تم اپنا گھر نہیں سمجھتیں جبھی تو تم کو نیکے کی
تسبیح لگی رہتی ہے - یہ خیال اگر خدا نخواستہ جڑ پکڑ گیا تو پہلی بنا بگاڑ
کی یہی ہو گی - ساس اور نندوں کو تم سے کس طرح پیش آنا چاہیئے

دربان کے احسان سے سر جھکائے ہوئے - ممنون - امتحان میں یا تو
انسان کی توقیر بڑھتی ہے یا پھسڈی رہ جاتا ہے - زندگی - عادی - مٹ سکتی ہے
کم ہو سکتی ہے - غیر مستقل - ہر وقت خیال لگا رہنا - جم گیا - بنیاد - ۱۲

ہماری بحث سے خارج ہے ہم نے ساری خدائی کا ٹھیکہ نہیں لیا ہم
اُن کے فرائض کی بجا آوری اُن کے ذمے ہے اور تمھاری تمہارے سر
رہی، اپنی کرنی اپنی اپنی بھرنی۔ کہنے کو ساسیں کہتی ہیں کہ بہو بیٹی میں
کچھ فرق نہیں اور اسی طرح سے بہویں ساس کو آماں جان
بڑا لہک کر پکارتی ہیں مگر یہ سب مُنہ کی کہن ہے نہ بہو بیٹی ہے نہ ساس
ماں۔ سمجھو تو سب کچھ اور نہ سمجھو تو کچھ بھی نہیں۔ خیر ساسیں بہوؤں کو
بیٹی کی طرح نہ سمجھیں تو معذور ہیں کہ پیٹ کی ممتا کہاں سے لائیں
اور اسی طرح بہویں ساس کو ماں نہ سمجھیں کہ ماں کی بات کسی اور
میں کہاں مگر ساس کو بہو کی محبت اور بہو کو ساس کی عزت کا خیال
رہے تو اس زمانے میں اتنا بھی غنیمت ہے۔ خدا توفیقِ نیک دے
کہ طرفین کی صحبت بر آری کی صورت پیدا ہو۔ لڑکی جب وداع ہوتی ہے
تو بڑی بوڑھیاں اکثر دو باتوں کی بڑی تاکید کرتی ہیں۔ ایک
شرم دوسرے کم کھانے کی۔ حیا بے شک جزو ایمان ہے جس میں
حیا نہیں میں کہتا ہوں کہ وہ انسان نہیں مگر شرم شرم میں فرق ہے
سچی اور جھوٹی شرم میں فرق ضرور ہے۔ شرم کی چیز ضرور قابلِ شرم ہے
نری آنکھیں بند کر لینے اور رستہ ٹٹول کر چلنے یا بھوکے مرنے کا نام
شرم نہیں ہے۔ خدا نے ایک چھوڑ دو دو آنکھیں دی ہیں۔ انکھیاں

پورا کرنا۔ اس انداز سے جس سے بڑی محبت ٹپکے۔ کہاوت۔ کہنا۔ مجبور۔
دونوں طرف۔ سازگاری۔ موافقت۔ خاص کر۔ ضرور۔ ڈھونڈ۔ ۱۲

بڑی نعمت ہیں اور پیٹ کی دوزخ سب کے ساتھ لگا دی ہے۔ یہ
پیٹ کی بلا نہ ہوتی تو دنیا میں کوئی کسی کا دست نگر اور محتاج نہ ہوتا
شرم اس بات کی ہے کہ بے حیائی یا چھچھورپن کا کوئی کام ایسا نہ کرو کہ
لوگ نام دھریں۔ زباں درازی اور بدکلامی نہ کرو۔ کسی سے لڑو بھڑو
نہیں۔ بول بولو تو میٹھے۔ بڑوں کا ادب لحاظ رکھو۔ چھوٹوں سے
محبت شفقت سے پیش آؤ۔ آئے گئے سے خلق ملنساری عجز و
انکسار سے پیش آؤ۔ اب رہا نہ کھانا یہ عورتوں کا نرا بہانہ ہے۔ بھلا
کھانا بھی ایسی چیز ہے جو کسی سے چھٹ جائے۔ ایک وقت نہ کھاؤ گی
دو وقت نہ کھاؤ گی تیسرے وقت تو کھاؤ گی پر ضرور کھاؤ گی لیکن
اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ ایک دم ممتلا بالطبع ہو جاؤ ایک روٹی کے
چار نوالے چٹ کر جاؤ۔ لحاظ تو ہر بات میں اچھا ہے۔ کھاؤ کہ کھانا
شرط زندگی ہے۔ بھوکا مرنا اور اپنے آپ کو فاقے پر فاقے کر کے
کمزور کر دینا داخل شرم نہیں مگر چٹورپن بھی نہ کرو۔ جو سامنے
رکھ دیا کھا لیا اور خدا کا شکر کیا۔ رفتہ رفتہ گھر کے کام کاج میں جب
موقعہ ہاتھ بٹانے لگو۔ کام کا کام اور دل کا بہلاوا اٹھانے بیٹھنے میں
ٹینکے کی طرح نہ کرنا دل چاہا تو سب کچھ کیا نہ چاہا تو ہل کے پانی تک
نہ پیا۔ وہاں تم کام کرنے پر مجبور نہ تھیں کام کرنا یا نہ کرنا تمھاری
خوشی اور مرضی پر موقوف تھا۔ وہاں کا کام محض اختیاری سمجھا گیا

۱ ظرف خالی۔ ۲ بے تکلف۔ ۳ شریک ہو جاؤ۔ دوسرے کے کام کا کچھ حصہ اپنے ذمے لے لو۔ ۴ شفقت میں

چاہیے نہ کیا مگر یہاں کا کام فرائض خانہ داری کا جزوِ اعظم ہے جسے پابندی اور خوش دلی سے وقت مقررہ پر کرنا چاہیئے۔ کبھی کام سے نہ ہچکچانا نہ اوپری دل سے کوئی کام کرنا۔ مارے باندھے اور بددلی کا کام اول تو خراب ہوتا ہے اور پھر نام دھرا جائے گا سو الگ۔ کبھی اپنے میاں سے کسی چیز کی فرمایش نہ کرنا کہ فرمایش کرنے والا نظروں سے گر جاتا ہے شوہر اپنی محبت سے جو لا دے سر آنکھوں سے لو۔ تھوڑے دیئے کو بہت سمجھو کہ مان کا پان بھی بہت ہوتا ہے۔ شوہر کو خود تمھاری ضروریات کی خبر ہے اگر وہ نلے خبر ہے تو ایسے نلے خبر سے منہ پھوڑ کر مانگنا شرم و عار ہے۔ کبھی اپنے شوہر سے حد درجے کی نلے تکلفی یا ٹھٹھا مذاق نہ کرنا کہ ہنسی کا گھر پھنسی تم نے سنا ہوگا۔ جو شخص مذاق کا عادی ہوتا ہے وہ چھچھورا سمجھا جاتا ہے اَلْمِزَاحُ فِي الْكَلَامِ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ۔ انگریزی میں بھی ایک مثل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بہت خلطے کا انجام نفرت ہے۔ خودداری کو ہاتھ سے کبھی جانے نہ دو۔ تہذیب اور شائستگی پاسِ ادب حفظِ مراتب کا خیال ہر حال میں رکھو۔ ع

گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی۔ تم پر چاہے چھری چل جائے مگر کبھی اپنے میاں پر گھر الگ کرنے کے لیئے زور نہ ڈالنا۔ نادان لڑکیاں ساس کے جائز دباؤ اور نگرانی سے اکتا کر میاں کو ابھار کر

بڑا حصہ۔ تامل نہ کرنا۔ محض دکھاوے کی غرض سے جس کام کو دل نہ چاہے۔ زبردستی۔ بے غیرتی سے طلب کرنا۔ بات چیت میں دل لگی ایسی ہونی چاہیئے جیسے کھانے (آٹے) میں نمک یعنی بہت بے تکلف ہونا ٹھیک نہیں۔ میل جول۔ گھل مل جانا۔ جو لوگوں کے رتبے کا لحاظ نہیں کرتا وہ زندیق یعنی کافر یا لامذہب ہے۔

اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانی چاہتی ہیں تاکہ وہاں خود مختار
رہیں۔ جس الگ گھر اور خود مختاری پر تمہاری رال ٹپک رہی ہے ذرا
صبر کرو وہ وقت دیر سویر ایک نہ ایک دن خود بخود آنے والا ہے کہ نہ
سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔ کسی کے ساس سسرے ہمیشہ زندہ
نہیں رہتے۔ فطرت اس گھر کو تمہارے حوالے کرنے والی ہے۔ مگر
کب جب کہ اُس کا مناسب وقت آئے گا نہ کہ قبل از وقت۔ ممکن ہے
کہ تم اس ارادے میں کامیاب ہو جاؤ اور ناتجربہ کار شوہر کو اپنی راہ
پر لگا لو مگر غور کرو کہ ساس تم کو گھر بسانے کو لائی تھی یا گھر اُجاڑنے
کو۔ سبحان اللہ کیا بہو تشریف لائیں کہ بیٹے کو بھی اُجاڑ کر لے گئیں
ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ ہماری سوسائٹی
کی حالت انگریزوں سے بہت مختلف ہے اُن کے ہاں میاں بیوی
میں شادی سے پہلے ہی ربط و ضبط ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ ایک بازاری
سودا ہے پسند ہوا لیا ناپسند ہوا نہ لیا۔ ٹھیٹر سے کنسٹرٹ سے بدلائی ہوتی
رہتی ہے۔ عورت دس بیس نہیں سو پچاس میں سے چن کر۔ دیکھ کر
پرکھ کر۔ ٹھوک بجا کر اپنا شوہر چن لیتی ہے۔ اسی طرح مرد سارے
جہان کی خاک چھان مارتا ہے درجنوں لڑکیوں کو اندھیرے اُجالے
ٹٹول لیتا ہے۔ ایک کو چھوڑتا دوسری سے جوڑتا ہے۔ چاروں کھونٹ
گھوند مارتا ہے جب کہیں جا کر ایک ٹھیک بیٹھتا ہے۔ یہاں کا باوا آدم ہی

دل للچایا ہے۔ آہنی بہ آہن کوفتن۔ جیسا سوال ویسا جواب یعنی جیسے وہ ویسے ہی
یہ بھی۔ یعنی چاروں طرف تلاش کر چکتا ہے۔ دستور۔ طریقہ۔ رواج۔ ۱۲

کچھ اور ہی اور ہمارا نرالا[1] طور ہی۔ یہاں دولھا دلہن ایک دوسرے کی
عادات و اطوار توبہ توبہ شکل صورت سے بھی آشنا نہیں نہ دولھا
دلہن کو پہچانے نہ دلہن دولھا کو جانے۔ ملنا جلنا تو کجا پرندہ
پر نہیں مار سکتا ۔ تا توانم بہ کسے روئے تو دیدن ندہم ٭ گوش را نیز حدیث
شنیدن ندہم۔ چار بھلے مانسوں نے توکلاً علی اللہ ایک کا پلہ دوسرے
سے باندھ دیا چاو اچٹتی ہوئی۔ تم جانو تمھارا کام۔ بات ٹھیر گئی یا
بہت ہوا تو نکاح ہو گیا اب اور زیادہ گہرا پردہ ہو گیا۔ مرد تو مرد عورت
کو بھی اس گھر میں بار نہیں کیا مجال کہ کوئی دلہن کی جھلک تو دیکھ لے
یہ وجہ ہی جو تمھارا ازدواجی تعلق ایک اجنبی محض سے کر دیا جاتا ہی
جہاں سوائے تقدیر کے عقل یا تدبیر کو دخل نہیں۔ تم نہیں جانتیں کہ
تمھارا دولھا کالا ہی یا گورا۔ خوش مزاج ہی یا بدمزاج اور طرفہ یہ کہ
وہ حضرت بھی کورے ہیں۔ دولھا کا ظاہر تو بہرحال تو چھپ نہیں سکتا
لڑکی والے دیکھ بھال کر ہی لیتے ہیں۔ ظاہر حال سے جب اطمینان
ہوتا ہی جب ہی ہاں کرتے ہیں مگر لڑکے والوں بے چاروں کی
بڑی خرابی ہی وہ ظاہر حال سے بھی بے خبر۔ ان کا دارومدار محض
توکل پر ہی اور یہی سچا توکل ہی۔ لیکن اس توکل ہی میں ہزاروں

---

[1] عجیب۔ انوکھا۔ [2] اللہ پر بھروسہ کرکے۔ [3] جہاں تک ہو سکے تجھے کسی اور کو
دیکھنے نہ دوں بلکہ یہاں تک کہ کان میں بھی تیری بات پڑنے نہ دوں۔
[4] پڑ جائیں۔ اچٹتی ہوئی نظر۔ ۱۲

لاکھوں گھر آباد ہیں اور کہیں بگاڑ بھی ہے۔ کسی کو بیگن بیج اور کسی کو ان بیج یہ اپنی اپنی تقدیر ہے جہاں انسان کا ٹٹو نہیں چلتا۔

دنیا میں رنج و راحت توام ہیں۔ ۵

رنج و راحت جہاں میں توام ہے کہیں راحت ہے اور کہیں غم ہے

ہر پھول کے ساتھ کانٹا ضرور ہے۔ یہ تو دنیا کا لیل و نہار ہے۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ سازگاری موقوف ہے تعارف سابقہ پر۔ ہرگز نہیں۔ آدمی بڑا گہرا ہے۔ اس کا خبث نفس برسوں تک معلوم نہیں ہوتا ظاہری اور سوپر فیشل (سطحی) دیکھ بھال بالکل فضول ہے۔ کیا ممکن ہے کہ ہم کسی کا چہرہ مہرہ دیکھ کر اس کے دلی خیالات اور جذبات سے واقفیت حاصل کر لیں ہیں۔ ۵

بہر دستے نباید داد دست اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

اگر ایسا ہوتا تو انگریزوں کے تنخے ٹلے۔ چھپے چھپائے۔ کھلے ملے جوڑوں میں کبھی جھگڑا بکھیڑا نہ پڑتا مگر ان میں ہم سے بڑھ کر طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ اخباروں میں دیکھو آئے دن جھٹم جھٹا طلاق اور خلع کے مقدمات کی بھرمار رہتی ہے بلکہ نہایت شرمناک حالات زن و شو کی بداخلاقی اور سفاکی کے درج ہوتے رہتے ہیں جن کو

ایک بات کسی کو سازگار اور موافق ہوتی ہے اور وہی دوسرے کو نہیں ہوتی۔ کام نہیں نکلتا۔ برابر۔ ساتھ ساتھ۔ اصل معنی جوڑواں کے ہیں۔ رات دن یعنی حال۔ طریقہ۔ موافقت۔ پہلے سے جان پہچان پر۔ ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ٹھیک نہیں۔ اس لئے کہ شیطان بھی انسان کی شکل میں ہوتے ہیں علیحدگی۔ عورت جو مرد کو چھوڑ دے۔ کثرت۔ خونریزی۔ ظلم

سن کر کانوں میں انگلیاں دینے کے سوائے چارہ نہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمان کیسے ہی شکستہ حالت میں پستا ہوں۔ ہر اعتبار سے سڑیل اور بیٹے ہوں مگر اس عروج سے تو ہماری پستی ہی ہزار درجے بہتر ہے کہ ایسے واقعات سے ہماری سوسائٹی بالکل مبرا ہے۔ سسرال کی روح رواں وہ ذات ہے جس سے تمھارا پلہ باندھا گیا ہے یعنی جس کے ہاتھیں ہاتھ تمھارے والدین نے پکڑا دیا ہے اور جو تمھارا شوہر قرار پایا ہے۔ خداوند تعالی نے بہ لحاظ قوائے جسمانی اور مرتبے کے مردوں کو عورتوں پر برتری دی ہے کیوں کہ وہ تمھارے متکفل اور محافظ ہیں۔ یورپ میں عورتیں خود کما کھاتی ہیں کوئی ایسا پیشہ نہیں جو ان پر بند ہو برخلاف اس کے کہ ہندوستان میں عورتوں کے ہاتھ پاؤں بالکل بندھے ہوئے ہیں وہ مردوں کی ہاتھ اٹھائی دی ہوئی روٹی کھاتی ہیں۔ عورت کی زندگی کی کامیابی اور ناکامیابی دونوں کا دارومدار اس شخص کے دستِ قدرت میں ہے جو شوہر کہلاتا ہے۔ گو لڑکی اپنے میکے کی طرف سے کیسی ہی خوش حال ہو، مال دار ہو، جہیز کے اٹم سے اٹم ساتھ لائی ہو لیکن پھر بھی شوہر کی خبر گیری نہیں بلکہ دست گیری کی قدم قدم پر محتاج ہے۔ میری رائے میں وہ بالذات کوئی مکمل وجودِ انسانی نہیں جب تک شوہر کا ادغام اس میں نہ ہو تب تک تکمیل ناممکن

پاک صاف۔ بری۔ خبر گیر۔ ذمہ دار۔ جوڑا لگ جانے۔ ۱۲

خواہ وہ امیر ابن امیر یا بادشاہ ہی کی بیٹی کیوں نہ ہو - ہر حال میں عورت درماندہ اور محتاج امداد شوہر ہی - انگریزی میں عورت کو وُومن کہتے ہیں (Woman) جو دراصل ووُمن (Woeman) ہی یعنی باعثِ ہلاکتِ انسان - عورت سے انسان کے پاؤں میں بیڑی پڑجاتی ہی اور وہ بالکل کچا[1] ہوجاتا ہی اس وجہ سے کہ مرد کو اپنے سوا اپنی عورت اور عورت کے ساتھہ بال بچوں کی خبرگیری کا بارِ عظیم بھی اُٹھانا ناگزیر ہی - انگریز زن پرست کہلاتے ہیں اُن کا مقولہ ہی کہ جس قوم میں عورت کی عزت نہیں وہ قوم خود عزت کے قابل نہیں - یہ مقولہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہی اور ہم بھی اس کے قائل ہیں - جس نے اپنا جان و مال - اپنی ناموس ہمارے ہاتھہ میں دیدی ہو - جو بالکل ہمارے بس میں اور ہمارے بس میں ہو حیف[2] ہی ہم پر اگر ہم اُس کی نازبرداری نہ کریں اور اُسے کسی قسم کی تکلیف پونہچائیں - ایسے لوگ مرد کہلانے کے مستحق نہیں وہ مرد کی گرد کو بھی نہیں پونہچتے - دیکھو لکڑی پانی سے پرورش پاتی ہی یہی وجہ ہی کہ پانی اُسے نہیں ڈبوتا - جو اپنی کہلائے اور ہمارے نام پر بک جائے اُس کی ہم قدر نہ کریں تو دنیا میں مُنہ دکھلانے کی جگہ نہ رہے گی - انگریزی میں عورت کو بٹر سکس (Better sex) یعنی بہتر جنس کہتے ہیں اور بیوی کو بٹر ہاف (Better half)

[1] دُون ہمت پست - [2] افسوس - ۱۲

یعنی بہتر نصف لیکن ساتھ ہی اس کے سٹرانگر (Stronger) اور ویکر سکس (Weaker) کی بھی پخ[1] لگی ہوئی ہے جب وہ اپنی عورتوں کو جو تم سے ہر بات میں بڑھی چڑھی ہیں کم زور جنس اور مردوں کو طاقت ور جنس کہتے ہیں تو ساری بحث مردوں اور عورتوں کے مراتب کی یہیں ختم ہو جاتی ہے۔ ضعیف اور زور آور کا مقابلہ کیا۔ خواہ وہ ضعفِ جسمانی ہو یا ضعفِ روحانی ہ

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد[2] ساعدِ سیمینِ خود را رنجہ کرد

گورے منہ کی میموں کا یہ حال ہے تو ہماری بہو بیٹیوں کی کیا مجال ہے کہ دعوٰی ہمسری کا خیال بھی دل میں لائیں۔ ہماری عورتیں نقصِ تعلیم اور نقصِ جسمانی کی وجہ سے ایسی ہیں کہ ناک پکڑنے سے اُن کا دم نکلتا ہے وہ بلا مرد کے سہارا لگائے کب کھسک سکتی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جو جتنا کم زور ہے اُتنا ہی وہ دوسرے کے بل بوتے پر تکیہ کرے گا اور اُتنا ہی وہ دنیا کی گاڑی کو گھسیٹنے میں مجبور ہے۔ طاقت ور دم دار بیل ایک ذرا سی ٹنگکاری[3] پہ اپنے دم خم کے بل دنیا کی دلدل سے نکل جاتا ہے اور کم زور یا تو وہیں پھنس جاتا ہے یا ساتھی کے سہارے افتاں و خیزاں[4] نکل آتا ہے۔ شوہر کا رتبہ کیسا ہے اور اُس کا کیا ادب لحاظ ہے۔ عورتیں اس اہم معاملے کے اندازہ

---

[1] مشکل۔ روک۔ [2] جس کسی نے طاقت ور سے پنجہ لڑایا ہے ضرور ہے کہ وہ اُس کا ساتھ کو نقصان پہنچائے۔ یعنی زبردست سے مقابلہ کرنے کا نتیجہ ہمیشہ زک ہوتی ہے۔ [3] طاقت پر بھروسہ کرے گا۔ [3] اشارہ۔ قوت۔ زور۔ [4] گرتا پڑتا۔ کسی نہ کسی طرح۔ ۱۲

کرنے میں سخت غلطی کرتی ہیں۔ قطع نظر احکام مذہبی کے جس کا لُبِّ لُباب[۱] یہ ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ کے سوائے کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو وہ صرف شوہر ہی کو ہوتا نہ کسی اور کو۔ اب بتلاؤ اس سے بڑھ کر کیا مرتبہ ہوگا اور شوہر اگر خدائی دعویٰ کرے تو کیا ماننے چاہیے۔ مختصر[۲] یہ کہ خاوند خداوند مجازی ہے۔ یہ تو مذہبی حکم ہوا۔ دنیاوی اعتبار سے بھی وہ فرد جس کی شرکت بدون[۴] تمہاری گزران محال ہے یا اس کی مثال یوں لو کہ جل[۳] کی مچھلی ہو اور شوہر پانی۔ پانی بن مچھلی کب جی سکتی ہے۔ پس شک نہیں کہ وہ بڑی قدر و منزلت کا مستحق ہے۔ ہندوؤں کی عورتیں تو یہاں تک ماموریں کہ شوہر کی پرستش کریں۔ وہ صبح اٹھ کر شوہر کے چرن (قدم) دھوتی ہیں اور اسی کو قدم دھو دھو کر پینا کہتے ہیں۔ عورت ایک مکمل[۷] عدد کا کسراتی حصہ ہے۔ بالذات ناقص۔ نامکمل جب تک مرد کا جوڑ لگا کر اس کا تکملہ[۸] نہ کیا جائے وہ پورا عدد بن نہیں سکتی تم تو حساب مجھ سے زیادہ جانتی ہو یہ پرابلم[۹] اگر یوں ٹھیری۔

(۱) عورت + مرد = ۱ (۲) عورت - مرد = صفر

شادی ہونے کے بعد چوں کہ نیا نیا تعلق ہوتا ہے دلھا بہن کی طرف ضرورت سے زیادہ ملتفت ہوتا ہے نئے[۱۰] کے نو دام پرانے

---

[۱] خلاصہ - ماحصل - مطلب - [۲] جو حقیقی یعنی سچ مچ کا نہ ہو - [۳] پانی - [۴] بدون

[۵] پورا - ٹکڑا - دراصل ادھورا - [۶] کسرتی - [۷] کلیہ - [۸] شکل حسابی - [۹] متوجہ - [۱۰] پرانی چیز کے مقابلے میں نئی چیز کی ہمیشہ قدر ہوتی ہے - ۱۲

کے تین دام - بھولی بھالی لڑکیاں اس پر ریجھ جاتی ہیں - اُن کو نہیں
معلوم کہ اس حالت کو قیام نہیں سریع الزوال ہی - سبز باغ
نری دھوکے کی ٹٹی ہی جسے خزاں کا ڈر ہی - یا یوں سمجھو کہ یہ ایک
نئے رنگ کی شوخی ہی جس کی چمک اور بھڑک جا کر اصلی حالت جو
قائم رہنے والی ہی دیر سویر نمودار ہوگی پر ہوگی - یہ دودھ کا سا
اُبال ہی ادھر آیا اُدھر گیا - بادی چھنٹ چھنٹا کر جو حالت رہ جائے
وہی پکی مستقل اور دیرپا حالت ہی - لڑکیاں جب دولہا کو اپنے پر
مفتون پاتی ہیں تو وہ اد بدا کر خود کھینچنے لگتی ہیں - ایک کہاوت مشہور
ہی کہ کسی غریب کا کھیت ایک گدھی روز چر جایا کرتی تھی وہ بیچارہ
ہنکاتے ہنکاتے اور مارتے مارتے عاجز آگیا وہ کسی طرح آنا
نہ چھوڑتی تھی - ایک صاحب نے صلاح بتلائی کہ میاں اتنا کیوں
پریشان ہوتے ہو - میں ایک چٹکلا بتلاتا ہوں پھر یہ گدھی تمھارے
کھیت میں قدم دھرے تو مجھے پوچھنا - وہ چٹکلا یہ ہی کہ تم اس کے
کان میں یہ اکھر پھونک دو کہ میں تجھ پر عاشق ہوں بس
پھر دیکھو کیا ہوتا ہی - کسان نے یہی کیا اُس دن سے گدھی نے
کھیت کھانا چھوڑ دیا اور یہ کہاوت آج تک زبان زد خاص
و عام ہو گئی - ہی تو یہ مذاق مگر دل لگتی بات ضرور ہی - جو لڑکیاں

فریفتہ - مفتون - جلدی گھٹ جانے والی - دھوکے کی چیز - مغالطے کی آڑ -
بیت جھڑ - لطیفہ - چلتی ہوئی بات - مشہور - ۱۲

اس عارضی آؤ بھگت پر بھول جاتی ہیں وہ راہِ راست بھول جاتی ہیں
اُن کی رُکاوٹ ایک بڑی بھاری حماقت ہے۔ دولھا جب اپنی محبت
کا عکس دُلہن کے آئینۂ دل میں نہیں پاتا اور وہ اپنی محبت کی
پرچھائیں وہاں نہیں دیکھتا تو وہ بھی کشیدہ خاطر ہوجاتا ہے اور یہیں سے
پہلے جوش وخروش کا اُبال تلچھٹ اور دُرد کی شکل اختیار کرکے
دِکھ دینے لگتا ہے دوہا ساجن وہ دن کون تھے جب سُکھ سے لاگی پریت
دُکھ دیا نیارے بھیئے یہ کون دیس کی ریت - تم کو چاہیئے کہ اس بات
کی دل سے کوشش کرو کہ جوں جوں ازدواجی تعلق پُرانا ہوتا جائے
ووں ووں محبت بڑھتی اور مستحکم ہوتی جائے - وہ سیمنٹ
کی مثال ہو کہ جوں جوں مینہ برسے وہ درزوں کو اور مضبوط پکڑے -
چاہیئے یہ کہ جو بنیاد محبت کی پڑی ہے وہ ریت کے ڈھگار پر نہ ہو بلکہ
سخت چٹان پر ہو۔ محبت کی پینگ ہمیشہ بڑھتی رہے وہ کسی حال
میں گھٹنے نہ پائے بلکہ جوں جوں جوڑی کھوس بس پُرانی ہو دونوں
ایک دوسرے کے ہم خیال ہوتے جائیں اور محبت کے سرمایئے
میں ہر نیا دن - ہر نیا مہینا اور ہر نیا سال کچھ نہ کچھ اضافہ اور
پائداری ہی پیدا کرے اور ایک دن وہ آئے کہ دونوں ایک

پرچھائیں - رنجیدہ - رُکا ہوا - ائے ساجن (شوہر) وہ بھی کوئی دن تھے جب ہم میں باہمی محبت تھی اب
تکلیف دہ کیوں ہوگئے بھلا یہ تو بتاؤ کہ یہ کس ملک کا دستور ہے - ایک مسالا ہے جو چھت کی درزوں میں
بھرا جاتا ہے جس سے ٹپکا بند ہوجاتا ہے - ڈھیر - ۱۲

جان دو قالب ہو جائیں دو یا پنتم ہم تم ایک ہیں اور کبھی[1] من کو دو من کو من سے تو لیئے تو دو من کبھو نہ ہو۔ جو میاں بیوی جلدی گھل مل جاتے ہیں یا شیر و شکر ہو جاتے ہیں وہ جس قدر جلد ملتے ہیں اُسی قدر جلد دودھ[2] کی طرح پھٹ بھی جاتے ہیں اور اُن کا کافوری جوش کافور کی طرح دیکھتے ہی دیکھتے اُڑ جاتا ہے۔ جو محبت اور یگانگت بہ تدریج بڑھائی جاتی ہے وہ اس دنیا کے جھونکوں سے کبھی نہیں ہمیشہ خوش و خورم جھولتے اور کھلتے پھولتے رہتے ہیں۔ انھیں کے واسطے سدا بہار ہے۔ جلد بے تکلف ہو جانا جلد بے لطفی کا باعث ہوتا ہے۔ ہم نے عورتوں کو کہتے سنا ہے کہ "اوئی! نوج دور پار صدقے میں اُتاری تھی وہ کون سی موئی بیوی ہوگی جو میاں کو میاں نہ سمجھتی ہو اور میاں کی قدر نہ جانتی ہو۔ لو بوا! میاں بھی کوئی ایسی چیز ہے کہ کوئی اُس کی نے قدری کرے توبہ! توبہ!!" لیکن کہنے اور کر کے دکھانے میں بڑا فرق ہے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ زبان سے تو یہ گوہر فشانی ہے معلوم ہوتا ہے کہ پھول جھڑتے ہیں مگر دل میں کچھ اور ہی ہے۔ دل زبان سے ہم زبان نہیں عمل دیکھو تو کچھ اور ہی ہے سچی بات سنے[3] لاگ یہ ہے کہ شوہر کی وقعت جیسی کہ ہونی چاہیئے کرتا اور نا

---

[1] اے شوہر ہم تم دیکھنے میں الگ الگ ہیں مگر درحقیقت ایک ہی ہیں جس طرح من بھر وزن من بھر رکھ کر تولو تو وہ دو من کبھی نہیں ہوسکتا بلکہ ایک ہی من رہے گا۔ [2] دودھ کا بگڑ جانا [3] سیدھی بات جس میں کچھ پیچ نہ ہو۔ ۱۲

کوئی بھی نہیں۔ محض زبان ہلادینے سے کچھ کام نہیں چلتا۔ سؤ گز واروں گز بھر نہ پھاڑوں۔ ہمیں گوئے وہمیں میداں۔ تم کو اپنے عمل سے اپنے قول کا ثبوت دینا چاہیئے۔ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں تمھاری ہر بات۔ تمھاری ہر ادا تمھارے ہر فعل سے خلوص ثابت ہو۔ تم کو ہر آن ہر لمحہ ہر گھڑی جاگتے سوتے اُٹھتے بیٹھتے اپنے شوہر کی خوشنودی کی دُھن لگی رہے اور اس رنگ میں ایسی رنگ جاؤ کہ تمھارا شوہر بھی بے اختیار بول اٹھے کہ ہاں ہیچو من دیگرے نیست۔ واقعی بیوی کے دل میں میرے سوا اور میری برابر کسی کی سمائی نہیں۔ ضرور ہے کہ شوہر کے دل میں یہ خیال جم جائے کہ تم کو سچے دل سے اُس کی پروا ہے اور ہر وقت تم اُس کی خیر مناتی اور سچے دل سے اُس کو چاہتی ہو۔ اور اُس کی خوشنودی کو سب امور پر مقدم رکھتی ہو اور تم کو اپنے شوہر کو آرام و آسایش پہنچانے میں نہ صرف دلی مسرت ہوتی ہے بلکہ شوہر کے رضامند رکھنے میں جو کچھ بھی دشواریاں ہوں سب راحتیں ہیں آتے انسان اینٹوں کی طرح سے ایک سانچے میں ڈھلے ہوئے نہیں ہوتے آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر جیسی ہماری صورتیں مختلف ہیں

کہنا بہت اور کرنا کچھ بھی نہیں۔ یہی گیند اور یہی میدان۔ اسی موقع پر "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے" بھی بولتے ہیں۔ یعنی ابھی امتحان کر لو یا آزما لو۔ اپنے کہے کو پورا کر دکھانا۔ بہت بکواس کرنے والے کرتے کچھ بھی نہیں۔ "تھوتا چنا باجے گھنا۔ مجھ جیسا کوئی اور نہیں۔ "انسان انسان میں فرق ہے کوئی اچھا ہے کوئی برا۔

ایسے ہی ہمارے خیالات بھی مختلف ہیں۔ یہی باعث ہے کہ ایک ہی
ملک کے لوگ۔ خواہش، اطوار، عادات اور خیالات کے لحاظ سے
شکل وشباہت کی نسبت آپس میں زیادہ مختلف ہوتے ہیں اور
ملک ملک کے باشندوں میں تو باہمی اختلاف اور بھی زیادہ ہوتا ہے
یہی وجہ ہے کہ ہمارے غیات اور جذبات، ہماری امیدیں اور ارادے
ہمارے اوضاع واطوار اور ملک والوں سے بالکل جدا ہوتے ہیں
اور سدا ایسا ہی ہوتا رہے گا جب تک کہ ملکوں کے مقامی حالات
اور نیز صورتیں مختلف ہیں اُس وقت تک لوگوں کی اغراض، تعلقات
اور عادات بھی جُدا جُدا ہی رہیں گے۔ کیوں کہ جیسے شکل وشباہت
کے اختلاف سے انسان مجبور ہے ویسے ہی طبیعت اور خیالات
کے اختلاف میں بھی معذور ہے۔ نہ وہ اس کے اختیار کا نہ یہ اُس کے
بس کا۔ پس جب اس اختلاف کا ہونا ضرور ہے اور انسان اس میں
مجبور ہے تو ہمیں لازم ہے کہ ہم ایسے شخصوں کے ساتھ جو ہمارے
ہم خیال ہوں اور نہ ہمارا رویہ رکھتے ہوں فیاضانہ تحمل سے
پیش آنے کی خو ڈالیں تاہم اس خیال سے کہ وہ اپنے خیال
میں کیسے راسخ الاعتقاد ہیں، ہمیں اُن کے ساتھ اچھا ہی سلوک
کرنا اور اُن کی عقیدت کی داد دینی واجب ہے اور اسی اعلیٰ خوبی
کا نام حلم ہے یا یوں کہو کہ ایسے لوگوں سے بحسنِ سلوک پیش آنا

عادت۔ ؎ اپنے خیال کے۔ ؎ تعریف کرنی چاہیے۔ ۱۲

جس سے ہمارا اختلاف رائے ہو یا جن کے طریق کو ہم پسند نہ کرتے
ہوں اعلیٰ درجے کی اخلاقی خوبی ہے۔ اگر ہمارا کسی کے ساتھ کسی
معاملے میں اختلاف ہو جائے تو ہم کو چاہیئے کہ اپنے دل میں
صرف اتنا ہی سمجھ لیں کہ ہمارا اور اس کا ان باتوں میں اختلاف
ہے اور بس نہیں یہ بات طے ہو گئی۔ یہ ہم خوب یاد رکھیں کہ جس طرح
ہم اوروں کے خیالات کی غلطیاں ثابت کرتے ہیں اُسی طرح
اور لوگ ہمارے خیالات کی غلطیاں بھی ثابت کر سکتے ہیں اور
واقعی ہم سے ایسی غلطیاں سرزد[1] بھی ہو سکتی ہیں اور ہم پر ایسے ہی
نقص عائد[2] ہو سکتے ہیں۔ پس اس صورت میں ہم بھی اوروں کے
تحمل اور ہمدردی کے محتاج ہیں۔ پروفیسر بلیکی لکھتا ہے کہ
ہر فرد بشر کو لازم ہے کہ وہ ہمدردی کے تنگ حلقے میں بند رہ کر اوروں
سے بلا وجہ نفرت اور تعصب نہ کرے۔ لیکن سب سے سچی شعار
نفرت کرنے والا ہمدرد دوست سے اچھا ہوتا ہے کہ کسی سے
نفرت کرنی ہی بہتر ہے چنانچہ نیک آدمی حتی الوسع[3] اپنے محدود
خیالات کو وسعت دینے اور لوگوں کے اُن فرقوں کی خوبیوں
کو جن سے اُن کا طبعی اختلاف ہے جانچنے کی کوشش کیا کرتے ہیں
پس ہم اپنے ہم جنسوں کے بزرگ فرقوں اور گروہوں کی
مذمت[4] کرنے میں دل نہ لگاؤ۔ اس قسم کی باتیں بظاہر تو بھلی معلوم دیتی ہیں

[1] ہو جاتی ہیں۔ [2] عیب لگائے جا سکتے ہیں۔ [3] جہاں تک ہو سکے۔ [4] وہ برائی جس میں شمول بھی ہو۔ بنانا۔ ۱۲

مگر حقیقت میں کم ظرفی کی باتیں ہیں اور اس سبب سے کسی شخص کو اپنے دل میں جگہ دینے سے انکار نہ کرو کہ ساری دنیا اُس کے خلاف ہی یا وہ شخص ایسے فریق کا ہی جس سے ہر فرد بشر متنفر ہی۔ اگر سب لوگ اُسے بُرا کہتے ہیں اور بعض صورتوں میں اکثر بڑے بڑے بزرگ آدمیوں کو سب بُرا ہی کہا کرتے ہیں تو اس صورت میں تمھاری مشفقانہ رائے کی اُسے اور بھی زیادہ احتیاج ہی۔ یہ مسئلہ پاکیزگی اور دانائی سے مملو[1] ہی۔ یہ توقع کرنا کہ ہر شخص ہماری ہی طرح ہر بات کو سوچے سمجھے گا بیوقوفی میں داخل ہی۔ اور لوگ ہماری طرح اُس وقت سوچیں سمجھیں گے جب اُن کے پاس وہی وجوہ ہوں جو ہمارے پاس ہیں اور وہ وجوہ اُن پر ویسا ہی اثر بھی کریں جیسا اُنھوں نے ہم پر کیا ہی لیکن اگر اُن کے پاس اور وجوہ ہوں جو ہمیں معلوم نہیں یا اُن کے خیالات ایسے ہیں کہ ہمارے نکالے ہوئے نتیجے اُن وجوہ سے نہیں نکلتے تو اُن صورتوں میں وہ ہمارے ہم خیال نہیں ہو سکتے بلکہ یہ بات ناممکن ہی کہ ان صورتوں میں بھی وہ ہمارے ہم خیال ہو جائیں اور نہ اس کا کوئی علاج ہی۔ ہاں جس بات کا علاج ہو سکتا ہی اور جس کا تدارک لازم ہی وہ یہ ہی کہ ہم کسی کو صرف اسی وجہ سے سزا دینے کی جرأت کر بیٹھیں کہ وہ ہماری طرح نہیں دیکھتا

[1] بھرا ہوا ۔ ۱۲

اور نہ ہماری طرح سوچتا ہے اسی تشدد کا نام ظلم ہے میں
اس بارے میں جو نصیحت تمھیں کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے
دیکھو کبھی کسی سے صرف اس بات پر رنجیدہ نہ ہونا کہ اس
کی رائے تمھاری رائے کے خلاف ہے اور نہ اس بات سے
خفا ہونا کہ اس کی رائے بدلنے میں کامیاب نہ ہوئے اور
ساری باتوں سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ کسی کو صرف اس
خیال سے کہ تمھارے اور اس کے عقیدے میں اختلاف
ہے ایذا نہ پہنچانا نہ اس کے ساتھ نیکی کرنے میں تامل کرنا
پس اس قسم کا تخالفِ رائے[1] اگر میاں بیوی میں ہو جائے
جس کا ہونا بہت ممکن ہے تو اپنی بات پر ضد اور ہٹ نہ کرنی
چاہیئے بلکہ ٹھنڈے دل سے شوہر کی رائے کی تقلید کرنی
چاہیئے۔ جو وہ چاہے وہ کرو گو تمھارے دل پر جبر
ہی کیوں نہ ہو۔ یاد رکھو کہ پہلے حضرت آدم پیدا کیئے گئے
جب جنت میں اُن کا دل گھبرایا تو اُن کی دل بستگی کے
لیئے عورت پیدا کی گئی اب عورتوں کو دیکھنا چاہیئے کہ
کہاں تک وہ دل بستگی کا ذریعہ ہوتی ہیں اور کہاں تک
دل آزاری کا۔ اس کا انصاف خود تمھارے ہاتھ ہے۔
تم یہ کہو گی کہ ساری باتیں عورتوں ہی کے واسطے اُتری
ہیں یا مردوں کا بھی اس میں کچھ حصہ ہے۔ یہ اعتراض تمھارا بجا ہے

[1] رائے کا اختلاف ۔ ۱۲

مردوں کا بھی بہت بڑا حصہ ہے اور ضرور ہے اُن کی ذمہ داریاں بھی بہت کٹھن ہیں۔ مگر کرنے والے کے واسطے سب کچھ ہے اور نہ کرنے والے کے لیئے کچھ بھی نہیں۔ اُن کے واسطے ایک مختصر سا جملہ قرآن شریف میں آیا ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ جو جامع اور مانع ہے اسی میں سب آگیا جس شوہر کو یہ خیال ہوگا کہ وہ اپنے بیوی بچوں سے اچھی طرح رہے گا وہ سب کچھ کرے گا اور اُس کو کرنا چاہیئے لیکن وہ اگر بے پروائی کرے یا کوتاہی کرے تو تجھ کو برائی کا سبق نہیں لینا چاہیئے بلکہ بھلائی کا۔ کیوں کہ مردوں اور عورتوں کی حالت میں بڑا فرق ہے وہ ایسے مجبور نہیں جیسی کہ عورتیں ہیں عورتوں کا ہاتھ پتھر تلے دبا ہوا ہے۔

میں ازدواجی زندگی کا تجربہ کار ہوں اور تم اب اس کوچے میں قدم دھرنے والی ہو۔ تم نے سُنا ہوگا۔ پیش حکیم مرو پیش تجربہ کار برو۔ پس میں جو کچھ کہوں گا تمھاری بھلائی ہی کی کہوں گا۔ تمھارے دادا نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ "میں جب میاں بیوی کا لڑائی جھگڑا سُنتا ہوں تو ہمیشہ عورت ہی کو خطاوار ٹھیراتا ہوں خواہ وہ میری بیٹی داماد ہی کیوں نہ ہوں" اگر یہ کلیہ بالعموم صحیح نہ بھی ہو تو بھی لِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُلِّ تو ضرور ہے۔ عورتوں میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ

وہ اپنے بطون کو ظاہر نہیں کرتیں - اونہی سمجھ کا یہ نتیجہ ہے کہ روٹھیں گی اول اور وجہ بیان کریں گی بعد وہ بھی بہ مشکل - اسی طرح دنوں گزر جاتے ہیں کہ وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کس بات پر رکاوٹ ہے اور مُنہ پھولا ہوا ہے - جب بہت کچھ ٹٹولنے کے بعد بات کھلی تو وہ ایسی کہ جس کا سر نہ پیر غرض کئی دن کی تناتنی کے بعد خدا خدا کر کے معاملہ روبراہ ہوا - لیکن اگر صاف دلی سے پہلے ہی وجہِ آزردگی کھلے دل سے ظاہر کر کے صفائی کا موقع دیا جاتا تو یہ نوبت ہی نہ آتی - پس عورتوں کو چاہیئے کہ جب کوئی بات ہو خواہ چھوٹی یا بڑی فوراً کہہ سُن کر دل صاف کر لیں - دل میں بات رکھ کر اُسی کی اُدھیڑبُن میں غلطاں پیچاں رہنے سے کوئی نتیجہ نہیں - میاں بیوی میں کسی بات کا پردہ نہ ہونا چاہیئے اور نہ کوئی راز رہے - ایسا پردہ وہی ناسمجھ عورتیں کرتی ہیں جن کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے - دوہا

پریت جہاں پردہ نہیں جہاں پردہ نہیں پریت
پریت بھئے پردہ بھیو تو جلیو ایسی پریت

اس دوہے کا مطلب یہ ہے - ۵

ہو رازِ دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا ✤ پردہ جو درمیاں نہ ہو دل کے غبار کا

ٹھو ٹھکانا - درست ہوا - رستہ نکلا - فکر - حیران پریشان - چکر میں پڑ جانا - جہاں آپس میں کوئی بات راز کی نہ ہو بس وہیں محبت بھی ہو گی اور محبت کے ہوتے راز بھی ہوا تو پھر وہ محبت کیا ہوئی - ایسی محبت کو آگ لگے - یار کا لفظ ناجائز دوستی کے موقعہ پر بولا جاتا ہے اور

اگر تم کو شوہر کی کوئی بات کھٹکے تو صبر و تحمل سے کام لو۔ موقعۂ مناسب
کی تلاش میں رہو۔ نرمی اور آہستگی سے کہو سنو۔ ایک پتھر سا
نہ کھینچ مارو کہ بنا بنایا کام بگڑ جائے اور ہٹتے پر سے اُکھڑ جائے۔
کسی بات پر بہت زور دینے سے دوسرے کو ضد سی آجاتی ہے
نرمی سے جو کام نکلتا ہے سختی سے نہیں نکلتا خدا بُری گھڑی
نہ لائے۔ مردوں کے لیئے دل بہلانے کے جائز او ناجائز
ذرائع بہت سے ہیں مگر تم اپنے آپ کو تو دیکھو کہ سوائے
شوہر کے کوئی اور بھی سوجھتا ہے۔ دوہا

ساجن ہمیں نہ بسریو جب تجھے میت ملیں
تم کو ہم جی لاکھ ہیں۔ پر ہم کو تم جی نئیں

کسی کے کہنے سننے پر کبھی دل بھاری نہ کرنا۔ میاں بیوی میں
بیر ڈلوانے والے یُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِہٖ اور
لڑا کر تماشہ دیکھنے والے جس میں چنگی ڈال جما لو دور
کھڑی۔ بہت ہیں مگر سلوک کرانے والے کم۔ دوہا

جس گھٹ پریم نہ سانچرے وہ گھٹ جان مسان
جیسے مشک لوہار کی کہ سانس لیت بن پران

ناگوار ہو۔ رنج کرنا۔ ای ساجن! جب تجھے اور دوست مل جائیں تو ہمیں نہ بھولنا
ہم جیسے تم کو بہت ملیں گے مگر ہم کو تم جیسا ایک بھی نہیں۔ میاں بیوی میں تفرقہ
ڈلوانے والے۔ کسی بات کا شوشہ چھوڑ کر لڑائی ڈلوا دینا اور پھر آپ الگ کے الگ
جیسے کچھ جانتے ہی نہیں۔ جس جگہ محبت نہ ہو اُس جگہ کو قبرستان یعنی مردہ سمجھنا
چاہیئے جیسے لُہار کی دھونکنی کہ سانس تو لیتی ہے مگر جان نہیں۔ ۱۲

اگر میاں کے دل میں بل آگیا یا کھوٹ سما گئی تو پھر ساری عمر کا
رونا ہے۔ وہ ہائے ساجن وہ دن کون تھے کہ بیچ نہ رکھتے ہار
کرتے ہار ایسی کرہی کہ پڑ گئے بیچ پہاڑ۔ عورتوں کے سر ایک
بڑا بھاری کام انتظام خانہ داری کا ہے جس سبجکٹ میں
عورتیں کثرت سے فیل ہوتی ہیں۔ بڑی چیز گھر کی صفائی ہے
فرش فروش صاف ستھرا ہو۔ گھر میں کوڑے کرکٹ کا نام نہ ہو
انگنائی ایسی صاف ہو کہ چاول بکھیر دیں تو اٹھا لیں۔ ہر چیز
سلیقے اور ٹھکانے سے دھری ہو۔ ادھر ادھر بکھری
بے ٹھور ٹھکانے پڑی نہ ہو۔ زحمت تلاش و جستجو نہ ہو اور
اسی کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے کہ چیزوں کی ڈھنڈیا میں علاوہ
پریشانی اور حرج کے بہت سا وقت ضائع ہوتا ہے۔ بپتیلے پڑے
جگہ جگہ لیے پھرتے ہیں۔ دھوبن جب سر پر سوار ہوئی تب
خانہ تلاشی شروع ہوئی۔ سارے گھر میں اودھم مچ گئی کرتہ
انگنی پر ہے تو پاجامہ غسل خانے میں دوپٹے کا پتہ نہیں کونا کونا
چھان مارا مگر نہ ملنا تھا نہ ملا۔ دھوبن کو یہ کہہ کر ٹالا اچھی تو جا

ائے ساجن! وہ بھی کوئی دن تھے کہ میری جدائی اتنی بھی گوارا نہ تھی کہ بیچ میں ایک
ہار کا رکھنا بھی ناگوار تھا۔ اب خدا کی قدرت دیکھئے کہ ہمارے تمہارے بیچ میں پہاڑ حائل
ہو گئے۔ پوری نہیں اترتیں۔ ناکامیاب رہتی ہیں۔ منتشر پڑی ہوئی
جانے سر نہیں۔ برخلاف کرنے کا۔ تلاش۔ بھٹکے پڑے پھرتے ہیں۔ ۱۲

مل گیا تو بعد میں تیرے گھر بھیج دوں گی۔ پھر ڈھونڈے ان
کی بلا پتا نہ ورنہ دوپٹہ تو گیا گزرا ہوا۔ کچھ دنوں بعد کیا دیکھتے
ہیں کہ کوٹھری میں ایک ٹوکری میں ٹھنسا ہوا مڑا تڑا ملا جسے
چوہوں نے کتر کے بُغارے ڈال دیئے تھے۔ اوڑھنے
کے کیا خاک قابل ہوتا پھاڑ پھاڑ کر صافیاں بنا لیں سلیقہ شعار
بیوی دل میں بہت خوش ہوئیں کہ خیر ایک دوپٹہ گیا تو گیا
صافیاں تو کئی بن گئیں۔ اگر میلے کپڑوں کو سنگوا کر رکھو
تو یہ طوفانِ بے تمیزی کیوں برپا ہو بشرطیکہ اسے داخلِ
بے تمیزی سمجھو۔ میلے کپڑے ایک جگہ سمٹوا کر رکھو۔ دھوبن
کو دیتے وقت کاپی پر ٹانک لو جب لائے فوراً ملا لو یہ نہیں
کہ دھوبن گٹھڑ لائی تو الگ دھر دیا یہ کہہ کر کہ مجھے اس وقت
فرصت نہیں میرا ہاتھ کام میں پھنسا ہوا ہے بندھے کا بندھا
چھوڑ جا ملا لوں گی اور اُسے اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگا لیا
پٹاری سامنے کھلی ہے خود بھی پان کھا رہی ہو اُسے بھی
کھلا رہی ہو۔ یہ دھوبن ہے یا تمھاری سہیلی۔ دھوبن نے
گھاٹ کی راہ لی اور گھر والی نے کپڑوں کو نسیان کی کٹھڑی
میں باندھ پرے ڈال دیا۔ کئی دن بعد تولیے کی ضرورت
پڑی تو یاد آیا کہ دھوبن کپڑے دھو گئی ہے۔ تولیہ اُس میں سے

بالکل نیا جس کی تہ بھی نہ ٹوٹی ہو۔ چھوٹی کوٹھری۔ بڑے بڑے سوراخ۔ سنبھال کر سینت کر ۱۲

نکال گٹھری کو کھلا ڈال دیا۔ کئی دن کے بعد کاپی پڑی ملی تب
کہیں کپڑوں کا خیال آیا بارے خدا خدا کرکے اب گٹھری کھلی
تو کپڑے ملائے گئے اکھٹے تین کپڑے کم ایک ریشمی پاجامہ
اور دو کرتے ندارد۔ دھوبن ہر دن بعد آئی تو دروازے
ہی سے ہُنکارا[1] بھرتی آئی کہ دھوبی کو بخار ہے بھٹی نہیں چڑھی
کپڑے جوں کے توں دھرے ہیں۔ میں کھڑے گھاٹ دھولاتی
تو آپ کی پسند نہ آتے اور استری کون کرتا۔ گھر والی۔ اری
بہو ! کپڑے تو خوب دے گئی۔ میں نے جو ملائے تو اکھٹے
تین کپڑے کم۔ اودے رنگ کے چوڑے پائنچے کا ایک پاجامہ
اور چکن کے دو کرتے۔ دھوبن۔ بیوی میں تو سارے کپڑے
اچھی طرح دیکھ بھال کر دے گئی ہوں میرے ہاں تو کوئی
ہی ونی نہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ پاجامہ کہیں لگ گیا ہو
اگر مل گیا تو نِشا کھاتر[2] رہو دے جاؤں گی اور جو نہ ملا تو
بنانے سے تو میں رہی۔ رہے کرتے مجھے کا کھبر[3] جو دیئے
میں نے لا دیئے میں کچھ لکھی پڑھی ہوں تم نے جب ہی کیوں
نہ ملا لیئے۔ اب میں کیا ڈنڈ[4] بھروں۔ اب بتلاؤ دھوبن سے
دست و گریبان ہونے سے فائدہ وہ تم پر ڈالتی ہے تم اس پر
اب تو تو میں میں سے فائدہ جو نقصان ہونا تھا ہو چکا نہ تم

---

[1] ہُنکارا بھرنا۔ [2] نشان خاطر۔ خاطر جمع۔ مطمئن۔ [3] کیا خبر۔ [4] تاوان۔ چٹی۔ ۱۲

غفلت کرتیں نہ یہ ہوتا۔ جو کپڑے گئے بس اُن کو صبر کرو اور
آگے کو کان اُمیٹھو۔ **تانبے کے برتن** بے قلعی کے کالے
بہت بُرے معلوم دیتے ہیں۔ قلعی کرانے میں زیادہ خرچ نہیں
مگر جھم جھم کرتے برتن منجھے منجھائے قلعی دار اچھے معلوم دیتے ہیں
جن سے گھروالی کا سلیقہ ٹپکتا ہے۔ گومڑے پڑے رستے اور
ٹپکتے یا بدلوا لو یا مستی جوش کراؤ۔ ہمارے گھروں میں جہاں
تانبے کے برتن دھڑا دھڑ گرتے اور گومڑے پڑتے اور
لوٹوں کے گلے بیٹھ جاتے ہیں وہاں چینی کے برتنوں کا
کیا گزارا۔ آج طشتری میں بال پڑ گیا۔ کل چائے کی پیالی کا
کنارہ ٹوٹ گیا آج گلاس چھن سے ہو گیا۔ کوئی برتن نہیں
جو زخمی یا شہید نہ ہوا ہو۔ نہ ہمارے ہاں احتیاط اور نہ ہمارے
نوکر اس قابل لہذا تام چینی یا الیومنیم[1] کے برتن اس تصادم
کی کچھ تاب لا سکیں تو لا سکیں۔ اگر چند برتن چینی کے اوپر نکلے ہوئے
ہیں تو اُن کو گرم پانی سے دُھلواؤ اور پھر جھاڑن سے پُنچھواؤ
اور الماری یا انگیٹھی میں رکھواؤ کہ ان بچاروں کی چار دن کی
زندگی تمہارے گھر میں ہی بخیر و خوبی گزر جائے۔ بکرے کی ماں
کب تک خیر منائے گی ایک دن تو یہ شہید ہوں گے پر ہوں گے
تام چینی کے برتنوں کا رواج اب کم ہو چلا ہے مہربانی کر کے ان کو

---

[1] گڑھے۔ ایک قسم کی سفید چمکتی ہوئی دھات ہے جس کے برتن بنتے ہیں تگر۔ دمکا کا

ونیا ہی میں آگ کا عذاب نہ دو کہ فوراً چینی کی چٹیں اڑجاتی ہیں
اس کے لیئے غلام مال تانبے ہی کے برتن ہیں جس طرح بھی
چاہو اُنھیں برتو اُن کی داد نہ فریاد سُننے والا اور کوئی نہیں -
الیونیم کے برتن اچھے ہیں مگر وہ بھی آگ میں جلنے کی تاب
نہیں لاسکتے - بگونوں وغیرہ کے سوا رکابیوں یا پیالے پیالیوں
کو آگ پر نہ دھرو کہ بدروپ ہو جاتے ہیں - سن لائیٹ صابن
سے دھونے سے کچھ دنوں ان کی شکل صورت سنبھلی رہتی ہو
جھاڑن سے پنچھواڈالو پھر نئے کے نئے ہیں چمچے چھری کانٹوں
کو صرف گرم پانی میں کھنگوا لینا اور پھر تولیئے سے پونچھ ڈالنا
کافی ہی ان کی جان بہت تھوڑی ہی اگر ماما نے گاؤزوری کی
اور جھونے سے ایک دفعہ رگڑ ڈالا تو ساری چمک دمک رخصت
اور پیتل نکل آئے گا - اناج کی کوٹھری کی کنجی اپنے پاس رکھو
اُس میں کچھ ایسا بوجھ نہیں جو تم سے سنبھل نہ سکے - مہینے بھر کا
اناج ایک دم بھروا لو کہ خیر و برکت ہو - ماما پر بھروسہ نہ کرو - اناج
دو وقتہ خود تلواؤ اور پھر کوٹھری کو قفل لگاؤ ایسا نہ ہو کہ کنجی تو
برائے نمود چاندی کی زنجیر میں لٹکتی رہے اور کوٹھری کے
کواڑ چوپٹ کھلے رہیں تو قفل لگا نہ لگا برابر - اناج وغیرہ جو سامان
آئے سب کا نوٹ کرو - جب ختم ہو جائے تو جانچ لو کہ کچھ افراتفری

بانس کا ٹکڑا یا مونجھ جس سے برتن صاف کرتے ہیں - بربادی - ۱۲

تو نہیں ہوئی۔ اگر کچھ گڑبڑ ہوئی تو آیندہ کے لیئے اس کا کافی
بندوبست کرو۔ کسی کو ہاتھ اٹھا کر دے دینے سے اتنا دل
نہیں کڑھتا جتنا کہ ہماری غفلت اور سہل انگاری کی بدولت
ضائع ہونے سے افسوس ہوتا ہے۔ حساب کوڑی کوڑی کا
لکھنا چاہیئے۔ خرچ کو قابو میں رکھنے اور کفایت شعاری کا
یہ بڑا اصول ہے کہ سارا خرچ واجب ناواجب پیش نظر رہتا ہے۔
بعض کام چور۔ حیلہ جو عورتوں کا یہ کہنا ہے کہ جب ہم خود اپنے
ہاتھ سے خرچ اٹھاتے ہیں تو حساب کتاب ایک مفت کی
دردسری ہے۔ بعض یہ کہتی کہ حساب کس کے لیئے لکھیں وہ
(یعنی شوہر) تو الٹ کر پوچھتے ہی نہیں۔ ساری کی ساری
کمائی اٹھائی اور میرے ہاتھ میں دے دی۔ میں جانوں
میرا کام۔ یہ دونوں باتیں بہانہ جوئی کی ہیں۔ حساب کتاب
ہم نے مانا کہ دردسری ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ دنیا میں بے دردسری
کا کون سا کام ہے۔ جو حساب نہیں لکھتا وہ خرچ کو سنبھال بھی
نہیں سکتا۔ جو پیسوں کو رائگاں جانے دیتا ہے وہ روپیوں
کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔ فضول خرچی اور کفایت شعاری
سوکنیں ہیں ان کا شوہر حساب ہے۔ اگر حساب نہیں تو پھر کسی
بات کی روک تھام نہیں۔ بن ناتھی کا بیل ہے۔ اب رہا شوہر کا
نہ پوچھنا۔ یہ بھی تمہارا امتحان ہے اور اگر کبھی پوچھ بیٹھے تو سوائے

لاپروائی۔ سہاوا۔ ناک چھید کر جو رسّی ڈال دیتے ہیں جس سے بیل قابو میں رہتا ہے مطلب یہ ہے کہ بے قابو
اختیار سے باہر۔ ۱۲

سر چھکا لینے اور بغلیں جھانکنے کے تمھارے پاس جواب ہی کیا ہی ؟ ۔ اور ان سب باتوں کو ڈالو چولھے میں تم یہ بتاؤ کہ اگر حساب نہ رکھو گی تو گھر کیوں کر چلاؤ گی ۔ بے حساب عورت بے اصول عورت ہی ۔ یہ مالِ مفت[1] دلِ بے رحم یا ع ۔ مالِ حرام[2] بود بجائے حرام رفت ۔ تو نہیں کہ بے دردی سے دھڑی دھڑی کر کے لٹاؤ ۔ مانا کہ گھر والا تم پر بھروسہ کرے اور حساب نہ پوچھے مگر اُس کی دونوں آنکھیں اور دونوں کان تو کھلے ہیں ۔ جو کماتا ہی وہ اُس کا درد خوب جانتا ہی ۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کمائیں خانخاناں[4] اور اُڑائیں میاں فہیم ۔ شوہر جب دیکھتا ہی کہ اُس کی گاڑھی[5] کمائی باسلیقہ اور دردمند ہاتھوں میں ہی جس میں احتیاط اور کفایت شعاری دونوں باتیں ہیں تو اُس کی دخل دہی[3] سے ضرورت ہی وہ گھر والی کو مختارِ کل کر دیتا ہی ۔ ۵ سیم[6] و زرم بہ تو بایہ خویش را ۔ تو دانی حساب کم و بیش را ۔ اور اگر یہ نہیں ہی تو پھر وہ ہاتھ روک لیتا ہی اور کوڑی کوڑی کو ترساتا ہی ۔

---

[1] مفت کا مال خوب بے دردی سے اُڑایا جاتا ہی ۔ [2] حرام کا مال تھا حرام ہی میں گیا ۔ [3] دخل و غش ۔ بہت بہت سا ۔ [4] خانخاناں خطاب ہی اصل نام عبدالرحیم خاں تھا جو اکبر بادشاہ کا وزیر تھا ۔ فہیم نامی اُس کے بہت مُنہ چڑھا تھا خوب الّلے تلّلے اُڑاتا تھا ۔ اسی پر سے یہ مثل مشہور ہو گئی کہ کمائے کوئی اور اڑائے کوئی [5] محنت کی ۔ [6] میں نے اپنی پونجی تمھارے حوالے کر دی اب چاہو سو تم کرو یعنی سیاہ و سفید کے مالک ہو ۱۲

اسراف یا فضول خرچی ایک بڑا مہلک مرض ہے جس میں **چٹورپن**[1] بھی داخل ہے۔ بہو بیٹیوں کا یہ کام نہیں کہ زبان کا چٹخارا ہو۔ جتنی[2] چادر دیکھو اُتنے ہی پاؤں پھیلاؤ۔ ظاہری نام و نمود[3] پر ہرگز نہ جاؤ۔ فضول خرچ اور لکھ لُٹ[4] کہلانے سے کنجوس[5] مکھی چوس کہلانا اچھا۔ فضول خرچی کے کاٹے کا منتر[6] نہیں۔ کنجوسی میں کچھ بُرائی ہو مگر وہ دیمک نہیں کہ گھر کو چاٹ جائے نہ گھُن ہے کہ گھر کو کھوکھلا[7] کر دے۔ جو کچھ ضروریات سے بچ رہے گا وہ آڑے[8] وقت میں تمہارے اور تمہارے بچوں کے کام آئے گا۔ اندھا دھند[9] خرچ کرنا اور آئے دن کی بِلوں بِلوں[10] ڈالنا اور قرض و وام کے جال میں پھنس جانا اور بھلی چنگی جان کو روگ لگانا اور گھر کی خیر و برکت اُڑا دینا کسی سمجھ دار اور سلیقہ مند بیوی کا کام نہیں ہے۔ ضروری اور غیر ضروری فضول اور واجبی خرچ کے امتیاز کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جس چیز کے بغیر کام نہ چلے وہ ضروری ہے باقی سب نمایشی اور فضول۔ ۵

فضول خرچ ہزاروں تباہ حال ملے	نشانۂ[11] ہدفِ[12] ناوکِ زوال ملے
پھنسے وہ فلاکت[13] میں بآل[14] ابال ملے	نہ بے نواؤں[15] میں جن کی کوئی مثال ملے

---

[1] مزہ۔ چسکا۔ [2] جتنی گنجائش ہو اُتنا ہی کرو۔ [3] شہرت ناموری۔ [4] لاکھوں کے لٹانے والے۔ [5] بخیل ممسک۔ [6] اُتار۔ علاج۔ [7] خالی۔ [8] مشکل۔ [9] بے حساب۔ [10] بے ٹھور ٹھکانے۔ واویلا۔ فریاد۔ [11] نشانہ۔ [12] نشانہ۔ [13] غریبی۔ مفلسی۔ [14] بالکل۔ سراسر۔ [15] مفلس۔ ننگا۔ ۱۲

وہ کل کروڑپتی مشہور[1] تھے لیکن آج ہوئے ہیں مثلِ گدا[2] کوڑی کوڑی کے محتاج

یہ لوگ نام کو انجام بیں[3] نہیں ہوتے کبھی بھی صاحبِ نام[4] و نگیں نہیں ہوتے

سخی کے سامنے بالا نشیں[5] ہوتے جہاں میں نامور اصلا[6] کہیں نہیں ہوتے

ہمیشہ بے شرف و بے وقار رہتے ہیں ذلیل رہتے ہیں سوا و خوار رہتے ہیں

انھیں ہے شوق کہ پاس ان کے زر نہ رہنے پائے جو شام کو ہو تو وقتِ سحر نہ رہنے پائے

نشانِ لعل و عقیق و گہر نہ رہنے پائے مٹے[7] ریاستِ اجداد[8] و گھر نہ رہنے پائے

جو خرچ ہو وہ کچھ ایسا فضول بے جا ہو کہ شق[9] خزانۂ قاروں کا بھی کلیجا ہو

ارے حمق[10] ہمہ تن[11] اور عقل سے خالی ہے تیری دشمنِ جاں تیری ہمتِ عالی

دیا ریاضِ[12] امارت کو داغ پامالی بجھائی شمعِ شبستانِ[13] فارغ البالی[14]

گرائی رہن کی بجلی ہر ایک زیور پر مگر نہ سیل کبھی آیا تیرے تیور پر

جو قدرِ زر کا ہر اک شخص کو خیال رہے عروسِ راحت و عشرت شریکِ حال رہے

مکاں میں سیم و زر و نقد و جنس و مال رہے رہے نہ ایسی فلاکت نہ یہ زوال رہے

جو یہ ہو کوئی تونگر[15] کبھی فقیر نہ ہو کبھی بھی پھر کوئی محتاجِ دستگیر نہ ہو

افق فضول کوئی خرچ گر نہ ہونے پائے فقیر امیر سے کوئی بشر نہ ہونے پائے

میانِ ہند کبھی قحطِ زر نہ ہونے پائے تباہ صاحبِ ثروت کا گھر نہ ہونے پائے

ہو جتنی چادر اسی میں افق جو پھیلیں پاؤں نہ مفلسی کبھی ملے خواب میں بشر کی چھاؤں

---

۱ مشہور - ۲ فقیر - ۳ مآل اندیش - ذرا فکر نہیں کہ کل کیا ہونا ہے - ۴ نامور - ۵ صاحبِ اقبال - ۵ اوپر بیٹھنے والے - ۶ سربرآوردہ - ہرگز - ۷ باپ دادا - ۸ پھٹ جانا - ۹ بیوقوف - ۱۰ سر سے کا سارا - بالکل - ۱۱ باغ - ۱۲ حرم سرا - خلوت خانہ - ۱۳ کشادگی - فراغت - ۱۴ امیر - ۱۲

کفایت شعاری جو امساک یعنی کنجوسی کی حد تک نہ پہونچے صفتِ محمود[1] ہے۔ صاحبِ ثروت[2] کو اپنی دولت سے واجبی استفادہ[3] جائز ہے اگر وہ ایسا نہ کرے تو کفرانِ نعمت[4] ہے۔ اسراف یا فضول خرچی کی لت دوالہ نکال دیتی ہے۔ گھڑی بھر[5] کے جھوٹے نام نمود[6] اور نمایشی واہ واہ کی بدولت مدۃ العمر پچھتانا پڑتا ہے۔ کیا خوب کہا ہے دلی کی دل والی منہ چکنا پیٹ خالی۔ ایسی چکنا ہٹ کو ہمارا دور ہی سے سلام ہے۔ سلیقہ مند بیویاں وقت بے وقت کے واسطے کچھ نہ کچھ اٹکا رکھتی ہیں جو ضرورت کے وقت نعمتِ غیر مترقبہ[8] اور غنیمت ہو جاتا ہے۔ ہر حال میں نادار[9] سے دار[10] بہتر ہے۔ گھر کا سارا سامان پہننے کے کپڑے فرش فروش۔ ہر قسم کے ظروف برتن بھانڈے۔ کاٹ کباڑ۔ غرض یہ کہ چھوٹی موٹی ہر چیز تمھاری نگاہ میں رہے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک تم باقاعدہ فہرست نہ رکھو لیکن وہ فہرست آپ ٹوڈیٹ[11] ہو نہ کہ تقویم پارینہ[12]۔ جو چیز ناکارہ[13] ہو جائے اُسے فوراً فہرست میں سے کاٹ دو جو آئے اُسے چڑھا لو۔ ہر چیز کے لیئے ایک صندوق رکھو۔

---

[1] اچھی صفت بھلی عادت۔ [2] دولت مند۔ آسودہ حال۔ [3] فائدہ حاصل کرنا۔ [4] خدا کی نعمت کی ناشکری۔ [5] تھوڑی دیر کے۔ [6] نام آوری۔ شہرت۔ [7] ساری عمر۔ [8] وہ نعمت جس کی توقع نہ ہو اور مل جائے۔ [9] مفلس۔ [10] جس کے پاس کچھ ہو۔ مکنت والا۔ صاحبِ مقدرت۔ [11] آج تک کی مکمل۔ [12] پرانی جنتری جو کام نہیں آتی ع
کہ تقویم پارینہ ناید بکار۔ [13] کام کی نہ رہے۔ ۱۲

اسٹور کے صندوق الگ اور چالو سامان کے الگ - ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھو تاکہ زحمت[1] تلاش نہ ہو - صندوقوں پر نمبر لگاؤ اور وہی نمبر فہرست میں لکھو اس طرح کہ جس چیز کی ضرورت ہو فہرست پر نگاہ ڈالتے ہی سارا پتہ چل جائے کہ فلاں صندوق میں ہے - اس تھوڑی سی محنت سے تمھاری ہر وقت کی زحمت بچے گی - چیزوں کے بروقت[2] بہم دست نہ ہونے کی مصیبت جاتی رہے گی - اسی تلاش میں عورتوں کا بہت وقت رائگاں جاتا ہے - وقت پر چیز ملتی نہیں حرج کا حرج اور تکلیف جو ہوئی وہ جدا - ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا سی کنجیوں کا انتظام عورتوں سے نہیں ہو سکتا - گھنٹوں کی تلاش میں ملتی ہیں - یہ کیوں؟ صرف اس وجہ سے کہ ان کی کوئی جگہ مقرر نہیں جہاں پایا ڈال دیا - اگر یہ سماواتی عورتیں چھوڑ دیں تو پھر دیکھو کہ کام کیسے ترت[3] پھرت ہوتا ہے - اپنے میاں کے کپڑوں کو ہمیشہ دیکھتی بھالتی رہا کرو جس چیز کی کمی دیکھو - کہنے کی منتظر نہ رہو فوراً پوری کرو - کپڑے بدلنے کے دن پہلے سے نکال کر رکھو - پھٹا ادھڑا سی سلا کر ٹھیک ٹھاک کر دو کہ وقت پر دقت نہ پڑے - جو کام ہو اپنے ٹھیک وقت پر بے کہے ہونا چاہیئے - کہے سے کیا تو کیا کیا اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم ہر بات کا خیال نہ رکھو - ناشتہ - حقہ - پان سب کی خبر رکھو - میں نے اکثر دیکھا ہے

[1] ڈھونڈنے کی تکلیف - [2] فوراً جب ہی - نہ ملنے کی - [3] فوراً - جھٹ پٹ - ۱۲

اور خود میرا بارہا کا تجربہ ہے کہ عورتوں کو جس وقت کسی کام کو کہو تو کسمسا کر[1]
وہیں رہ جاتی ہیں - صاف نہیں کہتیں مگر اس کان سنی اور دوسرے
سے اڑا جاتی ہیں گویا سُنی کی اَن سُنی[2] کر دی - جتلایا تو کہا ہاں سن لیا
مگر پھر بھی سہل انگاری اور کاہلی کا خدا بھلا کرے ٹال دیا اور پھر جب
یاد دلاؤ تو یہ بندھا ہوا فقرہ کہ **پتھر پڑیں میری یاد پر میں**
بھول گئی بے[3] پر کی سپر[4] ہے یہ بھول کا عذر نامعقول ایک دو
دفعہ تو چل سکتا ہے کہ بھول چوک لازمۂ بشریت (انسانی خواص) ہے لیکن ہر بار یہ
حربہ[5] کام نہیں آتا - ہم نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ تم کھانا بھول
گئی ہو یا مُنہ کے بدلے ناک میں نوالہ ٹھونس لیا ہو یا پھول کر
پھول کے بدلے دہکتا ہوا انگارا تم نے ہاتھ میں لے لیا ہو
در اصل یہ بھول نہیں ہے بلکہ بے پروائی اور ٹال کر ہر دفعہ
بھول کا عذر نہایت شرمناک ہے - اگر وہی کام جب کا تب کر دیا
جاتا تو دو فائدے تھے ایک تو تمھاری مستعدی قابل شکر ہوتی
اور کام وقت سر ہو جاتا اور تم کو اپنی صفائی کے لیے اسم اعظم[6]
کے تلاش کی ضرورت نہ ہوتی اور اس عذرِ مہمل کے پیش کرنے
کی نوبت نہ آتی ع **خوئے بد را بہانہ ہا بسیار** - دوسرا فائدہ یہ تھا
کہ زبان ہلاتے ہی کام ہو جاتے ہیں اور اُس سے جھلا جھلا کر کرتے

---

[1] پہلو بدل کر - [2] گویا سنا ہی نہ تھا - [3] جس کی اصل نہ ہو - [4] ڈھال - آڑ - [5] ہتھیار - [6] بڑا جید عمل
جو چلتا ہوا ہو - بری لت والا بہانے خوب ڈھونڈ لیتا ہے - ٹال کر - ۱۲

نہیں پڑا فرق ہے۔ مثلاً ہم پوچھیں کہ ناک کہاں ہے تو سیدھے بتا دیا
[illegible] کہ گردن کے پیچھے سے ہاتھ کو چکر دے کر
سامنے لا کر کہا کہ یہ ناک ہے۔ دونوں باتوں میں بڑا ہیر پھیر اور
فرق ہے۔ اس زمانہ میں صدہا قسم کی باتیں ہیں مگر کا دھندا
[illegible] ممکن نہیں کہ تم کو ساری باتیں بتلائی جاسکیں۔ عقل سلیم
خود اس کی تعلیم کرتی ہے۔ کسی کے سکھلانے سے سمجھ میں آتی ہیں
[illegible] اور [illegible] شوق [illegible] کو شوہر کے [illegible]
[illegible] کی بدی اور برائی۔ فضول بکواس۔ بے سود
[illegible] سے کب فرصت ہے جو ادھر توجہ کریں ہاں مگر
وہ جن کو خدا نیک توفیق اور ہدایت دے۔ نقل ہے کہ ایک
شہزادہ بڑا کودن تھا۔ بادشاہ نے چاہا کہ تعلیم دے دلا کر اس
کی عقل درست کی جائے۔ مشیران سلطنت کی رائے ہوئی
کہ علم نجوم پڑھایا جائے جس سے عقل میں جودت اور طبیعت میں
جولانی پیدا ہوتی ہے۔ غرض وہ نجوم پڑھنے لگے۔ بڑے بڑے
منجم اور مہندس اُن کی تعلیم پر مامور ہوئے۔ چند سال میں
اُن کے درس کی تکمیل ہو گئی بادشاہ کی حضور میں معروضہ پیش ہوا

صاف طور پر۔ سیدھی طرح۔ چکر۔ اوروں کی۔ بے فائدہ۔ سننے کا
فضول۔ بحث۔ رد و قدح۔ بے وقوف۔ سلطنت کے صلاح کار
چالاکی۔ تیزی۔ ریاضی داں۔ پڑھنے۔ کورس۔ گزارش۔ ۱۲

بادشاہ نے خوشی خوشی باریابی کا موقع دیا - بادشاہ نے دیکھا
تو یوں بات چیت میں ہوشیار تھا - کہا لاؤ کچھ پوچھوں دیکھوں رمل
دانی میں کیسے ہیں - بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر مٹھی میں
چھپالی اور کہا بتلاؤ کیا ہے - انھوں نے جھٹ زائچہ کھینچ عمل حساب
کی رو سے دریافت کیا کہ کوئی مدوّر چیز ہے بیچ میں سے خالی -
بس یہاں تک علم کی رسائی تھی آگے عقل کی رہنمائی اس
عقل کے دشمن نے جھٹ سے کہہ دیا چکی کا پاٹ ہے -
بریں عقل و دانش بباید گریست - مارے [illegible]
دنیا بھر کی کوئی تعلیم دماغ میں روح نہیں ڈال سکتی نہ کند ذہن
کو تیز فہم اور مدرک بنا سکتی ہے - اسی واسطے کہا ہے کیا خوب
علم را ادہ من عقل باید - سب جانتے ہیں کہ دو اور دو چار ہوتے
ہیں کیونکہ پہاڑوں میں رٹا ہے کہ دو دونی چار مگر یہ نہیں
بتلا سکتے کہ تین اور ایک یا ایک اور تین کیوں چار ہوتے
سمجھ کا تو کوئی علاج نہیں - پس جو کام کرو سوچ سمجھ کر کرو -
قوتِ انتقالِ ذہنی - بات میں بات پیدا کرنا - سمجھ بوجھ کا کام
ہے - سرِ دست تم کو امورِ خانہ داری کے متعلق صرف دو باتیں اور

پیش ہوتے - ہوشیار - پھرتیلا - جنم پترہ - رمل کی شکلیں جو رمال قرعہ ڈال کر کھینچتے
ہیں - گول - ایسی عقل پر رونا چاہیے - موٹی بھدی - دریافت کرنے والی نتیجہ نکالنے والی

بتلانی چاہتا ہوں جو نہایت توجہ کے قابل ہیں ایک لباس دوسرے زیور۔ عربی کی مثل مشہور ہے اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ (آدمی کی رونق لباس سے ہے) لباس نہ ہو تو انسان محض گوشت کی لوتھ ہے۔ پس ڈھنگ کا لباس پہننا اور اپنے آپ کو ٹھیک ٹھاک اور درست حالت میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ مردوں کے لیئے بناؤ سنگھار کی بالکل ضرورت نہیں مگر عورتوں کے لیئے یہ اُن کی زندگی کا جزوِ اعظم ہے۔ حضرت شیخ سعدیؒ کی ایک نقل مشہور ہے کہ وہ کسی مجلس میں جا پہنچے مگر تھے ردّی حال میں لوگوں نے فقیر سمجھ دھکّے دے کر نکال دیا۔ پھر آپ ایک پرتکلف لباس میں تشریف لے گئے۔ دیکھتے ہی آپ کو لوگوں نے بڑے تپاک سے لیا۔ آئیے آئیے تشریف لائیے اور صدر مقام پر بٹھلایا۔ جب کھانا سامنے آیا تو سب سے پہلے آپ ہی کے ہاتھ دُھلائے۔ شیخ صاحب سے نہ رہا گیا۔ آپ نے جبہ وغیرہ اُتارنا شروع کیا۔ لوگ متعجب ہوئے کہ بھری مجلس میں یہ کیا حرکت ہے۔ پوچھا۔ آپ نے فرمایا بھائی! کھانا تم مجھ کو تھوڑی کھلا رہے ہو بلکہ اس لباس کو۔ ورنہ میں وہی شخص ہوں جسے تم نے نکال دیا اب مجھے سر آنکھوں پر بٹھایا لہٰذا مجھ غریب کو کیا کھلاتے ہو۔ کھانے کا مستحق دراصل یہ جبہ ہے جس کی

ڈھیر۔ تپا۔ بڑے۔ دال کو تشدید سے بولنا غلط ہے پرتکلف ۱۲

بدولت مجھے محفل میں بار ملا۔ یوں بھی خوش لباسی خوش مذاقی سلیقے اور نفاست کی دلیل ہے۔ بنی سنوری گڑیا بھی تو اچھی معلوم دیتی چہ جائیکہ انسان جسے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہو اور جو اشرف المخلوقات اور خلیفۃ اللہ ہو۔ لباس میں بھی دو باتوں کا لحاظ ضرور ہے ایک پردہ پوشی دوسرے ثقاہت لباس کی اصلی غرض جسم انسانی کو موسمی اثرات سے بچانا ہے چنانچہ نیچر نے خود اس کا لحاظ رکھا ہے قطبین میں سردی زیادہ ہے وہاں کے ریچھ کی پشم بہت بڑی اور گھنی ہوتی ہے اسی طرح کشمیر کے دنبے اور بکرے تاکہ سردی کی تاب لاسکیں اور برف سے بچ سکیں پس جس لباس سے یہ مقصد حاصل نہ ہو وہ لباس کی تعریف میں داخل نہیں وہ نرا لفافہ ہی لفافہ اور ڈھونگ ہے۔ اس لیے جھرجھرا لباس جس میں بدن جھلکے ستر پوش نہیں ہو سکتا اور ڈیسنسی Decency کے خلاف ہے اور اسی وجہ سے شرع میں ممنوع ہے۔ کپڑا ایسا ہو جس میں سے بدن نمایاں نہ ہو علیٰ ہذا پیٹ یا بازوؤں کا کوئی حصہ کھلا رکھنا یا تنگ موری کا پاجامہ ایسا ڈھیلا ہوا پہننا کہ بدن کا حصہ اسفل نمایاں ہو نہایت معیوب ہے۔ پاجامہ اگر تنگ موری کا ہو تو اوپر سے کشادہ ہو۔ موریاں

---

۱ اون۔ بال۔ ۲ کثرت۔ ۳ نظر آئے۔ ۴ پردہ دار۔ ۵ ڈھانکنے والا۔ ظاہر۔ دکھلائی دینا۔ ۶ اسی طرح۔ ۷ نیچے کا حصہ۔ ۸ دھڑ۔ ڈھیلا۔ ۱۲

جن کو عورتیں نہ صرف تنگ بناتی ہیں بلکہ بڑی کھینچ تانی اور گاؤزوری
سے چڑھتی ہیں اور اس پر بھی [illegible]
ہیں بڑی تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ ڈھیلے بڑے پائنچوں کا پاجامہ
غرارے دار جس میں تھان کے تھان کھپ جائیں اور اس کا
پیٹ نہ بھرے جس کے پائنچوں کا اٹھانا اور اس کی سنبھال ایک
مصیبت ہے۔ خدا کا شکر ہے اب چھوٹا ہے۔ اس کی جگہ ڈھیلے
پائنچوں کا اٹھا ہوا پاجامہ جو پیروں کے رائے سے ملتا جلتا ہے
علاوہ ستر پوش ہونے کے خوش قطع بھی ہے۔ لہنگا اہل ہنود سے
مخصوص ہے۔ مدراس میں مسلمان عورتیں بھی پہنتی ہیں مگر دلی
اور لکھنؤ میں اس کا رواج نہیں۔ ساڑی بھی اچھی چیز ہے بشرطیکہ
اس کے اندر ایک گھٹنا (پیٹی کوٹ) ہو۔ محرم کرتی یا انگیا کرتی
چھوٹے کپڑے کہلاتے ہیں۔ بہت اچھا ہوا کہ کرتی کو عورتوں
نے [illegible] سے چلتا کیا۔ نہایت بے شرمی کا لباس تھا جس میں
آدھا پیٹ اور سارے بازو کھلے رہتے تھے۔ بہت مناسب
ہوا کہ اس کا منہ کالا ہوا۔ رہی انگیا وہ گویا انگریزی کارسٹ ہے
اچھی چیز ہے۔ کرتی کی جگہ اب کرتے نے لی ہے لیکن اس کی
لمبان عذاب جان ہے۔ بڑھتے بڑھتے گھٹنوں اور ٹخنوں کے
بیچ تک جا پہنچا ہے۔ اس کی موزوں لمبان گھٹنے سے ذرا نیچے

کشاکشی ۔ کھینچا تانی ۔ رخصت کیا ۔ چھوڑ دیا ۔ [illegible]

تک ہی آ سکے فضول ہے۔ سچ ہے جو تاگا بڑھا حد سے وہ آخر سیا ہوا۔
سلیمے کرتے یا جگنوں کو موزوں ہیں یا جھریوں کو۔ ساڑی تو پہلے ہی سے
کا رواج بھی ہو گیا ہے۔ کرتے پر صدری یا جاکٹ دونوں اچھی
چیزیں ہیں۔ دوپٹے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور ایسا مطبوع
ہوا ہے کہ ہمیشہ سے نبھتا آتا ہے سر چڑھا لیا ہے۔ کپڑا اکثر پہلے لیا
باندھنے کے لیے ضرورت سے زیادہ بنانا داخل اسراف ہے
کہ جس طرح پہننے میں کپڑا برباد کیا جاتا ہے اسی طرح رکھنے کو جگہ چاہیے
اس کے پہننے سے پہلے دل تو خوش ہوا اور یہ نعمت میں گیا جب
استطاعت دو چار ہزار کا تیار کم ہو تو کہیں آسانی سے بنا لینے کے
لیے بنا لینا کافی ہے۔ اب لمبے لمبے ساتھ کے کپڑے ناپسند کیے جاتے ہیں
اب سادگی اور نزاکت ہی سلیقہ سمجھا جاتا ہے۔ دوپٹوں میں
ہلکا ٹھپہ اور اس کے آگے کسی قسم کا نازک اور خوش رنگ سا
فیتہ یا بیل کی باریک شتی ٹانکنا کافی ہے۔ تو انٹی۔ چوڑے ٹھپے گوٹ
گوکھرو دھنک تنکی جالی چمپا بچکا انچل سب چل بسے اب صرف
دلہنوں کے چوتھی کے جوڑے میں کام آتے ہیں۔ کامدانی
بھی ایک کارآمد اور خوشنما چیز ہے جس پر شوق بھی پڑ سکتا ہے
لباس میں موسم کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ جاڑے کے گرم کپڑے
گلابی جاڑے کے نہ بہت گرم نہ ٹھنڈے۔ گرمیوں کے سبک ہلکے

تل ڈھیلی کرتی۔ پسند۔ حیثیت کے موافق۔ کثرت سے مسالا لگانا کہ جگہ خالی نہ رہے۔ دکھل سکے۔ ۱۲

ع ہر گلے[1] را رنگ و بوئے دیگر است - جدا جدا چاہئیں جو اپنے
وقت پر بہار دیتے ہیں - اسی طرح رنگ کا معاملہ بھی ہے -
نوجوان لڑکیاں شوخ اور نظر میں کھبنے[2] والے رنگ پہنتی ہیں
اور جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے اُن میں متانت کے ساتھ ساتھ
ثقاہت آتی جاتی ہے - ایک جوڑا جو نوجوان لڑکی پر کھلتا ہے وہی
جوڑا ادھیڑ عمر کی عورت کو بدزیب بلکہ زہر[3] معلوم دیتا ہے - پھر
رنگوں کا انتخاب خوش مذاقی کی دلیل ہے کہ فلاں رنگ کے
پاجامے پر فلاں رنگ کا دوپٹہ سجتا[4] ہے اور کرتہ اس رنگ کا
موزوں ہے - یہ ایک ایسا فطرتی مذاق اور میلانِ[5] طبع ہے کہ اس کا
تصفیہ کچھ عورتیں ہی خوب کر سکتی ہیں - بے جوڑ کپڑے پہننا
بدمذاقی اور پھوڑپنے کی کھلی نظیر[6] ہے - مثل مشہور ہے کہ کھانا
کھائیے من بھاتا اور کپڑا پہنئے جگ بھاتا - کھانا اپنے پیٹ میں
جاتا ہے رہا کپڑا اُس پر ہر کسی نظر پڑتی ہے - تم نے سُنا ہوگا -
ہر ملکے[7] و ہر رسمے - لباس بھی ہر ہر ملک کی ضرورت کے موافق
موضوع ہوا ہے - جس میں لباس پہننے والوں کے ملک کی
آب و ہوا - اُن کی طرزِ معاشرت اُن کے عادات و اطوار اُن
کی نشست و برخاست سب ہی باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے -

---

[1] ہر پھول کی بو جدا ہوتی ہے یعنی ہر چیز کی بہار الگ الگ ہوتی ہے - [2] گڑ جانے والے
[3] نہایت برا - [4] زیبا ہوتا ہے - [5] رغبت - [6] مثال - [7] ہر ملک کا رسم و رواج جدا جدا ہے ۱۲

ہماری عورتوں کے لیئے یورپ کے لباس کی کورانہ تقلید ایسی
ہی ہے جیسے کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔ لوگوں کا خیال
ہی کہ انگریز ہم کو اپنے لباس میں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں یہ خیال
تجربے سے بالکل غلط ثابت ہوتا ہی۔ اپنے قومی لباس کو
چھوڑ کر نقالی[1] اختیار کرنا یا بہروپیہ بن کر دوسروں کی نقل اُتارنا
بچھچھورپن کے علاوہ اُن کا منہ چڑانا[2] ہی۔ ہر شخص اپنے قومی
لباس میں بھلا لگتا ہی۔ اگر کسی ہندوستانی عورت نے بڑی
بلند پروازی کی اور ایک گون یا بلوس پہن لیا تو سمجھ گئیں کہ گویا
بابا یا میم صاحب بن گئیں۔ توبہ توبہ ع وہی ڈھاک کے تین پات
وہی چال جو پہلے تھی سو اب بھی ہی۔ کجا راجہ بھوج کجا ننوا
تیلی۔ ایاز[3] قدر خود بشناس۔ بہت ہوگا تو کوئی کرانی یا نرس[4] سمجھے گا
سبحان اللہ! کیا قدر ہوئی بیگم سے کرانی بنیں۔ کیا یہ بھی
ترقی ہوئی اور لوگ انگلیاں اُٹھائیں گے۔ دو ہتیلیاں کھو بیٹھیں گے
سو دھری جائیں گی نہ اُٹھائی جائیں گی۔ تمہارا انہیں مگر ہمارا
کلیجہ چھد جائے گا۔

پوڈر لگا کے بن گئے گل رُو ہزار میں | سودا حسن سے بکنے لگا ہی بزار میں
محفل میں جن سے ہیں اک دل | مشغول ہیں وہ ترچھی نگاہیں شکار میں

[1] خفیف الحرکاتی۔ [2] بُری طرح نقل کرنا۔ [3] ایاز سلطان محمود غزنوی کا غلام تھا۔
مطلب یہ ہی کہ انسان اپنے آپ کو بھول نہ جائے اور اپنی حد سے باہر قدم نہ دھرے۔ [4] (انگریزی) دایہ یا وہ
عورت جو تیمارداری کرے۔ ۱۲

صد شکر آج زخمِ جگر کو ملا نمک — کس کا خیال آیا دلِ داغ دار میں

اب ایک مرحلہ زیور کا رہا جس میں نئے اور پرانے فیشن کے دلدادہ[۱] دونوں برسرِ خطا[۲] ہیں۔ اول الذکر[۳] زیور پہننے کے بالکل خلاف ہیں آخر الذکر[۴] کہتے ہیں کہ عورتیں سر سے پاؤں تک زیور میں لدی پھندی اور گوندنی کی طرح پھلی رہیں۔ قولِ فیصل اور مناسب طریقہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُہَا[۵] ہے۔ زیور سے تنفر[۶] کا اظہار دراصل مردوں کا چھوڑا ہوا شوشہ ہے ورنہ عورتوں کو زیور میں سنڈھ دو جب بھی وہ بس نہ کریں۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے میموں نے زیور پہننے میں بڑی ترقی کی ہے۔ کانوں میں بندے تو خیر تھے ہی انگوٹھیاں اور گلے میں نکلس[۷] پنڈنٹ[۸] بروچ۔ ہاتھوں میں چوڑیاں۔ سر پر جھومر کی ٹیرا[۹]۔ کوئین الگزینڈرا[۱۰] اور ملکہ[۱۱] معظمہ میری دونوں ساس بہوؤں کو دیکھو وہ بڑھیا یہ ادھیڑ دونوں کا سارا گلا موتیوں کے کنٹھے سے ٹھسا ٹھس[۱۲] بھرا پڑا ہے۔ انگریزوں کے مقلد[۱۳] اب کیا کہیں گے اور ان کے لیے اس سے بڑھ کر سند کیا درکار ہے۔ میموں نے کان چھدوا لیے

---

۱ شوقین۔ فریفتہ ۲ غلطی پر ۳ جس کا ذکر پہلے آیا ۴ جس کا ذکر آخر میں آیا ۵ میانہ روی سب سے بہتر طریقہ ہے ۶ نفرت ۷ ہار یا گلوبند ۸ آویزہ جگنی کی طرح کا ۹ جگنی کی طرح کا زیور۔ سرپیچ ۱۰ کوئین وکٹوریا کی بہو اور ایڈورڈ ہفتم کی ملکہ اور جارج پنجم ہمارے بادشاہ حال کی والدہ ماجدہ جن کی عمر اس وقت (۷۶) سال کی ہے ۱۱ جارج پنجم کی ملکہ کی عمر (۵۳) سال ۱۲ بھرپور ۱۳ پیروی کرنے والے ۱۲

توکسی نے اُف تک نہ کی۔ ہماری عورتوں کے کان چھدنے سے ہمارا کلیجہ چھد جاتا ہی۔ کانوں کے چھدوانے پر یہ ریمارک ہوتا ہی کہ عورتیں پہلے لونڈیاں باندیاں تھیں ناک کان چھدوانا اُسی زمانے کی رسم ہی جو آج تک چلی جاتی ہو لیکن کیا کسی کی مجال ہی کہ شہزادیوں اور ملکہ کے کان چھدے ہوئے دیکھ کر یہ معترض حلقہ بگوش ہوکر اپنا کان نہ پکڑلیں اور چاہِ زنخداں میں شرم سے ڈوب نہ مریں۔ جب کان چھدوانا غلامی نہیں تو ناک چھدوانا غلامی کیوں سمجھا جائے اور اونٹ کی نکیل کہا جائے۔ شتر بے مہار سے تو یہ نکیل ہی اچھی۔ اور یہ نکیل ہی تو گلے کا سارا زیور طوق اور پھانسی اور پاؤں کے زیور بیڑیاں ہوا ہی چاہیں۔ آج اگر کوئی میم ناک چھدوالے تو پھر دیکھیں کہ کون کان ہلاتا ہی اور یہ کان چھدوانا معترض صاحبان کو کیسے ناک چنے چبوا دے اور ناک غیر سے تو کیا کٹے گی مگر اُچٹتا ہوا سا چرکہ تو ضرور لگ ہی جائے گا اور عجب نہیں کہ میموں کی دیکھا دیکھی یہ خود بھی ناک چھدوانے پر شرماشرمی آمادہ ہو جائیں۔ مانا کہ نتھ نہ پہنیں مگر بلاق لٹکانے کا کیا مضائقہ ہی! قطعہ سبزہ ہو کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش ؛ اور کوئی بھی تجمل نہ ہو باعث حجاب کا

مطیع۔ فرماں بردار۔ تھوڑی سی جو گڑھا ہوتا ہی۔ وہ اونٹ جس کی ناک نہ چھدی ہو وہ قابو میں نہیں آتا۔ اُوپر ہی زخم جو گہرا نہ ہو۔ خفیف سا زخم۔ خلل ڈالنے والا۔ پردے۔ ۱۲

گردن میں ہاتھ ڈال کے وہ شوخ جب کہے
کردے تمھیں فریفتہ بار آلشباب کا

منت سے یوں کہے کہ ہمارا لہو پیئے
گر پی نہ جائے جلد پیالہ شراب کا

اس وقت ہم سلا کریں شعلہ آب کو
گر آپ خوف کیجیئے روزِ حساب کا

اور امتحاں بغیر تو یہ آپ کا کلام
قائل نہیں ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

اب ہمارے یہاں بھی کانوں کے چھلنی کرنے کا رواج کم ہو رہا ہے گھٹتے گھٹتے کان کی لوک اور ایک مینڈ چھدوانے پر بس کر دیتے ہیں۔ وہ زمانہ گیا کہ کان بالی پتوں کے بوجھ سے لہولہان ہو جاتے تھے۔ پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان۔ ناک چھدوانا ابھی برقرار ہے کہ سہاگ کا نشان ہے۔ ناک نہ چھدے تو نتھ کہاں پہنی جائے جو دلھن بننے کا تمغہ ہے۔ نتھ بس گنتی کے دو چار ہی دن پہنی جاتی ہے پھر نہیں مگر دیہات میں کئی کئی بچوں کی مائیں نتھ اور نتھ کے ساتھ بلاق بھی پہنتی ہیں دکن میں ناک سلے چار ہی بڑی مصیبت میں گرفتار ہے ایک طرف نتھ اور دوسری طرف کیل اور بیچ میں بلاق۔ خدا کی طرف سے دو چھید اور ہماری طرف سے تین اور۔ دلی کی عورتیں صرف کیل یا چھوٹی سی لونگ پہنتی ہیں کیل تو خیر کسی کو زیب دیتی ہے اور کسی کو نہیں مگر لونگ تو ایسی معلوم دیتی ہے جیسے عین ان کے چہرے کے چاند کی چودھویں رات کی ٹکیا کے پاس ایک جگمگاتا ہوا

اس شعر کا دوسرا مصرعہ یوں کہ ذرا فحش تھا ہمیں نے بدل دیا۔ جوانی کا پانی۔ رونق۔ جیسے عورتیں خدا کا نور کہتی ہیں۔ بڑھے اور جوان۔ ۱۲

چھوٹا سا تارہ لیکن اب انگریزی تعلیم نے یہ اثر ڈالا ہے کہ لڑکیاں ناک چھدوانے سے بھاگتی ہیں اور جب تک بڑی بوڑھیاں اُن کے سر نہ ہوں نہیں چھدواتیں۔ ناک چھدوانے سے ایسی ناک بھوں چڑھاتی ہیں کہ کچھ کہی نہیں جاتی۔ یورپ جو تہذیب کا دعوی دار ہے وہاں گودنے کا آج تک بھی اس قدر رواج ہے کہ عورتیں تو عورتیں مرد بھی رنگ برنگ کے نقش و نگار پھول پتے تصویریں نام اور کیا اور کیا گدوا گدوا کر پشت و ساعد و بازو کو چھلنی کر لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں سوائے چماریوں اور نیچ قوم کے لوگوں کے کوئی نہیں گدواتا اور وہ بھی برائے نام بلکہ جب کسی کے گودنا ہوتا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ کوئی چماری ہے جو مسلمان ہو گئی۔ گوہر جان نے ایک ریکارڈ میں یہ کجلی گائی ہے۔ گوریا ساون کے مہنوا میں گودوا لے گودنا۔ سوئیاں چبھیں جب کر کی کلائی بھول گئی ہنسنا رے۔ گورے گال پر گال پر کالا گدنوا۔ رچھیں تورے ساجنا۔ لاٹ صاحب کی میم کے دستِ مبارک پر گودنا دیکھ کر مجال ہے کہ کوئی دم مار سکے۔ یہی معنے ہیں اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ

ناگوار خاطر ہونا۔ کم ذات۔ کلکتے کی ایک مشہور طوائف کا نام ہے۔ مرزا پور اور اُس کے نواح میں برسات کی رُت میں ایک خاص قسم کی راگنی گائی جاتی ہے جو کجلی کہلاتی ہے۔ گوری کو مخاطب کر کے کہتی ہے اے گوری ساون کے

(باقی آئندہ)

کے - اُن کا عیب بھی ہنر ہے اور ہمارا ہنر بھی عیب - ع
ہر عیب کہ سلطاں بپسندد ہنر است

ہم اگر بولیں تو کہلائیں بُری | آپ چپ ہوں تو تغافل ٹھہرے
کوئلیں کوکیں پپیہے بولیں | کان کی بات مری غُل ٹھہرے
تم بھی جیسے چاہو چڑھا لو سر پر | ورنہ یوں دوش پہ کاکل ٹھہرے

زیور اس درجے لادنا کہ بوجھ ہو جائے البتہ اصلاح طلب ہے
پازیب اور بھاری بھاری توڑے بیڑیاں ہیں مگر چاندی یا
سونے کی چوڑیاں یا پچھے یا ہلکی سی نازک پازیب جو سبک روی
کی سدّراہ نہ ہو بالکل کافی ہے - زیور کے متعلق مردوں کا
ایک بڑا عذر یہ بھی ہے کہ زیور بنوا کر روپیہ کو ایڈ کر دینا ہے -
ع بر شئے نہادن چہ سنگ وچہ زر - اس میں خصوصیت زیور کی
کیا ہے - پانچ ہزار کی موٹر اور ہزار ڈیڑھ ہزار کی موٹر سیکل لینا آج کل

بقیہ نوٹ صفحۂ گزشتہ - جیسے میں گدنا گدا لو جب سوئیاں کلائی پر چبھنے لگیں تو
(تکلیف کی وجہ سے) ہنسنا بھول گئیں - گورے گورے گالوں پر کالا کالا
گودنا بہت بھلا معلوم دیتا ہے جس کو دیکھ کر تیرا شوہر فریفتہ ہو جائے گا - دنیا جہان کا قاعدہ
ہے کہ بادشاہ وقت کی روش اختیار کر لیتے ہیں ؛ اگر بادشاہ کسی عیب کو پسند کر لے تو
وہی ہنر ہو جاتا ہے - بے پروائی - آن جان ہو جانا - کندھے - زلف - چلنے میں
ہلکے پھلکے - روک مزاحم - مانع - شئے کار - رکھ چھوڑ کے لیئے سونا
اور پتھر دونوں برابر ہیں - ۱۲

فیشن میں داخل ہے۔ آنکھوں سکھ کلیجے ٹھنڈک۔ بھاری بھاری سوٹ[1]
بنوانا کب لوٹ میں داخل نہیں ہے۔ جو لوگ بنک میں روپیہ جمع کرنے
کے سوا روپئے کے اور سارے مصارف کو بلینک چیک[2]
سمجھتے ہیں اُن سے ہمیں بحث نہیں ورنہ غور سے دیکھو تو روپئے
کو زیور کی شکل میں گتھا[3] دینا ہم خرما وہم ثواب[4] ہے۔ مال کا مال اور
آرائش کی آرائش ایک پنتھ دو کاج[5]۔ زیور بھی ایک دل فریب
شکل میں معقول سرمایہ ہے۔ مالِ عرب پیشِ عرب[6]۔ کسی نہ کسی وقت
بے کھٹکے[7] کام آسکتا ہے۔ اگر زیور کا صیغہ بند کر دیا جائے تو بے چاری
عورتیں یوں بھی ماری پڑیں۔ مرتے کو ماریں شاہ مدار۔ اس میں
اُن کی صریح حق تلفی ہے۔ مرد کی کمائی میں سے جو کچھ وہ جائز طریقے
ذرا ابھر اجھاڑ لیتی ہیں وہ بھی گیا۔ چھوٹے بچے جو اپنی خبر گیری کے
قابل نہیں ہوتے اُن کو زیور پہنانا بہت خطرناک بات ہے بہت سے
بچے اس بناؤ سنگھار کی بھینٹ[8] چڑھ گئے ہیں۔ بچوں کی نگہداشت
خانہ داری کا ایک جزو ہے۔ اُن کی صحت کے ہم ذمہ دار ہیں۔
جو لوگ بچوں کو چیچک کا ٹیکا لگوانے میں پس و پیش کرتے ہیں
وہ دیدہ و دانستہ[9] اُن کو معرضِ[10] خطر و ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

---

[1] جوڑا ۔ [2] بن لکھا چیک یعنی بے کار ۔ [3] پھنسنا ۔ اٹکا ۔ [4] چمڑی اور دو دو ۔ خرمے کا خرما ثواب کا ثواب ۔ [5] ایک کوشش میں دو کام ہو جانا یعنی بڑی کامیابی ۔ [6] اپنا مال اپنے پاس رہنا اچھا ہے ۔ [7] بلا دقت و زحمت ۔ [8] نذر ۔ [9] جان بوجھ کر ۔ [10] حالت ۔ ۱۲

چیچک ایسی بلائے بے درماں ہے کہ اول تو بچے اس میں ضائع ہو جاتے
ہیں اور جو سخت جان لوٹ پیٹ کر اچھے ہو جاتے ہیں تو بھلی چنگی
شکل کو عیب لگ جاتا ہے۔ چہرہ بدنما ہونے کے علاوہ کوئی اندھا
ہو جاتا ہے تو کوئی کانا یا آنکھ میں پھولا پڑ جاتا ہے یا ڈھینٹ نکل آتا ہے
گو ٹیکا لگوانا چیچک سے یقینی امن نہیں ہے تاہم خطرہ بہت کم
ہو جاتا ہے۔ چیچک کا زور گھٹ جاتا ہے اگر چیچک نکل بھی آئے
تو وہ زور نہیں پکڑتی اور اپنے خطرناک اثرات نہیں چھوڑتی
چھ مہینے کے بچے کو ضرور ٹیکا لگوا دینا چاہیئے اور ہر پانچ سال
کو اس کی تجدید ہوتی رہے تو کیا کہنا۔ اسی طرح طاعون کا
ٹیکا بس ایک ہی تدبیر موت سے بچنے کی ہے۔ یہ بات ثابت
ہو گئی ہے کہ طاعون کے جراثیم چوہوں سے پھیلتے ہیں لہذا
چوہوں کے مارنے کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہیئے۔ چوہے
بڑے سیانے ہوتے ہیں چوہے دان میں نہیں آتے
اور ان کی توالد اس کثرت سے بڑھتی ہے کہ سال بھر میں ایک
چوہے کے جوڑے سے آٹھ سو پر نوبت پہنچتی ہے۔ رف
آن ریٹس ایک عمدہ سفوف ہے مگر اس میں دو خرابیاں ہیں

تکلیف اٹھا کر بڑی خرابی سے۔ اچھی خاصی۔ بدشکل۔ آنکھ کا ڈھیلا ابھر آنا۔
گٹھلی سی پڑ جانا۔ جائے امن۔ پناہ۔ کم۔ پھر سے لگواؤ۔ زہریلے کیڑے۔
ہوشیار۔ نسل۔ ایک انگریزی دوا کا نام ہے لفظی معنے چوہوں کی جان کا وبال۔۱۲



ایک تو چوہوں کے مرنے سے گھر سڑ جاتا ہے دوسرے
گھروں میں اس کا ڈالنا بہت خطرناک ہے۔ سب سے بہتر تدبیر
اس سے بچاؤ کو خلاصی کی بلی پالنا ہے۔ طاعون کے شیوع کے زمانے میں صفائی اور
جا بجا فنیل ڈلوانا۔ کول تار اور گندھک جلانا بھی مفید ہے۔ بیمار
مکان اور گرد و نواح کی صفائی اور اسے ڈس انفکٹ کرانا
امراض وبائی کے لیئے ازبس ضروری ہے۔ صفائی کا خیال نہ رکھنا گویا
مرض کو گھر میں بلانا ہے۔ جو لوگ صاف ستھرے رہتے ہیں ان
کو بیماری کم ستاتی ہے اور دوسروں کی نظروں میں بھی وہ بھلے
معلوم ہوتے ہیں۔ میلے کچیلے آدمی اکثر بیمار رہتے ہیں اور لوگ
ان سے گھن کھاتے ہیں اور ان کی صحبت سے دور بھاگتے
ہیں۔ ہر آدمی کا فرض ہے کہ وہ اپنے بدن اور گھر کو صاف رکھے
کیونکہ ایسا نہ کرنے سے صرف یہی نہیں کہ وہ خود بیمار پڑے
بلکہ اس کی بے پروائی اور میلے پن سے حق ہمسایہ [illegible]
معرض خطر میں رہتے ہیں۔ گھر میں کسی ایک آدمی
کے صاف رہنے سے کوئی مفید نتیجہ مرتب نہیں ہوتا
جب تک کہ گھر کے سارے لوگ صاف نہ رہیں مکان ایسا

چھوت - بچاؤ - پھیلنے والے - وبائی امراض متعدی ہوتے ہیں یعنی ایک دوسرے
کو اثر کرتے ہیں۔ زہریلے کیڑوں کے مارنے کی دوائیں چھڑک کر گھر کو پاک صاف
کرنے کو ڈس انفکٹ کرانا کہتے ہیں۔ نفرت کرتے ہے۔ گندہ پن - میلے کچیلے [illegible]

ہونا چاہیئے جس میں ہوا کا اچھی طرح گزر ہو اور سیل نہ ہو۔ مکان
تنگ نہ ہو۔ اس میں نشیب و تاریکی نہ ہو۔ کوڑا کرکٹ جمع رہنے سے ہوا خراب
ہوتی ہے۔ اپنے مکان کے بعد ہر شخص کو اپنے محلے کی صفائی
کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ اگر محلے میں جگہ جگہ کوڑوں کے
انبار لگے ہوئے ہوں اور وہیں سڑتے ہوں تو دیکھنے والوں
کو بھی برا لگتا ہے اور محلے میں بیماری پھیل جانے کا خدشہ رہتا ہے
محلے کی صفائی ایک آدمی کے بس کا کام نہیں سب کو مل کر
اس کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ بڑے بڑے شہروں اور قصبوں
میں میونسپلٹیاں قائم ہیں اور صفائی کا اچھی طرح انتظام
کرتی ہیں۔ گھر میں ضروری دوائیں ضرور رکھنی چاہئیں خواہ وہ
انگریزی ہوں یا یونانی۔ چھوٹے موٹے علاج سے تم کو
خود واقف ہونا چاہیئے۔ ذرا ذرا سی بات کے لیئے ڈاکٹر یا
حکیم کے پاس دوڑے جانا بے سود ہے۔ انگریزی میں سب سے
بہتر کتاب ڈاکٹری کی ہوورز فیملی میڈیسن ہے جو بہت سلیس
اور آسان اور عام فہم طریقے پر اناڑیوں کے لیئے لکھی گئی
ہے۔ لاہور کے حکیم غلام جیلانی صاحب کی لکھی ہوئی مخزن
حکمت بھی اردو میں ایک عمدہ کتاب ہے جس میں ڈاکٹری

بھی ہے آس پاس۔ دیکھیئے یہ کتاب گورنمنٹ نے دس ہزار روپیئے انعام
دے کر لکھوائی ہے۔ جو لوگ باقاعدہ ڈاکٹر نہیں ہیں یا جہاں ڈاکٹر میسر نہ ہو
(باقی آئندہ)

اور یونانی دونوں علاج ہیں۔ ان کتابوں سے معمولی علاج کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے

چوتھا باب ۔ نصیحت فرجام نامۂ پیام

جواب نامہ لیا لایا تن بے جاں میں جاں آئی
گیا یاں سے کبوتر واں سے آیا مرغ جاں ہو کر

رسم الخط جدید رسم الخط کے قواعد کی پابندی اس زمانے میں بہت ضروری ہے۔ پہلے اس بارے میں کوئی قاعدے نہ تھے چھوٹی ی کی جگہ بڑی ے اور بڑی کی جگہ چھوٹی ی بے کھٹکے لکھی جاتی تھی اور اب تک بھی پرانی روش کے لوگ اس کی پابندی نہیں کرتے۔ اسی طرح دو لفظوں کو جو بالکل جدا ہوں ملا کر لکھنا بھی جائز تھا مثلاً کیونکہ

بقیہ نوٹ صفحۂ گزشتہ۔ وہاں اس کتاب سے بڑا کام نکلتا ہے۔ اس طرح سہل و عام فہم طریقے پر مرض کی تشخیص اور ضروری علاج بتلائے ہیں کہ معمولی سمجھ والا بھی اپنا کام نکال سکتا ہے۔ غلام جیلانی صاحب کی کتاب بھی اسی طرز کی ہے اور جو انگریزی نہیں جانتے ان کے لیے اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں ہے کہ اس میں انگریزی علاج کے سوا یونانی علاج بھی ہے اور پھر عبارت بہت سلیس اور واضح کہ بلا دقت ہر شخص کی سمجھ میں آجائے۔

مھدالعلی۔ ضلع میرٹھ۔ کیواسطے۔ اُسنے۔ اسلیئے۔ جسمیں وغیرہ وغیرہ

یہ بدرسمی طلبا کی عادت ہیں سرایت کر جاتی ہے جو بدمذاقی کی دلیل ہے۔

اب اس طرح دو لفظوں کو ملا کر لکھنا بہت بدنما سمجھا جاتا ہے۔ محتاط

لوگ بلکہ کو بھی بل کہ۔ علیحدہ کو علی حدہ۔ انشاء اللہ کو

ان شاء اللہ لکھتے ہیں اور یہی مناسب اور صحیح طریقہ ہے۔

بعض الفاظ ہم شکل ہیں مگر تلفظ کے اعتبار سے اُس کے معنے

بدل جاتے ہیں مثلاً گُل۔ گَل۔ گِل۔ گُلی۔ بَتّی۔ بِتّی۔ کِرن۔ کَرن۔

ایسے ہم شکل اور مختلف المعنی الفاظ پر ہمیشہ اعراب یعنی زیر

زبر پیش جیسی صورت ہو لگانا چاہیئے۔ بکری سے کچھ سمجھ میں

نہیں آتا کہ بَکری بکرے کی مادہ ہے یا بِکری شے فروختنی مراد ہے

گو سیاق عبارت سے یہ مشکل آسان ہو سکتی ہے مگر بہتر اور

آسان طریقہ یہی کہ ایسے مشتبہ الفاظ پر اعراب لگا دیا جائے۔

مشدد وہ حرف ہے جو دو دفعہ پڑھا جائے جیسے کَکّڑ۔ ٹھکّر

وغیرہ یہاں ک کی آواز دُہری نکلتی ہے ایسے حروف پر

اس شکل کی تشدید (ّ) بنا دینے سے پڑھنے میں آسانی ہوتی

ہے۔ اردو میں قاعدہ اعراب بالحروف کا نہیں ہے جو لوگ بجائے

اُس لکھنے کے اوس لکھتے ہیں تو اُن کو اِس کی علم الیقین

اُٹھ جانا۔ داخل ہونا۔ احتیاط کرنے والے۔ جن کے معنی الگ الگ

ہوں۔ سیجنے چیز۔ طرز۔ جن میں شبہ ہو۔ ۱۲

بھی لکھنا چاہیئے - اب اس زمانے میں اُس پر پیش دیا جاتا ہے
اور اس زائل بلا زیر کے لکھا جاتا ہے "ی" - دو قسم کی ہوتی ہے
چھوٹی یا یائے معروف لمبی لکھی جاتی ہے جیسے بلی - روٹی
بوٹی - لمبی یا بڑی یا یائے مجہول یوں "ے" لکھی جاتی ہے
جیسے نیلے کپڑے - آئے گئے - ایک تیسری قسم کی "ی"
بھی ہے جس کے پہلے زبر ہوتا ہے اور پھیلا ہوا تلفظ ہوتا ہے وہ اس طرح ہے
آدھی لکھی جاتی ہے جیسے "تَے - گَے - سَے - کَے" وغیرہ - دراصل چھوٹی
اور بڑی دونوں قسم کی "ی" کے نیچے دو نقطے ہیں مگر خوش نویسوں
نے انھیں حذف[1] کر دیا ہے یعنی نقطے نہیں لگاتے اور جو نقطے
لگا دے مثلاً "آدمی" "آئیے" تو رسم الخط کے خلاف سمجھا جاتا ہے
اکثر کم سواد[2] عورتیں "کاف بیانیہ" کہ اور "کاف اضافی" کے
میں تمیز نہیں کرتیں - جاننے رہو کہ جب کسی بات کا بیان ہو گا
تو "کہ" آئے گا جیسے اُماں جان نے کہا تھا کہ تم جلدی آنا -
یہاں اماں جان کا بیان لکھا جاتا ہے کہ انھوں نے یہ کہا تھا
کہ کل جلدی آنا - چوں کہ اماں جان کے قول کی نقل کی گئی
ہے لہٰذا اس موقع پر "کہ" چاہیئے نہ کہ "کے" اور برخلاف اس کے
"اماں کے کپڑوں کا جوڑا" یہاں "کہ" لکھنا غلط ہے کیوں کہ
"اماں" اور "کپڑوں کا جوڑا" دو باتیں الگ الگ ہیں ان دو باتوں

[1] گرا دینا - چھوڑ دینا - [2] جن کو مشق کم ہو - کم استعداد - ۱۲

کو کے نے جوڑ دیا ہے اور اسی کو **اضافت** کہتے ہیں یہاں
کہ لکھنا غلط ہے کیوں کہ یہ کسی کلیان نہیں ہے بلکہ **مضاف**
مضاف الیہ[1] ہے یعنی کپڑے کس کے ایاں کے ۔ **ھ**
کو ہائے مخلوط التلفظ کہتے ہیں جس کی آواز حرفِ ماقبل[2] کے ساتھ
ملی جلی نکلے جیسے **بھائی** کہ اس میں **ب** اور **ھ** دونوں کی
آواز مل کر نکلتی ہے ۔ ایسی **ہ** اس طرح **ھ** لکھی جاتی ہے اور دو چشمی
کہلاتی ہے ۔ اب رہی وہ **ہ** جس کا حرف اول متحرک ہو وہ ہو
کی شکل میں لکھی جاتی ہے جیسے کہانی ۔ سہانی ۔ بہانا ۔ وغیرہ
کتابت میں **نقطے** بہت ضروری چیز ہیں ان سے لفظ صحیح
پڑھا جاتا ہے لیکن بہت کم لوگ اس کی پابندی کرتے ہیں جس کی
وجہ سے پڑھنے میں دقت اور بعض اوقات غلطی بھی ہو جاتی
ہے اور شبہ پڑ جاتا ہے مثلاً **کٮاٮ** لکھنے[3] سے کچھ سمجھ میں نہیں آتا
کہ **کتاب** ہے یا **کباب** ۔ **ن** بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ
جس کی آواز کھلی ہوئی ہو مثلاً "آج کون دن ہے" اس کے
پیٹ میں نقطہ دیا جاتا ہے ۔ دوسرا **ں** وہ ہے جس کی آواز ناک
سے نکلتی ہے اور اسی کو **نونِ غنہ** کہتے ہیں اس کے پیٹ میں
نقطہ نہیں دیا جاتا جیسے ؎ وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں ۔ اور لفظ کے بیچ میں

---

[1] جو بولنے میں ملا جلا نکلے ۔ [2] پہلے کا حرف ۔ [3] لکھنے ۔ ۱۲

جب نون غنہ آئے تو بعض لوگ اُلٹا جزم بنا دیتے ہیں مثلاً کھینچا -
اونٹ وغیرہ - الف دو قسم کا ہوتا ہے مقصور اور ممدود -
مقصورہ وہ ہے جس کا تلفظ اختصار کے ساتھ ہو جیسے امرود - انار
اور ممدودہ وہ جو کھینچ کے بولا جائے جیسے آلو - آڑو - آم
ممدودہ کے واسطے الف کے اوپر ایک مد اس طرح کا (~)
پہچان کے واسطے بنا دیتے ہیں - ہمزہ - اگرچہ حروف ابجد
کے شمار میں ہمزہ کو بھی لوگوں نے داخل کر رکھا ہے مگر واقع
میں ہمزہ کوئی مستقل حرف نہیں ہے - وہی ایک حرف اگر ساکن
ہو تو الف ہے جیسے کا - لا - کھا - پان - جان - اور جب متحرک
ہو تو ہمزہ جیسے اگر - اس - لیکن ان سب صورتوں میں ہمزہ
اور الف دونوں کی شکل ایک ہی ہے لیکن یوں ہمزہ بہ شکل
الف لکھا جائے تو لکھا جائے مگر اس کی ایک خاص صورت
بھی ہے ء یا ع اور خاص اردو کے لفظ کے بیچ میں الف کے
اور ی کے پہلے آتا ہے مثلاً آؤ - کھاؤ - رائی - کائی - بھائی
ایسی صورت میں ہمزہ علیحدہ اوپر لکھ دیا جاتا ہے - اور جو الفاظ
عربی اردو میں مستعمل ہیں ان میں اکثر فاعل کے صیغے ہیں جیسے

چھوٹا - کھینچا ہوا - لمبا - الف - ب وغیرہ سارے حروف ابجد کہلاتے ہیں - ابجد سے
مراد حروف منفرد ا ب ج د وغیرہ ہے - استعمال کیے جاتے ہیں - بولے جاتے ہیں -
کام کرنے والا مفعول جس پر کام تمام ہو - مثلاً مارنا ایک فعل ہے - مارنے والا فاعل اور مار کھانے والا مفعول - ۱۲

لائق۔ شائق تو یہ ہمزہ بقاعدہ عربی اصل میں ی ہے۔ اسی واسطے ی لکھ کر اوپر ہمزہ بنا دیا جاتا ہے جس سے معلوم ہو کہ اصل میں ی ہے۔ ورنہ تلفظ میں ہمزہ ہے۔ یہ تو میں نے تم کو موٹے موٹے قاعدے بتلا دیئے جن کی پابندی مقدم ہے ورنہ اس کے علاوہ اور بھی کچھ قاعدے درجہ دوم کے ہیں جن کی پابندی بعض لوگ کرتے ہیں بعض نہیں۔ مثلاً **واوِ معروف** **اور مجہول**۔ ان دونوں میں فرق کے لیئے واوِ معروف پر اُلٹا پیش لگا دیتے ہیں جیسے **دُور۔ لُوٹ**۔ واوِ مجہول پر کوئی خاص علامت نہیں ہوتی جیسے **مول تول** **گول**۔ **واو معدولہ** اُسے کہتے ہیں جو بولنے میں نہ آئے جیسے **خود۔ خوش**۔ اس قسم کے واؤ کے نیچے ایک چھوٹی سی لکیر اشارے کے طور پر کر دیتے ہیں جیسے **خوٖد۔ خوٖش**۔ وغیرہ۔ **اوقاف و رموز** سے پڑھنے میں روانی[1] اور فہم مطلب میں آسانی ہوتی ہے۔ پرانی کتابوں میں شروع سے آخر تک عبارت مسلسل ہونے سے مطلب کے سمجھنے میں بڑی اُلجھن ہوتی ہے۔ جہاں ضمنی جملہ ختم ہوتا ہے وہاں ذرا کی ذرا ٹھیر جانا چاہیئے۔ جہاں جملہ ختم ہو جائے وہاں زیادہ توقف[3] کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ انگریزی کی تقلید کر کے

---

[1] رکے بغیر۔ [2] مطلب کے سمجھنے۔ [3] بیچ میں کا۔ درمیانی۔ ٹھیرنا۔ تامل کرنا۔ ۱۲

تھوڑے توقف کے لیئے اُلٹا کاما (؛) اس سے زیادہ کے لیئے سیمی کولن (؛) اور اختتام جملے پر بجائے فل سٹاپ یعنی خطِ فاصل (-) جسے ڈیش بھی کہتے ہیں لگاتے ہیں تاکہ کلام کے ٹکڑے اپنی اپنی جگہ علیحدہ علیحدہ معلوم ہوسکیں۔ مگر اس کی پابندی کا التزام[۱] ابھی کثرت سے مروّج نہیں اور دقت طلب دیر طلب بھی ہے۔ اس پنکچوایشن کے اہتمام سے بہت سی رکاوٹیں اور تاخیر ہوتی ہے اس لیئے علامات کا (؛ وغیرہ) کا لحاظ چنداں ضرور نہیں البتہ خطِ فاصل کا ہونا بہت ضرور ہے ورنہ ساری عبارت خلط ملط[۲] ہو جائے گی۔ اسی طرح ندا[۳]۔ ندبہ[۴]۔ قسم۔ تعجب۔ حیرت۔ افسوس۔ تہدید[۵] کی علامت یہ ہے (!) جو نوٹ آف اِکسکلیمیشن کہلاتا ہے یعنی علامت تحیّر۔ استفہام یعنی سوال کی علامت یہ ہے (؟) جیسے "وہ کون ہے؟" اسے نوٹ آف اِنٹراگیشن علامت سوال کہتے ہیں۔ ان مواقع پر لہجے کے تغیّر[۶] سے بھی کام لینا چاہیئے تاکہ سننے والا سمجھ جائے کہ کیسا موقع اور کیا محل ہے۔ جو جملہ یا فقرہ کسی کا مقولہ ہو یعنی ہم اس کے قول کو جب بجنسہٖ نقل کریں تو اس غرض سے کہ دوسرے کی بات الگ معلوم ہو جائے مقولے کے شروع میں دو سید ھے اور ختم پر دو

---

[۱] ہمیشہ اختیار کرنا [۲] پھیلا۔ گڈمڈ [۳] پکارنا [۴] واویلا کرنا [۵] دھمکانا [۶] طرز گفتگو کے بدلنے سے ۱۲

[illegible] اُٹھاتے ہیں مثلاً شیخ سعدی فرماتے ہیں "بدی را
بدی سہل باشد جزا ٭ اگر مردی اَحسِنْ اِلیٰ مَنْ اَساء"
اِس کو انگریزی میں کوٹیشن کہتے ہیں۔ کسی بات کو جو ضمنی طور
پر سلسلۂ کلام میں آجائے اور اُس کو جدا دکھلانا مقصود ہو
اور اُس کو خارج کر دینے سے نفسِ مطلب میں حرج نہ ہو۔
ایسی عبارت کو خطوطِ وحدانی میں اس طرح بند کر دیتے
ہیں (شروع) اللہ کے نام سے (جو) نہایت
رحم والا مہربان (ہے)۔ اسے بریکٹ یا پیرنتھسس
کہتے ہیں۔ اس کی دو شکلیں ہوتی ہیں ( ) یا [ ]۔ جب کسی لفظ سے
یا عبارت پر خاص طور پر توجہ دلانی یا زور دینا یا جتلا مقصود ہوا تو
انڈر لین کر دیتے ہیں یعنی ایک خط نیچے کھینچ دیتے ہیں
تاکہ وہ الگ تھلگ معلوم دے۔ مثلاً سب نے کہا
تو کہا مگر زبیدہ نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔

اگر کسی عبارت کو نقل کریں اور اُس کا کوئی درمیانی حصّہ غیر ضروری
اور ہم سے متعلق نہ ہوا اور اُسے چھوڑ دیں تو عبارت کا سلسلہ
بتلانے کو اس طرح ...... نقطے لگا دیتے ہیں مثلاً اوئی
ہوا ! نوج کسی کا ایسا مزاج ہو کہ ناک پر مکھی
نہ بیٹھنے دیں اسی مزاج کے کارن اُنھوں نے

...... سے بگاڑ لی ...... مطلب ان نقطوں کا یہ ہے کہ جن سے بگاڑ لی اُن کا نام چھوڑ دیا - اور مضمون نا تمام ہے - آخر میں کچھ اور عبارت ہے - پورا مقولہ نہیں ہے اُنھوں نے کچھ اور بھی کہا تھا جو ہم سے متعلق نہ ہونے سے چھوڑ دیا - پیراگراف ایک مضمون جہاں ختم ہو جائے وہاں سطر اُدھوری چھوڑ دی جاتی ہے - دوسری سطر سے نیا مضمون شروع کیا جاتا ہے جس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ دوسری بات شروع ہوئی اس کو نیا مضمون یا نیا جملہ یا پیراگراف کہتے ہیں

بعض الفاظِ عربی فصیح اردو میں مستعمل ہوتے ہیں جن کی کتابت خلافِ تلفظ ہے جیسے ایضاً - جبراً - قہراً - طوعاً - کرہاً - اشارۃً کنایۃً - حتی الوسع - حتی الامکان - حتی المقدور - موسیٰ عیسیٰ یحییٰ مصطفیٰ - مرتضیٰ - مجتبیٰ - اللہ تعالیٰ - عبدالرحیم - عبدالصمد عبدالستار - فریدالدین - محی الدین - ابوالفضل - ابوالحسن ان الفاظ کا طریقۂ تحریر بھی یاد کر لینا مفید ہے - جو لوگ عورتوں کے نام میں نصیبا - کریما - رحیما لکھتے ہیں غلط ہے کیوں کہ یہ نام ہیں لہذا ان سے لکھنے چاہئیں یعنی نصیبن - کریمن رحیمن

حروف ہم مخرج[1] یعنی ث س ص - ت ط - ذ ز ظ - ح ہ ع ا - چوں کہ بولنے میں یہ حروف عام طور پر یکساں آواز سے بولے جاتے ہیں - مبتدی کو یہ پہچاننا سخت مصیبت ہے

[1] جو ایک ہی جگہ سے نکلیں یعنی زبان کی نوک یا تالو یا دانتوں کی جڑ میں سے - ایک ہی طرح کی - تو نکلیں

کہ حروفِ ہم مخرج میں کس حرف کو اختیار کرے۔ اس مشکل کا
سبب بے استعدادِ علمی رفع[1] ہونا متعذر[2] ہے۔ اردو کئی بولیوں کی معجون
ہے۔ عربی۔ فارسی۔ سنسکرت۔ ہندی۔ سب بولیوں کے الفاظ
اس میں ہیں۔ بعض حروف خاص بولیوں کے ساتھ مخصوص
ہیں مثلاً ث۔ ح۔ خ۔ ذ۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ غ۔ ق عربی
سے اور گ۔ چ۔ پ۔ فارسی سے اور ٹ۔ ڈ۔ ڑ۔ ہندی سے
شاید اس قدر جان لینے سے مبتدی کو کسی قدر فائدہ ہوگا مثلاً
گزر لکھا ہو تو گ سے وہ جان سکتا ہے کہ یہ لفظ عربی نہیں ہے
اور چوں کہ ذ ض ظ۔ عربی سے مخصوص ہیں ضرور ہے کہ لفظ گزر
میں ز ہو گی۔ اسی طرح گزارش ز سے لکھنا صحیح ہے نہ کہ گذارش
رہی یہ بات کہ لوگ ذ سے لکھتے ہیں تو ہم کو غلطی کی تقلید کرنے
کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک عام غلطی یہ بھی دیکھی جاتی ہے کہ لوگ
جمادی الاول۔ جمادی الثانی اور جمادی الآخر ہلالی مہینوں
کے نام لکھتے ہیں جمادی صیغہ مونث کا ہے اور اول اور ثانی
یا آخر اس کی صفت ہے۔ صفت موصوف کی جنس ایک ہونی چاہئے
مونث کی صفت بھی مونث آئے گی اور مذکر کی مذکر۔ لہذا یہ ترکیب
غلط ہے۔ صحیح ترکیب جمادی الاولیٰ۔ جمادی الثانیہ یا جمادی الآخرہ ہے
اس کے تلفظ میں بھی لوگ غلطی کرتے ہیں عموماً یوں بولتے ہیں

---

۱ مٹ جانا۔ ۲ مشکل۔ ۳ سست نچا۔ ۴ علمی چیز۔ ۵ پیروی۔ ۶ مذکر مرد مونث عورت جیسے گھوڑا
مذکر گھوڑی مونث۔ ۱۲

جمادی الثانی - یہ بھی صحیح نہیں صحیح لفظ جمادیٰ ہے جس کا تلفظ جُمادا ہے - جس کے معنے انجما دیعنی جم جانے کے ہیں کیوں کہ جب سنہ ہجری جاری ہوا اُس وقت یہ مہینہ جاڑے کے موسم میں پڑا تھا اور جاڑے میں برف جم جاتی ہے - خوش خطی ایک ہنر ہے جس کی قدر ہر ایک زمانے میں ہوتی رہی ہے بلکہ ان دنوں میں چوں کہ چھاپے خانے کثرت سے جاری ہیں خوش خطی کی اور بھی زیادہ قدر و منزلت ہے - ابتدا میں اگر لڑکیاں جی لگا کر اہتمام کریں تو تھوڑی محنت سے سوادِ خط درست ہو سکتا ہے کچھ ضرور نہیں کہ اس کے واسطے خاص استاد ہو اور تمام وقت مشق و اصلاح میں صرف کیا جائے - چھپی ہوئی کتابیں ہمیشہ خوش خط لکھی ہوئی ہوتی ہیں کسی کتاب کو دیکھ کر نقل کرنا اور اُسی کے سے حرف بنانے کی کوشش کرنا خوش خط ہو جانے کے واسطے عمدہ اور سہل تدبیر ہے - حرفوں کے جوڑ توڑ - نوک پلک - کشش - دائرہ - مرکز - سب جزئیات کو بغور خیال رکھنا اور اپنی کی ہوئی نقل کو اصل سے مقابلہ کر کے فرق

سن مختلف قسم کے ہیں سنہ ہجری وہ ہے جو حضرت رسول اللہ صلعم جب مکے کو چھوڑ کر مدینے چلے گئے یعنی ہجرت کر گئے اُس زمانے سے شروع ہوتا ہے - اس کا حساب چاند سے ہے اور قمری کہلاتا ہے - سنہ عیسوی حضرت مسیح کی ولادت سے شروع ہوتا ہے اور شمسی ہے یعنی سورج سے حساب لیا جاتا ہے اور قمری مہینوں کی طرح اس میں گھٹاؤ بڑھاؤ نہیں ہوتا - خط کی شان - طرز تحریر - آسان - کھینچنا - چھوٹی چھوٹی باتوں - ۱۲

و اختلاف پر نظر کرنی چاہیئے۔ اگر اسی طرز پر چند روز متواتر[1] مشق کی جائے تو آخر کو اصل سے حرف ملنے لگیں گے۔ لڑکیوں کا دستور ہی کہ جب اُن کو حرف بنانے آجاتے ہیں گھسیٹ[2] کر اپنے نام کے دستخط بنانے کا ولولہ اور جلد لکھنے کی ہوس شروع سے اُن کے خط کو بگاڑ چلتی ہی اور خط کا دستور ہی کہ جب ہاتھ بگڑا پھر درست ہونا مشکل ہوتا ہی۔ جیسے گھوڑا کہ جب اُس کو بدرفتاری کی عادت ہوگئی تو اُس میں قدم بہت دنوں کی محنت میں نکلتا ہی پس ابتدا میں ہمیشہ ہاتھ کو روکے قلم کو سنبھالے ہوئے آہستہ لکھنا چاہیئے تاکہ حرفوں کی ٹھیک صورت بنتی جائے اور التزام[5] کے ساتھ آدھ گھنٹہ مشق کے واسطے خاص کرلینا چاہیئے۔ جب ایک خاص شان پر ہاتھ بیٹھ جائے گا تو بعد کو جلدی میں بھی وہی شان باقی رہے گی۔ خوش خطی بجائے خود کوئی علم نہیں نہ اس سے عقل کو تیزی حاصل ہوتی ہی نہ اخلاق کی درستی نہ معلومات کی ترقی بلکہ خوش خطی کو صرف مصوّری یا نقاشی کا ایک شعبہ سمجھنا چاہیئے۔ یہ تو کسی طرح مناسب نہیں کہ انسان تحصیل علم پر اس کو ترجیح دے تاہم یہ عام پسند اور ہر دل عزیز ہنر ایسا بھی نہیں کہ لڑکیاں اس سے بے بہرہ[8] رہیں۔ کم سے کم اتنا تو ضرور ہی کہ کمالِ خوش خطی حاصل نہ کریں تو عیبِ بدخطی بھی اپنے میں پیدا

---

[1] برابر بسلسل جلدی۔ شوق۔ اُمنگ۔ بُری چال۔ [5] پابندی۔ شاخ۔ جزو۔ برتری۔ [8] بے نصیب۔ ۱۲

نہ ہونے دیں۔ خط نستعلیق[1] کے علاوہ ایک خط رواجی ہے جو سرکاری کچہری اور خانگی تحریروں میں مستعمل ہے۔ اس میں نہ قاعدے کا تحفظ ہے نہ خود حرفوں کی اصلی صورت کا التزام نہ نقطے کی پروا نہ نشان کی خبر۔ مگر کام اسی خط سے پڑتا ہے اور اکثر لوگ اس خط میں مہارت[2] و استعداد بہم پہونچانے کو مکتوب[3] جمع کرتے اور سبقاً سبقاً[4] اس کو پڑھتے ہیں۔ بے شک ایسے خطوط پر جس قدر نظر ہوگی اُسی قدر پڑھنے میں سہولت ہوگی۔ پس تم کو اس سے بھی غافل نہ رہنا چاہیئے۔ یہ اُمید مت رکھو کہ ہر جگہ تم کو چھپی ہوئی کتاب پڑھنے کو ملے گی۔ لکھنے والے تو وہ وہ غضب ڈھاتے ہیں کہ بڑے بڑے مشّاقوں سے بھی دو چار لفظ نہیں پڑھے جاتے بے چارہ مُبتدی تو بھلا کیا پڑھ سکے گا[5]۔

خوش خطی

انسان کی طبیعت قدرتاً حسن پسند واقع ہوئی ہے۔ حُسن سے ہماری مراد عام حُسن ہے۔ خواہ یہ حُسنِ آواز ہو یا حُسنِ صورت۔ حُسنِ وضع ہو یا حُسنِ سیرت

---

[1] خوش خط لکھا ہوا۔ اس کی اصل نسخ تعلیق تھی۔ چوں کہ یہ خط نسخ اور تعلیق سے نکلا ہے اس واسطے یہ نام پڑا۔ بسببِ کثرتِ استعمال ح کو اڑا دیا اور نستعلیق رہ گیا۔ [2] مشق۔ [3] اکٹھی کرنی۔ خطوط۔ [4] سبق سبق کرکے۔ [5] اس مضمون کا آخری حصہ جناب والد مرحوم کی کتاب رسم الخط سے لیا گیا ہے۔ ۱۲

انسان کی طبیعت کو حسن سے ایک خاص حظ[1] اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ جب ہم ایک صدائے دلکش[2] سنتے ہیں تو کیسے خوش ہوتے ہیں۔ کوئی خوب صورت چیز دیکھتے ہیں تو کیا سرور ہوتا ہے۔ اچھی وضع اور اچھی سیرت کس قدر جی کو لبھاتی ہے۔ یہ کشش[3] اور جذب[4] صرف حسن و خوبی کا ہے جس کی الفت کا خمیر خدائے تعالیٰ نے ہماری سرشت[5] میں رکھا ہے۔ خوش خطی بھی ایک حسن ہے جو انسان کے ساتھ مخصوص[6] ہے اور یہ حسن انسان کی کوشش سے تعلق رکھتا ہے یعنی جس قدر اس کی تحصیل[7] میں کوشش کی جائے اسی قدر اس میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ یہ جوہر دل عزیز اور عام پسند ہے۔ مضامینِ عالی کی طرف راغب[8] کرنے کا یہ ایک عمدہ وسیلہ[9] ہے۔ اگر کوئی کتاب خوش لکھی ہوئی ہو تو اس کی وقعت دیکھنے والوں کی نظر میں دوچند[10] ہو جاتی ہے۔ اس کی بعینہٖ[11] ایسی مثال ہے جیسے ایک قصرِ بلند[12] ہر طرح کے سامان سے آراستہ ہو۔ فرش مکلف[13] بچھا ہوا ہو۔ جھاڑ فانوس سے مزین[14] ہو۔ ہر ایک چیز اپنے اپنے قرینے سے دھری ہوئی ہو۔ اس قصر کی سجاوٹ اور زینت دیکھنے والوں کی نگاہوں

---

۱ مزا اور خوشی۔ ۲ دل کو کھینچنے والی آواز۔ ۳ کھینچ۔ ۴ متوجہ کرنا۔ اپنے میں ملا لینا۔ ۵ خصلت۔ ۶ خاص۔ ۷ حاصل کرنے۔ ۸ متوجہ کرنے۔ ۹ ذریعہ۔ ۱۰ دوگنی۔ ۱۱ بجنسہ ہو بہو۔ ۱۲ اونچا محل۔ ۱۳ عمدہ۔ ۱۴ زینت دیا گیا۔

کو اپنی طرف کھینچنے میں مقناطیسی[1] اثر رکھتی ہے۔ دل ہے کہ اس کے سیر و تماشے سے سیر[2] نہیں ہوتا۔ ایک خوبی سے جی بھرنے نہیں پاتا نظر سیر نہیں ہوتی کہ دوسری کیفیت[3] اپنی طرف کھینچنے لگتی ہے۔ نظر ہے کہ جہاں پڑتی وہیں کی ہو رہی۔ برعکس[4] اس کے عالی مضمون بُرے اور ناموزوں الفاظ میں ادا کیا جائے یا عمدہ عبارت بُرے خط میں لکھی ہوئی ہو تو دیکھنے یا پڑھنے والے کا دل اس سے متاثر[5] نہ ہو گا بلکہ پڑھنے والے کی طبیعت میں اس کے پڑھنے سے ایک اُلجھن پیدا ہو گی اور جو امر مطلوب[6] تھا وہ ہاتھ سے جاتا رہے گا اور جو وقت اس میں خرچ ہو گا وہ کسی حساب ہی میں نہیں۔ یہ امر ظاہر ہے کہ جب عبارت کے پڑھنے میں پڑھنے والے نے مضمون کے سمجھنے سے زیادہ دقت اور تکلیف اٹھائی تو وہ معانی[7] کی تہ[8] تک پہنچنے کے قابل کب رہے گا؟ اس جوہر کی ہر زمانے میں قدر رہی ہے۔ شاہانِ سلف[9] کے زمانے میں خوش نویس اور درباریوں کی طرح معزز و ممتاز رہے ہیں[10]۔ ایک ایک شخص قطعہ یا شعر پر خوش نویس بڑے بڑے صلے پاتے ہیں[11]۔

[1] مقناطیس وہ پتھر جو لوہے کو کھینچتا ہے۔ اپنی طرف کھینچ لینے کی قوت [2] بھرنا۔ [3] حالت۔ [4] اس کے اُلٹ۔ [5] اثر نہ ہو گا۔ [6] درکار۔ [7] معنی کی جمع [8] یعنی مطلب کی جڑ۔ [9] وہ بادشاہ جن کا زمانہ گزر چکا ہے۔ [10] [11] انعام۔ ۱۲

کل کی سی بات ہے کہ دلی کے میر پنجہ کش[1] مرحوم کے ہاتھ کی تعلیمیں[2]
بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی تھیں۔ کہتے ہیں ایک ایک
حرف پانچ پانچ روپیے کو بکتا تھا۔ اس قیمت پر بھی لوگ اُسے
ارزاں[3] سمجھتے تھے۔ آج کل خوش خطی کی اگرچہ اتنی وقعت تو نہیں
رہی مگر پھر بھی بہت کچھ ہے۔ صیغۂ ملازمت میں دیکھ لیجیے خوش خط
کم استعداد امیدوار با استعداد بدخط پر ترجیح پا جاتا ہے۔ چنانچہ جن
شخصوں کو روزگار کی تلاش کرنی پڑی ہے وہ خوب جانتے ہیں
کہ اکثر خوش خط بلکہ محض صاف لکھنے والے منتخب[4] ہو گئے ہیں
اور اچھے مستعد اہلِ علم منہ دیکھتے رہ گئے۔ اس کے علاوہ سرکاری
نصابِ تعلیم میں اور مضامین کے پہلو بہ پہلو[5] خوش خطی کو جگہ
دی گئی ہے اور ایک مناسب وقت اُس کے واسطے رکھا گیا ہے
جس سے اُس کی وقعت بخوبی ظاہر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ خوش خطی میں
بغور دیکھیے تو بہت سی صفتیں پائی جاتی ہیں من جملہ[6] اُن کے
ایک صفت یہ ہے کہ انسان کو نفاست پسند اور پاکیزہ خو[7] بنا دیتی ہے
اور یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ اس ہنر کا جوہر ہی صفائی اور پاکیزگی
ہے جس قدر سامان اس کے لیے ضرور ہے۔ مثلاً کاغذ۔ قلم۔
روشنائی۔ مسطر۔ چاقو۔ قط زن۔ وقت۔ مکان۔ طبیعت

---

[1] دلی کے ایک مشہور خوشنویس کا لقب ہے۔ [2] لکھی ہوئی کاپیاں [3] سستا [4] چن لیے گئے [5] برابر۔ ساتھ ساتھ۔ [6] اُن میں سے [7] نیک عادت۔ اچھی خصلت والے ۱۲

سب ہی تو متناسب اور موزوں ہونے چاہئیں۔ ان میں اگر
ایک چیز بھی اپنے مقیاس[1] مطلب سے گری ہوئی ہو گی تو تحریر
اُس کمی کو ظاہر کر دے گی۔ دائرہ۔ دامن کشش۔ شوشہ
طول۔ نقطہ۔ کرسی و نشستِ الفاظ۔ سطروں کی راستی[2] اور
اُن کا درمیانی فاصلہ یہ سب جس قدر باہم متناسب[3] ہوں گے
اُسی قدر کششِ نگاہ اور جذبِ دل میں مؤثر[4] اور قوی ہوں گے
دوسری صفت یہ ہے کہ خوش خطی انسان کے بہت سے قویٰ
مثلاً ہاتھ نظر۔ دل اور دماغ کی تربیت میں مدد دیتی ہے۔ حافظے
کی بھی اس سے خاصی ترقی ہوتی ہے۔ صبر و سکون محنت اور
استقلال کا مادہ طبیعت میں پیدا ہوتا ہے۔ دل کی خوشی اور
بے چینی پر اس سے ضبط اور قابو حاصل ہو جاتا ہے۔ خوش نویس
جب تک پتھی مار کر ایک طرزِ خاص کے ساتھ جو اُس نے اختیار
کی ہو دیر تک اپنی تمام توجہ سے لکھنے میں مصروف نہ ہوتا رہے
خط کو مقبول نہیں بنا سکتا۔ سیکڑوں بلکہ ہزاروں صفحے
کی کتاب ایک قلم اور ایک روش پر اول سے آخر تک لکھتے
چلے جانا اس بات کی صاف دلیل ہے کہ لکھنے والا بڑا مستقل
مزاج ہے۔ پس جو فن انسان میں اتنی خوبیاں پیدا کرے
اُس کی جتنی قدر کی جائے تھوڑی ہی ہے۔ دنیا میں اکثر پیشے والے

[1] اندازے۔ [2] سیدھ۔ [3] آپس میں مناسب میل کی۔ [4] اثر کرنے والی۔ [5] محنت کر کے۔ دل توڑ کر [6] پسندیدہ [7] طرز۔ ۱۲

اپنے پیشوں پر اوروں کے مقابلے میں خوش نظر نہیں آتے - شاید اس کا سبب یہ ہو کہ رات دن ایک ہی کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اور چوں کہ اُس میں کوئی جدّت[1] پیدا نہیں کر سکتے اس لیئے اُس کام سے اُن کا دل بھر جاتا ہے مگر خوش نویس اپنے فن کی تکمیل کے بعد خوش دیکھے جاتے ہیں - غالبًا اس کی وجہ یہ ہے کہ جو حُسن اُن کے ہاتھ سے کاغذ پر حروف و الفاظ کی صورت میں ادا ہوتا ہے وہ اُس کو دیکھ کر ناز کرتے ہیں اور دل میں باغ[2] باغ ہو جاتے ہیں - بچوں میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ کھیلتے کھیلتے کبھی لکڑی کوئلے یا کسی سخت چیز سے زمین یا دیوار پر خط (لکیریں) کھینچنے لگتے ہیں اور یوں بے ارادہ اکثر حروف کی شکلیں اُن کے ہاتھ سے بن جاتی ہیں جس کو دیکھ کر وہ بہت خوش[1] ہوتے ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ قدرت نے ان کی سرشت[2] میں اس فن کا مادہ اور اس کی تحصیل کا شوق پیدا کیا ہے - پس اگر بچوں کے اس رُجحانِ طبیعت کی ذرا بھی مدد کی جائے تو وہ نہایت خوشی سے اس فن کے سیکھنے میں مشغول ہوں اور بہت جلد اس میں تکمیل حاصل کریں کیوں کہ جو کام بلا جبر دل کی خوشی سے ہوتا ہے وہ بہت جلد اتمام کو پہنچتا ہے - اس بیان سے

[1] نئی بات - [1] خوش خوش - [2] خمیر طبیعت - [2] رغبت و شوق - ۱۲

یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے کہ لڑکوں کا تمام وقت اسی میں صرف کیا جائے - نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ اُن کا یہ قدرتی میلان[1] علوم توجہی[2] میں ضائع اور برباد نہ ہو اور ایک حدِ مناسب تک اس کی رعایت ملحوظ[3] رہے - یہ مضمون مولوی سید احمد کبیر کا ہے -

بے شک فی زمانا[4] خوش خطی کا ہنر قریب قریب معدوم[5] کے ہے جس کا سب سے بڑا سبب ناقدر دانی ہے اور من جملہ دیگر اسباب کے یہ بھی ہے کہ جس زمانے میں خوش خطی کی طرف زیادہ توجہ تھی اُس وقت یہ علوم و فنون کہاں تھے جو آج ہم کو سکھائے اور پڑھائے جاتے ہیں - آج یہ حال ہے کہ میٹریکولیشن کے امتحان[6] تک لڑکے کی نظر کم زور ہو کر شارٹ سائٹ پہلے ہوتا ہے اور میٹریکولٹ[7] بعد - آگے بڑھو تو انگریزی لٹریچر ہی فی حدِ ذاتہٖ[8] ساری عمر کو کافی ہے اُس پر تاریخ - جغرافیہ - ریاضی - ڈرائنگ سائنس - اور بہت سے شعبوں میں وہ ایسا منہمک[9] رہتا ہے کہ سر کھجانے[10] کی فرصت نہیں ملتی[11] اور بی - اے ہوتے ہوتے تک وہ نرا ڈھانچ[12] رہ جاتا ہے ایسی حالت میں خوش خطی کی طرف

---

[1] رغبت و شوق - [2] بے توجہی - [3] خیال - لحاظ - [4] اس زمانے میں - [5] مٹ جانے - [6] انٹرنس کا امتحان نزدیک میں - اس موقعہ پر ضعفِ بصر کے متعلق ایک رباعی یاد آئی - رباعی یہ ہے کہ دل سب کا بشر نے توڑا ٭ دل سنگ کا خود ضعفِ بصر نے توڑا ٭ گو آنکھوں پہ عینک کا ہے احسان مگر ٭ پہلے انھیں شیشوں نے نظر کو توڑا ٭ [7] میٹریکولیشن کا امتحان پاس شدہ ہوئے - [8] اپنی جگہ - [9] پھنسا ہوا - عدیم الفرصت - [10] مطلق فرصت نہیں ملتی - [11] نری ہڈیاں [12]

جیسی توجہ ہونی چاہیے ناممکن ہے کہ ہر ہر سے اُس کے لیے
وقت کا توڑا ہی - اہم مشاغل سے فرصت ملے تو نوک پلک درست
کیجیے - اب نہ وہ مشق ہے نہ تختیوں اور وصلیوں پر لکھتا ہے نہ وہ
قلمیں ہیں نہ وہ آنکھوں کی روشن کرنے والی پائدار سیاہی ہے
خوش خطی تو درکنار اب کسی نئے تعلیم یافتہ سے واسطی قلم
تو بنوا لیجیے - اردو لکھی جاتی ہے اُس قلم سے جو انگریزی تحریر
کے لیے موضوع ہے بھلا اُس سے خاک خوش خطی آئے گی
جس میں محرف قط تک نہ ہو نہ واسطی قلم جیسی روانی اور
لچک ہو - پھر جب تک جم کر باقاعدہ طور پر بنا سنوار کر ہاتھ تھام
کر دو سطریں لکھی جائیں یہاں ضرورت ہے کہ ایک صفحہ گھسیٹا جائے
اب جتنا زود نویس ہے اُتنا ہی وہ پسند کیا جاتا ہے - ٹٹ پٹ ریٹر کی
روانی کے آگے ہاتھ شل ہو گئے اُس پر شارٹ ہینڈ کا تازیانہ
کہ ادھر ایک شخص روانی سے گفتگو کر رہا ہے اُدھر شارٹ ہینڈ
والے کا ہاتھ زبان کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے لیکن پھر بھی
جس کسی کو مہلت مل جائے وہ ضرور ادھر توجہ کرے خوش نویس
ہو تو سبحان اللہ ورنہ بدخط بھی نہ ہو کہ لکھیں ہو سی پڑھیں خدا
خطِ زشت سے انسان کا جی بہت گھبراتا ہے اور مطلب فوت

بڑے بڑے مشغلوں - ٹیڑھے کا قلم - بنائی گئی ترچھا سے لکھنے کی مشین - مختصر نویسی کا
فن جس میں اس قدر اختصار کے ساتھ زود نویسی ہے کہ ادھر زبان سے بات نکلی کہ
اُدھر لکھی گئی - فی منٹ دو سو لفظ لکھ لینا کوئی بات نہیں - کوڑا - چابک - برا خط - ۲

ہوتا ہی سوا الگ۔ نقل ہی کہ ایک صاحب کسی سے خط لکھوانے گئے اُس نے خط لکھنے سے پاؤں کے درد کا عذر کیا۔ وہ حیران ہوا کہ خط ہاتھ سے لکھا جاتا ہی نہ کہ پاؤں سے۔ کاتب صاحب نے کہا میاں! میرا خط ایسا ہی کہ کسی دوسرے سے پڑھا نہیں جاتا خط کے ساتھ مجھے بھی جانا پڑے گا اور میں چل نہیں سکتا" اسی طرح کسی نے لکھا" لالہ جی اجمیر گئے" اور پڑھا گیا" لالہ جی آج مر گئے" گھر میں کہرام مچ گیا۔ بہرحال اتنی کوشش کرو کہ خط دیکھنے میں برا نہ ہو اور ٹیڑھے مکوڑے[1] نہ معلوم دیں اور صاف پڑھا جائے اور میں کیوں کہ دنیا کے اور اہم کاموں سے جو ہمارے سر منڈھے گئے[2] ہیں ہمیں اتنی فرصت کہاں ہی کہ اسی کے ہو رہیں لیکن لڑکیوں کی حالت لڑکوں سے مختلف ہی اُن کو پڑھائی میں اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی جتنی کہ لڑکے بہ لحاظ ضرورت وقتی کرتے ہیں ہر قسم کے حُسن کی زیادہ ضرورت عورتوں کو ہی اُن کی سلائی اُن کا کاڑھنا جب سجل ہوتا ہی تو خط بھی سجل ہونا چاہیئے جہاں سب خوب صورتیاں اُن میں ہوں تو اُن کے پیارے پیارے ہاتھ اور نازک انگلیاں جو دستکاری کی مشین ہیں اس ہنر سے کیوں محروم رہیں۔ ع کسب[3] کمال کن کہ عزیز جہاں شوی۔

[1] بے ڈھنگی لکیریں۔ [2] زبردستی لاد دیے گئے ہیں۔ [3] کمال حاصل کرو کہ دنیا کی نظروں میں قدر ہو

خطوط نویسی

رفتارِ زمانہ کے ساتھ خطوط نویسی کا طرز بھی بدل گیا ہے۔ پہلے زمانے کے سے لمبے چوڑے نمایشی آداب و القاب برطرف[1] اب بالکل سیدھے سادے طرز نے اُس مسجّع[2] اور مقفّی[3] طول طویل انشاپردازی کی جگہ لی ہے۔ مضمون خط کی بڑی عمدگی یہ ہے کہ اُس میں تصنّع[4] نہ ہو یعنی آورد[5] نہ ہو آمد ہو۔ خط کیا ہو ہماری بات چیت کا چربہ[6] ہو۔ خط پڑھیں تو یہ معلوم ہو کہ ہم خط لکھنے والے سے باتیں کر رہے ہیں نہ یہ کہ انشا کی کوئی کتاب پڑھ رہے ہیں جس میں وہ الفاظ ہیں کہ جن سے ہمارے کان آشنا[7] نہیں اور ایک خط کے سمجھنے کے لیئے دس دفعہ لغت[8] کی طرف رجوع[9] کرنا پڑتا ہے۔ سیدھے سادے القاب کے بعد معمولی آداب تسلیم یا جو مناسبِ حال ہو کافی ہے۔ خبر خیریت میں دو سطریں گھلا دینا فضول خط کا لکھنا ہی خود دلیلِ خیریت ہے اسی طرح مکتوب الیہ[10] کی طلب خیریت میں مبالغہ سیلے کار خط لکھنے پر کیا موقوف اپنے عزیزوں کی خیریت پل پل[11] سنائی جاتی ہے خواہ مخواہ اُسے جتلانا نئی تہذیب میں

---

[1] موقوف۔ [2] تُک سے تُک ملا ہوا۔ [3] بناوٹ۔ [4] آورد۔ [5] گھڑنا۔ طبیعت پر زور ڈال کر کسی بات کو نکالنا۔ اور آمد وہ جو بلا کوشش خودبخود ذہن میں آ جائے۔ [6] عکس۔ چھاپہ۔ [7] واقف۔ [8] ڈکشنری۔ کسی زبان کے الفاظ کی فرہنگ۔ [9] توجہ کرنا۔ دیکھنا۔ [10] جس کے نام خط لکھا جاتا ہے۔ [11] گھڑی گھڑی۔ ۱۲

غیر ضروری سمجھا جاتا ہے اور یوں اپنی اپنی رائے ہے - چھوٹے سے
القاب اور مختصر سے سلام کے بعد بلا تمہید اصلِ مطلب صاف صاف
الفاظ میں شروع کر دینا اور سادگی اور سلاست کو مدِ نظر رکھنا
سب سے بہتر طریقہ مراسلت کا ہے - جب کسی کا خط آئے
حتی المقدور فوراً جواب دینا چاہیئے تاکہ طرفِ ثانی کو زحمتِ
انتظار نہ ہو - دیر سے جواب دینے میں ایک تو خط لکھنے والے
کو خیال لگا رہتا ہے دوسرے یہ بات بھی ہے کہ بروقت جواب دینے
کے یہ معنی سمجھے جاتے ہیں کہ ہمارے خط کو نظرِ بے پروائی
سے دیکھا گیا - ایک کا خط دوسرے کو کھول لینا حد درجے کی
بداخلاقی ہے خواہ وہ کسی کا ہو اور کسی کے نام ہو - اگرچہ میاں
بیوی میں کسی بات کا پردہ نہیں ہوتا مگر میاں کو بیوی اور بیوی
کو میاں کا خط کھولنا بھی روا نہیں چہ جائے کہ کسی اور کا خط
کا کاغذ سرخ یا شوخ رنگ کا ثقاہت سے گرا ہوا سمجھا جاتا ہے -
سب سے بہتر سفید کاغذ اس کے بعد کریم (ہلکا بھورا) -
مگر پتلا جھر جھرا اور لجلجا نہ ہو کہ دوسری طرف حرف پھوٹ نکلیں تختی کا کاغذ زیادہ زیبا ہے
لفافہ بھی خط کے کاغذ کے جوڑ کا ہونا چاہیئے یہ نہیں کہ کاغذ ایک
وضع کا اور لفافہ دوسری وضع کا - لفافے دو قسم کے ہوتے ہیں
آبلانگ اور سکویر جس کو جو پسند ہوں - بعض لوگ خط ایسا

---

۱ آسانی - ۲ جہاں تک ہو سکے - ۳ دوسری طرف والا - ۴ جائز - ۵ اس کا کیا موقع کہ - ۶ نرم جس میں
کرارا پن نہ ہو - ۷ مستطیل - لمبوترا - ۸ مربع - چوکور - ۱۲

اُلٹ پلٹ لکھتے ہیں کہ صفحے ہی ملانے میں آدمی گھن چکر بن جاتا ہے کوئی انگریزی تقلید کرکے لکھنا شروع کرتا ہے حالانکہ انگریزی بائیں طرف سے داہنی طرف لکھی جاتی ہے اور اُردو اس کے خلاف۔ پس انگریزی طرز پر جب خط لکھا جائے گا تو اُس کے ورق اُلٹے ہوں گے۔ بعض ایک صفحہ خط کا کاغذ کی چیلان میں لکھتے ہیں اور دوسرا لمبان میں بعض ایک صفحہ لکھتے ہیں اور پشت سادی چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ طریقے مروج تو ضرور ہیں اور اپنی اپنی پسند پر موقوف ہیں مگر سیدھا سادا طریقہ یہ ہے کہ اُردو میں دو ورقے کا کھلنے والا رخ بائیں ہاتھ کی طرف رکھو اور ایک صفحے کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور چوتھا لکھو جیسے کہ کتاب مسلسل لکھی جاتی ہے۔ خط کو تہ بھی ایسا کرنا چاہیئے کہ لفافے میں بھر پور سمائے زیادہ شکنیں نہ پڑیں نہ یہ ہو کہ لفافے کے اندر خط ڈھلا رہے۔ لفافہ دبیز ہونا چاہیئے کہ اُس میں سے خط کا مضمون نہ جھلکے اور اسی واسطے اب ایسے لفافے نکلے ہیں جن کے اندر جال بنا ہوا ہوتا ہے اور اوپیک کہلاتے ہیں ان میں سے مضمون نہیں جھلکتا خط کے تہ کرنے میں اس بات کا لحاظ رکھو کہ جس صفحے پر خط شروع ہوتا ہے وہ اندر وار رہے۔ ایک ورق پر لکھنا اور

کھبرا جائے۔ اُلجھ جائے۔ ڈھیلا۔ غیر شفاف۔ دھندلا۔ ۱۲

دوسرا سادہ ورق پھاڑ لینا تھڑ دلاپن ظاہر کرتا ہی۔ بدوسرا ورق سادہ ویسا ہی لگا چھوڑ دینا چاہیئے۔ سرکاری اور تجارتی مراسلتوں میں یک ورقہ خط جائز ہی۔ روشنائی سوا سے بلو بلیک کے اور کسی رنگ کی معیوب ہی۔ سرخی محض عمل حسابی کے درست کرنے کے لیئے ہی نہ کہ خط و کتابت کے لیئے۔ سطریں سیدھی اور خط صاف ہونا چاہیئے۔ ٹیڑھی میڑھی سطروں کا اور گھچ پچ اور گھسیٹ خط دیکھنے میں برا اور لکھنے والے کی بد سلیقگی کو ظاہر کرتا ہی۔ سطریں سیدھی نہ آسکیں تو رول دار کاغذ پر لکھو یا پنسل سے لکیریں کھینچ لو مگر مشق آخر اناڑی پن ظاہر کرتی ہی۔ سطروں کے بیچ میں کافی اور یکساں فصل ہونا چاہیئے یہ نہیں کہ کوئی سطر پاس ہی تو کوئی دور۔ لفظ کھلے کھلے ہوں۔ ایک پر دوسرا لفظ چڑھ نہ جائے۔ املا درست ہو ط کی جگہ ت اور ص کی جگہ س کم استعدادی کا ثبوت ہی۔ خط میں کاٹ کوٹ نہ ہو نہ اس میں سیاہی یا چکنائی کے دھبے ہوں یہ سب جلدبازی اور بد سلیقگی ظاہر کرتے ہیں۔ اگر کوئی لفظ قلم سے غلط نکل جائے تو صرف ایک خط کھینچ کر کاٹ دو اسے گنجلک کرنے

تجارتی - تاجر کی جمع - سوداگروں - ہلکی نیلے رنگ کی جو بعد میں سیاہ ہو جاتی ہی سب سے بہتر سٹیفنز کی سیاہی ہی مگر گراں ہی اب جو ٹیبلٹس (ٹکیاں) نکلی ہیں وہ بھی اچھی ہوتی ہیں - گنجان - دوسری صورت - بھدا - کٹا کٹا - ۱۲

اور چھپانے کی ضرورت نہیں یعنی ایسا کاٹو کہ پڑھا جا سکے تاکہ کسی قسم کی
بدگمانی نہ ہو۔ اب واسطی قلم سے بہت کم لکھا جاتا ہے کہ اُس کا بار بار بنانا ایک
زحمت ہے اس لیئے نبؔ (پتی) کا رواج پڑ گیا ہے۔ بہت باریک پتی سے اردو صاف
نہیں لکھی جاتی اس کے لیئے چوڑی نوک اور محرّف یعنی ترچھے قط کی نب زیادہ موزوں
ہے۔ ہندو پن نمبر ۲ اور جے پن اردو لکھنے کے لیئے خاصا
اچھا کام دیتی ہیں۔ پنسل سے خط لکھنا خلاف تہذیب ہے
خط کے خاتمے پر سلام دعاؤں کی بھرمار بدنما ہے۔ یہ
خط ہے نہ کہ مردم شماری کا کوئی رجسٹر۔ خط تمام کرنے کے بعد اپنا نام
درج نا کیا یا عاجزہ یا کمترین کے صاف صاف لکھو۔ دستخط
تمھارے تمھاری نظر میں مائیکری ہو سکتے ہیں مگر دوسرے
اس کو بلکہ دھندے کو نہیں سلجھا سکتے۔ سیدھے سیدھے
صاف صاف اپنا نام لکھ دو۔ جب ایک دفعہ خط کو ختم کر لو
تو بار بار مکرر یہ بات اور سہ کرر وہ بات نہ لکھو۔ خط کو ایسا ہی دفعہ
سوچ سمجھ کر لکھنا چاہیئے کہ کوئی بات رہ نہ جائے۔ اس طرح
خط میں بار بار ٹکڑے لکھنا ظاہر کرتا ہے کہ تم جھلکڑ ہو تمھارا
حافظہ درست نہیں یا تمھارا دل حاضر نہیں کہ ضروری باتیں جو
لکھنے کی ہیں وہ بھی رہ جاتی ہیں پھر مکرر یہ کہ یا سہ کرر یہ کہ بالکل
غلط ہے۔ مکرر کے معنی ہیں کسی بات کو دوبارہ لکھنا اور

پڑھے جانے کے قابل۔ جھمیلے ۔ صاف طور پر ۔ ۱۲

سنہ کر کے معنے تیسری مرتبہ لکھنا حال آں کہ دراصل یہ بات نہیں ہے بلکہ جو بات رہ گئی ہے وہ لکھی جاتی ہے۔ البتہ تکملہ لکھیں تو صحیح ہے۔ خط کے کاغذ کے شروع میں بائیں طرف اپنا پتہ شہر کا نام اور محلہ اور دوسری سطر میں تاریخ مہینا اور سنہ لکھو۔ جب کسی کو خط لکھو اپنا پتہ لکھنا نہ بھولو یہ خیال نہ کرو کہ جس کو ہم لکھ رہے ہیں ہمارا پتہ تو انھیں معلوم ہی ہے۔ ممکن ہے کہ یاد نہ رہا ہو اور وہ تمھارا جواب نہ دے سکے۔ خط کے سرنامے پر پتہ لکھنا کافی ہے لفافے پر اپنا پتہ لکھنے کا اب رواج نہیں۔ خط کے خاتمے پر جس کو خط لکھتی ہو اُس کا نام اور پتہ لکھنا بھی حال کی تہذیب میں داخل ہے مگر کچھ بہت ضروری نہیں ہے۔ لفافہ پر سوائے صاف و واضح پتے کے فضول القاب و آداب اور لمبی چوڑی عبارت لکھنا ڈاک والوں کو خلجان[2] میں ڈالنا ہے۔ لفافہ پر لفافۂ ہذا لکھنا صریح حماقت ہے ڈاک والا لفافے کے بدلے اور کوئی چیز تو پہنچانے سے رہا۔ اسی طرح بعونہ تعالیٰ یا ان شاء اللہ تعالیٰ یا حوالہ قطعیہ یا الفاظ دعائیہ گو مذہبی خیال سے کتنے ہی مستحسن[3] کیوں نہ ہوں مگر لفافہ ان دعاؤں کے واسطے نہیں بنایا گیا ہے لفافے پر اپنا نام یا از مقام فلاں یا تاریخ لکھنا سب فضول اور سیدھے سادے خط کو اُلجھن میں ڈالنا ہے

[1] پیشانی۔ [2] پریشانی۔ اُلجھن۔ [3] اچھے۔ ۱۲

غرض لفافے پر اتنا ہی لکھنا چاہیئے جتنا کہ خط کے پونہچا دینے
کو ضرور ہی اور بس۔ لفافہ لکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہی کہ سب سے پہلے
اُس مقام کا نام لکھنا چاہیئے اور اُس کے اوپر خط بھی کھینچنا
چاہیئے اگر کوئی چھوٹا مقام ہی تو ضلع کا نام بھی لکھو مگر خطوط
وحدانی میں - اس طرح سروصنہ (میرٹھ) - اس کے آگے
محلّہ۔ پھر جس کے نام خط جاتا ہی اُس کا نام صرف جناب یا عالی
جناب کے ساتھ۔ برسد یا پونہچے لکھنا فضول ہی اس نام کا
مطلب یہی ہی کہ خط ان صاحب کو پونہچا دیا جائے - اگر انگریزی
میں شہر کا نام لکھ سکتی ہو تو داہنے کونے میں ضرور لکھدو
کہ اس سے ڈاک خانے والوں کو خط پونہچانے میں آسانی
ہوتی ہی۔ ڈاک خانے والوں کو لاکھوں خط چھانٹنے پڑتے
ہیں اُن کو اتنی فرصت کہاں کہ لمبا چوڑا پتہ پڑھ سکیں اسی
واسطے شہر کے نام کو خط کشیدہ لکھتے ہیں کہ جھٹ اس پر نگاہ
پڑجائے اور ضلع کا نام اس واسطے درکار ہی کہ چھوٹے چھوٹے
مقامات کا نام ہر شخص نہیں جانتا کہ کہاں ہی اور ضلع تو بڑا مقام
ہوتا ہی اس کے علاوہ ایک ہی نام کے کئی کئی مقام ہوتے
ہیں مثلاً اورنگ آباد - احمد آباد - اس نام کے کئی شہر ہیں
جب تک ضلع نہ ہو بدون اس کے ڈاک خانے والے ایک ہی
نام کے مختلف شہروں سے چکرا جاتے ہیں کہ کہاں بھیجیں

ا ہر نشان ۔ ۱۲

لفافے پر پتہ لکھتے وقت لفافے کا سر پیر بھی دیکھ لو ہم نے
اکثر دیکھا ہے کہ لوگ بند کرنے کی فلیپ[۱] کو نیچے وار کر دیتے ہیں
جس سے لفافہ الٹا ہو جاتا ہے ہمیشہ فلیپ اوپر رہنی چاہیئے
ٹکٹ کے لیئے ایک خاص جگہ مقرر ہے یعنی لفافے کے داہنی
جانب اوپر والے کونے میں۔ لفافے کی پشت پر جہاں
چاروں کونے ملتے ہیں محض اس خیال سے ٹکٹ لگانا کہ کوئی خط
کو کھول نہ لے ایک بے وجہ کی بدگمانی ہے۔ دستی[۲] خط بھی کبھی
کھلا بے لفافے نہ بھیجو انسان کا لباس بھی بدن کا ایک لفافہ
ہے۔ جس طرح کسی کے سامنے بن بدن ڈھانکے نہیں جاتے
اسی طرح خط بھی ننگا دھڑنگا (برہنہ ۱۲) نہیں بھیجتے۔ ہاں معمولی پرچے[۳]
جیسے سلپ کہتے ہیں ان کا مضائقہ نہیں یا یہ کہ جہاں محض
بے تکلفی ہو ورنہ بالعموم خط ہمیشہ ملفوف[۴] جانا چاہیئے۔ بیرنگ
خط بھیجنا اب بہت معیوب ہے۔ لوگوں کے دل میں یہ غلط خیال
بیٹھا ہوا ہے کہ محصول کے مارے خط تلف[۵] نہیں ہوتا چونکہ
ڈاک کا انتظام ہر طرح اطمینان بخش ہے اور جب تک پتہ درست ہو
خط گم ہونے کا کوئی احتمال[۶] نہیں۔ بیرنگ خط میں کئی خرابیاں
ہیں۔ جس کو خط لکھو اس کو ضرور ہے کہ تمہارا خط پڑھنے سے پہلے

---

۱ بالابر۔ وہ حصہ جو بینی کی طرح کھلتا ہے۔ ۲ جو کسی آدمی کے ہاتھ سے بھیجا جائے۔
۳ پرزہ۔ رقعہ۔ عام طور پر۔ ۴ لفافے میں بند۔ ۵ گم۔ ضائع۔ ۶ شک۔ ۱۲

چار پیسے جرمانہ دے - دوسرے جس شہر میں خطوط کی کئی کئی تقسیمیں ہوتی ہیں وہاں بیرنگ خط ایک ہی دفعہ بٹتا ہے کہ حساب کتاب کے سبب سے اُس کی تقسیم میں دیر لگتی ہے - پھر اتوار یا کسی اور چھٹی کے دن بیرنگ خط بانٹا نہیں جاتا غرض یہ کہ ٹکٹ والا خط بلا غل و غش ناک کی سیدھ پہلے پونہچ جاتا ہے اور بیرنگ خط چار پیسے کا بوجھ اپنے سر لیے پونہچتا تو ضرور ہے مگر ٹکٹ دار اور بیرنگ میں وہی فرق ہے جو ایک چھچھڑے چھانٹ ہیکے بیٹھے دوگوش اور لدے پھندے مسافر میں ہے - جس بدگمانی اور غلط خیالی کی وجہ سے لوگ بیرنگ خط بھیجتے ہیں اُسی نقطۂ نظر سے وہ ٹکٹ پر نام بھی لکھ دیتے ہیں اگر ٹکٹ اُکھاڑ لینے کا کھٹکا ہے تو اس دغدغے کو دور کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جدا گانہ ٹکٹ نہ لگایا جائے بلکہ ٹکٹ دار لفافے استعمال کیے جائیں تب تو کوئی خلش نہ رہے گی اُن کو معلوم نہیں کہ ٹکٹ پر کچھ نہ لکھنا چاہیئے نام تو نام اگر خالی لکیر بھی کھینچ دیں گے تو خط بیرنگ ہو جائے گا - اگر دل چاہے تو لفافے پر ٹکٹ سے علیحدہ ٹکٹ دار لکھ سکتے ہیں ورنہ اُس کی بھی ضرورت نہیں - لوگوں نے پوسٹ کارڈ کے مصرف کو بھی نہیں سمجھا - کارڈ دراصل چھوٹی موٹی معمولی باتوں کے لیے مثل ایک رقعے کے ہے نہ بجائے خط کے - کوئی گھر کی

تن تنہا - بوجھل - اندیشہ - تکلیف دہ چیز - ۱۲

یا راز کی بات اُس میں لکھنی نہ چاہیئے کہ ہر شخص اُس پر مطلع ہو جاتا ہے
اور خاص کر اپنے سے بڑے کو جس کا پاسِ ادب ملحوظ ہے یہ
دو انگل کا پرزہ لکھنا ایک قسم کا ترکِ ادب ہے۔ ہاں معمولی خیر خیریت
کے واسطے سمجھ لیاں ایک دوسرے کو کارڈ لکھ لیں تو مضائقہ نہیں
کارڈ کی جس طرف ٹکٹ لگا ہوا ہے اُس کی بائیں طرف کا آدھا حصہ بھی
مضمونِ خط کے واسطے چھوڑا گیا ہے یعنی ڈیڑھ کارڈ تھارا ہے اور
صرف داہنی طرف کا چوتھائی حصہ پتے کے لیئے مخصوص ہے
اُس پر بھول کے تاریخ یا اپنا نام یا مقام لکھنا نہیں چاہیئے
ورنہ ڈاک خانے کے قواعد کی رو سے یہ بھی بیرنگ ہو جائے گا
اور جس کے پاس جائے گا اُسے دو پیسے چٹی بھرنی پڑی۔
اب ہم چند خطوط نمونے کے طور پر یہاں لکھ کر اس مضمون کو
ختم کرتے ہیں۔

پہلا خط باپ کے نام

دہلی پھول کی منڈی۔
۴ر اگست سنہ ۱۹۲۰ء

میرے پیارے ابا جان!۔ آداب کے بعد عرض ہے کہ جناب
کا سرفراز نامہ مورخہ یکم اگست عین انتظار میں پونہچا۔ جناب
والا کی خیر خیریت سے دل خوش ہوا۔ مجھے کئی دن سے آپ کے
خط کا انتظار تھا۔ چوں کہ اب کی دفعہ آپ نے بہت راہ دکھائی

میری ٹکٹکی دروازے ہی کی طرف لگی رہتی تھی - دل میں طرح طرح
کے وہم آتے تھے کہ خلافِ عادت میرے پیارے ابّا جان
کے خط کو کیوں دیر لگی - اب معلوم ہوا کہ آپ علی گڈھ کالج
کے کسی جلسے میں تشریف لے گئے تھے - یہاں آپ کی
دعا سے سب خیریت ہے - موسم آج کل خراب ہے - موسمی تپ
ابر پھیلا ہوا ہے - مجھے بھی دو باریاں آئیں مگر میں نے جھٹ
فروٹ سالٹ کا نرم سا مسہل لے لیا اور دوسرے دن ایک
دم تین تین گرین کونین کی دو گولیاں کھالیں میری طبیعت
تو درست ہو گئی - البتہ صغریٰ کچھ سست ہے - اُس کا تپ تو ابھی
پھیکا پھیکا ہے چھاتی جکڑی ہی ہے زکام ہے آج خساندہ پلا دیا ہے
ان شاء اللہ کل تک چاق چوبند ہو جائے گی - ابّا جان!
خط کو دیر نہ کیا کیجیئے - ایک تو میں آپ سے دور اور پھر خط
بھی نہ آئے تو آپ ہی بتلائیے کہ میرا کیا حال ہوگا - آپ کا
خط آنے سے میرا دل ٹھکانے ہو جاتا ہے - اماں جان کی
خدمت میں میرا بہت بہت آداب - بھائی بہنوں کو علیٰ قدرِ
مراتب سلام و دعا فقط آپ کی تابع دار - کبریٰ -

ٹکٹ	لفافہ
	جناب میر عادل علی عاقل قیافہ دیکھ کر خط کا مضمون جان لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر
	کاکوری (لکھنؤ) اندرونِ قلعہ

بخدمت جناب مولوی محمد عبد السمیع صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر

Kakori
(Lucknow)

دوسرا خط ماں کے نام

جناب اماں جان صاحبہ
آداب عرض ہے۔ کیوں

بی اماں! یہ کیا بات ہے کہ ہفتے گزر جاتے ہیں اور میں آپ کا خط دیکھنے کو ترستی ہوں۔ خدا بھلا کرے میرے ابا جان کا کہ باوجود کثرتِ مشاغل کے دیر سویر مجھے یاد کرتے رہتے ہیں رہیں آپ بھول کر بھی مجھ دور افتادہ[1] کو یاد نہیں فرماتیں۔ آپ خط لکھنے میں کسی کی محتاج نہیں خود دست و قلم کی دھنی پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دیر کیوں؟ اگر یہ کہوں کہ آپ کو میرا خیال نہیں تو غلط۔ میں جانتی ہوں کہ ماں کی ممتا ایسی نہیں جو دوری سے کم ہو جائے۔ مانا کہ آپ کو گھر بار کے کام کاج سے فرصت کم ملتی ہو گی مگر مجھے خط لکھنا بھی آپ ایک ضروری کام تصور فرمائیے۔ بھلا ہفتہ وار نہیں تو ہر پندھواڑے کو تو دو سطریں اپنی خیریت کی لکھ دیا کیجیے۔ آپ کا خیال ہو گا کہ میں یہاں آ کر گھر کے جھمیلوں میں لگ گئی ہوں اور میرا دل لگ گیا ہے۔ اگر ایسا آپ نے سمجھا تو میں معافی چاہتی ہوں کہ آپ نے میری حالت کا صحیح اندازہ نہیں فرمایا۔

یاد ایامیکہ در کوئے تو ما[2] نیز دلِ دستِ خود[3] داشتیم
ہم چو بلبل در چمن ہم آشیانے داشتیم

1. دور پڑی ہوئی 2. اپنے ہاتھ سے لکھنے والی 3. اُن دنوں کی یاد بھی کیا یاد ہے کیا

گو میری شادی کو ڈیڑھ برس ہونے آیا اور میرا گھر بھی الگ ہے
لیکن اماں جان مجھے اُس گھر کی یاد کیسے بھول سکتی ہے جس
میں نے چھٹپنے سے پرورش پائی اور ایک نادان سے جوان ہوئی
یا یوں سمجھیے کہ حیوان سے انسان بنی - لوگ کہتے ہیں کہ بیاہی بیٹی
پڑوسن داخل" اور "از دیدہ دور از دل دور" مگر خیال بھی غلط ہے
آپ کی شفقت مادری - آپ کی بلا تصنع محبت کے احساس میں
کوئی دوری رتی برابر کمی نہیں کر سکتی - ہر وقت مجھے اپنے
میکے کا زمانہ یاد آتا ہے اب نہ وہ فراغ نصیب ہے نہ وہ بے فکر
امن چین کی زندگی میسر ہے ع خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
میری نظریں آپ کو ڈھونڈتی ہیں اور مجھے بے چین رکھتی ہیں
اس سے یہ نتیجہ نہ نکال لیجیئے گا کہ میں اپنے گھر سے ملول خاطر
ہوں یا یہاں کے کاروبار میں دل چسپی نہیں - نہیں یہ مجھ کو
صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ میکے اور سسرال کی نوعیتوں میں بڑا فرق ہے
وہ اٹھارہ برس کا گھر ہے اور یہ اٹھارہ مہینے کا وہاں مجھ پر کسی
ذمے داری کا بوجھ نہ تھا اپنی نیند سوتی تھی اور اپنی نیند اٹھتی تھی
دوسروں کو میرے آرام و آسایش - میری ضروریات کے
پورا کرنے کی فکر تھی اور یہاں میں ہی میں ہوں - ساری
خانہ داری کا بوجھ اس تن ضعیف پر ہے - مدد دینے والے کم

---

[1] آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل - [2] بناوٹی نہیں - [3] رنجیدہ آزردہ - [4] حالتوں قسموں ۱۲

اعتراض کرنے والے بہت [illegible] مگر ترس کھانے والے مفقود۔ اعتراض
کرنے والے موجود۔ مجھ کو تنہائی بہت ستاتی ہے۔ آپ [illegible]
ہوئے دن کا دورہ [illegible] میری [illegible]
کی نازبرداری سے [illegible]
لاڈو میری تخت پر چڑھی۔ [illegible]
گھنڈار [illegible]
نکل رہے ہیں۔ وہ نڈھال ہو رہا ہے۔ مسوڑے پھول رہے ہیں
دست آ رہے ہیں۔ آنکھیں [illegible] رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ
اس کے دانت آنکھوں ہی کے سہارے نکلیں گے۔ رات
بھر مجھے ایک ٹانگ کھڑا رکھتا ہے۔ کوئی اتنا بھی نہیں کہ گھڑی دو گھڑی
کو سنبھال لے۔ اوپر کے کام کو ماما کوئی ٹھکانے کی ملتی نہیں
اور ملی بھی تو ٹکتی نہیں۔ چور۔ گھر کو لوٹنے موسنے والی۔ خدا
بھیک کو سلامت رکھے نوکری کرے اُن کی بلا۔ رہے
وہ بڑے میاں جو ڈیوڑھی پر مسلط ہیں۔ قطب از جا نمی جنبد
سارے دن کھٹیا پر پڑے حقہ گڑگڑایا کرتے ہیں صرف
اُن کے کھانسنے کی آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاں کوئی
آدمی ہے ورنہ ہونے نہ ہونے برابر۔ میں اپنے تردد اور
افکار لکھ کر آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی۔ انسان ہی کے واسطے

تعریف کرنے والا۔ آسیلا رخصت۔ بڑا اگر خالی۔ ٹھیٹھی سست۔ قطبیا اپنی جگہ سے نہیں ہلا کرتا۔ بانس کی بنی سردوں کی چھوٹی چارپائی ۱۲

[illegible] آرام [illegible] تکلیفیں ہیں خدا سب مشکلیں آسان کریگا
[illegible] ان شاء اللہ چڑھتے رمضان میں آپ سے
[illegible] ہوں - خدا ساتھ خیر کے ملائے - امّاں جان
میرے [illegible] بھائی بہنوں کو میرا سلام کہہ دیجیے اور ابّا جان کی
خدمت میں [illegible] بہت بہت آداب نصیر کا آداب اب
[illegible] غل کرنے لگا ہے - امّاں ابّا بھی صاف اُس کے
منہ سے نکلتا ہے - غرض اُس کے تماشے میری تنہائی کی
مصیبت منزل کو بہت ہلکا کرتے ہیں - ہر وقت اُسی کے
شغلے میں لگی رہتی ہوں - زیادہ آداب فقط آپکی کنیز عزیز

تیسرا خط ایک سہیلی کے نام

ہمارے دل میں تمھیں ہو تمھیں ہماری قسم
مگر یقین کب آئے تمھیں ہماری قسم

میری پیاری سہیلی التسلیم - الحمد للہ آج کیسا مبارک دن ہے کہ ادھر تو
آسمان پر گھنگھور گھٹا چھائی ہے رم جھم رم جھم پھوار پڑ رہی ہے - دم کو کھلا دینے والی ہوا
کی جگہ ٹھنڈی ٹھنڈی دل خوش کن چل رہی ہے - خدا خدا کر کے ہاتھ سے پنکھا
چھوٹا دم میں دم آیا کہ ڈاکیے نے آواز دی کہ خط لے جاؤ ماما دوڑی گئی
لائی میں لفافے ہی پر پہچان گئی کہ آج بچھڑے ہوؤں کی یاد نے
گدگدایا جو بی سلمیٰ کا خط آیا - جس کو آنکھوں سے لگایا

گدگدایا - دل خوش کرنے والی - چھوٹے ہوئے - اُبھارا - آمادہ کیا ۱۲

اور سب سے پہلے اسی نے کھولا۔ کیا خوب! الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ خط نہ لکھو تم اور شکایت کرو میری۔ ہوا یہ کہ میں نے ایک نہیں دو خط تم کو پیاپے لکھے۔ مگر تم ایسا کان میں تیل ڈال کر اور منہ میں گھنگنیاں بھر کے بیٹھی ہو کہ جواب تو درکنار رسید تک نہ دی اور طرہ یہ کہ کہتی ہو کہ نہیں پوچھتے۔ ممکن ہے کہ تم پوچھتے ہوں۔ میں تم کو سچا سمجھتی ہوں تم بھی مجھے سچا سمجھو۔ قصہ مختصر گلہ نہ کرو۔ میں حیران تھی کہ یا الٰہی کیا ہوا جو بیاہی سلمیٰ کا خط اتنے دنوں سے نہیں آیا اور نہ اس کی عادت ویسی چپ سادھنے اور لمبی تاننے کی نہیں۔ پھر خیال ہوا کہ شاید سسرال چلی گئی ہوں۔ مگر سسرال ہو یا نہیں قلم دوات تو ہر جگہ مل سکتی ہے۔ میں تمہارے خط کی اس طرح منتظر تھی کہ چوں گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است۔ مجھے سن کر افسوس ہوا کہ تمہاری صحت اچھی نہیں اور قصور ہاضمہ کی شکایت ہے۔ اس طرف سے غافل نہ ہونا۔ معدے کا بگاڑ سارے امراض کی جڑ ہے۔ تمہارے نانا صاحب خود طبیب حاذق ہیں اگر سختی پرہیز کے ساتھ ان کا علاج کرو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد آرام ہو جائے گا۔ خدا کرے کہ اب کے خط میں اچھی

---

۱ قصور اپنا الزام دوسرے پر۔ ۲ متواتر۔ ایک کے بعد دوسرا۔ ۳ منہ میں ... ہو نہ بولتی ہو۔ ...

۴ طرفہ ... جیسے روزہ دار اذان پر کان لگا کر انتظار کرتا ہے ... ۵ ...

ہم بالکل تن درست و توانا ہو۔ انگریزی دواؤں سے تم متنفر ہو ورنہ میں تم کو کچھ بتاتی۔ یونانی طبابت کے میں خلاف نہیں امراض کہنہ اور مزمن کا تنقیہ جیسا یونانی علاج سے ہوتا ہے میرا تجربہ ہے کہ انگریزی دواسے نہیں ہوتا۔ انگریزی علاج میں اگر تشخیص میں ذرا سی بھی غلطی ہوئی تو پھر ہستی خوار ہے مگر یونانی علاج ایسا سلجھا ہوا اور معتدل ہے کہ اگر نفع نہ ہو تو نقصان بھی نہ ہوگا۔ بڑی مدبّر بدن تو طبیعت ہے۔ جب تمہارا دل انگریزی علاج پر نہیں ٹھکتا تو جانے دو۔ یونانی علاج تمہاری طبیعت کے موافق ہے اور ہم اُس کی عادی ہو بھی گئی ہو مگر غفلت اور مسادات سے دور پار کہیں دشمنوں کا مزاج اور نہ بگڑ جائے۔ بیماری کو خواہ کیسی ہی سہل سمجھتی ہو تنقیہ بھی ضروری سمجھنا۔ میں دیکھتی ہوں کہ تم کو اپنی جان کی پروا ہی نہیں۔ دو دن ایک نسخہ پیا اور اَلقِصّہ۔ بوا! یہ تو علاج ہے دو چار نسخے اُلٹ پلٹ ہوتے ہیں جب کہیں جا کر راس آتے ہیں اور تم چاہتی ہو کہ آج دوا پیوں اور کل تقیع دیکھ لوں۔ سبحان اللہ یہ علاج نہ ہوا معجزہ ہوا۔ ہاں یہ تو کہو کہ اب کے تم سسرال میں خوب جمیں اور ایسا دل لگا کہ اللہ بیکے میں آنے کا نام ہی نہیں لیتیں کہو دولہا بھائی کا کیا حال ہے؟ یہ تو ہم جانتے ہی ہیں کہ تم نے

نفرت کرنے والی۔ پرانے مرض پیچھے پڑا جنھوں نے جڑ پکڑ لی ہو۔ پاک اور صاف کرنا پیچ کی سرس۔ بدن کی اصلاح کرنے والی۔ خاطر جمع نہیں ہوتی۔ خدا نہ کرے۔ چھوڑ دیا۔ موافق۔ اصل میں راست ہے مگر عورتیں یوں ہی بولتی ہیں۔ ۱۲

کچھ ایسا اُن کو شیشے میں اُتارا ہی کہ خدا کرے کہ سب تمھارا پرچھانواں پڑے - تمھارے ہاں لڑکا ہونے کی خبر تو میں نے سُن ہی لی تھی اور تمھیں مبارکباد بھی دیدی تھی - مگر بوا ! گوند سٹھورا تو تم نے خوب کھایا اور اچھوانی کے قدحے کے قدحے چڑھا گئیں اور ڈکار تک نہ لی - وہی مثل ہوئی - دلی کی دل والی مُنہ چکنا پیٹ خالی کھاتی ہو بکری کی طرح اور سوکھتی ہو لکڑی کی طرح مگر یہ تو کہو کہ ہمارا مُنہ تک میٹھا نہ کیا - لاؤ اب میرے حصے کی ڈبل مٹھائی لاؤ - واللہ باللہ خالہ ہیں ! خیر یہ تو مذاق کی بات ہوئی یہ تو کہو کہ بچہ کس کی شکل ہو تمھاری یا باپ کی ؟ دونوں حال میں اچھا اور پیارا پیارا ہوگا - تم خود ماشاء اللہ چندے آفتاب چندے مہتاب قبول صورت ہو - ہزار دو ہزار میں ایک - رہے تمھارے دولھا - بوا قسم لو جو میں نے اُنھیں دیکھا ہو - مگر ہاں سُنا ہی کہ وہ تم سے زیادہ حسین نہ ہوں مگر برابر سرابر کا معاملہ ضرور ہی - میں اچھی اور خوش ہوں - تمھارا بھانجا ماشاء اللہ گھٹنیوں چلتا ہی - خوب تماشے کرتا ہی - میں ان شاء اللہ اب کا

۱ قابو میں کر لیا ہی - پرتو - سایہ - زچہ کو عناب منقیٰ خربزے کے بیج چھوارے سکھو پرا شربت بزوری ڈال کر گھی میں بگھار کر پلاتے ہیں جو خوش ذائقہ ہوتی ہی - زچہ تو زچہ اوپر والے بھی سُڑپتے لگا جاتے ہیں - پیالے کے پیالے - بڑے پیالے کو قدح کہتے ہیں رسید تک نہ دی - خیر سے نبا شد - ڈومنیاں نقل کرتی ہیں اُس کا یہ فقرہ ہی - ۱۲

رمضان میکے میں کروں گی کیا اچھا ہو کہ تم بھی اس موقع پر وہیں آجاؤ تو آرزوئے دیرینہ پوری ہو اور مدتوں کے بچھڑے ہوئے خوب دل کھول کر ملیں۔ دیکھو بی سلمیٰ تمھیں قسم ہے جو جلدی خط نہ لکھو ورنہ [illegible] کروں گی۔ اپنے بچے کو پیار کرنا [illegible] کو میرا اسلام کہنا۔ تمھارے دولھا تو اصل خیر سے تمہارے گھٹنے سے لگے بیٹھے ہوں گے دلہن چوڑی گئیں [illegible] ہے۔ ضرور ضرور تم میرا اسلام پہنچا دینا چاہے وہ لیں یا نہ لیں تمھارے بہنوئی کو آئے دن کا دورہ سے لگا رہا ہے پاؤں میں ایک چکر ہے۔ کبھی کبھار مہمان داخل گھر آ گئے تو آ گئے آتے دیر نہیں کہ پھر چلنے کو طیار۔ بوا نوکری کا معاملہ ہے سخت آمد۔ میں گھر میں اکیلی ٹٹرول ٹوٹ پڑی کہ جس کے لیے میں یہاں پڑی ہوں جب وہ ہی نہ ہو تو بھلا میرا دل کیسے لگے۔ جب ہی تو میں میکے کا کلمہ رہیں ہماری ساس وہ سنے چاہی دن بھر اپنے نماز روزہ میں لگی رہتی ہیں۔ بے شک اُن کے دم قدم کی برکت ہے۔ مگر اُن کا پاسِ ادب مانع ہے میں خود الگ تھلگ رہتی ہوں ہمسایہ کوئی ہے نہیں۔ ہماری کوٹھی جنگل میں ہے جنگل میں منگل ہے

پرانی خواہش۔ روٹھ جاؤں گی۔ جیسی کچھ پڑ جائے جھیلنا چاہیے۔ اکیلی تنِ تنہا۔ ویرانے میں چہل پہل۔ ۱۲

سوائے گیدڑوں کی ڈراؤنی آواز کے انسان کی بھنک بھی
تک نہیں سنائی دیتی - والسلام تمہاری بہی خواہ عزیز

چوتھا خط میاں کے نام

یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مہر
آنکھ اپنی اُس کے خط پہ لگی ہوتی

صاحبِ من سلامت - بعد سلام - آپ کو سدھارے آج جمعرات
کو پورے آٹھ دن ہوئے - اور چلتے چلاتے اتنی تاکید کر دی تھی
کہ دیکھنا پہنچتے ہی اپنی رسید کا خط بھیج دینا مگر آپ کے سجھاؤ میں
نہ آیا - دروازے پر آنکھیں جمی ہوئی ہیں - ڈاکیے کی آواز پر
کان لگے ہوئے ہیں مگر نہ خط نہ پتر نہ خبر - اَلْاِنْتِظَارُ اَشَدُّ مِنَ
الْمَوْتِ - میں ٹھیری ایک وہمی آدمی تھوڑی دل ڈھارس
دیتی ہوں مگر طرح طرح کے وہم اُٹھے سے چلے آتے ہیں خدا
خیریت کی خبر سنائے تو اس بلا سے چھوٹوں - شغل میں پھول معلوم
ہوتا ہے کہ وہاں جا کر آپ کام کاج میں پھنس گئے اور گھر کی یاد اس طرح
جلد حرفِ غلط کی طرح لوحِ دل سے مٹا دی - سبحان اللہ
چشم بد دور - اسی منہ پر محبت کے لمبے چوڑے دعوے تھے
معلوم ہوا کہ آپ کے دل میں میری جگہ نہیں ورنہ کیا معنی کہ

خوفناک - آہستہ آواز - جھانی پہنے والی - جاکر - رخصت ہوکر - پروانہ
انتظار کی بہ نسبت موت - سے بھی کڑی ہے - دلاسہ - تسلی - ہجوم کیے ہوئے -
پھنس گئے

المکتوبُ نِصفُ الملاقات سے بھی آپ مجھے ترساتے ہیں
وہ تو جس بات میں لکھیو ہمیں دم دیتے ہیں۔ اور ہمیں لکھیو کہ ہم اس پر بھی دم دیتے ہیں۔
آپ مرد ہیں سو طرح کے مشغلوں سے دل بہلا سکتے ہیں اور کام
کاج میں دن گزر جاتا ہے۔ دس آتے ہیں دس جاتے ہیں۔ گپ شپ
میں یہ معلوم بھی نہیں ہوتا ہوگا کہ صبح کدھر ہوئی اور شام کدھر۔ اجی میری
کہو۔ چار دیواری کے اندر بند۔ گویا ایک چڑیا ہے کہ قفس کی تیلیوں
سے سر ٹکراتی ہے۔ دنیا میں کیا ہو رہا ہے ہمارے فرشتوں کو بھی خبر
نہیں۔ آپ کو ہماری تنہائی کی کیا خبر۔ جس کی نہ پھٹی ہو بوائی وہ
کیا جانے پیر پرائی۔ یہ پردیس در پردیس۔ دکھتی چوٹ
پر مار ہوئی۔ نا صاحب میری توبہ بھلی۔ بن تمہارے گھر کاٹ کھانے
کو دوڑتا ہے۔ بھلا وہ گھر بھی کوئی گھر ہے جس کا گھر والا گھر سے باہر ہو۔
ابھی آپ کو جا کر اصل خیر سے آٹھ ہی دن ہوئے مگر مجھے تو پہاڑ معلوم
دیتے ہیں۔ آپ جلد مکان کا بندوبست کر کے مجھے بلا لیجئے۔ میں
یہاں اکیلی کب تک پڑی سڑا کروں ؎

میں وہ نہیں ہوں کہ ہوں تجھ بن اور تو ہو کہیں
وہ گل کھلاؤں کہ ہوں گلبن پہ اور تو ہو کہیں

بچہ الگ یاد کرتا ہے چوطرف منھ اٹھا اٹھا کر دیکھتا ہے ابا ابا پکارتا ہے

خط آدھی ملاقات ہوتا ہے۔ پہلے دم کے معنے [illegible] بیٹھے۔ جھوٹی تسلی دینے کے ہیں
اور دوسرے دم کے معنے۔ جان چھڑکنا [illegible] کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو وہ دوسرے
کے درد کو کیا سمجھ سکتا کیا اندازہ کر سکتا ہے۔ تیر حیرت زدہ ۱۲

میرا کلیجہ کٹتا ہے کہ ننھا مُنا سا جوڑا کیسا کرتہ رہا ہوگا۔ اگر میرے بلانے
میں ابھی کچھ دیر ہو تو براہ مہربانی خرچ بھجوا دیجئے کہ آپ چلتے وقت
کچھ دے کر نہیں گئے اور میں نے اس خیال سے یاد نہیں دلایا
کہ آپ خود چل چلاؤ[1] میں لگے تھے اس وقت کہنا کیا مناسب تھا
اور ہاں دیکھنا کیا تم دُلائی اپنے ساتھ لے گئے ہو؟ میرے
خیال میں وہ تمھارے بچھونے میں لپٹ گئی ہے۔ حضرت وہ
دُلائی تو میری ہے۔ خوب!۔ میری دُلائی بھی لے گئے۔ خیر سینت کر[2]
رکھ دیجئے۔ بواپسی ڈاک صرف دو حرف اپنی خیریت کے لکھ دیجئے
کہ مجھے اطمینان ہو اور یہ بھی لکھیئے کہ جہاں آپ کی بدلی ہوئی ہے
وہ مقام کیسا ہے۔ وہاں کی بستی آب ہوا۔ لوگ کس قماش[3]
کے ہیں بہرحال اس کوردہ[4] سے تو یقیناً اچھا ہوگا کہ یہاں تو
نہ خدا کا دیدار نہ محمد کی شفاعت۔ ہاں خوب یاد آیا۔ آپ کے
دوست وہ جو صدر میں رہتے ہیں بھلا سا نام ہے جو مجھے اس
وقت یاد نہیں آتا نلے پارے روز کسی نہ کسی وقت پھیرا کر جاتے
ہیں اور خیر صلاّ[5] پوچھ جاتے ہیں۔ زیادہ آرزوئے ملاقات۔ آپ کی
تابعدار صالحہ۔

---

[1] جانے کی دُھن۔ روا روی۔ [2] سنبھال کر۔ [3] طرز۔ وضع۔ طرح۔
[4] وہ گاؤں جو رستے ہٹا ہوا بالکل ایک کونے میں ہو۔ ویران۔ [5] اصل لفظ خیر صلاح ہے مگر
عورتیں یوں ہی بولتی ہیں۔ ۱۲

پانچواں خط بچے کے نام

میاں سعید! بعد دعا۔ بیٹا شاباش! جاتے ہی تمھارے دیدے پچار ہو گئے۔ ایسے کھیل میں لگے کہ ماں کو بھول کر بھی خط نہ لکھا۔ تمھیں یہ بھی خیال آیا کہ ماستا کی ماری ماں کا کیا حال ہوگا۔ جس دن سے تم پیدا ہوئے پندرہ برس بعد اب مجھ سے جدا ہوئے۔ میں نے تم کو سخت مجبوری سے کلیجے پر پتھر کی سل دھر کے رخصت کیا ہے۔ اگر تعلیم کی مجبوری نہ ہوتی اور اُس پر تمھاری زندگی کی آیندہ فلاح[1] اور بہبودی[2] کا انحصار نہ ہوتا تو میں تم کو اپنی نگاہ سے کبھی اوجھل[3] نہ کرتی۔ مگر مجبوری سب کچھ کراتی ہے۔ تمھارا علی گڈھ سدھارنا[4] کیا تھا۔ گھر میں ایک سناٹا[5] سا ہو گیا۔ جس غرض سے تمھاری جدائی گوارا کی گئی ہے بیٹا اُسے پیشِ نظر رکھنا۔ دل لگا کر پڑھنا۔ ورنہ کھیل کود کو دلی ہی بہت تھی۔ مجھ کو ہفتے وار اپنی خیریت سے اطلاع دیتے رہا کرو یہ سمجھو کہ قالب میرا یہاں ہے اور جان تم میں پڑی ہے۔ تمھارے بہن بھائی اچھے ہیں۔ تمھارے ابا بھی پوچھتے تھے کہ انیس کا خط آیا یا نہیں۔ آخر تم کون سے ایسے کام میں لگے ہو جو تم کو دو سطریں لکھنے کی فرصت نہیں۔ علی گڈھ جاتے ہی تم چلے گئے مگر میری شرم خدا کے ہاتھ ہے۔ بیٹا ایسا نہ کرنا کہ جگ ہنسائی ہو

---

[1] بہتری۔ [2] موقوف نہ ہوئی۔ [3] نظر کے سامنے سے الگ۔ [4] جانا۔ [5] ویرانہ۔ ۱۲

ماشاء اللہ اب تم سمجھ دار ہو نیک و بد میں تمیز کر سکتے ہو تحصیل علم
بازیچۂ[1] اطفال نہیں۔ لوہے کے چنے چبانے ہیں اگرچہ ہماری
محدود[2] آمدنی اجازت نہیں دیتی تھی کہ تم کو علی گڑھ بھیج کر اس
گراں[3] خرچ کے متحمل ہو سکیں مگر تمھاری بہتری کے لیئے ہم نے
اپنے خرچ میں کاٹ چھانٹ کی اور تم کو بھجوا یا پر بھجوایا۔ ماں
باپ کا فرض ہی کہ اپنی اولاد کو بہتر سے بہتر تعلیم دلائیں اور جو روپیہ
تعلیم پر خرچ ہوتا ہی اُس کو گویا ہم سیونگ بنک میں داخل کر کے
محفوظ کرتے ہیں مگر اس سرمایہ[5] کا انٹرسٹ[6] ہم کو نہیں ملے گا
خدا جانے ہم تمھاری بہار دیکھنے کو اُس وقت تک زندہ بھی رہیں
یا نہیں۔ والدعا۔ والدہ شیدا۔

ڈاک کے ٹکٹ پاؤ آنے آدھ آنے کے زیادہ استعمال
ہوتے ہیں۔ پاؤ آنے کے کارڈ پر لگاتے ہیں اور آدھ آنے
کے خط پر۔ اس سے اوپر کی قیمت کے ٹکٹ خط کے وزن
کے موافق لگاتے ہیں۔ آدھ آنے کے ٹکٹ لگے ہوئے
معمولی لفافے کثرت سے استعمال ہوتے ہیں لیکن تکلف
کا خدا بھلا کرے جو چیز کثرت سے پھیل جاتی ہی نگاہوں میں
بے قدر ہو جاتی ہی بڑے آدمیوں کے لیئے چوکون اور
دبیز لفافے تین تین پیسے ملتے ہیں اور جو اُکھٹے لو تو بیس کی

---

[1] بچوں کا کھیل۔ [2] تنگی تلی۔ [3] بھاری۔ [4] برداشت کرنا۔ [5] پونجی۔ راس المال۔ [6] منافع۔ سود۔ ۱۲

لگڑی چودہ آنے کو یعنی معمولی لفافوں سے چار آنے زیادہ اور
اسی طرح مستطیل یعنی لمبوترے باد امی کاغذ کے لفافے جو
کامرشل (تجارتی) کہلاتے ہیں آٹھ پائی کو اور بیس کی پیکٹ
دس آنے کو یعنی دو آنے زیادہ - یہ دونوں قسم کے لفافے
ساخت کے اعتبار سے خوش نما ہیں اور خاص خاص لوگوں
کو بھیجنے مناسب ہیں - کارڈ تو ایک پیسے کو ملتا ہی ہے مگر تم
سادے کارڈ پر بھی ایک پیسے کا ٹکٹ لگا سکتی ہو - جوابی کارڈ
بھی دو پیسے کو ملتا ہے جس میں اوپر والا کارڈ ادھر سے جانے کا
ہوتا ہے اور نیچے والا جس پر Reply (جواب)
چھپا ہوا ہے وہ جواب کے لیئے ہے - جوابی کارڈ لکھو تو اوپر والے
کارڈ پر تو اس کا پتہ جس کو بھیج رہی ہو وہاں کا پتہ اور جو مضمون تم کو لکھنا ہے
لکھو اور نیچے والے کارڈ پر صرف اپنا پتہ لکھ کر ڈاک میں ڈال دو
خیال رکھو کہ کارڈ اوندھا نہ ہو جائے کہ ادھر سے جانے والا
نیچے اور ادھر سے آنے والا اوپر یعنی جس طرح تہ ہوا
آیا ہے ویسا ہی رہے اگر تم نے الٹ پلٹ کر دیا تو وہ کارڈ
الٹا تمھیں کو آ جائے گا - اگرچہ یہ کارڈ جواب طلب ہیں مگر ضرورت
کے وقت ان کو الگ الگ کر کے بھی معمولی پیسے والے
کارڈ کی طرح بھیج سکتے ہیں - لفافہ پر اول تو اپنا پتہ لکھنا ضرور
نہیں اور کسی حالت میں ضرورت معلوم ہو تو سیدھے کونے میں

نیچے وار لکھ سکتے ہیں اس طرح کہ جو مکتوب الیہ کے پتے
سے بالکل الگ تمیز کیا جا سکے۔ رجسٹری یا پیکٹ پر بھیجنے والے
کو اپنا نام اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے کہ اگر واپس آجائے تو
سیدھا چلا آئے اور جو اور پتہ نہ ہو تو ڈاک والے مجبوراً
خط کو کھول ڈالتے ہیں۔

خط احسان پر

محبت کوڑیوں کے ہو اگر مول
بنی آدم نہ لے یہ درد سر مول

عجب دولت ہے یہ احسان اس سے ✽ بشر کو بھی ہے لے لیتا بشر مول
بھروسہ زندگانی کا نہیں کچھ ✽ کفن لے رکھّے ای آتش بشر مول

آج تم کو احسان کے فائدے اور احسان کا اثر بتلاتا ہوں
احسان کا اثر دل پر بہت ہوتا ہے جانور کے ساتھ بھی اگر احسان
کیا جائے تو اُس کو اپنے مُحسِن[1] کی محبت ہو جاتی ہے جس پر احسان
کیا جائے وہ محبت کرنے لگتا ہے۔ اگر کسی کو دیا جائے اُسی
وقت وہ دل سے دعائیں دیتا ہے۔ رشتہ دار جو محبت کرتے
ہیں اس کا بڑا سبب احسان ہے۔ ماں باپ اپنی اولاد کے ساتھ
احسان کرتے ہیں اس لیئے اولاد کو ماں باپ کی محبت ہو جاتی
ہے۔ اگرچہ بچوں کو پوری تمیز احسان مندی کی نہیں ہوتی لیکن
جس آدمی سے اُن کو راحت[2] ملتی ہے اُس کے ساتھ محبت اور

---

[1] احسان کرنے والا [2] آرام۔ ۱۲

اُنس کرنے لگتے ہیں۔ غرض انسان کی سرشت[1] میں یہ بات رکھی گئی ہی کہ اپنے محسن سے محبت کرنے لگتا ہی۔ جن کے دل اچھے ہیں اور جنھوں نے تربیت اچھی پائی ہی اُن کا یہ حال ہوتا ہی کہ ایک احسان کو ساری عمر نہیں بھولتے اور اس ایک احسان کے بدلے ساری عمر اپنے محسن کے تابع دار اور ثنا خواں[2] رہتے ہیں۔ اچھے دل کی یہ نشانی ہی کہ احسان کا اثر پورا ہو۔ دنیا میں وہ آدمی بُرا سمجھا جاتا ہی جو اپنے محسن کے ساتھ بُرائی کرے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ جو کوئی ہمارے ساتھ احسان کرے ہم کو چاہیئے کہ اُس سے محبت کریں اُس کی تعظیم کریں اُس کو راحت پوہنچائیں اُس کو ایذا نہ دیں اُس کی مخالفت نہ کریں جس نے ہمارے ساتھ سلوک کیا ہو اور ہم کو راحت پوہنچائی ہو۔ بڑی بد ذاتی کی بات ہی کہ اس کو تکلیف دیں۔ جب ایک احسان کے بدلے ہم پر فرض ہی کہ اپنے محسن کو تمام عمر نہ بھولیں۔ تو جو کوئی ہم پر ہمیشہ روز احسان کرے اُس کی صرف تابع داری اور خدمت ہی ہم پر لازم نہیں بلکہ ہم اُس کے غلام بن کر رہیں۔ اُس پر سے نثار ہو جائیں۔ اُس کی محبت کا کلمہ ہر دم ہمارے زبان پر رہے تو زیبا ہی۔ کیا خدا سے تعالیٰ ایسا محسن نہیں ہی

---

[1] خصلت۔ بناوٹ۔ فطرت۔ [2] تعریف کیا کرتے ہیں۔ ۱۲

جو ہر دم ہم پر احسان کرتا ہو؟ وہ ہمارا خالق ہم کو روز رزق دیتا ہے
تکلیفوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ ہم بیمار ہو جائیں تو شفا دیتا ہے
اگر ہم گناہ کریں تو معاف کر دیتا ہے ہم کیسی ہی نافرمانی کریں،
کبھی ہم پر ناراض نہیں ہوتا۔ اُس کی اطاعت میں ہم کیسی ہی
کوتاہی کریں، ہمارا رزق بند نہیں کرتا۔ سبحان اللہ! کیسا
عالی ظرف محسن ہے! ماں باپ ایک نافرمانی سے ناراض ہو جاتے ہیں
وہ باوجود صدہا نافرمانیوں کے ہم سے محبت کئے جاتا ہے ہم اُس
کی تابع داری نہیں کرتے مگر وہ ہماری پرورش کئے جاتا ہے
ہم نے بے پروائی اور سرکشی[1] کر کے اُس کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتے
لیکن وہ بدستور اپنی شفقت ہم پر جاری رکھتا ہے ہم اُس کو
یاد نہیں کرتے لیکن وہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے کہ
گویا اُس کے خاص غلام اور خاص خانہ زاد ہیں۔ غور کرنے
کی بات ہے کہ ایسے محسن کے کس قدر اور کتنے بڑے حقوق
ہمارے ذمہ ہیں۔ اُس کے ہر احسان پر ہم کو نثار ہونا
چاہیئے، اُس کی ہر نعمت پر ہم ہزار ہزار شکر کرنا چاہیئے۔
اُس کی بندہ پروری اور ذرہ نوازی یاد کر کے ہم کو دن رات
اُس کے سامنے کھڑا رہنا چاہیئے۔ وہ ماں باپ سے بہت
زیادہ شفیق ہے۔ اُس کی محبت ہم کو ماں باپ کی محبت سے

---

[1] خود سری۔ برگشتگی۔ نگراپن۔ ۱۲

زیادہ ہونی چاہیئے - کیا اُس کی شفقتوں کا یہی بدلہ ہے کہ ہم دن رات میں کبھی بھی اُس کو یاد نہ کریں ؟ کیا اُس کے سلوک اسی لائق ہیں کہ ہم اُس کو بالکل بھول جائیں ؟ حاشا ! اُس کے سلوک اس قابل ہیں کہ ہمارا ایک ایک بال ہزار زبان سے اُس کا نام دن رات لیا کرے تو بھی ہم اُس کے احسان کا بدلہ ادا نہ کر سکیں - ؎

اگر ہر موئے من گردد زبانم	او اے شکر تو کی می توانم

یا اللہ ! ہم کو توفیق دے کہ ہم احسان فراموشی نہ کریں -

تجھ کو تحسین چاہئیں ... نعمتیں بخشیں دولتیں ...

غور کیجیے خالق کی عنایت ہے یہ سب	دیے کسی شخص کو ...
اُس مسبب کی عنایت سے ہیں سب	...
اپنے کنبے سے دام اور درم دیتے ہیں	... خالق ...
لاکھ ہاتھ اُس کے ہیں دینے کو وہ ایسا ہے جواد	... بھولیں اُسے ہر وقت ہے یاد
رزق وہ حوصلہ حرص سے دیتا ہے زیاد	شکر کرتے ہیں تو ... اس کی عباد
وہ غنی ہے کہ ہے محتاج زمانہ اس کا	کبھی خالی نہیں ہوتا ہے خزانہ اس کا

ہرگز نہیں - اگر میرا ہر رونگٹا ایک ایک زبان بن جائے تو بھی تعریف ... چاہیئے اُس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا - طاقت - سب بنانے والا ... نعمت دینے والا تھیلی - روپیہ پیسہ کوڑی بخشش کرنے والا ... زیادہ - خدا جس کی ہم عبادت کرتے ہیں - ... کی جمع (ربنا ...) - ۱۲

جس قدر اُس سے طلب کیجیے خوشنود ہے وہ — صاحب[1] جود ہے و آپ ہی محمود[2] ہے وہ

ہاتھ پھیلائیں جو سو بار تو موجود ہے وہ — بخشش دیتا ہے کہ ہم عبد ہیں معبود ہے وہ

بخشش ان کی ہوں تو بھی صبح و مسا ہوتی ہے — یاں ہوتی ہے خطا واں سے عطا ہوتی ہے

(میر انیس)

انساں اگر محبت حق سے ہو غافل — کیا شک ہے کہ بہائم[4] ہیں اُس انسان سے بہتر

ہر حال میں ہے دل سے لیے جاؤ شکر — دولت کوئی ممکن نہیں ایمان سے بہتر

یہ ہے کہ جھکاتی ہے خالق کی آگے گردن — حسن یہ ہے کہ کوئی شے نہیں احسان سے بہتر

حسن یہی ہے جو ہو [illegible] کی خدمت — پھر کان جواہر نہیں اس کان سے بہتر

(اکبر الہ آبادی)

شکر گزاری

زندگی میں خوش رہنے کی تدبیر یہ ہے کہ انسان اپنی حالت کا مقابلہ اُن لوگوں کی حالت سے کیا کرے جو اُس سے رتبے میں کم ہیں۔ انسان کو لازم ہے کہ اپنے لباس کو محتاجوں کے لباس سے، اپنے کھانے کو محتاجوں کے کھانے سے، اپنی خوشی کو رنجوروں کے رنج سے اپنی صحت کو بیمار کی حالت سے مقابلہ کرکے خدائے تعالیٰ کے انعاموں کا شکر اور اپنی احسان مندی کا اقرار کیا کرے۔ دنیا میں ہزاروں آدمی ایسے ہیں کہ جاڑوں مرتے ہیں،

۱؎ استغنا و بے نیازی۔ ۲؎ قابل تعریف۔ ۳؎ مطلب یہ کہ رات دن۔ ۴؎ چوپائے۔ ۵؎ [illegible]۔ ۶؎ [illegible]۔ ۷؎ خوش ۱۲

اُن کو کافی کپڑا میسّر نہیں، لاکھوں آدمی ایسے ہیں کہ اپنے ہاتھ سے روٹی پکاتے ہیں، اپنے ہاتھ سے پانی بھر تے ہیں یا اپنے سر پر لکڑی کا بوجھ لادتے ہیں۔ بہت آدمی ایسے ہیں کہ اولاد کو ترستے ہیں، بہت ایسے ہیں کہ اولاد ہے کھانے کو نہیں۔ بہت سے ایسے ہیں کہ اولاد بھی ہے اور کھانے کو مگر اولاد نالائق بدکار چور۔ جن لوگوں کو خدا ایسی مصیبتوں سے محفوظ رکھے اُن پر واجب ہے کہ ہر نعمت کو روزانہ یاد کر کے ہر دم شکر کریں۔ حدیث میں آیا ہے کہ بندہ جو شکر نعمت کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ اُس نعمت میں برکت عطا کرتا ہے۔ وہ نعمت قائم رہتی ہے اور نعمتوں کی افزونی ہوتی ہے۔ اس لیئے ہر دم نعمتِ الٰہی کا شکر کرنا لازم ہے۔ جس وقت کوئی نعمت خوشی دے اُسی وقت اُس کا شکریہ دل ادا کرنا چاہیئے۔ ہم کو لازم ہے کہ دن بھر میں جب ذرا سی بھی خوشی ہو، کسی طرح کی مسرت حاصل ہو، فوراً دل سے منعم کا شکر کر کے بندگانِ شکور میں داخل ہوں اور نعمت کی افزونی سے بہرہ مندی اور برخورداری حاصل کریں۔ صبح کو نماز پڑھ کر اور شام کو سونے کے قبل دو کام ضرور کرنے چاہیئیں۔ اول اُس کریم کارساز کی نعمتوں کو یاد کر کے اور شمار کر کے شکریہ ادا کرنا، اور دوسرے

شکر کرنے والے بندے۔ زیادتی۔ خوش نصیبی نیک بختی ۔۔ ۱۲

بُرائیوں اور گناہوں سے توبہ کرنی اور اپنے قصوروں کی
معافی اُس کریم و رحیم سے چاہنی - اگر یہ عادت پختہ ہو جائے
اور صبح و شام استغفار اور شکریہ کا اظہار کیا جائے تو دل
کو خوشی رہتی ہے - اور زندگی بہت چین سے گزرتی ہے - اگر آدمی
ایسے کم ظرف ہیں کہ اتراتے ہیں اور اپنے تئیں کھینچے
ہیں - اترانا اور غرور کرنا خدا کو ناپسند ہے - اترانے والوں
کی نعمتیں دیکھا جاتا ہے کہ بعض وقت چھین لی جاتی ہیں اور
غرور کرنے والوں پر خدا کا قہر نازل ہوتا ہے، اس لیئے لازم
ہے کہ انسان ہر دم اپنے تئیں عاجز و بے حقیقت سمجھے
اور یہ خیال کرے کہ جو کچھ اُس کریم کارساز نے دیا ہے اُس کی
رحمت ہے - ہمارے پاس جتنی چیزیں ہیں، سب اُسی کی
دی ہوئی ہیں - جب ہم پیدا ہوئے تو ہمارے پاس نہ عقل
تھی، نہ تمیز، نہ کھانا - نہ روپیہ نہ پیسہ، اُسی نے اپنی شفقت
سے ماں باپ کے دل میں ہماری محبت ایسی ڈال دی
کہ اُنھوں نے خود تکلیفیں اُٹھائیں اور ہم کو آرام دیا،
سردی گرمی سے محفوظ رکھ کر ہم کو پالا، ہماری ہر طرح کی
خبرگیری[۱] کی - دُکھ بیماری میں ہمارا علاج کیا - علاج سے
زیادہ تیمار داری کی - پھر خدا نے ہم کو عقل و تمیز دی -

۱ - بیمار کی خبرگیری کرنا - ۱۲

علم اور رزق دیا۔ طرح طرح کی نعمتیں عطا کیں۔ اُس نے کسی کی حالت سے اس حالت کو پہنچایا۔ ان مستعار اور بخشی ہوئی چیزوں پر اترانا کیسی کم ظرفی اور بے عقلی ہے۔ لاکھ لاکھ اور کروڑ شکر اُس کارساز کا ہے جس نے ہم کو یہ نعمتیں عطا کیں۔ ہمارا کیا استحقاق تھا۔ ہم سب اُس کے بندے ہیں۔ کسی کو آسودگی دی، کسی کو محتاج کیا، یہ سب اُس کی مصلحت ہے۔ (مولوی محمد کریم بخش صاحب مرحوم)

غضب کا سامنا ہے آج وہ گھر سے نکلتا ہے ٭ دلِ مضطر تڑپتا ہے کلیجہ کوئی ملتا ہے

آرام دل و جانم برخوردار **اصغری خانم** سلمہا اللہ تعالیٰ بعد دعا و اشتیاق دیدہ بوسی کے بعد واضح ہو کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دنیا کی رسم و رواج کے موافق تمہاری شادی ہو گئی بہت سے مہمان جمع ہوئے خوب گہما گہمی اور چہل پہل رہی۔ بڑے بڑے مزے کے کھانے پکے۔ تیگے کا راج پاٹ ختم ہوا اب تم نے دنیا کی نئی منزل میں قدم دھرا اور تمہاری زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ جس لیل و نہار میں تم آج تک پلیں وہ ہوا ہی اور تھی اور اب اور میکے اور سسرال کی باتوں میں تم آسمان زمین کا فرق پاؤ گی۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ تمہاری اس نئی طرزِ زندگی کے متعلق

---

۱ دھوم دھام ۔ ۲ زمانہ ۔ ۳ حالت ۔ زمانے ۔ لفظی معنے رات دن

جس میں تم نے ابھی قدم دھرا ہی اور جس کا تم کو مطلق تجربہ نہیں کچھ ضروری امور تمھارے گوش گزار کردوں۔ یہ بات تم پر ظاہر ہوئی ہوگی کہ سب بچوں میں تم سے مجھ کو ایک خاص درجے کا اُنس تھا اور میں اس بات کو بطورِ اظہارِ احسان نہیں لکھتا بلکہ تم نے اپنی خدمت گزاری اور فرماں برداری سے خود میرے اور سب کے دل میں جگہ پیدا کی تھی۔ آٹھ برس کی عمر سے تم نے میرے گھر کا بوجھ اپنے سر پر اُٹھا رکھا تھا۔ مجھ کو ہمیشہ یہ بات معلوم ہوتی رہی کہ تمھارے سبب سے امور خانہ داری کی طرف سے بڑی بے فکری حاصل ہی۔ جب کبھی اس اثنا میں مجھ کو گھر جانے کا اتفاق ہوا تو تمھارا انتظام دیکھ ہمیشہ میرا جی خوش ہوا۔ تمھاری ماں کی مرگِ ناگہانی نے گھر کی چلتی چلاتی مشینری کو بالکل درہم برہم کردیا تھا لیکن یہ بات نہایت قابلِ تحسین ہی کہ تم نے باوجود کم سنی اس بارِ گراں کا تحمل بہترین طریقے پر کیا۔ جس سے تمھاری حُسنِ قابلیت کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہی اور مجھے کامل توقع ہی کہ تم اگر اسی توجہ۔ استقلال اور اطمینانِ خاطر سے لگی رہوگی تو بڑے سے بڑے گھر کے انتظام کی چول بٹھا سکوگی۔
اب تمھارے رخصت ہوجانے سے ایسا نقصان ہوا ہو

۱ محبت۔ ۲ اچانک جلد آجانے والی۔ ۳ الٹ پلٹ۔ ۴ تعریف کے لائق۔ ۵ کم عمری۔ ۶ بوجھ برداشت۔ ۷ درست کرنا۔ ٹھیک کرنا۔ ۱۲

اُس کی تلافی شاید اس عمر میں ہونے کی مجھ کو امید نہیں ہو سکتی خدا تم کو جزائے خیر دے اور اس خدمت کے صلے میں میری دعاؤں کا اثر تم پر ظاہر ہو۔ خیر اندیش کے خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تم نے ضرورت سے زیادہ جہیز نہیں لینا چاہا۔ اس سے تمہاری بلند نظری اور عالی ہمتی ثابت ہوتی ہے مگر میں اس کا نعم البدل بھیجتا ہوں وہ یہ خط ہے اس کو تم بطور دستور العمل کے اپنے پاس رکھو اور ان نصیحتوں پر عمل کرو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر تکلیف تم پر آسان ہوگی اور اپنی زندگی آرام و آسایش سے بسر کرو گی۔ سمجھنا چاہیئے کہ بیاہ کیا چیز ہے۔ بیاہ صرف یہی بات نہیں ہے کہ رنگین کپڑے پہنے اور مہمان جمع ہوئے مال و اسباب و زیور پایا۔ بلکہ بیاہ سے نئی دنیا شروع ہوتی ہے۔ نئے لوگوں سے معاملہ کرنا اور نئے گھر میں رہنا پڑتا ہے۔ جس طرح پہلے پہل بچھڑوں پر جوا رکھا جاتا ہے آدمی کے بچھڑوں کا جوا۔ بیاہ ہے۔ نکاح ہوا لڑکی بی بی بنی لڑکا میاں بنا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ دونوں کو پکڑ کر دنیا کی گاڑی میں جوت دیا۔ اب یہ گاڑی قبر کی منزل تک ان کو کھینچنی پڑے گی۔ بس بہتر یہ ہے کہ دل کو مضبوط کر کے

بدلہ۔ معاوضہ اچھا بدلہ۔ اچھا معاوضہ۔ گزارو گی۔ نوعمر جوان بیل۔

اس بارِ عظیم کا تحمل کیا جائے اور زندگی کے دن جس قدر ہوں عزت۔ آبرو۔ صلح کاری۔ اتفاق سے کاٹ دیئے جائیں ورنہ لڑائی بھڑائی۔ جھگڑے۔ بکھیڑے۔ شور و فساد۔ ہائے اور واویلا سے دنیا کی مصیبت اور بھی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اب تم کو اے میری پیاری بیٹی اصغری خانم سوچنا چاہیئے کہ میاں بی بی میں خدا نے کتنا فرق رکھا ہے۔ مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت آدم بہشت میں اکیلے گھبرایا کرتے تھے اُن کے بہلانے کو خدا نے ماما حوا کو پیدا کیا جو سب سے پہلی عورت دنیا میں گزری۔ پس عورت کا پیدا کرنا صرف مرد کی خوش دلی کے واسطے تھا اور عورت کا فرض ہے مرد کو خوش رکھنا۔ افسوس ہے کہ دنیا میں کس قدر کم عورتیں اس فرض کو ادا کرتی ہیں۔ مردوں کا درجہ خدا نے عورتوں پر زیادہ کیا نہ صرف حکم دینے سے بلکہ مردوں کے جسم میں زیادہ قوت اور اُن کی عقلوں میں زیادہ روشنی دی ہے۔ دنیا کا بند و بست مردوں کی ذات سے ہوتا ہے۔ مرد کمانے والے اور عورتیں اُن کی کمائی کو موقع مناسب پر خرچ کرنے والی اور اُس کی نگہبان ہیں۔ کنبہ بطور کشتی کے ہے اور مرد اُس کے ملاح ہیں۔ اگر ملاح نہ ہو تو کشتی پانی کی موجوں میں ڈوب جائیگی

بڑا بوجھ۔ موافقت۔ سازگاری۔ زیادہ شکایت۔ تکلیف دینے والی مجازاً ۱۲

یا کسی کنارے پر ٹکر کھا کر پھٹ پڑے گی۔ کنبے میں اگر مرد
منتظم نہیں تو اُس میں ہر ایک طرح کی خرابی کا احتمال ہے۔ کبھی
نہ یہ خیال کرنا چاہیئے کہ دنیا میں خوشی دولت اور مالداری
سے حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ اس میں بھی شک نہیں
کہ دولت اکثر خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ مگر بہت بڑے اونچے
گھروں میں لڑائی اور فساد بہم زیادہ پاتے ہیں۔ خانہ داری
میں خوشی اتفاق اور صلح کاری سے ہوتی ہے۔ غریب آدمیوں
کو ہم دیکھتے ہیں جن کی آمدنی بہت مختصر ہے دن کو محنت مزدوری
سے معاش پیدا کرتے ہیں رات کو سب مل کر دال روٹی
سے اپنا پیٹ بھر لیتے اور ایک دوسرے کے ساتھ خوش
رہتے ہیں۔ بے شک یہ لوگ صلح کاری کے سبب دال
روٹی اور گاڑھے وھوتر میں زیادہ آرام سے ہیں بہ نسبت
نوابوں اور بیگموں کے جن کا تمام عیش آپس کی ناسازگاری
سے تلخ رہتا ہے۔ ای میری پیاری بیٹی اصغری خانم! اتفاق
پیدا کرو اور صلح کاری کو غنیمت جانو۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ
اتفاق کن باتوں سے پیدا ہوتا ہے۔ نہ صرف اس بات سے
کہ بی بی اپنے میاں سے محبت کرے بلکہ محبت کے علاوہ
شوہر کو میاں کا ادب بھی کرنا لازم ہے۔ بڑی نادانی ہے اگر بی بی

شک۔ شبہ۔ تھوڑی۔ روزی۔ بدمزہ۔ کڑوا۔ ضرور۔ ۱۲

برابر درجے میں میاں کو سمجھے - بلکہ اس زمانے میں عورتوں نے ایسا خراب دستور اختیار کیا ہے کہ وہ ادب کے بالکل خلاف ہے - جب چند سہیلیاں آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتی ہیں تو اکثر یہ تذکرہ ہوتا ہے کہ فلانی کا میاں اُس کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ رکھتا ہے - ایک کہتی ہے کہ بوا! میں نے تو یہاں تک اُن کو دبایا ہے کیا مجال جو میری بات کو کاٹیں یا اُلٹ کر جواب دیں - دوسری فخر کرتی ہے جب تک گھڑیوں خوشامد نہ کریں میں کھانا نہیں کھاتی - تیسری بڑائی مارتی ہے - میں تو جب دس مرتبہ پوچھتے ہیں تب ایک جواب مشکل سے دیتی ہوں - چوتھی ٹیک کی لیتی ہے - چاہے وہ آپ پہروں نیچے بیٹھے رہیں بندی کو پلنگ سے نیچے اُترنا قسم ہے - پانچویں شیخی بگھارتی ہے - جو میری زبان سے نکلتا ہے پورا کرا کے رہتی ہوں - شادی بیاہ میں ٹونے ٹوٹکے بھی اسی غرض سے نکلے ہیں کہ میاں مطیع اور فرماں بردار رہے - کہیں تو جوتی پر کاجل پار کر میاں کے سرمہ لگایا جاتا ہے - اس کا یہ مطلب کہ عمر بھر جوتیاں کھاتا رہے اور چوں نہ کرے - کہیں نہاتے وقت انگوٹھے کے تلے بیڑا رکھا جاتا ہے اور میاں کو کھلایا جاتا ہے - اس کے یہ معنی کہ پیروں پڑتا رہے - ان باتوں سے صاف ظاہر ہے

شیخی - مارنا - کرنا - تعویذ گنڈے - چھوچھا - تابع دار - حکم شنو - ۱۲

کہ عورتیں مردوں کا درجہ اور اختیار کم کرنے پر آمادہ[1] ہیں لیکن یہ تعلیم بہت بری تعلیم ہی اور ہمیشہ اس کا نتیجہ قباحت[2] سے خالی نہیں۔ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہی اگر دباؤ اور زبردستی سے کوئی اُن کو زیر[3] کرنا چاہے ناممکن ہی۔ بہت آسان ترکیب اُن کو زیر کرنے کی خوشامد اور تابع داری ہی اور جو احمق عورت اپنا دباؤ ڈال کر مرد کو زیر کرنا چاہتی ہی وہ بڑی غلطی پر ہی۔ وہ شروع سے تخم[4] فساد بوتی ہی اور انجام[5] اُس کا ضرور فساد ہوگا اگرچہ وہ اُس کو بالفعل[6] نہیں سمجھتی اصغری خانم میری صلاح یہ ہی کہ تم گفتگو اور نشست و برخاست[7] میں بھی اپنے میاں کا ادب ملحوظ[8] رکھنا۔ کیا وجہ ہی کہ شادی بیاہ ایسے چاؤ سے ہوتا ہی اور چوتھی کے بعد ہی بہو سے ساس نندوں کا بگاڑ شروع ہو جاتا ہی۔ یہ مضمون غور کے قابل ہی۔ بیاہ سے پہلے تک لڑکا ماں باپ میں رہا اور صرف اُنھیں کے ساتھ اُس کا تعلق تھا۔ ماں باپ نے اُس کو پرورش[9] کیا اور یہ توقع کرتے رہے کہ بڑھاپے میں ہماری خدمت کرے گا۔ بیاہ کے بعد بہو ڈولی سے اُترتے ہی یہ فکر کرنے لگتی ہی کہ میاں آج ماں باپ کو چھوڑ دیں

---

[1] طیار۔ [2] خرابی۔ [3] وبالینا۔ نیچا دکھانا۔ [4] فساد کا بیج۔ [5] نتیجہ۔ [6] ابھی۔ [7] اُٹھنے بیٹھنے۔ [8] خیال۔ [9] پالا پوسا۔ ۱۲

پس لڑائی ہمیشہ بہوؤں کی طرف سے شروع ہوتی ہے۔ اگر
بہو کنبے میں مل کر رہے اور کبھی ساس کو یہ نہ معلوم ہو کہ
یہ بیٹے کو ہم سے چھڑانا چاہتی ہے تو ہرگز فساد نہ پیدا ہو۔
یہ تو ہر کوئی جانتا ہے کہ بیاہ کے بعد ماں باپ سے تعلق چند روزہ
ہے آخر گھر الگ ہوگا۔ میاں بیوی جدا ہو کر رہیں گے۔ دنیا
یہی ہوتی آئی ہے۔ لیکن نہیں معلوم کم بخت بہوؤں کو بے صبری
کہاں کی ہوتی ہے کہ جو کچھ ہونا ہو اسی دم ہو جائے۔ بہوؤں
میں ایک عیب چغلی کا ہوتا ہے جس سے زیادہ فساد ہوتا ہے
وہ یہ کہ سسرال کی ذرا ذرا بات آ کر ماں سے کہا کرتی ہیں
اور مائیں خود بھی کھود کھود کر پوچھا کرتی ہیں لیکن اس کہنے
اور پوچھنے سے سوائے اس کے کہ لڑائیاں پڑیں اور
جھگڑے کھڑے ہوں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بعض بہوئیں
اس طرح کی مغرور ہوتی ہیں کہ سسرال میں کیسا ہی اچھا کھانا
اور کیسا ہی اچھا کپڑا اُن کو ملے مگر ہمیشہ نظر حقارت سے
دیکھتی ہیں۔ ایسی باتوں سے میاں کی دل شکنی ہوتی ہے
اصغری! اس کی تم کو بہت احتیاط چاہیئے۔ سسرال کی
ہر ایک چیز قابل قدر ہے اور تم کو ہمیشہ کھانا کھا کر اور کپڑا پہن کر
بشاشت ظاہر کرنی چاہیئے جس سے معلوم ہو کہ تم نے

۱ عارضی۔ کھود کھود کے دنوں کا۔ کرید کرید کر۔ پرچول کرنا۔ بے وقری۔ ذلت۔ دل توڑنا۔ ۵ خوشی۔ ۱۲

پسند کیا۔ سسرال میں نئی دلہن کو اس بات کا خیال بھی ضرور رکھنا چاہیئے کہ بے دلی سے وہاں نہ رہے اگرچہ ناآشنا ہونے کے سبب البتہ اجنبی لوگوں میں جی نہیں لگتا لیکن جی کو سمجھانا چاہیئے نہ یہ کہ روتے گئے۔ وہاں رہے تو روتے۔ جاتے دیر نہیں ہوئی آنے کا تقاضا شروع ہوا۔ رفتہ رفتہ اُنس پیدا کرنے کے واسطے چالوں کا رواج بہت پسندیدہ ہے۔ اس سے زیادہ میکے کا شوق ظاہر کرنا سسرال والوں کو ضرور ناپسند ہوتا ہے۔ گفتگو میں درجۂ اوسط ملحوظ رہے یعنی نہ اتنی بہت کہ خواہ مخواہ بک بک نہ اتنی کم کم کہ غرور سمجھا جائے۔ بہت بکنے کا انجام رنجش ہوتا ہے۔ جب رات دن کی بکواس ہوگی ہزاروں طرح کا تذکرہ ہوگا نہیں معلوم کس تذکرے میں کیا بات مُنہ سے نکل جائے۔ نہ اتنی کم گوئی اختیار کرنی چاہیئے کہ اب بولنے کے واسطے لوگ خوشامد اور منت کریں۔ ضد اور اصرار کسی بات پر زیبا نہیں اگر کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف بھی ہو اس وقت ملتوی رکھو پھر کسی دوسرے وقت بہ طرز مناسب طے ہوسکتی ہے۔ فرمایش کسی چیز کی نہ کرنی چاہیئے۔ فرمایش کرنے سے آدمی نظروں میں گھٹ جاتا ہے اور اُس کی بات ہیٹی ہو جاتی ہے۔ جو کام ساس

---

[1] ناواقف۔ [2] اوپری۔ [3] محبت میل۔ [4] شادی کے بعد میکے میں وقتاً فوقتاً جو دعوتیں دوسرے اعزہ و اقربا کی طرف سے ہوتی ہیں۔ [5] بیچ کی راہ۔ [6] کم بولنا۔ [7] ہٹ۔ [8] مناسب۔ [9] اُٹھا رکھو۔ [10] پر آیندہ۔ [11] اچھے طریقے پر۔ یا ڈھنگ سے۔ [12] کم ہو جاتا۔ بے وقعت ہلکی ہو جاتی ہے

نندیں کرتی ہیں تم کو اپنے ہاتھوں سے کرنا عار نہ سمجھنا چاہیئے چھوٹوں پر مہربانی اور بڑوں کا ادب ہر دل عزیز ہونے کے واسطے بڑی عمدہ تدبیر ہی - اپنا کوئی کام دوسرے کے بھروسے نہیں رکھنا چاہیئے اور اپنی کوئی چیز بے خبری سے نہ پڑی رکھنی چاہیئے کہ دوسرے اُس کو اُٹھا لیں گے - جب دو آدمی چپکے چپکے باتیں کریں اُن سے علحدہ ہو جانا چاہیئے پھر اُس کی فکر بھی مت کرو کہ یہ آپس میں کیا کہتے تھے اور خواہ مخواہ یہ بھی مت سمجھو کہ کچھ ہمارا ہی تذکرہ تھا - اپنا معاملہ شروع سے ادب لحاظ کے ساتھ رکھو - جن لوگوں میں بہت جلد نہایت درجے کا اختلاط پیدا ہو جاتا ہی اُسی قدر جلد اُن میں رنجش پیدا ہونے لگتی ہی - والدعا (حررہٗ دوراندیش خاں) انعراۃ العروس سب کی

خط تعزیت اصغری کے نام

برخوردار اصغری خانم کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ اس وقت دہلی کے خط سے مجھ کو بتول کے انتقال کا حال معلوم ہوا میں اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ مجھ کو رنج نہیں ہوا مگر میری عقل اس قدر بے جا نہیں ہوئی کہ نادان آدمیوں کی طرح میں بے صبری کروں - مجھ کو برا اثر دتمھارا ہی عجب نہیں کہ تم پر یہ صدمہ بہت شاق ہوا ہو لیکن ہر ایک حالت میں انسان کو عقل سے

عیب شرم کی بات - اوپر - آگاہ - ذکر - حال بیان کرنا - بہت - حد درجے کا میل جول - جانا ماتم برگرسی - فکر - سخت - ۱۲

مشورہ لینا چاہیئے - عقل ہم کو اسی واسطے بخشی گئی ہے کہ رنج
ہو یا خوشی ہم اپنی عقل سے اُس میں مدد لیں - دنیا کے حال
پر غور کرنا نہایت ضرور ہے اور یہ غور فائدے سے خالی نہیں
زمین - آسمان - پہاڑ - جنگل - دریا - انسان - حیوان -
درخت اور طرح طرح کی چیزیں دنیا میں ہیں اور دنیا کا ایک
بہت بڑا بھاری کارخانہ ہے - دن میں ایک معمول کے ساتھ
آفتاب کا نکلنا - پھر رات کا ہونا اور چاند اور ستاروں کا
چمکنا - کبھی گرمی کبھی سردی - کبھی برسات اور پانی کے
اثر سے انواع واقسام کے رنگ برنگ کے پھل اور پھولوں
کا پیدا ہونا - ہر ایک بات پر غور کرنے والے کو برسوں کے
سوچنے کو کافی ہے - خود آدمی کو اپنا حال غور کرنے کو کیا کم ہے
کیوں کر آدمی پیدا ہوتا اور کیوں کر پرورش پاتا اور بڑا ہوتا
اور کیوں کر لڑکپن اور جوانی اور بڑھاپے کی حالتیں اس پر
گزرتی ہیں اور کیوں کر آخر میں دنیا سے سفر کر جاتا ہے - یہ بڑا عمدہ
اور مشکل مضمون ہے - یہ سب کارخانہ کسی مصلحت سے خدا نے
جاری کر رکھا ہے اور جب تک وہ چاہے گا اسی طرح یہ کارخانہ
جاری رہے گا - دنیا صرف سات یا آٹھ ہزار برس سے ہے
اور اُس کی عمر بہت تھوڑی ہے یعنی اب قیامت بہت قریب ہے

صلاح - دی گئی ہے - طرح بطرح - ۱۲

اور بالآخر دنیا کو فنا ہونا ہے۔ دنیا کی مردم شماری سے ثابت
ہوا ہے کہ ایک گھنٹے میں ساڑھے تین ہزار آدمی کے قریب
دنیا میں مرتے ہیں یعنی ہر ایک پل میں ایک آدمی۔ اسی قدر
پیدا بھی ہوں گے۔ اب حساب کر لو کہ صرف ایک مہینے میں
کئی لاکھ آدمی دنیا میں مرتے اور پیدا ہوتے ہیں اور پھر غور
کرو کہ سات ہزار برس سے یہی تار چلا آتا ہے یعنی بے شمار
آدمی اب تک دنیا میں مر چکے ہیں پس موت ایک ضروری
اور معمولی بات ہے۔ بڑے بڑے زبردست بادشاہ بڑے بڑے
عالم بڑے بڑے حکیم یہاں تک کہ بڑے بڑے پیغمبر
جو مردوں کو جلا سکتے تھے خود موت سے نہ بچ سکے۔ دنیا
میں جو پیدا ہوا ہے یہ خدا کا ضروری حکم ہے کہ وہ ایک دن مرے
پس اگر یہ حکم کسی دن ہم پر یا ہمارے کسی عزیز قریب پر جاری
کیا جائے تو کوئی وجہ شکایت اور فریاد کی نہیں
سے بری نہیں ہے۔ اس کو خوب غور کرو اور جب تم کو موت کی
حقیقت معلوم ہو جائے گی تو یقین ہے تم میری طرح
سمجھ لو گی کہ کسی کے مرنے پر رنج کرنا لاحاصل ہے اور بے سود
ہے۔ کسی کی موت پر رنج کرنا تعلق پر موقوف ہے۔ اگر ہم سنیں کہ
ملکِ چین کا بادشاہ مر گیا۔ ہم پر اس خبر کا مطلق اثر نہیں ہوتا

آدمیوں کا گنتی کرنا۔ اَن گنت۔ معمولی۔ بے فائدہ۔ ۱۲

اس واسطے کہ ہم کو اُس سے کچھ تعلق نہ تھا - بلکہ محلّے میں
اگر کوئی غیر آدمی مر جائے جس سے کسی طرح کا واسطہ نہیں
تو ہم کو بہت کم رنج ہوگا - پس ہم کو رنج اُسی شخص کے مرنے
کا ہوتا ہی جس سے ہم کو تعلق ہی اور جتنا تعلق قوی ہی اُسی
قدر رنج زیادہ - نانی کی بھتیجی کی خالہ کی بہو کی پھپھی کی بھانجی
اگر مرے تو کیا - دور کا واسطہ دور کا رشتہ بلکہ رشتے ناتے
پر کیا موقوف ہی محبت ملاپ میں بھی رنج ہوتا ہی - اب سوچنا
چاہیئے کہ دنیا میں ہم کو کس سے زیادہ تعلق ہی ؟ - اس کے
واسطے کوئی قاعدہ مقرر نہیں قریب کا رشتہ دار ہو اور
سدا کی لڑائیاں - سدا کا بگاڑ رہے تو ایسے رشتہ دار
غیر داخل - لیکن غیر ہی رشتہ نہیں قرابت نہیں محبّت ملاپ
بہت کچھ وہ رشتہ داروں سے بڑھ کر ہی - پس ہر شخص
موافق اپنی حالت کے خاص تعلق رکھتا ہی - یہ دنیاوی
تعلقات سب فائدے اور غرض سے ہوتے ہیں - اگر
اپنا سگا ہمارے فائدے میں خلل انداز ہو ضرور ہی کہ وہ
ہم سے چھوٹ جائے - اگر غیر آدمی ہمارے کام آئے
ضرور ہی کہ وہ ہم کو مثل اپنوں کے عزیز ہو - لیکن وہ فائدہ

---

۱ مضبوط - ہمیشہ - آئے دن - روز - ۲ قریبی رشتہ دار جس میں ہیر پھیر نہ ہو
۳ رخنہ ڈالنے والا - بگاڑنے والا - ۱۲

جس سے تعلق پیدا ہوتا ہے ضرور نہیں کہ روپئے پیسے کا ہو
اگرچہ اکثر اسی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی امید اور توقع سے بھی تعلق ہوتا ہے
بہت لوگ ہمارے دوست ہیں جو ہم کو کچھ دے نہیں دیتے
لیکن یہ توقع کہ اگر کبھی ہم کو کسی طرح کی ضرورت ہو تو کام آنیوالے
ہیں۔ تعلق پیدا ہونے کی وجہ ہوتی ہے۔ میں اس بحث کو بہت
طول دے سکتا ہوں اور جس قدر اس بحث کو طول دیا جائے
مناسب ہے۔ لیکن اصل مطلب میرا اس خط میں صرف اولاد
کے تعلق سے بحث کرنا ہے اور اگر فرصت ملے گی تو ان شاء اللہ
اس تعلق پر ایک کتاب لکھ کر تم کو بھیج دوں گا۔ یہ تعلق جو اولاد
سے ہے کوئی ماں باپ بلکہ کوئی جانور تک اس سے خالی نہیں
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف فائدے اور غرض پر اس
کی بنا نہیں بلکہ خداوندِ عالم جو بڑا دانش مند ہے اُس کا انتظام
چاہتا ہے کہ ضرور ماں باپ کو اپنی اولاد کی محبت ہو۔ اولاد
چند سال تک محتاجِ پرورش ہوتی ہے تا کہ اولاد کی پرورش
اچھی طرح ہو۔ ماں باپ کو اولاد کی محبت لگا دی کہ اس محبت
کے لگاؤ سے بچوں کو پالیں اور بڑا کریں۔ یہاں تک کہ بڑے
ہو کر خود دنیا میں رہنے سہنے لگیں۔ پس ماں باپ پرورش کرکے

بیٹھ کرکے۔ بنیاد۔ جڑ۔ ۱۲

واسطے اُن کے خدمت گزار رہیں۔ پس اولاد کا پال دینا صرف اتنا تعلق تو خدا کی طرف سے ماں باپ کو دیا گیا۔ باقی یہ بکھیڑے کہ اب اولاد کی تمنا¹ ہے۔ نہیں ہے تو دوا ہے اور علاج ہے اور تعویذ گنڈا ہے۔ عمل ہے اور دعا ہے۔ یا اولاد ہوئی تو یہ فکر ہے کہ بیٹے ہوں بیٹیاں نہ ہوں۔ یا جو ہوں زندہ رہیں۔ یہ خود انسان کی اپنی ہوس کے جھگڑے² ہیں۔ رہی یہ بات کہ اولاد کی تمنا جو آدمی نے خدا کی مرضی سے زیادہ اپنے دل میں پیدا کی۔ کس وجہ سے ہوتی ہے؟۔ بے شک فائدے اور غرض کے واسطے ہوتی ہے لیکن فائدے کئی قسم کے ہیں۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ اولاد سے نام چلتا ہے۔ بعض کو یہ خیال ہوتا ہے کہ بڑھاپے میں ہمارے مددگار رہوں گے۔ بعض کو یہ تصور رہتا ہے کہ ہمارا مال اور دولت ہمارے بعد لیں گے۔ اب ان خیالات پر غور کرو کس قدر بیہودہ اور غلط ہیں۔ نام چلنا کیا معنی؟ کہ لوگ جانیں کہ فلانے کے بیٹے فلانے کے پوتے ہیں۔ اول تو جب ہم خود دنیا میں نہ رہے تو اگر کسی نے ہم کو جانا تو کیا اور نہ جانا تو کیا۔ علاوہ اس کے غور کرو کہ کہاں تک نام چلتا ہے کسی آدمی سے اس کے باپ دادوں کے نام پوچھو تو شاید دادا تک تو ہر کوئی بتا سکے گا۔ اُس سے اوپر خود اولاد کو نہیں معلوم

---

¹ آرزو۔ خواہش۔ ² جھگڑے۔ بکھیڑے۔ خیال۔ ۱۲

کہ ہمارے پردادا اور سکڑدادا کون بزرگ تھے - دوسرے
لوگوں کو اُن کے مُردوں کی ہڈیاں اُکھاڑنے کی کیا ضرورت
ہے - پس بالفرض نام چلا بھی تو ایک یا دو پشت آگے پھر صلاے
اور ایک یا دو پشت نام چلنا بھی صرف خیالی بات ہے - دس
برس سے میں پہاڑ پر ہوں - ہزاروں آدمی مجھ کو جانتے ہیں
اور ہزاروں کو میں جانتا ہوں لیکن نہ وہ میرے باپ کو جانتے
ہیں نہ میں اُن کے باپ سے واقف ہوں نہ کچھ باپ
کے نام بتلانے یا پوچھنے کی ضرورت واقع ہوتی ہے -
دوسری وجہ تمنائے اولاد کی یہ فائدہ ہے کہ بڑھاپے میں
مددگار ہوں - لیکن یہ خیال بھی محض واہیات ہے - یہ کیوں کر
یقین ہے کہ اُن کے بڑے ہونے تک ہم جیتے رہیں گے
یا ہمارے بڑھاپے تک یہ زندہ رہیں گے اور بالفرض
زندگی کا اتفاق بھی ہوا تو اولاد کا مددگار ہونا محض خیالی
بات ہے - ان وقتوں میں ہم ایسی اولاد بہت کم پاتے ہیں
جن کو ماں باپ کا ادب ملحوظ ہوتا ہے - یا جن کو والدین کی
خدمت گزاری کا خیال ہوتا ہے - ادب اور خدمت گزاری
تو درکنار اب تو اکثر اولاد سے ماں باپ کو ایذا اور تکلیف
پہنچتی ہے - جس اولاد کی لوگ تمنا کرتے ہیں شروع سے

(۱) دادا کا باپ - (۲) چھان بین کرنا ، تفتیش کرنا - (۳) اسلاف کے حالات کا تفحص - (۴) فرض کرو کہ

آخر تک اُن کے ہاتھوں سے رنج پاتے ہیں۔ جب تک چھوٹے ہیں۔ پالنا ایک مصیبت ہے۔ آج آنکھیں دُکھنی ہیں کبھی پسلی کا دُکھ ہے۔ کبھی دانت نکلتے ہیں۔ کبھی چیچک نکلی ہے۔ خدا خدا کرکے بڑے ہوئے تو اُن کے کھانے کپڑے کی فکر۔ آدمی نہیں معلوم کس حالت میں نوکر ہے یا نہیں۔ پیسہ پاس ہے یا نہیں۔ اُن کو جہاں سے ہو سکے دینا ضرور۔ ماں باپ کو فاقہ ہو تو ہو اُن کو سودا سلف کچھ نہ ہو تو بھی دمڑی روز کے چنے چاہئیں۔ عید ہو بقرعید ہو میلا ہو تہوار ہو لاؤ بھائی جوڑا۔ سودا کھانے کو چار ٹکے پیسے۔ یہاں تک بھی غنیمت ہے۔ اب ماں باپ چاہتے ہیں کہ لڑکا کام سیکھے پڑھے۔ اور لڑکا پاجی ہے کہ پڑھنے کے نام سے کوسوں بھاگتا ہے۔ جب تک مکتب سے چار لڑکے ٹانگ کر نہ لے جائیں جانا قسم ہے اور وہاں کیا؟ استاد کی آنکھ بچی کہیں چورا کے جا نکلے کہیں نہر پر کھڑے

پسلی دکھ بھی کہلاتا ہے۔ اسی کو ڈبے کا عارضہ کہتے ہیں یہ جو سانس کا خلل ہے جس میں بچوں کی پسلیاں پھڑکنے لگتی ہیں۔ اُم الصبیاں بھی یہی ہے۔ دمڑی اب کوئی چیز نہیں اب فقیر تک بھی ایک پیسہ نہیں "دو پیسے دو" کہتا ہے۔ جنگ یورپ اپنا دُم چھلا اور دوامی عذاب یہ چھوڑ گئی ہے کہ روپیہ چار آنے کا رہ گیا۔ لوگ بن موت مرتے ہیں نہ پیٹ کو روٹی ملتی ہے نہ تن کو کپڑا۔ خدا رحم کرے۔ مدرسہ۔ زبردستی لٹکا کر کشاں کشاں۔ ۱۲

گیڑیاں کھیلتے ہیں۔ کہیں بازاروں میں خاک چھانتے پھرتے ہیں
اور ذرا بڑے ہوئے۔ ماں باپ کو جواب دینے لگے۔
لچوں کی صحبت۔ بدمعاشوں کا ساتھ۔ نہ ناچ کا پرہیز نہ
بری صحبت سے گریز باپ دادا کو بدنام کرتے پھرتے ہیں
اسی طرح بعضے شاطر بدمعاش۔ چور۔ جواری۔ شرابخوار
ہو جاتے ہیں۔ اب اولاد بیاہنے قابل ہوئی۔ تمام شہر
چھان مارا کہیں ڈھب کی بات نہیں ملتی۔ مشاطہ پاؤں
توڑ توڑ تھکی۔ میل ملاپ والے ہار کر بیٹھ رہے۔ کنبے کے
لوگ ایک ایک سے کہہ چکے۔ کوئی حامی نہیں بھرتا۔ ایک
خرابی میں جان ہے۔ ماں بے چاری کہیں منتیں مانتی پھرتی
ہے کہیں کھڑی خال گوشش لے رہی ہے۔ کہیں گڑیا کا بیاہ ہو رہا ہے
پانچوں وقت دعا ہے۔ الٰہی غیب سے کسی کو بھیج۔ خدا خدا
کر کے نسبت ناتا ٹھیرا تو ایسی جگہ کہ یہاں ان بے چاری کے
پاس چاندی کا تار تک نہیں سمدھیانے والے چھپکے کے
بالے مانگتے ہیں۔ اپنے تئیں بیچ کر بیاہ کیا۔ چڑیا کی جان
گئی کھانے والے کو مزا نہ ملا۔ جہیز ہے کہ بھنکا بھنکا پھرتا ہے

لکڑیوں کے ٹکروں سے ایک کو دوسرے سے مار کر ایک مقررہ خط کے
پار کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک کھیل گلی ڈنڈا بھی تھا اب جس طرح مسلمانوں
کی سلطنت جا کر برٹش راج ہوا اسی طرح ان کھیلوں کو کرکٹ اور ٹینس نے

(باقی آیندہ)

سمدھن کہتی ہیں اوئی! کیا دیا ایسی بہوت ہیں بیٹی جہیز
کیا ضرور تھی۔ کوئی چیز خاطر تلے نہیں آتی۔ بات بات میں اِترانا
ہے۔ داماد صاحب جو تشریف لائے تو اُن کے دماغ نہیں ملتے
جب تک سُسرے سے جوتیاں سیدھی نہ کرالیں ہاتھ تک
نہیں دھوتے کھانے کی کون کہے۔ یہ تھی نہیں ہوئی کہ میاں
بیوی میں جوتی پیزار ہونے لگی۔ بیٹی دی اور لڑائی کی لڑائی
مول لی۔ پھر یہ نہیں کہ کچھ ایک دن کی ہے۔ نہیں۔ بس عمر بھر
کو مصیبت کا چرخہ چلا۔ بیٹی کے اولاد ہونی شروع ہوئی۔
ماں بے داموں کی لونڈی۔ بے تنخواہ کی دایہ۔ عمر بھر اپنے
بچے پالنے کی مصیبت جھیلتی رہی۔ اب خدا خدا کرکے
دو برس سے آرام نصیب ہوا تھا۔ بیٹی کے چھنگلی پوتے
سنبھالنے پڑے۔ اور اگر بہو آئی تو فساد کی گانٹھ لڑائی کی
پوٹ۔ ساس کو تو جوتی کی برابر نہیں سمجھتی۔ نندوں کا دم ناک
میں کر رکھا ہے۔ نہ جیٹھ کا حجاب نہ سسرے کا ادب عورت ہے کہ

تکملہ نوٹ صفحہ گزشتہ … ؎ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ۔ رفت منزل
بدیگرے پرداخت۔ نئی آئی پرانی کو دور کرو ر۔ آوارہ۔ بدمعاشوں۔ دور بھا
بچاؤ۔ چھنٹے ہوئے۔ جوئے باز۔ شراب پینے والے۔ تلاش کر لیا۔ ٹھور ٹھکانے
ذمہ نہیں لیتا۔ کان کی فال اس طرح لی جاتی ہے کہ کسی آمد و رفت کی جگہ کھڑے ہو کے لوگوں
کی باتیں سنتے رہے کبھی مطلب کی بات بھی سنائی دے جاتی ہے۔ ایک قسم کے جڑاؤ بالے
ہوتے ہیں بڑے بھاری اور قیمتی۔ مفلسی۔ طعنہ۔ مزاج درست نہیں۔ کوئی بات
خاطر تلے یا سمجھ میں ہی نہیں آتی۔ شادی کے دوسرے دن کی رسم (باقی آئندہ)

مردوں کی پگڑی اُتارے لیتی ہے۔ خدا پناہ میں رکھے۔ بیٹے
نالائق کو دیکھیئے کہ بی بی نے تو یہ آفت اُٹھا رکھی ہے۔ یہ مردود
بی بی کی حمایت کرتا ہے اور اُلٹا ماں باپ سے لڑتا ہے۔ یہاں تک
کہ سب لے جا رہے ماں باپ گھر چھوڑ کر الگ کرائے کے مکان
میں جا رہے ہے۔ یہ نتیجہ اس وقت کی اولاد سے ماں باپ
کو ملتا ہے۔ بہت کم ہیں وہ لوگ جو اولاد سے راحت پاتے ہیں
پس ہم لوگ اپنی سنلے وقوفی سے اولاد کی کیا تمنا کرتے ہیں
گویا آفت اور مصیبت کو آرزو کر کے بلاتے ہیں۔ اب رہا یہ
خیال کہ مال و دولت کا کوئی وارث ہو اس وجہ سے اولاد کی
تمنا کی جائے۔ یہ خیال جیسا مہمل۔ پوچ اور تیچر اور خرافات
ہے۔ ظاہر۔ جب آدمی خود دنیا سے اُٹھ گیا تو اُس کی دولت
اگر اُس کے بیٹوں سنلے لی تو کیا اور اگر مالِ لاوارث قرار پا کر
سرکار میں گیا تو کیا۔ یہ دولت عاقبت میں کچھ کارآمد نہیں مگر

تکملہ نوٹ صفحۂ گزشتہ۔ جس میں ترکاریوں سے سمدھنیں آپس میں
کھیلتی ہیں۔ لڑائی جھگڑا۔ تھکا فضیحت۔ سلسلہ شروع ہوا۔ تانتا بندھا
چھوٹے چھوٹے نیچے۔ گرہ۔ مجموعہ۔ گٹھڑی۔ پوٹلی۔ کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتی
بالکل بے وقری۔ تنگ کرنا۔ میاں کا بڑا بھائی اور چھوٹا دیور کہلاتا ہے۔ لحاظ ۱۲
پیچ۔ آرام۔ بیکار فضول۔ واہیات۔ بے وارث جس کا کوئی حق دار نہ ہو
کام کی۔ ۱۲

اُسی قدر جو خدائے تعالیٰ کی راہ میں ہم خود صرف کرجائیں یا ہمارے بعد ہمارے نام سے خدائے تعالیٰ کی راہ میں صرف ہو۔ جب ہم نے دولت کو خود صرف نہ کیا اور ایسا ضروری کام اولاد کے اوپر چھوڑ گئے تو ہم سے زیادہ کوئی احمق نہیں۔ جو اولاد مالِ باپ کا اندوختہ مفت پا جاتے ہیں ہرگز اُن کو اُس کے خرچ کرنے میں دریغ نہیں ہوتا۔ آدمی اُسی روپئے کی قدر کرتا ہے جس کو وہ خود اپنی قوتِ بازو اور عرقِ جبیں سے پیدا کرتا ہے۔ اور بے محنت جو روپیہ ملتا ہے اُس کا یہی حال ہوتا ہے کہ مالِ مفت دلِ بے رحم۔ البتہ اولاد ناچ رنگ سیر تماشے میں خوب دولت کو اُڑائے گی۔ لیکن چاہیئے کہ باپ کے نام باجرے کے دو لیئے پر فاتحہ تک بھی دلوائے۔ کیا مذکور۔ کیا ایسی مثالیں دنیا میں سیکڑوں ہزاروں نہیں ہیں کہ لوگ بخل اور خِسّت سے عمر بھر جمع کرتے رہے۔ اولاد نے دولت پاتے ہی وہ گلچھرّے اُڑائے کہ چند ہی روز میں باپ کا اندوختہ عمری فنا کر دیا۔ ع اللہ کہ تلف کردو کہ اندوختہ بود۔ اس بیان سے ظاہر ہوگا کہ جس قدر تعلق اولاد کے

اوپر۔ جمع کیا ہوا۔ دل نہیں دکھتا۔ محنت۔ شفقت کے مال کا کچھ درد نہیں ہوتا۔ بخیل بنا کنجوسی۔ مزے۔ چین عیش۔ تھوڑے ہی۔ اللہ اکس نے تو جمع کیا اور کون اُڑا رہا ہے

ساتھ ہمنے اپنے دل سے بڑھالیا ہو وہ ہمارے حق میں نہایت ضرر[1] کرتا ہو۔ ہم کو اولاد کے ساتھ اُسی قدر تعلق رکھنے کا حکم ہو کہ جب تک وہ ہماری مدد کے محتاج ہیں۔ اُن کی پرورش کریں اور اس پرورش کرنے میں بھی اس امید کو دل میں جگہ نہ دیں کہ اولاد بڑی ہوکر اس پرورش کے عوض[2] ہماری خدمت کرے گی۔ یہ امید پیدا کرنا سخت درجے کی نادانی ہو بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ خدا نے جو ہمارا مالک ہو اُن کی پرورش کی خدمت ہم سے متعلق کی ہو۔ ہم اولاد پالنے میں اُس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ یہ باغ خدا کا ہو اور ہم اُس کی طرف سے اس باغ کے مالی ہیں۔ اگر باغ کا مالک کسی درخت کو قلم[3] کرنے یا کاٹ ڈالنے کا حکم دے۔ مالی کو یہ کہنے کا کب منصب[4] ہو کہ میں نے اس درخت کو بڑی محنت سے پالا ہو یہ کیوں کاٹا اور قلم کیا جاتا ہو۔ دنیا کے تمام تعلقات صرف اتنے واسطے ہیں کہ آدمی ایک دوسرے کو فائدہ پہونچائے۔ ہم چند روز کے واسطے کسی مصلحت سے اس دنیا میں بھیجے گئے ہیں اور یہاں ہم کو کسی کا باپ کسی کا بیٹا کسی کا بھائی بنادیا ہو۔ اس واسطے کہ لوگ ہماری اور ہم لوگوں کی

[1] نقصان۔ [2] بدلہ۔ [3] کاٹ ڈالنے۔ [4] عہدہ۔ مرتبہ۔ حق۔ ۱۲

مدد کریں اور صلح کاری اور سازگاری میں اپنی زندگی جو مقرر
کر دی گئی ہے پوری کر جائیں - دنیا ہمارا گھر نہیں ہے - ہم کو دوسری
جگہ جا کر رہنا ہوگا - نہ کوئی ہمارا ہے نہ ہم کسی کے - ہم اگر کسی کے
باپ ہیں تو چند روز کے واسطے اور اگر کسی کے بیٹے ہیں تو بھی
چند روز کے واسطے - اگر ہم کسی کو مرتا دیکھیں تو افسوس کی کیا
بات ہے ؟ - افسوس تو جب کریں جب ہم یہاں بیٹھے رہیں
ہم کو خود وہی سفر درپیش ہے - نہیں معلوم کس گھڑی بلاوا ہو
اور چلنا ٹھیر جائے - پھر سب سے مشکل یہ ہے کہ مرنا صرف
یہی نہیں ہے کہ بدن سے جان نکل گئی گویا روح ایک مکان
سے دوسرے مکان میں چلی گئی - نہیں وہاں جا کر بات بات
کا حساب دینا ہوگا - زبان جھوٹ اور غیبت اور قسم اور فحش
اور بیہودہ بکواس کے واسطے جواب دہی کرے گی - آنکھ نظر بد
کی سزا پائے گی - کان کو کسی کی بدی سننے کے عوض گوشمالی
دی جائے گی - ہاتھ نے کسی پر زیادتی کی ہے یا پرایا مال
چرایا ہے - کاٹا جائے گا - پاؤں اگر غلط راہ چلا ہے شکنجے میں
کسا جائے گا - بڑا ٹیڑھا وقت ہوگا! خدا ہی اپنے فضل سے
بیڑا پار کرے تو ہو سکتا ہے - جس کو ان باتوں سے فراغت ہو

ہر چیز کا - ذرا ذرا - بری نگاہ - کان مروڑنا - تنبیہ - سزا - دوسرے کا مال
برے رستے - پیچ - برا - کڈھب - بینڈا - کامیابی حاصل - ۱۲

وہ کسی کے مرنے پر غم کرے یا کسی کے پیدا ہونے پر خوش ہو تو بجا ہے - لیکن دنیا میں کوئی ایسا ہے جو اپنی عاقبت سے بے فکر ہو چکا ہو؟ اصغری! اپنی خبر لو اور اس دن کے واسطے سامان کرو جہاں سوائے عملِ نیک کے کچھ کام نہ آئے گا اور دعا کرو کہ خداوندِ عالم اپنے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہم سب کا انجام بخیر کرے - والدعا - گنہ گار دور اندیش خان - (از مرآۃ العروس بعد ترمیم مناسب)

رخصتی خط بشریٰ کے نام

فرض کردم کہ بیادِ تو دلم خورسند است
آخر ایں دیدۂ دیدار طلب را چہ علاج

برخوردار ی بشریٰ بیگم! آج میں تم کو کلیجے پر پتھر کی سل رکھ با دیدۂ پرنم اس گھر سے رخصت کرتا ہوں جہاں تم چھوٹی سے بڑی ہوئیں - آج استادی شاگردی سب کا خاتمہ ہو گیا لیکن محبت و اخلاص ان شاء اللہ جب تک دم میں دم ہے جیسے کا ویسا قائم رہے گا جس کو کوئی دوری نہ مٹا سکتی ہے نہ رتی برابر کم کر سکتی ہے - تم سے مخفی نہیں ہے کہ اپنی ساری اولاد میں مجھ کو تم سے ایک خاص

ہے ۔ خاتمہ بخیر ۔ یہ بات میں نے مانی کہ تمہاری یاد سے میرا دل خوش رہتا ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ یہ جو میری آنکھیں تمہارے دیدار کو پھڑکتی ہیں انکا کیا علاج ۔ آب دیدہ ہو کر آنکھوں میں آنسو بھر ہوئے ۔ پوشیدہ چھپا ہوا ۱۲

محبت تھی اور رہی اور جب تک دنیا میں ہوں [illegible] باقی رہے گی
مگر اُستادی شاگردی کا ایسا اتفاق [illegible] کہ اُس محبت کا
اظہار رُکاوٹ کے ساتھ کرنا پڑتا تھا۔ کبھی کبھی میں نے تم کو
تمھاری غلطیوں پر متنبہ کیا ہوگا بلکہ شاید کبھی بے جا بات
پر ملامت بھی کی ہو۔ سو وہ تنبیہ اور ملامت سب تمھارے
فائدے تمھاری اصلاح اور تمھاری بہتری کے واسطے تھی
جب دو آدمی دنیا میں کسی طرح کا تعلق رکھتے ہیں۔ چاہے
وہ تعلق باپ بیٹی۔ حق ہمسایہ۔ ہم وطنی اور انسانیت ہی کا
کیوں نہ ہو مگر بہت سے حقوق ایک دوسرے پر ہوتے ہیں
وہ تعلق جو مجھ کو تمھارے ساتھ ہے وہ سب سے گہرا تعلق ہے
ہر چند کہ میں تمھارے حقوق کے ادا کرنے میں مقدور بھر کوشش
کرتا رہا ہوں لیکن بہت ممکن ہے کہ مجھ سے تمھارے کسی حق
کے ادا کرنے میں کچھ فروگذاشت ہوئی ہو۔ سو آج میں تم سے
بمنت اُس کی معافی چاہتا ہوں۔ اس واسطے کہ میں بھی
آدمی ہوں اور آدمی کو کبھی یہ غرور نہیں کرنا چاہیئے کہ اُس نے
اپنے فرائض انسانی کو پورا پورا ادا کیا ہے۔ انسان کا خمیر
اُنس سے ہے۔ دو چار دفعہ کی صاحب سلامت سے
آدمی کو آدمی کی محبت پڑ جاتی ہے اور تم تو میری لختِ جگر ہو

ڈانٹا۔ ڈپٹا۔ جتلایا۔ بھول چوک۔ لجاجت اور عاجزی سے۔ اصل۔ کلیجے کا ٹکڑا اور یہی نام
اس کتاب کا ہے ۱۲

اور تم سے تو چودہ برس کا[1] اس درجے کا اختلاط[2] رہا کہ اس طول طویل مدت میں جو آج بہت ہی کم معلوم دیتی ہے تم مجھ سے گھڑی بھر کو بھی جدا نہ ہوئیں۔ تمھاری ماں کی اچانک[3] موت نے تم کو ضرورتاً مجھ سے اور زیادہ نزدیک کر دیا کیوں کہ مجھ میں باپ کے علاوہ ماں کی محبت بھی منتقل ہو گئی۔ پس آج میں تم کو ایسی شدید[4] مجبوری سے جس پر کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کا بھی قابو[5] نہیں۔ بڑے صدمے سے نہایت درد و رنج کے ساتھ رخصت کرتا ہوں۔ کیوں کہ ماں باپ کے اور فرائض میں سے سب سے بڑا یہی فرض ہے۔ میں جدائی اور رخصت کے مضمون کو بار بار کہنا نہیں چاہتا اس واسطے کہ تم کو اور مجھ کو یکساں تکلیف ہوتی ہے۔ مگر غور کرو کہ تمھارا رخصت ہونا کوئی انوکھی[6] بات نہیں۔ دنیا جہان کی بیٹیوں کا دستور ہے کہ بیاہ ہوا اور ماں باپ سے جدا ہوئیں۔ اس میں شک نہیں کہ ایسی جدائی بہت شاق ہوتی ہے مگر آخر سسرال کی نئی دنیا میں دنیا جہان کی ہزاروں لاکھوں لڑکیاں جا کر بستی ہیں اس امر میں کوئی تمھاری تخصیص[8] نہیں۔ میکے کے تعلقات یاد رکھو کہ رفتہ رفتہ[9] خود بخود[10] ضعیف[11] ہوتے جاتے ہیں

---

[1] پورے۔ [2] میل جول۔ [3] یکایک۔ [4] آگئی۔ [5] سخت۔ [6] اختیار۔ [7] غیر معمولی۔ عجیب بات۔ [8] خصوصیت۔ [9] تھوڑے دنوں میں۔ [10] بہ تدریج۔ آپ سے آپ۔ [11] کم زور۔

پس کیا دل کو اتنا سمجھا لینا کچھ بڑا کام ہے کہ پہلے ہی سے اُدھر کے تعلقات کو ضعیف فرض کر لیا جائے۔ تمھاری حالت میں جو انقلاب عظیم ہونے والا ہے۔ مجھ کو امید ہے کہ تم اُس سے بے خبر نہیں ہو اور تم کو شکر کرنا چاہیئے کہ جس امتحان کے لیئے تم بلائی جاتی ہو تم کو اُس کے واسطے طیاری کرنے کی اچھی خاصی فرصت اور فراغت حاصل تھی۔ جو کچھ تم نے پڑھا اور سیکھا اور سنا اب اس امتحان میں تمھارا اصلاح کار اور مددگار ہوگا۔ جو شخص تمھاری طرح کتابوں کا ذخیرہ پاس رکھتا ہے اگر وہ اپنے تئیں تنہا سمجھے یا وہ اپنے تئیں اپنے پیاروں سے بچھڑا ہوا خیال کرے تو یہ اُس کی غلطی ہے یہی کتابیں تمھاری تنہائی کی سہیلیاں ہیں اور سہیلی بھی کیسی ماں باپ کی طرح مہربان۔ اُستانی کی طرح شفیق مونس۔ غم خوار۔ رفیق غم گسار۔ ناصح۔ دوستدار۔ خیر خواہ وفا شعار۔

نظم

ہے کتب خانہ مرا ارژنگ چیں
سیر سے دل کا سیر ہوتا ہی نہیں

ہے طلسم حیرت افزا یہ مکان
کاشف سر زمین و آسمان

بڑی کایا پلٹ۔ سٹاک (انگریزی) اکیلا۔ جدا۔ علیحدہ۔ مہربان۔ محبت کرنے والی ہمدرد۔ دوست۔ ہمدرد۔ نصیحت کرنے والی۔ بھی خواہ بھلائی چاہنے والی۔ مانی مشہور مصور کا نگار خانہ۔ حیرت کا جادو بڑھانے والا۔ بھید کھول لینے والا۔ ۱۲

میں نے گھر بیٹھے ہی دیکھی کائنات[1] / میں کی ہے یاں سیر شش جہات[2]

جہل[3] کا یاں پردہ حائل[4] اٹھا / علم کا سر مخفی[5] دل پر کھلا

جمع ہیں یاں دہر[6] کے اہل کمال / اور کمال ان کا عدیم و بے مثال[7]

فیض سے ان سب کے ہو کر فیضیاب / مجھ پہ ہو رحمت خدا کی اے کتاب

ہو زمان باستان[8] یا حال کا / یاد ہیں مجھے سب کیا اور ہو گیا

ق

شاعران نکتہ سنج و نکتہ رس / یاد کرنے کی ہے دیر اور آگئے بس

فکر کی جدت[9] دکھاتے ہیں مجھے / تازہ تر مضمون سناتے ہیں مجھے

لحن داؤدی[10] میں ہے گاتا کوئی / رنگ رزم و بزم[11] دکھلاتا کوئی

کوئی جدت کے نظارے پہ فدا / ناصح مشفق کوئی مرد خدا

ہے کوئی ڈوبا ہوا عرفان[12] میں / جذبہ ہائے[13] دل کسی کے دھیان میں

ناثران[14] خوش بیان جادو رقم / مجھ پہ کرتے رہتے ہیں اکثر کرم

بعض تاریخیں دکھاتے ہیں مجھے / بعض افسانے سناتے ہیں مجھے

میں نے بحثیں فلسفی[15] سے خوب کیں / منطقی کی ساری تقریریں سنیں

ہیں ملاقاتی طبیعی[16] بھی مرے / ان سے علم و فضل کے چرچے رہے

---

[1] دنیا کی موجودات - کارخانہ دنیا - [2] چھوں طرف - مشرق - مغرب - جنوب - شمال
اوپر - نیچے - [3] جہالت - [4] آڑ - [5] پوشیدہ بھید - [6] زمانے - دنیا بھر -
[7] جس کی نظیر یا مثال موجود نہ ہو - [8] گزرا ہوا زمانہ - [9] ایجاد کا طرز نو -
[10] خوش آوازی - [11] جنگ اور مجلس - [12] خدا کی معرفت - [13] جوش و ولولے
[14] نثر لکھنے والے - [15] فلسفہ دان - [16] علم طبیعی کے جاننے والے - ۱۲

ماہرانِ علم و اخلاق و ادب — مل گئے ہیں تجھ کو بیٹھے ہی سب
الغرض دنیا کے اربابِ کمال — بے نظیر و بے عدیل و بے مثال
مہربانی تجھ پہ فرماتے ہیں سب — اے کتابو! یہ تمھارا ہی سبب
دوست تم سا کوئی دنیا میں نہیں — تم دکھاتی ہو رہِ دنیا و دیں
تم کو سو جان و دل سے تم عزیز — وہ سمجھتا ہے تمھیں اعجوبہ چیز

اب تک تو جو کچھ تم پڑھتی رہیں تم کو قصہ اور کہانی معلوم ہوا ہوگا لیکن وہ کہانی اب تک جگ بیتی تھی اور اب آپ بیتی ہوگی۔ جتنی کتابیں تمھارے پاس ہیں اگرچہ کہنے کو تھوڑی ہیں مگر غور کرنے اور عمل کرنے کو بہت ہیں اور تمھارے ہی فائدے کی نظر سے یہ آخری نصیحت تم کو کرتا ہوں کہ تم اسی طرح التزام کے ساتھ ان کو پڑھتی اور دیکھتی رہنا جیسے مدرسے کے پڑھنے کی حالت میں پڑھا اور دیکھا کرتی تھیں۔ اگرچہ ظاہر میں تم آج مجھ سے جدا ہوئیں مگر دل سے ہمیشہ تم نزدیک رہو گی۔ تم ایک نامور دادا اور فارغ البال باپ کی بیٹی ہو تم کو پوتڑوں کی امیر کہنا کچھ بے جا شیخی نہیں بلکہ خداوند تعالیٰ کے شکر کا اظہار مقصود ہے۔ لیکن اس سے یہ مطلب نہیں کہ خوش حالی پر غرور کرو اور غریبوں کو نظرِ حقارت سے دیکھو۔

صاحبِ کمال۔ جس کا جواب نہ ہو۔ عجیب۔ نادر۔ دنیا کا حال۔ پابندی۔ خوش حال۔ پیدائشی امیر

یاد رکھو کہ ع نہد شاخِ پرمیوہ سر بر زمیں - جو جتنا بڑا ہوتا ہی اتنا ہی جھکتا ہی - ۵ لیتے ہیں ثمر شاخ ثمرور کو جھکا کر ۔ جھکتے ہیں سخی وقتِ کرم اور زیادہ ۔ ہی باغ جہاں میں تجھے گر ہمتِ عالی کر گردنِ تسلیم کو خم اور زیادہ ۔ میں خدا کا کافی شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے میری توقعات سے مجھے زیادہ نعمتیں دیں - میں اپنی حالت میں رضامند اور اپنی حیثیت میں خوش ہوں کیوں کہ بقول ایک بزرگ کے آسمان کو دیکھتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ضرور کسی نہ کسی دن طائرِ روح قفسِ عنصری سے نکل کر اوجِ فلک پر پرواز کرے گا - پھر زمین کو دیکھتا ہوں اور پاتا ہوں کہ جب مروں گا تو صرف چند بالشت زمیں میری ہڈیوں کے لیئے درکار ہوگی پھر غور کرتا ہوں تو دنیا میں نہ کچھ ساتھ لایا اور نہ کچھ لیے جاؤں گا اور ہزاروں لاکھوں خدا کے بندے ایسے ہیں جن کے مقابلے میں ہر طرح اور ہر اعتبار سے میری حالت بہ مدارج بہتر ہی - ان خیالات نے میرے دل پر یہ اثر کیا ہی کہ دوزخِ شکم بھرنے کو کچھ ڈال دلیا اور تن بدن ڈھانک لینے کو کچھ

---

۱ پھل - پھل دار ٹہنی - ۲ اور زیادہ جھکالے - ۳ جان کا پکھیرو - ۴ بدن کے پنجرے ۵ آسمان کی بلندی - ۶ اُڑ جائے گا - ۷ کئی درجے - ۸ جتنے - ۹ پیٹ کی دوزخ

ہوتا چھوٹا کپڑا۔ اس کے سوائے دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں
جس کا ہونا میں اپنے واسطے ضروری سمجھوں اور اُس کے
حاصل کرنے کی فکر کروں۔ پھر بھی خدا نے اپنے فضل و
کرم سے مجھ کو ضرورت سے زیادہ اور حاجت سے بڑھ کر
بہت کچھ دے رکھا ہے۔ لڑکیوں کو جو جہیز دیا جاتا ہے اُس کا
لفظ خود دلالت کرتا ہے کہ وہ وہ تیاری اور سامان کی تہیہ
ہے لڑکی کو اُس کی آیندہ زندگی میں بکار آمد ہو۔ جہیز خواہ
وہ کتنا بھی ہو کسی کو مدت العمر[1] کفاف نہیں کرتا۔ ماں باپ
کا دیا کب تک چلے گا خدا تم کو اپنے خزانہ غیب سے دے
۔ نہ کس کی دہاند نہ کس کی دہش۔ خدا ہی دہاند خدا ہی دہش
جہیز کتنا بھی دیا جائے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ لوگوں کو
اُس کی طرف سے طمانیت ہوئی ہو بلکہ ضرور کچھ نہ کچھ نقص
اُس میں نکال کر کھڑا کیا جاتا ہے۔ ایسے لغو اور بے جا طعنوں
سے ملول نہ ہونا چاہیئے۔ خلق کا حلق کوئی بند نہیں کر سکتا
آدمی کا ہاتھ پکڑا جا سکتا ہے مگر زبان کوئی نہیں پکڑ سکتا۔
میرے خیال سے جس نے بیٹی جیسی چیز دے دی اُس نے

---

[1] ساری عمر۔ کافی نہیں ہوتا۔ بسر نہیں آتا۔ نہ تو کوئی دلواتا ہے نہ کوئی
دیتا ہے۔ (بات یہ ہے کہ) خدا ہی دلواتا ہے اور خدا ہی دیتا ہے۔ ۱۲

سب کچھ دے دیا۔ تم کو جو جہیز ملا ہے وہ میرے خیال میں ضرورتِ
وقتی کو کافی ہی نہیں ہے کیونکہ وہ دوسروں کے خیال میں کم ہو۔ اب
میں تم کو اپنی دلی محبت کے آخری ثبوت میں علاوہ زیور
کپڑے لتے برتن بھانڈے کاٹ کباڑ وغیرہ وغیرہ کے بینک
کی ایک چھوٹی سی کتاب دیتا ہوں جو دیکھنے میں کچھ حقیقت
نہیں رکھتی مگر کھول کر دیکھو تو روپوں کا ایک ڈھیر ہے جس کا
چبوترا بناؤ تو تمہارے جہیز کے بڑے سے بڑے ٹرنک
سے بھی اونچا ہوگا یعنی پورے دس ہزار روپیہ کا نوٹ تمہاری
نذر ہے۔ خدا تم کو توفیقِ نیک دے کہ اس سرمایہ کو محفوظ رکھو
اور خدا کرے کہ یہ تمہارے اور تمہاری آل اولاد کے لیے ثمرِ خیر ہو
اور خدا تم کو اپنے میاں کی کمائی اس سے بہت زیادہ دے
اور تمہارے دل کے تمام مقاصد بر لائے اور دنیا
اور دین دونوں میں سرخرو رہو اور تمہارا بیڑا پار ہو۔
اب میں تم کو زیادہ دیر تک باتوں میں لگائے رکھنا نہیں چاہتا
مگر صرف ایک بات اور کہہ لینے دو کہ اگر اس کو نہ کہوں گا تو
گویا تمہارا فرضِ رخصت میرے ذمے رہ جائے گا۔ لڑکیاں
جو بیاہ ہونے کے پیچھے ماں بھائی باپ بہنوں اور عزیز واقارب
سے جدا ہو کر سسرال جاتی ہیں۔ اس انقلابی حالت میں

ثمرِ خیر۔ اچھے کام آئے۔ ۱۲

خدا ئے تعالی عورتوں کو اپنے فضل سے اُس انقلاب کا نمونہ دکھاتا ہے جو ہر بشر کے واسطے مقدّر ہے۔ دنیا ہمارا میکا ہے اور عاقبت سجا ئے سسرال۔ کوئی لڑکی سدا میکے میں نہیں رہتی

انسان آدمی۔ مقرر ہے۔ تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔

۵

چلی پی کے نگر سج بن کے دُلہن سکھی میکے میں جیا گھبراوت ہے

اب ساچے نگر کو کوچ بھیو یہ تو جھوٹا نگر کہلاوت ہے

سکھی سکھیاں مورے کو یاد کیو سپنے میں آکر درس دیو

مورے ماتا پتا کچھ غم نہ کرو سکھی کاہے پچھاڑا کھاوت ہے

مورے بابل کو ڈولا سجانے دو مورے بیرن کو کاندھا لگانے دو

یہی ریت جگت کی اے ری سکھی کوئی آوت ہے کوئی جاوت ہے

سکھی دوارے کھڑے ہیں براتی مورے پڑھیں کلمہ نبی کا ساتھی مورے

اب دیس بابل کا چھوٹت ہے سسرال کو دُلہن جاوت ہے

مورے میکے کپڑے اُتار دھر و نہلا کے کیوڑے سے مانگ بھرو

مورے بھاگ سہاگ کی آج گھڑی سکھی کاہے کو دیر لگاوت ہے

ہے پوٹ گناہوں کی سیس دھری اب میکے سے لے کر پاپ چلی

یہی ورد ملا مجھ پاپن کو موری نیّا تو ڈوبی جاوت ہے

سکھی ہوگا مورا اوّل کیسے گزر منزل ہے کٹھن اور سخت سفر

اندھیاری کٹھریا کی کارے کبیر موہے چنتا واں کا ڈراوت ہے

دکھلا دیں ملا یک جیسے واکی شبیہ بھول انیت محمد اننت نبی

یہ جماعت عرب کا ہے سردار نکی مدنی کہلاوت ہے

اور یہ سوچیا ایک نہ ایک دن اس کو سسرال جانا ہوگا۔ اسی طرح
کوئی شخص ہمیشہ دنیا میں نہیں رہے گا۔ سدا رہے نام
اللہ کا۔ جس لڑکی نے میکے میں رہ کر ہنر سیکھا عقل
تمیز حاصل کی سسرال میں بھی ساس سسرے کی لاڈو نند
بھاوجوں کی چہیتی اور اپنے میاں کی پیاری ہوگی۔ اسی
طرح جس نے دنیا میں رہ کر اچھے عمل اور نیک کردار کیے
عاقبت میں اسی کی عزت اور توقیر ہے اور ایسے ہی لوگ
بہشت کے مالک ہوں گے۔ مگر جس لڑکی نے ماں باپ
کی نازبرداریوں میں وقت کو ضائع کیا اور اپنے مزاج
کی اصلاح اور عادات کی درستی اور تحصیل ہنر کی کچھ فکر نہ کی
سسرال میں جائے گی تو میاں کی نظر میں ذلیل۔ ساس نندوں
کے نزدیک بے وقر۔ بعینہ یہی حال ہوگا ان کا جو زندگی
کے دن غفلت اور بے پروائی میں اکارت کرتے ہیں

بقیہ نظم و نوٹ صفحہ گزشتہ۔ اسے سگری (ساری) عمر یا سے جانت ہوں یہ محمد ہے
پہچانت ہوں ٭ یہ سچ وسچ پیاری صلِ علیٰ خود خالق کے من بھاوت ہے (دل کو پسند ہے) ٭
لولاک لما اکی شان میں ہے دھوم یہ کون سکا نن میں
ہے سگری نگریا (ساری دنیا) واکو کلمہ پڑھت بیکنٹھ (بہشت) نگر (کی بستی) بلاوت ہے۔
دیر سے۔ جلدی۔ اسی مضمون کی اوپر والی عمدہ اور موثر نظم ہے جس کا لاڈ کیا جائے
لاڈو۔ پیاری۔ اچھے گن۔ اچھے عمل۔ لاڈ اٹھانے۔ بجنسہٖ۔ اسی طرح۔ غارت کرنا۔ خراب
بیکار کھونا۔ ۱۲

قیامت میں رسوا اور فضیحت ہوں گے۔ جس طرح لڑکیاں میکے
سے جہیز لے کر جاتی ہیں۔ دنیا کے میکے کا جہیز اپنے اپنے
عمل ہیں جو آدمی کے ساتھ جاتے ہیں۔ رباعی

کیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے ☆ دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے
پونہچا کے لحد تلک پھر آئے سب لوگ ☆ ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے

میں جانتا ہوں کہ ان دنوں تمہارے دل میں عجیب عجیب
طرح کے خیالات گزرتے ہوں گے کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا
ہوگا مگر اپنے خیالات کو ذرا اونچا کرو اور اپنی نظر کو تھوڑا
اور آگے بڑھاؤ۔ سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے تو یہ ہے کہ دنیا
کیا چیز ہے۔ کس لیئے ہم یہاں آئے ہیں۔ کیا ہم کر رہے
ہیں اور انجام کار کیا ہونا ہے۔ جس طرح تمہارے میکے کے
رہنے کے دن پورے ہو چکے ہر شخص کے واسطے
ایک دن وہ بھی ہوگا کہ اُس کی مدتِ حیات تمام ہو جائے گی

رباعی

یہ عمر یوں ہی تمام ہو جائے گی ☆ مرنے کی خبر بھی عام ہو جائے گی
رہتے ہو اُنیس کیا جوانی کے لیئے ☆ پیری کی سحر بھی شام ہو جائے گی

خدا کی درگاہ میں دعا کرو کہ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق دے
دنیا کے میکے اور سسرال تو چند روزہ ہیں۔ الٰہی اُس جہان

میں جہاں سدا اسکو رہنا ہی پردہ رکھیو اور فضیحت مت کیجیو۔ الٰہی یہ تیری کنیز جس کو عفت[1] بھی ایک ایک بار تیرے ہی[2] دنیا جس کو ہم سب تیرے حکم سے طے کر رہے ہیں سفر کرنے والی ہی۔ تیرا فضل و کرم اسکا حافظ۔ تیری توفیق اسکا بدرقہ۔ تیری عنایت و مہربانی اسکی زاد راہ ہو آمین! اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ التَّوْفِیْقَ رَفِیْقَنَا وَالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ طَرِیْقَنَا اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْنَا اِلٰی مَقَاصِدِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ دازبنات النعش بتریم مینا م

نظم

اعمال نیک ہیں تو زمرد کے ہیں قصور ✤ خدمت کو لونڈیوں کی جگہ دست بستہ حور
ہر طرح کا ہی عیش تو ہر طرح کا سرور ✤ یعنی خلاصہ یہ ہی کہ راضی ہو حضور
خوشنودی خدا ہی عباد کا دام ہی ✤ جنت بھی اک رضائے الٰہی کا نام ہی
ہر دم خیال موت کا پیش نظر رہے ✤ جب تک جیئے جیئے جب اجل آئی مر رہے
رہ رو ہمیشہ چاہیئے باندھے کمر رہے ✤ دنیا وطن نہیں ہی کہ آئے بسر رہے

---

[1] رسوا۔ لونڈی۔ محافظ۔ توشہ۔ اے اللہ میرے کردے توفیق کو ہمارا ساتھی اور راہ راست کو ہمارا رستہ اے اللہ میرے پونہچا دے ہم کو ہمارے مقصد تک اور قبول کر ہماری توبہ بے شک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہی۔ قصر کی جمع محلات۔ ہاتھ باندھے ہوئے۔ موت۔ مسافر یعنی چلنے پر طیار رہے۔ بھیل گئے۔ ۱۲

آئے ہیں ہم جہاں میں تو جانا ضرور ہے ٭ سارا ہی قافلہ سرِ راہ مُرور ہے
(مولوی نذیر احمد)

ڈاک اور تار کے ضروری قاعدے

انگریزی گورنمنٹ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک ڈاک ہے کہ سارے ہندوستان میں جس کا رقبہ قریب پونے دو ملین مربع میل کے ہے (جو ممالک متحدہ برٹش اعظم سے پندرہ گونے سے وسعت میں کچھ زیادہ ہی ہے) - طول دو ہزار اور عرض ڈھائی ہزار میل اور آبادی اکتیس کروڑ پچاس لاکھ یعنی تمام دنیا کا پانچواں حصہ ہے اس تمام سرزمین کی وسعت کو دیکھو اور اس آسانی کو دیکھو کہ ایک پیسے کا پوسٹ کارڈ اس سرے سے اُس سرے تک خبر پہنچا دیتا ہے - ڈاک کے مختلف شعبے ہیں - خط - کارڈ - پارسل - بک پوسٹ - رجسٹری - منی آرڈر - بیمہ - سیونگ بنک اور تار وغیرہ -

خط کا محصول - ایک تولے تک - آدھ آنہ ایک تولے سے بڑھ کر ڈھائی تولے تک - ایک آنہ ہر ڈھائی یا مزید ڈھائی تولے یا اُس کے جزو کے ایک آنہ لیے - ہر بیرنگ خط یا پیکٹ کے لئے محصول ادا شدہ کا دگنا - اگر کسی خط یا پیکٹ پر اُس کے وزن سے کم

چل چلاؤ میں لگا ہوا ہے سو موت سے کس کو رستگاری ہے ٭ آج وہ کل ہماری باری ہے -

محصول کے ٹکٹ لگاکر ڈاک میں ڈال دیں تو تقسیم کے وقت کمی سے ڈبل محصول لیا جائے گا۔ یعنی جس قدر ٹکٹ کم لگائے گئے اُتنے کا بیرنگ ہوگا۔

بک یا پیکیٹ پوسٹ ۔ کتابوں وغیرہ کے لیئے جس کے دونوں سرے کھلے ہوں۔ ہر دس تولے یا جزو کے لیئے آدھ آنہ۔ چوں کہ پیکیٹ پوسٹ کا محصول بہ مقابلے خط اور پارسل کے بہت کم ہے لہذا یہ قید لگادی گئی ہے کہ اس میں کوئی خط نہ رکھا جائے لیکن پارسل کے اندر خط رکھنا جائز ہے۔ جس طرح ٹکٹ زدہ لفافے ملتے ہیں ایسے ہی کتابوں یا اخباروں کی پیکیٹ کے لیئے کمر بند ملتے ہیں جو ریپر کہلاتے ہیں۔ ان کے استعمال سے ٹکٹ اُکھاڑ لینے کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ یہ ریپر دو قسم کے ہوتے ہیں آدھ آنے کا ٹکٹ والا جو ایک پائی زائد یعنی سات پائی کو ملتا ہے اور ایک آنے والا ایک آنہ ایک پائی کو۔ چھ چھ کی گڈی ساڑھے تین آنے اور ساڑھے چھ آنے کو۔ ان پر اگر پیکیٹ بھاری ہو تو بقیہ محصول کے ٹکٹ چپکائے جا سکتے ہیں۔

پارسل ۔ بے محصول نہیں جا سکتا پیشگی محصول دینا لازم ہے۔ بیس تولے تک ۔ بیس تولے سے زائد چالیس تولے

۲/ دو آنے

تک - ہر مزید چالیس تولے یا جزو کے لیئے - اگر پارسل کو رجسٹری
کرانا چاہیں تو دو آنے رجسٹری کی فیس اور دیں - جو پارسل
(۴۴۰) تولے سے اوپر ہو اُس کی رجسٹری لازمی ہے اُس کی
شرح محصول یہ ہے - (۴۴۰) تولے کے اوپر (۴۸۰) تولے
تک - ہر مزید چالیس تولے یا جزو کے لیئے (۸۰۰) تولے تک (تین روپیے)

رجسٹری کی فیس - ہر خط - کارڈ - پیکٹ کتب وغیرہ وغیرہ کے
لیئے - دو آنے - رجسٹری اور بیمہ کسی قسم کے لفافے پر
ہو سکتا ہے لیکن جس لفافے میں جو قیمتی چیز نوٹ وغیرہ ہوں
یا حفاظت مقصود ہو جھر جھرے لفافے کا استعمال خلافِ
احتیاط ہے اس لیئے ڈاک خانے سے رجسٹری کے لفافے
عمدہ دبیز اندر کپڑے کا استر لگا ہوا ملتے ہیں ان کا استعمال
ملفوفاتِ خط کو بہت محفوظ کر دیتا ہے اور کچھ دام بھی ایسے
زیادہ نہیں - چھوٹے لفافے ۵ ۱/۴ × ۳ ۱/۴ جن پر ڈھائی آنے
کا ٹکٹ چھپا ہوتا ہے تین آنے کو - بڑا لفافہ ۱۰ × ۴ ۱/۲ ساڑھے
تین آنے کو -

منی آرڈر کی فیس - جب کہ پانچ روپیہ سے زائد نہ ہو - (ایک آنہ)
پانچ سے اوپر دس تک - (دو آنے) دس سے پندرہ تک - (تین آنے) پندرہ سے
پچیس تک - (چار آنے) پچیس سے چھ سو تک ہر پچیس روپیہ پر چار آنے

اور اوپر کی رقم کے لیئے چار آنے بشرطیکہ اوپر کی رقم پانچ روپیہ سے زائد نہ ہو ورنہ صرف ایک آنہ اور اگر اوپر کی رقم دس ہو تو دو آنے اور پندرہ ہو تو تین آنے۔ منی آرڈر کی فارم کے آخر میں ایک دو انگل چوڑی جگہ چھوڑی گئی ہی جو کوپن کہلاتا ہی اس میں روپیہ بھیجنے والا جو چاہے لکھ سکتا ہی۔ رسید منی آرڈر دستخطی پانے والے کی بہ توسط ڈاک خانے کے آئے گی منی آرڈر کا روپیہ گھر بیٹھے آجائے گا ڈاک خانے جانے کی ضرورت نہیں۔ کسی پوسٹ مین (چٹھی رساں) کو حق نہیں ہی کہ کسی منی آرڈر پر وہ انعام مانگے یا لے۔

تار کا منی آڈر۔ منی آرڈر کی مشترحہ بالا فیس کے علاوہ تار کی فیس جس کی صراحت آگے آئے گی۔ معمولی منی آرڈر دیر سے پہونچتا ہی اور تار کا فوراً۔ بعض وقت روپیہ بھیجنے کی سخت ضرورت ہوتی ہی اُس وقت تار کے منی آرڈر کی قدر معلوم ہوتی ہی کہ پلک جھپکانے میں روپیہ ادھر سے اُدھر

وی پی فیس۔ یعنی ویلیو پے ایبل۔ اس طریقے سے ہم کسی کتاب، یا اور شئی کو بہ اظہار قیمت رجسٹری شدہ بھیج سکتے ہیں۔ ڈاک خانہ قیمت لے کر وہ چیز دے گا اور گھر بیٹھے ہم کو روپیہ پونہچا دے گا۔ اس کی فیس بھی وہی ہی جو منی آرڈر کی ہی۔ اگر پیکیٹ ہی یا خط یا پارسل جو کچھ ہو اُس کا اصلی محصول مع فیس

مزید براں رجسٹری شدہ شے محفوظ ہو جاتی ہے مگر گم ہو جائے تو سرکار ذمہ دار نہیں لیکن نقدی - زیورات - نوٹ اور قیمتی اشیاء کو بیمہ کرانا ضروری ہے - بیمہ شدہ چیز گم ہو جائے تو سرکار اُس کی قیمت بھر دے گی - بیمہ کی فیس ہر پچاس روپیہ یا اُس کے جزو کی مالیت کے لیئے صرف ایک آنہ ہے - جو علاوہ رجسٹری کی فیس کے ہوگی -

رسید طلب - اگر رجسٹری یا پارسل کی رسید دستخطی مکتوب الیہ (یعنی جس کو بھیجتے ہو) چاہو تو ایک آنے کے ٹکٹ اور لگاؤ لیکن بیمہ کی صورت میں کسی مزید محصول کی ضرورت نہیں - رسید دستخطی مکتوب الیہ ڈاک خانہ خود بھیجواتا ہے -

سرٹیفکٹ آف پوسٹنگ - کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ تمھارے آدمی نے خط یا پیکٹ یا پارسل ڈاک خانے میں پہنچا دیا لیکن بہ صورت گم شدگی وہ رجسٹری کی طرح کام نہ دیگا اس کا طریقہ ہے کہ جس کو تم خط بھیجو اور جو پتہ لفافے پر لکھا ہو اُس کی نقل علیحدہ پرچے پر کر کے پاؤ آنے کا ٹکٹ لگا کر ڈاک خانے کو بھیج دو - ڈاک منشی وہ چیز لے لیگا اور ٹکٹ پر مُہر لگا دیگا جس سے تمھیں اطمینان ہو جائیگا کہ تمھاری چیز ڈاک خانے میں پہنچ گئی - معمولی خط - کارڈ - بک پیکٹ تین تک کے لیئے پاؤ آنے کا ٹکٹ کافی ہے -

لیٹ فی - یعنی دیر رسید - ڈاک خانے کے خطوں کے

صندوق دن میں کئی دفعہ کھلتے ہیں۔ صندوقوں کے کھولنے
کا وقت اسی پر لکھا رہتا ہے ریل کے سٹیشن پر کے صندوق
دن دن میں ریل کی روانگی سے تھوڑی دیر پہلے کھلتے ہیں مگر
چھ بجے شام کے بعد جو خط نکلیں گے وہ اسی وقت کی
ریل میں نہیں لے جاتے۔ روک لیئے جاتے ہیں لیکن جس لفافے
کارڈ پر علاوہ معمولی ٹکٹ کے اور آدھ آنے کا ٹکٹ لگا دیں
جسے لیٹ فی کہتے ہیں وہ ریل چلنے سے اگر دس منٹ پہلے
بھی ڈالا جائے گا تو اسی وقت کی ریل میں نکل جائے گا
یا یہ کہ خود ریل کی اس گاڑی میں ڈال دو جو سرخ رنگ کی ہوتی
ہے اور جس میں ڈاک جاتی ہے یہ ریلوے میل سروس وان
کہلاتی ہے۔ پس ایسے ضروری خط جو ڈاک کا صندوق کھلنے
اور مغرب سے پہلے پہلے بھیجنے ہوں وہ سٹیشن پر ڈلوانے
چاہئیں اور مغرب کے بعد خواہ کوئی سا بھی وقت ہو بلا لیٹ فی
لگائے رات کو وہ خط روانہ نہیں ہوتا بلکہ دوسرے دن اپنے
معمولی وقت پر روانہ کیا جائے گا۔

تار۔ دو قسم کا ہوتا ہے ایک **ایکسپریس** (ضروری) دوسرا
آرڈنری (معمولی) پہلی قسم کا تار جلد پہنچایا جاتا ہے جس کے
بارہ لفظوں کا محصول جس میں طرفین کا پتہ بھی شامل ہے ڈیڑھ
روپیہ اور ہر مزید لفظ کے لیئے دو آنے اور معمولی تار بارہ

لفظوں کا بارہ آنے میں جاتا ہی اس سے اوپر فی لفظ ایک آنہ تار جوابی بھی ہو سکتا ہی یعنی بھیجتے ہی وقت جواب کا محصول بھی دے سکتے ہیں۔

سیونگ بینک - اس سے غرض یہ ہی کہ لوگ روپیہ جمع کرنے کی عادت سیکھیں اور کفایت شعار بنیں - ایک سال میں چار آنے سے لے کر ساڑھے سات سو روپیہ تک جمع کرا سکتے ہیں اور جب چاہیں کُل یا جزو واپس لے سکتے ہیں - مرد عورت - بچے سب اپنے اپنے نام سے الگ الگ حساب کھول سکتے ہیں - عورتیں لکھی پڑھی ہیں تو خود حساب کھولیں ورنہ اپنے شوہروں کے ذریعے سے چھوٹے بچوں کا حساب اُن کے والدین کھول سکتے ہیں - رقم مجتمعہ پر ہر سو روپیہ پر تین روپیہ سالانہ سود ملتا ہی - یہ حساب ہر ڈاک خانے میں کھولا جا سکتا ہی اور جس ڈاک خانے میں چاہیں اُسے بدلوا بھی سکتے ہیں -

پوسٹل گائیڈ اور ٹیلیگراف گائیڈ - ڈاک اور تار کے متعلق قواعد کی انگریزی کتاب ڈاک خانے سے ملتی ہی جس کا دل چاہے دیکھ سکتا ہی - قیمت اس کی صرف چار آنے ہوتی ہی -

کرنسی ڈپارٹمنٹ

سکۂ شہ کا ہوا ہی روشناس
اب عیارِ آبروئے زر کھلا

آنریبل سے معلوم ہوتا ہی کہ ہمایوں کے وقت میں چمڑے کا

سکّہ نکلا تھا مگر وہ چلا ولا نہیں - انگریزوں نے کاغذ کا روپیہ چلا دیا جو کرنسی **نوٹ** کہلاتے ہیں - روپیہ بڑی بوجھل چیز ہی ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جانے میں بڑی زحمت ہوتی ہی لیکن نوٹ ہلکی پھلکی چیز ہی اور بڑے بڑے شہروں میں اس کثرت سے ان کا رواج ہی کہ لوگ روپیے کو چھوتے تک نہیں - لاکھوں روپیوں کا بیوپار نوٹوں پر چلتا ہی - اب تھوڑے دنوں سے ایک ایک روپیے اور ڈھائی روپیے کے نوٹ بھی چل پڑے ہیں - روپیہ بازار سے اس طرح غائب ہی جیسے گدھے کے سر پر سے سینگ جہاں دیکھو نوٹ ہی نوٹ ہیں علاوہ مذکورۂ بالا دو قسم کے نوٹوں کے پانچ - دس پچاس سو کے نوٹ بھی مروج ہیں یہ سارے نوٹ **یونیورسل** کہلاتے ہیں یعنی ہر جگہ بلا بٹہ چلتے ہیں مگر سو سے اوپر کے نوٹ پانسو - ہزار اور دس ہزار کے نیز صرف جس حلقے سے جاری ہوتے ہیں وہیں برابر بھنتے ہیں دوسری جگہ بنک میں بھی ان پر خفیف بٹہ لگتا ہی - رہا بازار اُس کا کچھ اور ہی حساب ہی کبھی نوٹوں پر بٹہ لگ جاتا ہی کبھی بادھا یعنی نوٹ سے زیادہ روپیہ ملتا ہی - پانچ روپیے سے اوپر کے نوٹوں کے دو ٹکرے ہوتے ہیں اور دونوں پر نمبر ہوتے ہیں - غور سے دیکھو کہ دونوں نمبر ایک ہیں - بعض وقت غلطی سے آدھا ٹکرا ایک نوٹ کا اور آدھا دوسرے کا جوڑ دیتے ہیں

اسے نوٹ کا روپیہ نہیں ملتا۔ چوں کہ سو روپیے تک کے نوٹ
نقد ہی کا حکم رکھتے ہیں اُن کے نمبر محفوظ رکھنا بے کار ہے۔ بریں بنا
مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ پچاس اور اس سے اوپر کے نوٹوں کے
نمبر لکھ لیئے جائیں۔ نوٹ پر دو قسم کے نمبر ہوتے ہیں ایک مسلسل
ایک عام وی/۱۶ ۱۰۱۰۶۔ وی/۱۶ مسلسل نمبر ہے اور ۱۰۱۰۶ عام۔
تاریخ اور سنہ اجرا اور حلقہ کلکتہ۔ کان پور۔ لاہور۔ مدراس
بمبئی۔ کراچی۔ رنگون بھی لکھنا ضرور ہے۔ بعض نوٹ دو مشترک
حلقوں کے ہوتے ہیں جیسے الہ آباد یا کان پور۔ بہر حال
جیسا نوٹ پر لکھا ہو لکھ لینا چاہیئے۔ اگر کوئی نوٹ گم ہو جائے تو
کرنسی آفس کلکتے سے اُس کی کارروائی کی جا سکتی ہے
آدھا یا جلا ہوا یا ایسا پھٹا ہوا کہ جس کا نمبر معلوم نہ ہو سکے یا
تیل لگا ہوا نوٹ نہ لے کار ہے۔ کرنسی یعنی معمولی نوٹوں کے
ایک اور قسم کے نوٹ ہوتے ہیں جو پرامیسری نوٹ
کہلاتے ہیں۔ یہ جس کے نام کے ہوں اُسی کے کام کے
ہیں۔ سرکار قرضہ لے کر نوٹ پکڑا دیتی ہے اور ساڑھے تین روپیہ
فی صدی سالانہ سود دیتی ہے جس میں انکم ٹیکس کی وضعات
کی کمی بیشی بھی لگی ہوئی ہے یعنی کم سے کم پانچ پائی فی روپیہ سود میں
سے کٹ جاتا ہے۔ یہ نوٹ بنکوں کی معرفت بازار میں بک جاتے
ہیں مگر ان کا بھاؤ چڑھتا اُترتا رہتا ہے اب جب سے سرکار نے

پانچ اور ساڑھے پانچ فی صدی سود کے نوٹ وار بانڈ (جنگی وثیقے) جاری کیئے ہیں اور وہ بھی انکم ٹیکس سے محفوظ تو لامحالہ ساڑھے تین فی صدی والوں کی قیمت گھٹ گئی۔ اور ہزار کا نوٹ قریب قریب پانسو کے رہ گیا جس کے سبب سے پبلک کا بڑا بھاری لاعلاج نقصان ہوا۔ بنگال۔ نیشنل۔ الہ آباد۔ شملہ الائنس اور بہت سے بنک ہیں جو معتبر ہیں ان میں بھی ایک میعاد مقرر کے لیئے روپیہ رکھا جاسکتا ہی جو فکسڈ ڈپازٹ کہلاتا ہی اور اس پر بھی ساڑھے چار فی صدی سے پانچ فی صدی تک بہ لحاظ مدت واپسی سود ملتا ہی۔ ساورن جسے گنیج پونڈ اور اشرفی بھی کہتے ہیں مدتوں چلی۔ معمولی قیمت اس کی پندرہ روپیہ تھی مگر بازار میں گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ جرمن وار کے زمانے میں بائیس روپیئے تک نرخ پونہچا لیکن سرکاری خزانوں میں پندرہ کا نرخ مقرر تھا۔ گورنمنٹ خود سونا بیچنے لگی ساورن کی قیمت اُتر گئی اور اب تو سرکار نے بھی پندرہ کی جگہ دس روپیئے پر پھیر دیا جن کے پاس ساورن تھے مارے پڑے۔ اکنی۔ دونی۔ چونی اور اٹھنی۔ چاندی کی جاگہ نِکل کی نِکل آئی۔ ممکن ہی کہ آگے چل کر روپیہ بھی نکل کی شکل میں آجائے۔ لوگ چہ می گوئیاں کرتے اور نِکل پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ اُن سے کوئی یہ تو پوچھے کہ نکل دھات کا

ایک ٹکرا تو ہے۔ جب کا غذروپیئے کا قائم مقام ہو گیا اور تم آنکھ بند کرکے لیتے دیتے ہو تو نکل میں کیا مشکل ہے۔ چاندی۔ سونا۔ تانبہ یا نکل کوئی سی بھی دھات ہو سب برابر۔ چو آب ازسر گزشت چہ یک نیزہ چہ یک دست۔ سرکار کی ساکھ چلتی ہے خواہ وکسی رنگ میں ہو۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم

(حصۂ اول ختم ہوا)

خاتمہ

یوں جوہر طبع کب عیاں ہوتا ہے
پانی ہر ایک استخواں ہوتا ہے
راتوں کو گھلاتی ہے مجھے فکر سخن
تن شمع صفت صرف زباں ہوتا ہے

انسان کا ستارہ جب گردش میں آتا ہے تو جد ھر ہاتھ ڈالتا ہے سونا بھی مٹی ہو جاتا ہے۔ دل نے گوارا نہ کیا کہ محبتِ جگر نظر سے اوجھل ہو مال عرب پیش عرب دلی میں چھپواؤ کہ اپنی نظر کے سامنے کام سجل ہو گا۔ لیکن۔ ع۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ جے اینڈ سنز کہنے کو برقی پریس مگر کام کے اعتبار سے برقی رفتار گجا بیدل رہ رَو سے بھی دو قدم پیچھے۔ تاریخ دہلی چھپوانے میں ناک چنے چبوا دیئے۔ میری آرزوں پر

پانی پھیر دیا ؎ آہ کھنچی تو تا فلک پہنچی ٭ دیکھ ہمدم کہاں تلک پہنچی
کاغذ کی ناؤ کے دن چلتی فتح کے نقارچی تھے - اخبار کی لپیٹ
اور گورنمنٹ کے شکنجے میں دھر لیے گئے اخبار اور مطبع دونوں
بند - ؎ از قضا آئینۂ چینی شکست ٭ خوب شد اسباب خود بینی شکست
دوسرا کوئی ہوتا تو پھر یا تی جمع خرچ کے دام میں نہ پھنستا نہ چکنی
چپڑی باتوں میں آتا - مَن جرّبَ المجرّب حلّت بہ
الندامۃ - ؎ دکھایا مجھ کو قفس طمع آب و دانے نے ٭
وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد - سٹار پریس سے
ستارہ نہ ملا - پھر بھلی چنگی جان عذاب میں پھنسی - ؎
تواں بہ لطف و مدارات صید کردن دل
بہ دام و دانہ بگیرند مرغ دانا را
وہ نرا شہاب ثاقب نکلا - رہیں جھونپڑے میں اور
خواب دیکھیں محلوں کا - رہیں زمیں پر سونگھے فلک ہفتم کی
ع برعکس نہند نام زنگی کافور - خوان بڑا خوان پوش بڑا
کھول کے دیکھو تو آدھا ہی بڑا - دور کے ڈھول سہاؤنے
نہ ستار نہ وٹار - ڈھاک کے تین پات - ع بسیار سفر
باید تا پختہ شود خامے - اچھا ہوا کہ جلدی قلعی کھل گئی اور
میں سستا چھوٹا ورنہ خدا جانے کیا کیا کوئیں جھکاتے اور دربدر
پھراتے - لکھائی بگڑتی ہوئی تقدیر کی لکھائی تقدیر برگشتہ کا

نوشتہ۔ سیاہی نامۂ اعمال کی سیاہی۔ پتھر پر پتھر پڑیں ایسا سنگ دل ہے کہ کاپی سبے چارہ کی ساری سیاہی پی جاتا ہے۔ حرف جا بجا سے چٹ سطریں کی سطریں غائب۔ روپے بے روپ کر دیتا ہے۔ مصحح صاحب غلطیوں سے ایسی چشم پوشی کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ بندوں کی خطاؤں سے۔ ایسے نیک دل اور نیک نظر ہیں کہ غلطی اُن کو غلطی نہیں معلوم دیتی چھپائی ماشاء اللہ چشم بددور اب کھائی تو کھائی اب کھاؤں تو رام دہائی۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ ع آفتاب آمد دلیلِ آفتاب اڑتالیس صفحے بہ ہزار دقت چھپے ہیں وہ ایسے معلوم دیتے ہیں جیسے کمخواب کے تھان میں گاڑھے کا پیوند۔ سنگ آمد و سخت آمد لینا پڑا سانپ کے منہ کی چھچھوندر تھی نہ نگلی جائے نہ اُگلی جائے۔ دلی اور مطابع کا یہ حال۔ افسوس صد افسوس

شرط سلیقہ ہے ہر اک کام کو ٭ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے۔ دار السلطنت اور چراغ تلے اندھیرا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ٭ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

دلی پرنٹنگ ورکس سے اب تک سابقہ نہیں پڑا۔ سنتا ہوں کہ اچھا اور بھروسے کا کارخانہ ہے مگر وہاں یک انار و صد بیمار۔ یا یک سر و ہزار سودا کا معاملہ ہے۔ کام کی وہ کثرت ہے کہ اُن کے سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ وہ اُتنا ہی کام لیتے ہیں جتنا کہ

وہ کر سکتے ہیں۔ اس سے کہ وہ سبز باغ دکھلا کر کتاب کو چھپائی میں ڈال دیتے
اُن کا دو ٹوک انکاری جواب راست معاملگی کا بیّن ثبوت تھا۔ ناچار دلّی چھوڑ آگرے
کی راہ لی اور اب کتاب عزیزی پریس میں چھپ رہی ہے۔ خدا کرے کہ اچھی
چھپے اور جلد چھپے اور ہر دل عزیز ہو۔ کتاب کا منصوبہ جو گانٹھا تھا۔ جب
قلم ہاتھ میں آیا تو کچھ اور ہی رنگ دکھایا۔ بانسوں اُچھلنے اور ہوائی جہاز کی
طرح دریائی لینے لگا اور اشہبِ قلم میدانِ قرطاس پر بگٹٹ دوڑنے لگا۔ ۵
آ قلم آ کہ سرِ صفحہ لکھوں نامِ خدا ٭ جو کہ ہے نامِ خدا اس سے ہی انجامِ خدا ٭ تو جوانی
میں مری تیغِ شرربار رہا ٭ کرتا اعدائے بداندیش کو فی النّار رہا ٭ پر اب ایّامِ ضعیفی
نظر آتے ہیں قریب[1] ٭ فضلِ اللہ سے جو اللہ کرے عمر نصیب ٭ اے مرے دوست نہ تو
تجھ سے جدا ہو جانا ٭ اپنے آزاد کی پیری کا عصا ہو جانا۔ میں نے قلم کا زور
توڑنے کو اُس کے دو ٹکڑے کر دیئے یعنی کتاب کے دو حصّے کر دیئے۔ ۵
دو حصّہ شدم نصف بہ ایں نصف بہ آں سو ٭ در حیرتم کہ جاں بکدامی کنم نثار۔
پہلا حصّہ نفسِ کتاب ایجادِ بندہ ہے جیسی کچھ بھی ہے حاضر ہے۔ ع کس نگوید کہ
دوغِ من ترش است۔ مگر میں کیا اور میری تحریر کیا۔ ۵ یہ تو قسمت میں کہاں
تھا کہ کروں کسبِ کمال ٭ بے کمالی میں بھی افسوس کہ کامل نہ ہوا۔ مگر خیر تُک سے
تُک ملا لیتا ہوں۔ گاتے گاتے انسان کلاونت ہو جاتا ہے۔ میں بھی مصنّفین کا
نقّال اور لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہو گیا۔ دوسرے حصّے میں کچھ نثر گویا [illegible]
کا زرنگار تختہ چھپا ہوا ہے اور کچھ نظم کے لآلی[2] منثور ہیں جو مشہور نہیں کیے گئے وہ بھی آ
یہ انتخاب بھی اپنی جگہ لاجواب ہے اور لاکلام احسن الکلام ہے۔ کوئی نثر یا دقی

[1] قریب کیسے۔ آ گئے۔ منَ المصنّف ۔ [2] لام کے پیش جو مشہور زبر غلط ہے ۱۲

نظم ایسی نہیں جس کو مستورات گلے کا ہار یا آویزۂ گوش نہ بنائیں اور جس پر تحسین
نہ برسائیں ۔ نفاستِ مضمون اور برجستگیِ کلام کے علاوہ چشمۂ دو صد از سرتا پا اردو لٹریچر
کا بہترین نمونہ ہے جس باغ میں گیا جو پھول پسند آئے جھولی میں بھر لایا ۔
اُن کو ڈالی میں سجایا اور قدردانوں کی نذر کر دیا ۔ یہ مضامین بڑے بڑے
سخنوروں اور چوٹی کے انشا پردازوں اور نازک خیال و عالی دماغ شعرا
کی ذکاوت اور جودتِ طبع کا نچوڑ ہیں ۔ ہے غنیمت ان کا دم جو قوم میں
ہیں مفتخر ہے سحر ہے تقریر جن کی ہے بیاں جادو بھرا ۔ یہ مضامین اردو زبان دانی
اور استعداد کی فراوانی کا ذخیرہ ہونے کے علاوہ سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ دل جیسی
خوش طبعی اور جذباتِ انسانی حیات و ممات کی جیتی جاگتی وہ تصویر ہے جو
منہ سے بولتی ہے یا یوں سمجھو کہ آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام ۔ والسلام

(حقیر بشیر)

قطعۂ تاریخ نوشتۂ جناب حافظ محمد یعقوب صاحب اوج گیاوی

لکھی ہے وہ نادر کتاب آپ نے ہیں جس میں نصائح عدیم المثال
مچی دھوم دنیائے نسواں میں ہے اسے دیکھ کر لڑکیاں ہیں نہال
اچھوتے مضامیں دُرِ شاہوار معانیِ رنگیں ہیں یاقوت لال
ہر اک سطر ہے موتیوں کی لڑی ہر اک نقطہ ہے روئے خوباں کا خال
ادب کی کہیں اس میں تعلیم ہے ضروری کہیں خانہ داری کا حال
سلیقہ سکھاتی ہے اُستاد ہے بدوں کو بناتی ہے خوش خصال
فصاحت بلاغت کا دریا رواں ہر اک فقرہ پیارا ہے شیریں مقال
سبے خضرِ نسوان یہ نادر کتاب ترے فضل سے صانع باکمال

اگر فکرِ تاریخ ہے تم کو اوج — لکھو ہے یہ لختِ جگر بے زوال
۱۳۲۹ھ

قطعۂ تاریخ - نوشتہ جناب مولوی سید علی حسن صاحب احسن مارہروی -

گئے قدردانانِ ذی شاں کہاں — پہنچتے دردمندانِ نسواں کدھر
ادھر آئیں دیکھیں سنیں واقعات — ذرا کان کھولیں اٹھائیں نظر
ہٹے مرکزِ اصلِ فطرت سے کیوں — ہوئے ہیں حقیقت سے کیوں بے خبر
مرا آدمی سے ہیں کیا مرد ہی — نہیں عورتوں کے پدر بوالبشر
کوئی ابنِ آدم ہے حوا بغیر — کہیں بھی ہے یہ بات کوئی بسر
اگر یہ سچ ہے کہ مخلوق میں — زن و مرد اعضا ہیں باہم دگر
تو آپس میں از روئے انسانیت — سمجھتے ہیں ان کو عبث جانور
بناتے نہیں اس کو اپنا سا کیوں — سکھاتے نہیں کیوں فنون و ہنر
بنا کر مشین اس کو اولاد کی — سمجھتے ہیں کیوں مثلِ دیوار و در
نہیں اس میں کیا حس کسی بات کی — رہی بند وہ کب کسی کام پر
ملا اس کو فطرت سے کیا کچھ نہیں — وہ رکھتی نہیں کیا دماغ اور سر
ملے مرد ہی کو ہیں کیا ہاتھ پاؤں — نہیں دست و پا سے وہ کیا بہرہ ور
مٹاؤ خدارا غلط فہمیاں — اور اصلاحِ نسواں پہ باندھو کمر
خدا نے دیئے ہیں جو ان کو حقوق — تلف کیوں کیے جائیں وہ سربسر
برابر وہ چھکڑا چلے کس طرح — نہ ہوں ایک سے دونوں پہیے اگر
نہیں قابلِ ترکِ حق العباد — بڑا بار ہے الحفیظ الحذر
حقوق اپنے چھوڑے کوئی کس طرح — خدا بھی تو کرتا نہیں درگزر
پسر ہو کہ دختر ہو دونوں ہیں ایک — نہیں فرق انسانیت بال بھر
نہ ہو آدمیت جو انسان میں — تو حیواں ہے وہ اور حیواں بھی خر
یہی آدمیت کی پہچان ہے — کہ رکھے فرائض پہ اپنے نظر
کریں عورتیں مرد کی دیکھ بھال — رہے مرد کو عورتوں کی خبر
نہ اپنی حدوں سے تجاوز کریں — کریں کام سب جان پہچان کر
زن و مرد کے ہیں فرائض جدا — اہم اور ضروری وہ سب ہیں مگر
فرائض ہیں عورت کے نازک بہت — نہ کیوں کر ہوں وہ خود ہیں نازک اثر

ادھر اُس کے ذمّے ہیں بچّوں کی داشت
پھر ان سب پہ شوہر کا پاس و لحاظ
بڑی ذمّہ داری کی ہے زندگی
خصوصاً وہ جاتی ہے سسرال جب
یہ راہ آپ سے آپ ملتی نہیں
کرے سعی و تدبیر ہر فردِ قوم
سنو بیٹیو! آؤ! بشریٰ لکن
بہت محنت و فکر و تدبیر سے
یہ تحفہ بڑے کام کی چیز ہے
اسے طاقِ نسیاں پہ رکھنا نہ تم
یہ ہے قدر و قیمت میں اس سے سوا
زر و سیم اک چلتی پھرتی ہے چھاؤں
وہ باتیں بتائی گئی ہیں تمھیں
جو اس پند نامے کو رکھو گی یاد
بنائی اگر حرزِ جاں یہ کتاب
صفت اس کی احسن کروں اور کیا
اگر نام و تاریخ کی ہے تلاش

اُدھر اُس کا محتاجِ امداد گھر
یہ ہے اولیں فرض عورات پر
بہت دب کے کرتی ہے عورت بسر
تو ہوتا ہے کام اُس کا دشوار تر
بتائے نہ جب تک کوئی راہبر
مثالِ بشیر احمد ناہور
تمھارے لیئے ایک مشفق پدر
نیا تحفہ لایا ہے یہ ڈھونڈ کر
یہ ہے قابلِ قدر اے خوش سِیَر
رہے بلکہ ہر وقت پیشِ نظر
جو ملتا تمھیں زیور و سیم و زر
یہ ہے منجمد مستقل معتبر
جو پیش آئیں گی روز شام و سحر
کرو گی خطا پھر نہ تم بھول کر
تو ہو گی نہ لغزش کوئی عمر بھر
نظر اپنی ہے آپ المختصر
سنیں سب - یہ ہے پندِ لختِ جگر

(ولہ) قبولیتِ عام کا آج سہرا
وہ پُر لطف ہوتی ہے تصنیف اُن کی
یہ تصنیف ہے گرچہ بشریٰ کی خاطر
یہ ہے وہ دعا نامۂ پُر نصیحت
دعا سب کی ہے شاد یا رب رہے وہ
کہو عیسوی تم بھی تاریخ احسن

۱۳۳ ھ ۱۹۳
بشیر احمد ناہور کے لیئے ہے
کہ جس کا مزا ملک بھر کے لیئے ہے
بشارت مگر ہر بشر کے لیئے ہے
اثر جس کا شوہر کے گھر کے لیئے ہے
یہ تصنیف جس خوش سیر کے لیئے ہے
نصیحت یہ لختِ جگر کے لیئے ہے

بشریٰ کی [illegible] اولاد کی [illegible]

گھر اک لال سے بھر دیا اس نے [illegible] دامن کو بھر دیا

پھر اس میں کیا تعجب ہے کہ کھلی اور کیا شگفتہ

[illegible] سعد [illegible] بیچی [illegible] [illegible] اس کا ہے [illegible]

اب آ گئے [illegible] اس [illegible] تاریخ [illegible] چار [illegible] چھوٹی [illegible]

(۴) بیجیے چھوٹی [illegible] دلہن کو مبارک [illegible] امید بر آئی

۱۳[illegible]ھ

(۵) [illegible] سے [illegible] تک جو دوام

کہاں [illegible] منہ میں [illegible] شکر

آج [illegible] ولادت با سعادت

پھر اس [illegible] اس میں غنیمت ہے

خدا سے پاک کی درگاہ میں آ

مجھے تاریخ لکھنے کے لیے بھی

غنیمت ہے [illegible] ہے تو نے جو کچھ

[illegible] سال ہمایوں

(۶) [illegible] خوشی [illegible] جناب باری کی

اب چھوٹی دلہن کو اس [illegible]

سال تاریخ کا ہوا جو خیال

پوچھی تعداد اُن کے بچوں کی

مبارک باد کی پھر سو [illegible] ہے

خوشی [illegible] فزا [illegible] دی ہے

بشیر الدین کے گھر [illegible]

کہ بیٹی تین بیٹوں پر ہوئی ہے

دعا آٹھوں پہر میری یہی ہے

ذرا مہلت نہیں دیتی خوشی ہے

ہجوم شادمانی [illegible] ہے

ولادت پر ولادت [illegible] ہے

کہہ دے [illegible] لڑکی

سنجھی [illegible] سی خوب رو [illegible]

ہیں ہاتف [illegible] سیدہ [illegible]

تو کہا تین بیٹے اک بیٹی

۱۳[illegible]ھ

۱ بشریٰ کی ماں اسی لقب سے مشہور [illegible] اصلی نام اُن کا سیدہ [illegible] تھا

(۴) سترت کم نہیں تھی ابھی کہ بیٹے بیٹی کی
نذیر احمد کی پوتی منذر احمد کی چھوٹی بہن
اسی دن ہی گئی مجھ کو خبر خط کے ذریعے سے
سروش غیب سے پوچھی جو تاریخ اس ولادت کی
(۵) یہی دھوم اب کے ہی ہر سو مچی
ہوا مجھ کو ایما جو تاریخ کا
یہ لائی صبا مژدہ جاں فزا
(۱) عقد بشریٰ در سہ ذی الحجہ گشت
از وفورِ شادمانی و نشاط
بادل خوش سال تاریخش لطیف

مبارک باد کا غل ہے دکن سے تا جہان آباد
مبارک ہو مبارک چشم ما روشن دل ما شاد
سہری چھوٹی دلہن کے گل ہیں بارے سیدہ کی یاد
ندا آئی بشیر الدین کو بیٹی مبارک باد
کہ سید زمانی کے لڑکی ہوئی ۱۳۲۵ھ
تو اس تہنیت میں ناگاہ اے سیدہ
وہ کہ باغ تمنا میں یہ گل کھلا ہے
ایں چہ از بیک صبا گوشم شنفت ۱۹
غنچۂ دل در بغل گل گل شکفت
شادی بنت بشیر احمد بگفت
۱۳۳۸ھ

تاریخ ولادت ۳۰ جولائی سنہ ۱۹ ع دس بجے دن کے یہ مقام کاماریڈی ضلع نظام آباد ممالک محروسہ سرکار عالی نظام۔ طول عمرہا و قدرہا۔

یہ چاروں تاریخیں سیدہ بیگم کی لکھی ہوئی ہیں جو موضع تہلی ضلع سارن میں رہتی اور جناب مولوی حکیم لطیف احمد صاحب کی عزیز قریب ہیں۔ جناب حکیم صاحب کی برجستہ تاریخ گوئی کا اثر ان میں بھی سرایت کر گیا ہے۔ جو لوگ تہذیب نسواں دیکھتے ہیں وہ فن تاریخ گوئی میں ان کے کمال کے قائل ہیں۔ باموقع اور برجستہ مادے نکالنے میں ان کو خاص ملکہ ہے۔



Ajmal Husain
4 years old
اجمل حسین (بعمر چار سال)



Capt Ajmal Husain, B Sc , M B , I.M S The bridegroom

کپتان اجمل حسین (دولها)

بادا بہ تقبیل کدخدائی
تا باز زیستش بہ عیش گذرد
بود ہم بہ سر نگاشتہ کہ تاریخ
ناگاہ بہ شکل دختر آمد
اسحاق بہ نتیجۂ زیبا زین

۹۰

زین باعث بگو تو سال بشری
تاریخ دگر ز دل برآمد

تعلیم [illegible]
ہم آخر گشتہ [illegible]
[illegible]
خندہ زد و [illegible]
لخت جگرم جہیز بشری

۱۸۳۰ = [illegible]

لخت جگرم جہیز بشری
نام جگر بنت بشری ۱۳۴۰ھ

(میرزا محمد اسحاق صاحب دہلوی خواہر زادہ و داماد شاہزادہ ۱۳۳۸ھ [illegible]
ابن میرزا فتح الملک ولی عہد بہادر ابن حضرت بہادر شاہ بادشاہ دہلی)

تقریب نکاح بشریٰ بیگم سلمہا — سہرا (۱)

حوریں بنا کے لائیں کیا [illegible] سہرا
محفل مہک رہی ہے آیا ہے [illegible] سہرا

ہر جیب ہے معطر خوش بوئے گلستاں سے
عنبر نثار یا ہے کیا بے شمار سہرا

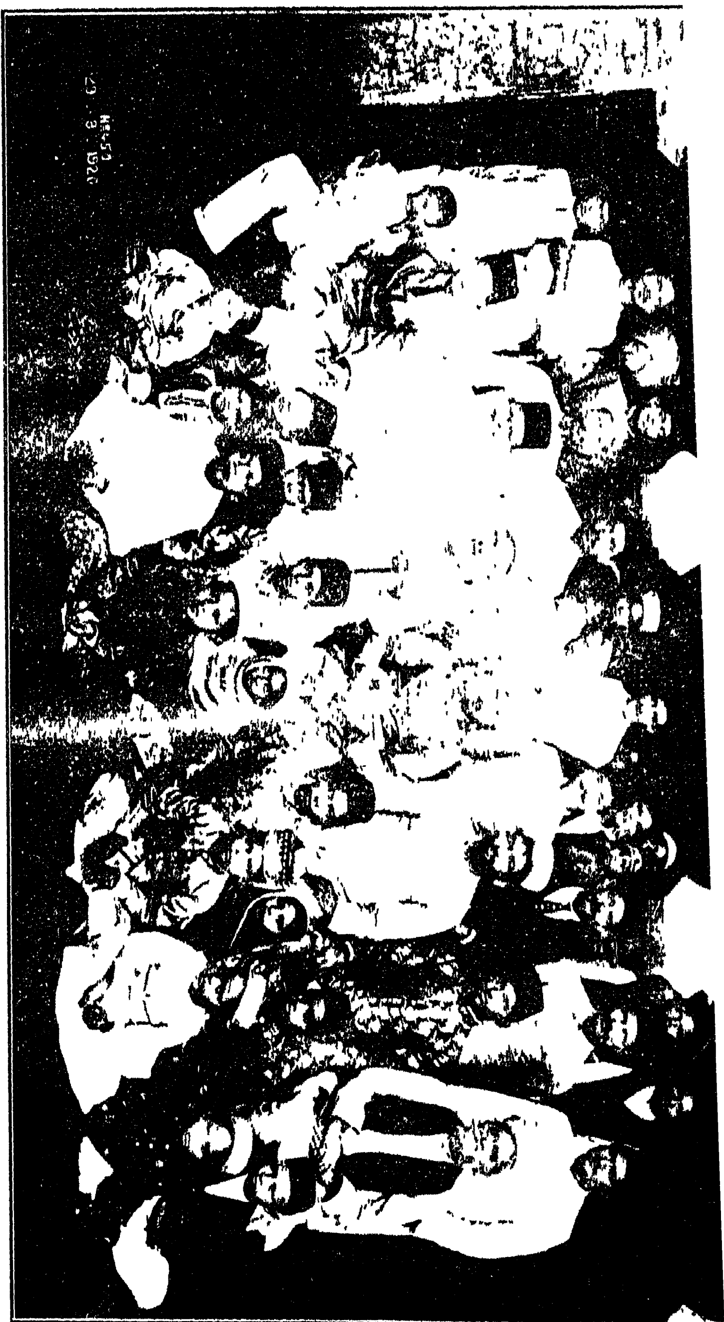
[illegible] چمن ہے یا نافۂ ختن ہے
یا [illegible] سہرا

خوش قسمتی سے حاصل [illegible]
[illegible] عار سہرا

عکس رخ طلائی سہرے پہ پڑ رہا ہے
واللہ بن گیا ہے کیا زرنگار سہرا

ہے حسن تو یہ [illegible] ہو رہا ہے
سر پہ [illegible] پہ رخ پر پتا سہرا

[illegible] جبیں ہے کس شمع رو رخ
قربان ہو رہا ہے [illegible] وار سہرا



Marriage group with the bridegroom in the centre

شادی کا گروپ (دولہا بیچ میں)

سرچشمۂ ضیا ہے دستار فرق نوشہ
دریائے نور کا ہے اک آبشار سہرا

دولھا میاں کے رخ پر لڑیاں جو ہل رہی ہیں
گرمی حسن یوسف سے ہے بے قرار سہرا

کتنا حسین بنا ہے اجمل حسین دولھا
اللہ کرے کہ اس کو ہو سازگار سہرا

جس طرح آج اس کا سہرا ماں باپ دیکھتے ہیں
یوں ہی بیٹا اس کے دکھائے پروردگار سہرا

بیوی و بیٹی کی خاطر گلزار بے خزاں ہے
دشمن کے دل میں کھٹکے بن بن کے خار سہرا

بزم سخن میں ہر سو ہے آج دھوم اس کی
مشرقی کہا ہے تو نے کیا شاندار سہرا

(حافظ اسعد حسین صاحب مشرقی دہلوی)

---

۲۹ اگست سنہ ۱۹۲۰ء مطابق ۱۴ ذی حجہ سنہ ۱۳۳۸ھ یوم یکشنبہ کو پیاری بیگم سلمہا کا نکاح کپتان ڈاکٹر محمد اجمل حسین صاحب سے ہوا جو میرے خلیرے بھائی مولوی اشرف حسین صاحب سب رجسٹرار اور میری سگی بھانجی کے فرزند دلبند ہیں۔ خدا سازگار کرے!

سہرا ۲

گل و گہر سے بنا کے مالن بھی لائی ہر انتخاب سہرا
محمد اجمل حسین کے سر بندھا ہی کیا لاجوب سہرا

ہوا سے جنبش میں ہیں یہ لڑیاں کہ دستِ ابر کرم کھلا ہی
زمیں پہ موتی برس رہے ہیں بنا ہی رشکِ سحاب سہرا

نگاہِ بد کا اثر نہ پہونچے حجاب دونوں طرف سے یہ ہی
اُدھر سے آنچل جو منہ کے اوپر اِدھر سے اُس کا جواب سہرا

پیامِ راحت سُنا رہا ہی نویدِ عشرت دکھا رہا ہی
کہ دو دلوں کو ملا رہا ہی یہ لے رہا ہی ثواب سہرا

نہاں ہیں اس میں نئے نظارے عیاں ہیں حکمت کے باب سارے
بھرے ہیں عشرت کے اس میں مضموں کہ عیش کی ہر کتاب سہرا

محُ محبت کا رنگ دے کر خلوص عشرت کا رنگ لے کر
وہ گوندھے الفت کے پھول اس میں کیوں نہ ہو کامیاب سہرا

نرالے مضموں کے پھول گوندھے نئے معانی کے لائے گوہر
یہ اشتیاق آپ ہی نے لکھا زمانے میں انتخاب سہرا

(اشتیاق احمد صاحب دہلوی)

سہرا ۳

بنا ہی اجمل حسین دولھا بندھا ہی کیا زرنگار سہرا
دلوں کے غنچے کھلا رہا ہی یہ ہی نسیم بہار سہرا

جہاں میں گویا ہی فیض پرور بنا ہی بحرِ کرم سراسر
لٹا رہا ہی گُل اَور گوہر زمانے میں بے شمار سہرا

خطاب اُس کا نویدِ عشرت لقب ہی اُس کا پیامِ راحت
جہاں میں ہی یہ خدا کی رحمت نظر میں ہی عیش بار سہرا

مہک ہی پھولوں کی روح پرور مِی مسرت ہی آبِ گوہر
نسیمِ راحت ہی عیش پیکر شمیمِ عشرت نگار سہرا

شرابِ عشرت سے مست ہوکر بڑھا ہی ساغر بدست ہوکر
زمانے کو مَی پرست ہوکر دکھا رہا ہی خمار سہرا

شعاعِ عارض کا نور لے کر بنا ہی صد رشکِ مہرِ خاور
زمیں ہوئی جس سے گُل منوّر فلک کو دیتا ہی خار سہرا

بنائے صد پشت کیوں نہ کہیئے نوائے عیش و نشاط یہ ہی
جہاں کی زینت ہی اک اسی سے ہی شانِ پروردگار سہرا

برنگِ گلشن چمن چمن ہی یہ انبساطِ صد انجمن ہی
یہ بلبلِ عیش نغمہ زن ہی کہ ہی گُلِ نو بہار سہرا

کہیں تبسّم کا طرز پنہاں کہیں نمایاں ہی عکسِ دنداں
گُل اَور گوہر اُدھار لے کر دُلھن کا ہی قرضدار سہرا

یہ نورِ چشمی کی آج شادی تمھیں مبارک بشیر احمد

پسند آیا اشرف حسین صاحب کو کیا ہی پیارا سہرا
نسیم عشرت سے لئے عیش کے گل کھلا رہے ہیں شگفتہ گل
یہ کلکِ شیدا کا ہے نتیجہ کہ ہے شگفتگی پر ہزار سہرا
(منشی چندی پرشاد صاحب شیدا دہلوی)

سہرا

ہے تابِ مہ رخ سے کیا تاب دار سہرا
سورج کی یہ کرن ہے یا زرنگار سہرا

جم جم رہے مبارک اکمل حسین صاحب — عشرت کے گل کھلا کے لائے بہار سہرا
عارض پہ تیرے دولہا لٹکا ہے پھول چھڑی — کس کس ادا سے تجھ پر ہے آج پیار سہرا
موتی برس رہے ہیں محفل میں آج کیسے — دولہا پہ کر رہا ہے کیا زرنثار سہرا
ماں باپ کی خوشی کی سب آئیں آرزوئیں — حق نے دکھا دیا ہے یہ شان دار سہرا
ہو یہ گھڑی مبارک سب اہلِ خاندان کو — دیکھیں ہنسی خوشی سے یہ گل عذار سہرا
اسعد کی بشارت کر دل اب دعائیں — پھل لائے پھول کر یہ پروردگار سہرا

قطعۂ تاریخ نوشتۂ جناب مولوی حکیم لطیف احمد صاحب رئیس سنبھل ضلع سارن

بشیر دہلوی شغلِ تصانیف — وہ وارث ہے یہ وارث پدر ہے
نظر اس کی نہ کیوں ہو ایسی غائر — کہ قابل باپ کا لائق پسر ہے
فہیم و ہوشمند و صاحبِ عقل — وہ ہر پہلو سے واقف باخبر ہے
یہ ہے اس کی قلم کی دُر فشانی — کہ نثّار و ادیب و خوش گہر ہے
یہ تحریرِ ہمایوں بارک اللہ — بہت دلچسپ و دل کش خوب تر ہے
امورِ خانہ داری کے لئے یہ — مفید و سود مند و پر اثر ہے
کتاب اچھی سلاست قابلِ داد — قبولِ طبع نسواں خاص کر ہے
ہے فرمائش جو سالِ عیسوی کی — تو تعمیل اس کی تم پر مختصر ہے
قلم لو اور لطیف احمد یہ لکھ دو — بشیر الدین کی یہ لختِ جگر ہے

۱۹۲۰ع

(تمام شد)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۴	۳	عبروں	عبیروں	۳۷	۵	ناوہند	ناوَہند
۸	۵	سٹینڈرڈ	سٹینڈرڈ	"	۸	حازگار	سازگار
۱۱	۲	عابل ہیرگی رہ	جاہل گروہ	"	۹	بادوسے	جادوسے
۱۳	۱	خد	خدا	۳۸	"	رکھنے	رکھتے
"	۱۲	محرم	محروم	۳۹	۱۵	جانی	جائی
"	۱۲	مستقیم	مستقیم	۴۱	"	اُس	اِس
"	۱۵	مشعلہ	مشغلہ	۴۷	۱۶	طوخان	طوفان
۱۴	۲	اماتت	امانت	۵۵	۴	حب	جب
۱۷	۳	ماقی	باقی	۵۶	"	سنچے	سنپچے
"	۱۳	مس	میں	۶۳	۷	لیکن	لیکن
۲۰	۱۵	وسیاں	وہ کمیٹیاں	"	۹	حالتِ مایوسی	حالت مایوسی کی
۲۳	۳	توپڑھا	پڑھاتو	۶۴	۳	خاندانی	خاندان کی
۲۶	۴	میڑھی	میری پڑھی	۷۲	۳	[illegible]	[illegible]
۲۸	۹ و ۱۲	مضامیں	مضامین	۷۳	۱۳	سخت	+
"	۱۵	پھرکا	بھڑکا	۸۰	۸	گفتگو	گفتگو
۳۶	۱	ہمہ	ہمہ	۹۵	۱	کسی	کیسی
"	۸	سرترجیح	پرترجیح	۱۰۰	۱۴	کیوں	کیوں کر
"	۱۵	سبب	سبب	۱۰۱	"	مفتوں	مفتون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۰۳	۱۵	یلقدر	بقدر	۱۵۴	۸	آئیں	آئین
۱۰۶	۱۰	ہوئی	ہوئی	"	۱۴	جفاں	جناں
۱۰۹	۲	ہیں	دلہن	۱۶۲	۷	سے	سکے
۱۱۰	۱۲	دیکھتی	دیکھتی	۱۶۴	۵	چھلکے	چھلکے
۱۱۸	۳	اُن	اُن کا	"	۱۱	پونہچا کہ	پونہچا
۱۱۹	۱۰	سے	سکے	۱۶۶	۴	کھلایا	کُھلایا
۱۲۳	۱۲	پانچیں	پانچویں	"	۱۴	گوں	کَون
۱۲۴	۱	پڑتا	پڑتا	۱۶۸	۵	ہاتی	ہاتھی
۱۳۰	۲	او	اور	۱۷۶	۷	سود	موجود
۱۳۲	۴	کچھ سے	کچھ سے کچھ	۱۷۷	۹	چتا	بچتا
۱۴۲	۲	لیکیں	لیکن	۱۷۸	۸	کھلائے	کملائے
"	۱۲	بہی بھیتی	بھتیجا	۱۷۹	۵	ترستے	ترستے
"	۱۳	نقریبا	تقریباً	۱۸۰	۵	بڈے	بڈھے مرد
۱۴۳	۱۱	تبھی نبھالے	×	۱۸۳	۱۳	کیوں لا سکتی	کیوں کر لا سکتی
۱۴۴	۲	چھوٹے	پچھوٹے	۱۸۷	۷	خدائے تعالیٰ	خدائے تعالیٰ کو
"	۱	قبل از	قبل از وقت	۱۸۹	۴	آسنے	×
۱۵۰	۱۱	رہت	رہی	"	۱۳	مل	مل کر
۱۵۱	۵	محتشم	محتشم بھی	۱۹۰	۶	کیا	کیا گیا

غلط نامہ بحثِ جلد ۳۴۳ حصہ اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۹۱	۶	و	وہ	۲۲۸	۱۷	کوئی	کوئی
۱۹۳	۱۳	باپ کا	باپ کا نام	۲۳۱	۷	گون	گَوَن
۱۹۵	۱۰	آرا	آڑا	〃	۱۲	مزخرفات	مزخرفات
۱۹۷	۱۱	بتاتے	بناتے	۲۳۲	۸	نسواں	نسوان
۱۹۹	۱۲	کی	کیا	〃	۱۸	مضموں	مضمون
〃	۱۳	ہوکے	ہونے کے	۲۳۳	۱	سے چھپا ہے	ایک
۲۰۰	۶	موجود	موجود نہیں	〃	۲	نسواں	نسوان
۲۰۲	۱۴	حفے	حقے	۲۳۷	۲	〃	〃
۲۰۳	۱۳	بھاکے	بھاگے	۲۳۸	۹	کا	کا کام
۲۱۲	۹	نہاپچے میں	نہاپچے پر	۲۳۹	۱۴	ہلیں	ہی
۲۱۸	〃	صندوقچے	صندوقچی	۲۴۰	۲	رکھے	رکھتے
۲۲۰	۴	فدر	قدر	۲۴۳	۱۶	چاہیے	چاہیئے
۲۲۳	۱۱	کام کام	کام کا کام	۲۴۶	۱۷	جاگتی	جاگتی
۲۲۴	۷	پکالے	پکاتے	۲۵۲	۸	نبیرہ	نبیرہ
۲۲۵	۴	نسواں	نسوان	۲۵۴	۱۲	کاں	کان
۲۲۷	۴	محسوس	محسوس طور	۲۵۵	۱۰	تیل دھا	تیل کی دھا
۲۲۸	۵	نام	×	۲۶۵	۱	لیکں	لیکن
〃	۱۵	بھرے	بھری	〃	۳	عولوں	عورتوں

غلط نامہ حیات جاوید ۳۴۴ حصہ اول

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ
لیں	لیت	۲	۲۹۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سلام	سلا	۳	۳۰۰	انگشتی	انگشتی	۹	۲۶۶
بول	اور	۴	〃	زباں	زبان	۱۴	〃
تلفی	تلقی	۱۰	۳۰۳	زیادہ	ریادہ	۳	۲۷۱
دربان	درماں	۱	۳۰۴	نہ نفرت	نفرت	۱۳	۲۷۳
بلا سے	سے بلا	۳	۳۰۵	تو	تو	۱۳	۲۸۰
آسانی	آسالی	۱۵	۳۰۸	چوسنے	چھوسنے	۱۱	۲۸۲
×	کہ کل	〃	۳۰۹	تشفی نہیں	تشفی	۳	۲۸۶
اونٹ	اوت	۳	۳۱۱	بناؤ	نباو	۴	۲۸۹
چاہیے	جاہیے	۱۰	۳۱۲	کیا	کما	۵	〃
کے	لے	۱۸	〃	[illegible]	ڈھیلا سا	۱۲	۲۹۳
پیراگراف	پیرالراف	۸	۳۱۵	کی	لی	۷	۲۹۴
چاہیے	جاہیے	۱	۳۲۶	دلی	دتی	۹	〃
پڑھیں	پرھیں	۱۶	〃	کسی کی	کسی	۱۳	۲۹۶
نویسی	ولیسی	۱۸	〃	راجہ	را	۱۰	۲۹۷
صفحے	صحے	۱	۳۳۰	نرس	رس	۱۱	〃
چوڑی	چوڑ	۴	۳۳۲	انگلیاں	انگلماں	۱۳	〃
خاکسار یا عاجز وغیرہ یا کمترین کے بعد	صبح یا کیا یا عاجز و یا کمترین کے	۹	〃	کی جگہ	کی	۱۱	۲۹۸

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۲۵	۵	اوپر	اوپر	۳۹۲	۱۳	میکے	میکے کے
۳۲۶	۱۸	کوئی	×	۳۹۳	۱۸	حس	جس
۳۳۷	۱	کی	کی کوئی	〃	۱۹	طرخ	طرح
۳۴۱	۱۹	ناپیدا	ناپید	۳۹۵	۲	بکار	پکار
〃	۲۰	سروول	سیروول	۳۹۶	۱۸	چلاو	چلاؤ
۳۴۳	۱۶	غلد	جلد	〃	〃	رستگاری	رستگاری
۳۴۶	۱۷	ہی	ہی	۳۹۸	۱۶	پاچ	پانچ
۳۴۷	۱۰	بہتیری اول	بہتیری اول کو	۴۰۳	۶	بیوبار	بیوپار
۳۴۸	۱۹	پھرکنا	پھڑکنا	〃	۱۱	پٹہ	بٹہ
〃	۲۰	محتیر	متحیر	۴۰۶	۴	وست	وستا جب
۳۵۳	آخر	حسان	احسان				پانی سر سے
۳۵۸	۱۲	دل	دل سے				گزر گیا تو پھر
۳۵۹	۷	پھیں	پھبن				بھالے برابر ہوا
۳۶۱	۱۱	ناکہاں	ناگہاں				تو کیا اور ہاتھ
۳۶۹	۴	نہیں	تہیں				برابر ہوا تو کیا؟
۳۷۰	۱۷	رسے	رستے	〃	〃	و	وہ
۳۷۱	۱۶	ہی	×	۴۰۷	آخر	نقدیر	تقدیر
۳۷۹	۱۷	برڑ	بڑا	۴۱۲	۱۶	نظر	نظیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	تغلیط	تصحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۰۱۴	۱۳	(۳)	(۴)				
۳۰۱۶	۱ و ۵	(۴)(۵)	(۵)(۶)				
؍؍	۱۳	چاروں	چھکوں				

تمام شد

کتاب	قیمت	جلد	محصول ڈاک
مراۃ العروس - لڑکیوں کو امور خانہ اور سلیقہ سکھانے کی سب سے بہتر کتاب جو بوجہ شہرت محتاج تقریب نہیں جس پر گورنمنٹ سے ایک ہزار روپیہ انعام ملا - ہمارا ایڈیشن خوش خط - کاغذ عمدہ	عہ ر	۰	۴ر
بنات النعش - مراۃ العروس کا دوسرا حصہ جس میں لڑکیوں کی اصلاح حالت اور ترقی علم مقصود ہے گورنمنٹ سے پانسو روپیہ انعام ملا - ہمارا ایڈیشن خوش خط - کاغذ عمدہ - -	عہ ر	۰	۴ر
توبۃ النصوح - نیک کرداری اخلاق اور مذہبی تعلیم کا بیش بہا ذخیرہ جس پر گورنمنٹ سے ہزار روپیہ انعام ملا - ہمارا ایڈیشن - خوش خط - کاغذ عمدہ - - - -	عہ ر	۰	۴ر
محصنات - دو شادیاں کرنے کی خرابیاں - آخر میں ایک نثر مخمس - ہمارا ایڈیشن	عیہ ر	۰	۴ر
رویائے صادقہ - خواب کے پیرائے میں تمام مذاہب سے بحث کرنے کے بعد نتیجہ نکالا ہے کہ جو اس کتاب جتنی باتیں ہونی جانتا ہو اس کا اسلام کیا - ہمارا ایڈیشن - - -	عیہ ر	۰	۴ر
ابن الوقت - انگریزی کورانہ تقلید کی خرابیاں - نہایت معقول مذہبی بحث - ہمارا ایڈیشن	عیہ ر		۴ر
ایامیٰ - بیواؤں کی دکھ بھری کہانی خود ان کی زبانی اور نکاح ثانی کی تحریک - ہمارا ایڈیشن	عیہ ر		۴ر

موعظہ حسنہ - تعلیم کے متعلق خطوط کا مجموعہ ہر لڑکے کو پڑھنا چاہیے - منتخب الحکایات - بچوں کے لیے چھوٹی چھوٹی کہانیاں - صرف صغیر - فارسی گرامر - نصاب خسرو - حضرت امیر خسرو کی خالق باری طرز جدید پر - رسم الخط املا اور انشا کے ضروری قواعد بچوں کے لئے - مبادی الحکمۃ - منطق کا رسالہ بہت سلیس اردو میں - مائیغنیک فی الصرف - صرف عربی کے قواعد سلیس اردو میں عام فہم -

کتاب	قیمت	جلد	محصول ڈاک
لکچروں کا مجموعہ - دو ضخیم جلدوں میں جن میں (۴۴) لکچر ہیں (۱۲۰۴) صفحے - ہر دو جلد	چہ ر	۰	۹ر
مطالب القرآن - اردو تفسیر قرآن کی پہلی جلد نامکمل بوجہ وفات مصنف - بجائے خود مکمل ہے	عہ ر	۰	۳ر

(ہمارے یہاں سوائے ہماری اپنی کتابوں کے دوسری کتابیں فروخت نہیں ہوتیں - تبادلہ کمیشن کی شرح لکھ کر طے کریں)

اعلان

اسی مصنف کی اور کتابیں

حرز طفلان۔ نشاط عمر۔ عصائے پیری۔ یہ تینوں کتابیں لڑکوں جوانوں و ضعیف عمر کے لوگوں کے لیے تلقین معاشرت، تعلیم نیکوکاری و اخلاق کی بہترین رہنما ہیں۔ اقبال دلہن۔ حسن معاشرت۔ اصلاح معیشت۔ یہ تینوں کتابیں مستورات کے لیے نہایت موزوں ہیں۔ کئی کئی ایڈیشن ہو چکے ہیں۔ ٹکسٹ بک کمیٹیوں نے پسند کیا ہے۔ زنانہ مدارس میں جاری ہیں۔ نمبر ۱ پر سرکار سے انعام بھی ملا ہے۔ لڑکیوں اور ہر عمر کی عورتوں کو ضرور پڑھنی چاہئیں۔ بچیوں سے دو دو باتیں۔ نمبر ۱ تا ۳ کی طرز کی صرف کم عمر لڑکیوں کے لیے۔ عزم بالجزم۔ ایک چھوٹا سا رسالہ استقامت ارادے پر۔ واقعات مملکت بیجاپور۔ دکن کی مکمل تاریخ جس پر ہزار روپیہ انعام ملا ہے۔ تین جلدوں میں (۱۲۸۷) صفحے۔ سائٹھ عکسی بلاک فوٹو۔ غیر مجلد۔ مجلد یکجا۔ محصول ۱۲ر۔

واقعات دار الحکومت دہلی۔ دہلی کی نہایت مکمل اور مبسوط تاریخ مع حالات عمارات قدیمہ تین جلدوں میں (۲۳۶۶) صفحے (۲۰۹) قلمی نقشے اور تصویریں (۹) بلاک فوٹو یہ تاریخ (۱۳۳۰) برس قبل ولادت مسیح سے سنہ ۱۹۲۰ء تک کی ہے۔ کسی اور اردو کی کتاب میں دہلی کے متعلق اتنے مفصل حالات آج تک نہیں لکھے گئے۔ کم تعداد میں چھپی ہے شائقین جلد لیں۔

ہر حصہ غیر مجلد۔ تینوں حصے علیحدہ علیحدہ مجلد۔ ہر حصہ۔ جلد۔ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتا: بشیر الدین احمد تعلقہ دار پنشنر کھاری باؤلی دہلی